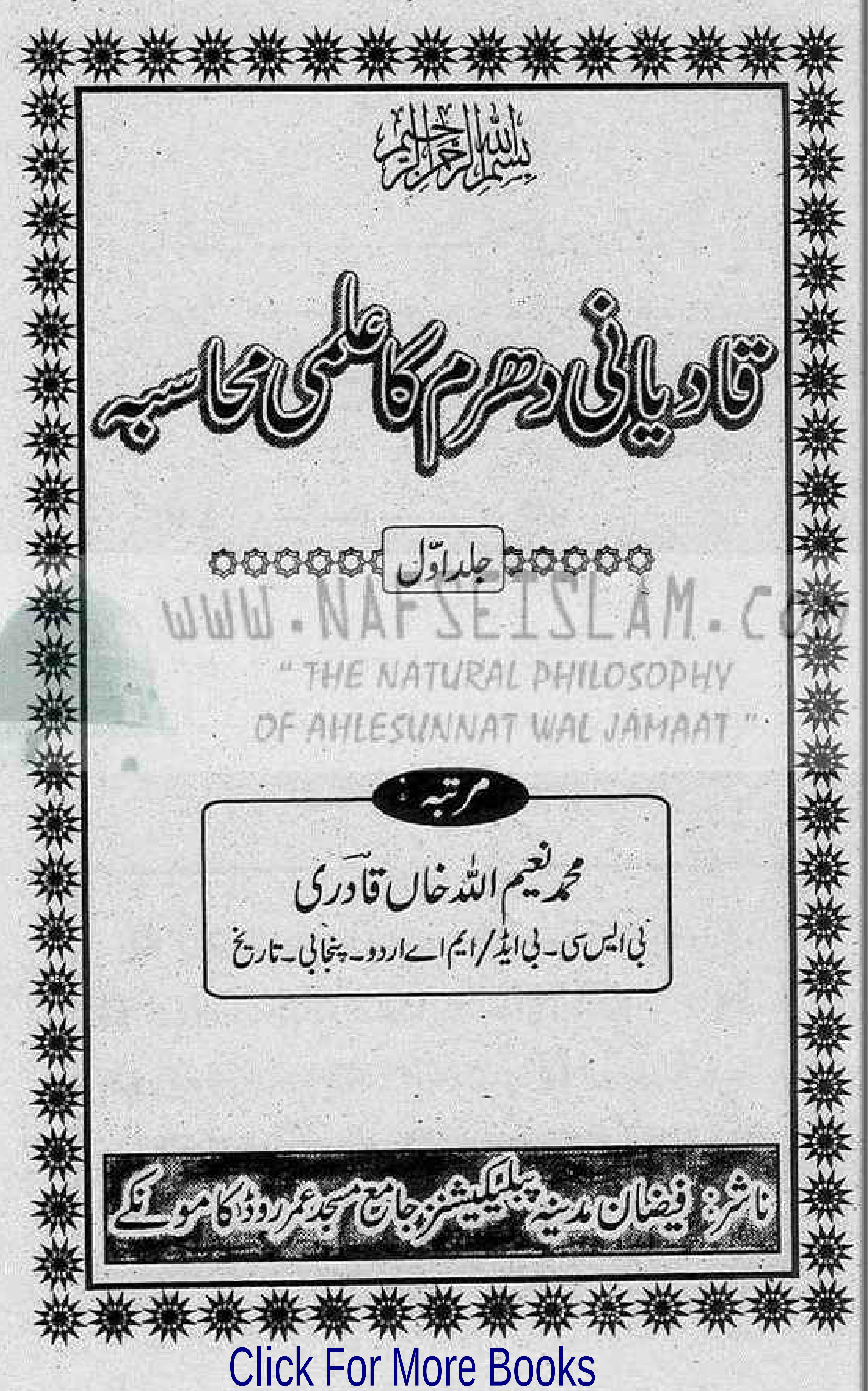


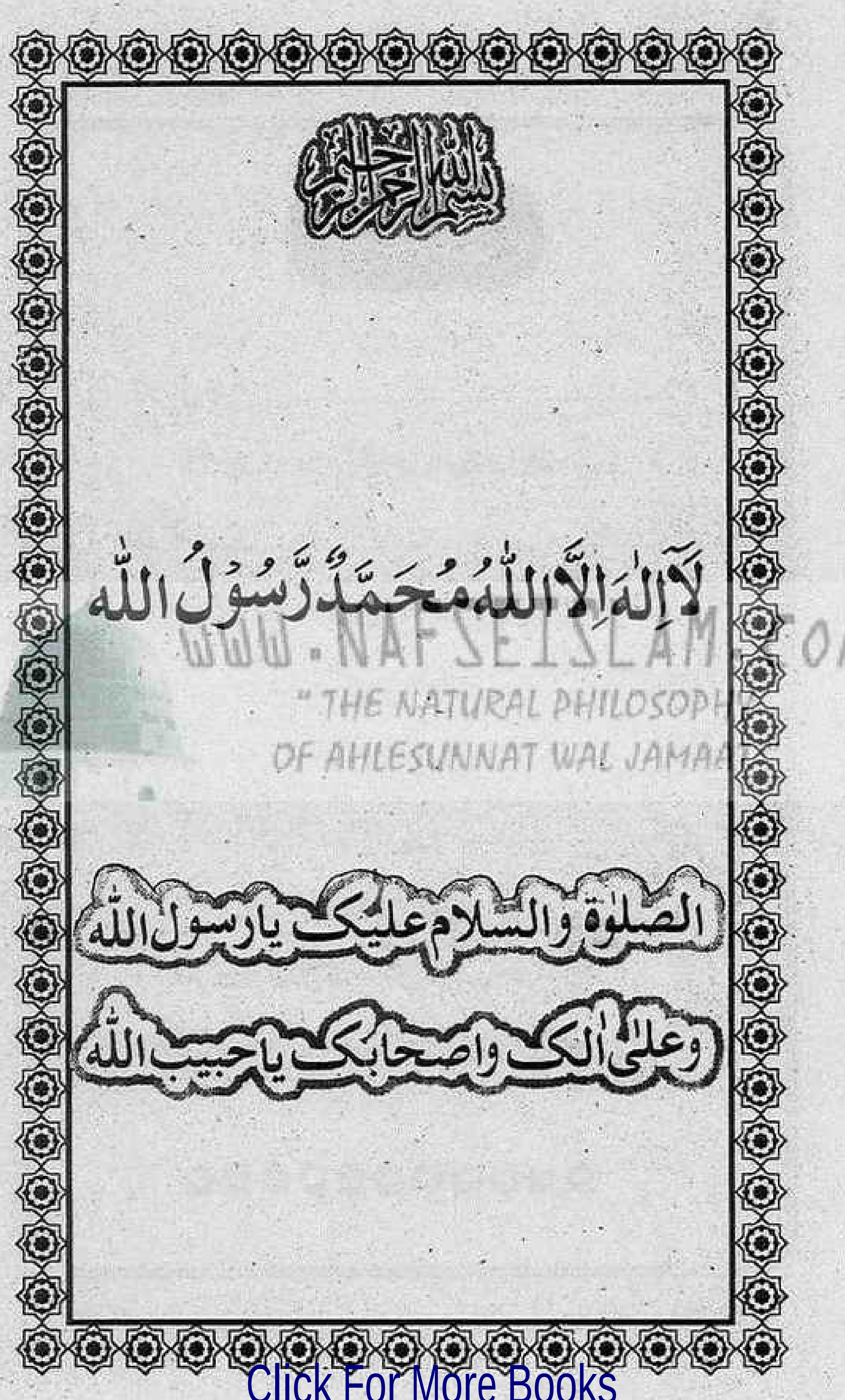
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ
جلد اوّل
WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"
مرتبہ
محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی۔ بی ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ
ناشر: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموں نکے

نام کتاب ——— قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ
مرتبہ ——— محمد نعیم اللہ خاں قادری
——— بی ایس سی۔ بی ایڈ
——— ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ
صفحات ——— ۵۱۲
باراول ——— اکتوبر ۲۰۰۳ء
ہدیہ ——— 180/- روپے
ناشر ——— فیضان مدینہ پبلیکیشنز کاموکے

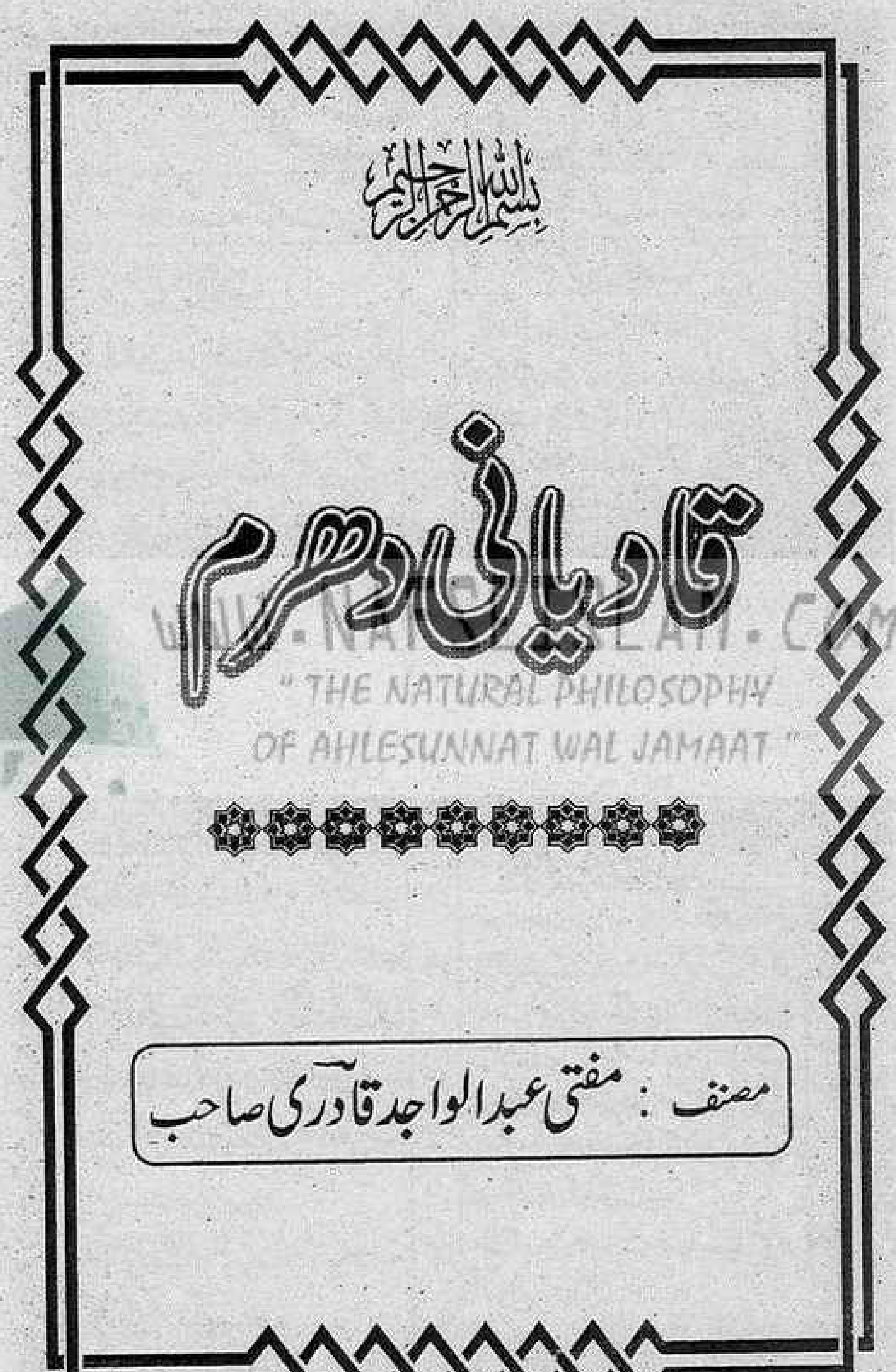
ملنے کے پتے:

- سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
- شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- اسلام بک ڈپو لاہور
- مکتبہ نبویہ لاہور
- رضا وراثی لاہور
- مسلم کتابوی لاہور
- فرید بک سٹال لاہور
- مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ
- مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ
- غوثیہ کتب خانہ گوجرانوالہ


فہرست رسائل



بسم اللہ الرحمن الرحیم
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی دھرم

مصنف : مفتی عبدالواجد قادری صاحب

فہرست مضامین

لمعاتِ قمریہ

مفکر اسلام حضرت علامہ محمد قمر الزماں صاحب زید مجدہ اعظمی خطیب اعظم یورپ، سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن

باسمہٖ تعالیٰ۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء ملت اسلامیہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ اور ملت مسلمہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ غاصب اور ظالم انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کریں اور ان سے اقتدار چھین لیں، اگرچہ جہاد آزادی اسوقت کے مخصوص سیاسی حالات کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکا۔ مگر سفید سامراج نے یہ یقین کرلیا کہ اگر قوم مسلم دوبارہ علماء کی قیادت میں جہاد پر آمادہ ہوگئی تو ان کا اقتدار بآسانی ختم کردے گی اور ان کے سلطنت کا سورج ہمیشہ کیلئے غروب ہوجائیگا۔

چنانچہ انہوں نے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا بیج بویا مختلف باطل فرقوں کو جنم دیا اور انکی سرپرستی کی۔ ان تمام فرقہائے باطلہ میں قادیانیت سب سے خطرناک فرقہ ہے۔ اس فرقہ کے بانی مسیلمہ قادیانی غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کیا اور نہ صرف یہ کہ اس نے نئے نبی کے امکان کو تسلیم کیا بلکہ خود دعوائے نبوت کر بیٹھا۔ اس نے انبیاء سابقین بالخصوص سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی مقدس ماں کی شان میں انتہائی نازیبا کلمات استعمال کئے۔ انکی نبوت کا انکار کیا اور خود کو مسیح موعود بنا کر پیش کیا۔ اس جعلی نبی نے ان تمام منصوصات قرآنیہ کا انکار کیا جس پر ۱۴ سو سال سے علماء ملت اسلامیہ کا اجماع ہے۔

دعوائے نبوت کے ساتھ ساتھ اس نے قرآن کے تصور جہاد سے انحراف کیا اور انگریزوں کی حکومت کو اللہ کا سایہ قرار دیا۔ اور ان سے جہاد کو غیر اسلامی عمل قرار دیا ان سے وفاداری کو اپنے باعث افتخار قرار دیا۔ مغربی اقوام بالخصوص برطانیہ نے اس فرقہ کی بھرپور سرپرستی کی۔ اور اپنے اس خود کاشتہ پودے کو تناور درخت بنانے کیلئے جملہ وسائل اختیار کیا۔

آزادی ہند سے پہلے قادیانی بن جانے والوں میں سرکاری مناصب تقسیم کئے گئے۔ آزادی ہند کے بعد پاکستان میں ان کو تمام کلیدی عہدوں پر فائز کیا گیا۔ انہیں وزارت خارجہ کا قلمدان دیا گیا۔ تاکہ دنیا بھر میں قادیانیت کی تبلیغ کیلئے راہیں ہموار کی جاسکیں۔ ڈین ہاگ (ہالینڈ) کی عالمی عدالت انصاف کی مسند پر بیٹھایا گیا تاکہ وہ اپنے تمام وسائل اور ذرائع اختیار کر کے اپنے باطل عقیدے کی اشاعت کر سکیں۔

علماء اسلام بالخصوص مجدد ائمت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنی کتابوں میں اس فرقے کی کفریات اور ان کے ارتداد کو واضح کیا۔ اپنے شاگردوں اور خلفاء کی ایک ایسی عظیم جماعت تیار کی جو فرقِ باطلہ کی بیخ کنی کرے اور تمام فرقِ باطلہ بالخصوص قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کرے۔

بحمد اللہ جہاں جہاں علماء اہلسنت پہونچ سکے وہاں قادیانیت قدم نہ جما سکی، مگر ہند و پاک کے کچھ پسماندہ علاقے اور افریقہ نیز جنوبی امریکہ کے کچھ دور افتادہ علاقے ان کے دام فریب میں آگئے اور اس طرح قادیانیت نے خود کو ایک عالمی تحریک کی حیثیت سے متعارف کرانے کی کوشش کی۔ مرتد قادیان غلام احمد کی زندگی ہی میں امام احمد رضا فاضل بریلوی و مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی اور انکے شاگردوں کے علاوہ شہنشاہ ولایت حضرت پیر سید مہر علی صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کا بھرپور رد فرمایا۔ مسیلمۂ قادیان کو مناظرے کی دعوت دی، مباہلے کے اجلاس میں بلایا، مگر وہ سامنا نہ کر سکا اور اپنے منطقی انجام کو پہونچ کر ایک لرزہ خیز موت سے دوچار ہوا فلعنۃ اللہ علیہ

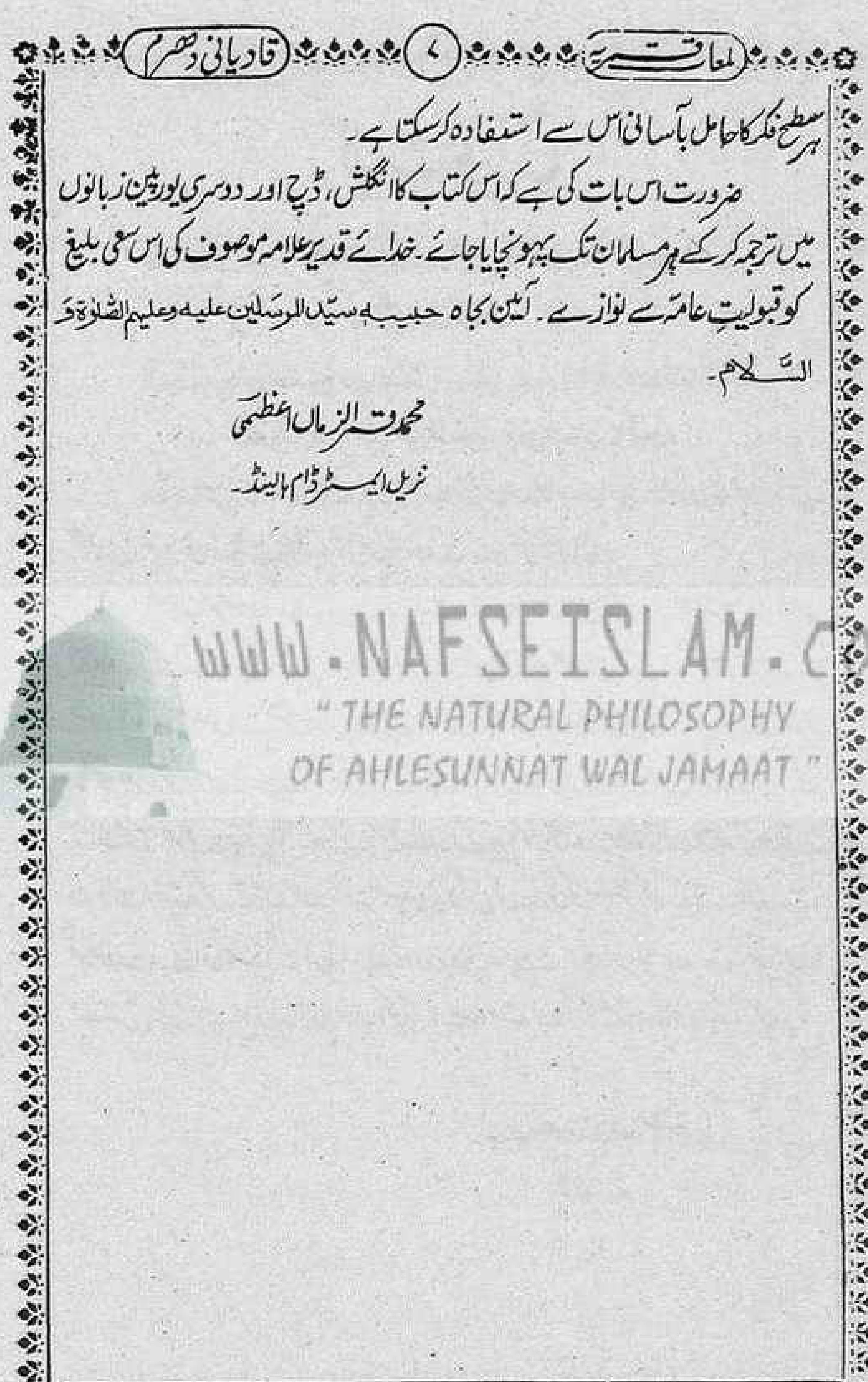
پاکستان قومی اسمبلی میں علماء اسلام بالخصوص قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، حضرت مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری (ابن حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ) پروفیسر شاہ فرید الحق اور ان کے دوسرے رفقاء کی کوششوں سے انہیں ۱۹۷۴ء میں کافر قرار دیا گیا۔ مگر اسمبلی کے اس فیصلے کی مناسب تشہیر نہ ہو سکی، اور نہ ہی

حکومت نے اس فیصلے کو دنیا کے تمام افراد تک پہونچانے کیلئے کوئی مناسب انتظام کیا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے مناسب تشہیر ہو چنانچہ ۱۹۷۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام عالمی دورے ترتیب دیئے گئے، اور قائد اہل سنّت علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہد ملّت علامہ عبد الستار خاں نیازی، رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری اور پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب نے افریقہ، امریکہ اور یورپ کے تمام ملکوں کا دورہ کیا۔ اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے سامنے قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کیا۔ ادھر قادیانیوں نے پاکستان سے مایوس ہوکر اپنے حقیقی آقاؤں کی آغوش میں پناہ لینے کیلئے یورپ کا رخ کیا۔ جرمنی، فرانس، بلجیم، ہالینڈ اور انگلینڈ میں اپنے مراکز قائم کئے۔ A.M.T.V. کے نام سے ایک پورا ٹی وی چینل قادیانیت کے فروغ کے لئے وقف کردیا۔ اس چینل سے ۲۴ گھنٹے قادیانیوں کی تبلیغ وتشہیر ہورہی ہے۔

یہ صورت حال انتہائی خطرناک ہے اب قادیانیت کا فتنہ مسلمانوں کے دروازے ہی پر دستک نہیں دے رہا ہے بلکہ ٹی وی کے ذریعہ ان کے گھروں اور نشستگاہوں میں داخل ہوکر نئی نسل کے ایمان وعقیدے کو غارت کرنے پر تلا ہوا ہے۔

حضرت علامہ مفتی عبد الواجد صاحب قادری زیدہ مجدہ نے میڈیا کے ذریعے قادیانیت کی اشاعت کا بروقت نوٹس لیا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر میڈیا کے ذریعے پھیلنے والے قادیانیت کے اثرات کو زائل نہ کیا گیا تو یورپ کے مسلمانوں کی نئی نسل جو عقیدۂ ختم نبوّت سے شعوری اور فکری طور پر آگاہ نہیں ہے قادیانیت کے فریب کا شکار ہوجائیگی

علماء اسلام اگرچہ جلسوں میں اور مساجد میں قادیانیت کی تردید کرتے رہتے ہیں مگر انکی آواز ہر فرد تک نہیں پہونچ سکتی اس لئے لٹریچر کے ذریعہ ہر مسلمان کو قادیانی فتنے سے آگاہ کیا جائے زیر مطالعہ "قادیانی دھرم" اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اس کتاب میں قادیانیوں کے افکار وخیالات، ان کے عقائد باطلہ اور ان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا ہے، ان کا انداز تحریر اس قدر عام فہم، سلیس اور سادہ ہے کہ



ہر سطح فکر کا حامل بآسانی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کا انگلش، ڈچ اور دوسری یورپین زبانوں میں ترجمہ کر کے ہر مسلمان تک پہونچایا جائے۔ خدائے قدیر علامہ موصوف کی اس سعی بلیغ کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

محمد قمر الزماں اعظمی

نزیل ایسٹرڈام ہالینڈ۔

کلمات نورانی

قائد اہلسنت فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ مبلغ عالم اسلام صدر ورلڈ اسلامک مشن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

حضرت محترم۔ فاضل جلیل، مولانا العلامہ مفتی عبدالواجد صاحب قادری زید مجدہم کی دینی تبلیغی و اصلاحی خدمات، عوام و خواص اہلسنت سے مخفی نہیں ہیں۔

حضرت موصوف کی تصانیف قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں، جزاہم اللہ خیر الجزاء اب تازہ تصنیف "قادیانی دھرم" مرزا غلام کذاب قادیانی کے بغوات اور خود ساختہ دھرم کے متعلق مفصل معلومات بشکل سوال و جواب مختلف نشستوں پر پھیلی ہوئی تحریر انتہائی آسان عام فہم اور مدلل ہے۔ حضرت مفتی صاحب قابل مبارک باد ہیں کہ اس موضوع پر حالات کے تناظر میں خصوصی توجہ فرمائی۔ مرزا قادیانی کذاب کے پیروکار مختلف مقامات پر مختلف طریقہ واردات اختیار کرتے ہیں۔ اور عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت موصوف نے ان کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ اور عصری ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فقیر شاہ احمد نورانی الصدیقی غفرلہ

نزیل ہالینڈ

تقدیم

باسمہٖ سبحانہٗ

تیرہویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں کئی نام نہاد اسلامی تحریکوں نے متحدہ ہندوستان میں جنم لیا۔ مثلاً وہابی ازم، چکرالوی ازم (اہل قرآن) دیوبندی ازم، اور قادیانی ازم وغیرہا نے، اور ان سب تحریکوں کے پیچھے اسلام دشمن طاقتوں کا ہاتھ تھا جس سے کوئی بھی باخبر مسلمان بے خبر نہیں ہے۔ ان تحریکوں کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی ساتھ برصغیر ہند و پاک کے علمائے کرام، مفتیان اسلام، مشائخ عظام اور ممتاز دانشوروں نے بھرپور ان کا قلمی اور علمی تعاقب کرنا شروع کیا۔ اور ان سازشی گروہوں کے خلاف قلمی میدان جہاد میں ڈٹے رہے۔ تا اینکہ انکے چہروں پر پڑے اسلامی نقاب کے اندر تار و پود کو بکھیر دیا اور ان کے مکروہ چہروں سے عامۃ المسلمین کو روشناس کرا دیا۔ فجزاھم اللہ تعالٰی عنی وعن جمیع المسلمین۔

جب علمائے اسلام کے قلمی جہاد کے نتیجہ میں وہ سب اپنے اصلی چہروں کے ساتھ عام مسلمانوں کے سامنے آنے کے قابل نہ رہے تو انھوں نے تقلید ائمہ یعنی حنفیت و حنبلیت اور قادریت و نقشبندیت کا حسین و جمیل نقاب اپنے چہروں چڑھایا۔ لیکن علامہ فضل رسول بدایونی، علامہ فضل حق خیرآبادی، مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی، علامہ شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی، مولانا منورالدین دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، مولانا خیرالدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد) مولانا شاہ عبدالرحمن فاروقی سلطی، رحمہم اللہ تعالٰی اور ان سب کے اخیر میں مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی، علامہ شاہ مہر علی نے انہیں مسلمانوں کے سامنے بیچ چوراہے پر ننگا اور بے نقاب کر دیا جسکی وجہ سے وہ تمام تحریکیں منافقانہ چولے بدلنے پر اتر آئیں مصلحت بیں و کار آساں کن پر عمل پیرا ہو گئیں۔

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ تمام نئی تحریکیں دفن ہو گئیں اور انکے مضر اثرات سے برصغیر

کے مسلمان محفوظ ہو گئے نہیں بلکہ وہ تحریکیں آج بھی کسی نہ کسی طرح زندہ ہیں اور مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کر رہی ہیں..... مذکورہ تحریکوں میں سب سے زیادہ شاطر، دہشت پسند اور اپنے مشن میں فعّال و منظم قادیانی ازم ہے۔ کیونکہ اسے اسلام دشمن قوتوں کی پشت پناہی بلکہ بھرپور تعاون حاصل ہے چنانچہ برصغیر ہند و پاک بنگلہ دیش، و نیپال وغیرہ میں اپنی چتا کو جلتا ہوا دیکھ کر اکثر قادیانیوں نے یورپ، امریکہ، اور افریقہ کے ان ملکوں کی طرف کوچ کیا جہاں اپنے پشت پناہوں کے ذریعہ ملکی تحفظ، مالی تعاون اور قادیانیت کی نشر و اشاعت کا کھلے عام موقع مل سکے۔ جو مسلمان ترکی و مراکو، انڈونیشیا اور سورنیام نیز برّصغیر سے آ کر یورپ امریکہ میں پہلے ہی سے آباد ہو چکے تھے ان میں سے اکثر مغربی تہذیب کی آندھیوں میں کھو کر اپنے دین کے تقاضوں سے بے خبر ہو چکے تھے ایسی انتشار اور اپنی برتری کی ہوس نے انہیں ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔

دریں اثنا قادیانیوں نے ان ملکوں میں آ کر اپنی ہزاروں منظم جماعتیں بنام "احمدیہ جماعت" اور سیکڑوں قادیانی مشن قائم کر لیے۔ اور قادیانی بدمذہبیت کی جو بلا برصغیر پر منڈلا رہی تھی وہ یورپ و امریکہ میں آ کر برسنے لگی۔ اور صحیح اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ ہونے لگا، اسی طرح یورپ و امریکہ اور افریقہ میں آ کر بس جانے والے مسلمانوں کی نئی نسل جس کی نشو و نما غیر اسلامی معاشرہ میں ہوئی تھی تذبذب کا شکار ہونے لگی اور وہ اسلام و قادیانیت کا فرق سمجھنے سے قاصر نظر آنے لگی۔

علاوہ ازیں یورپ و امریکہ اور افریقہ کے غیر مسلم اقوام جنہیں بین المذاہب کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے انہیں قادیانی کتابچوں کے مطالعہ نے اسلام سے بدظن کرنا شروع کر دیا۔ اور وہ مسلمانوں کو تنگ نظر جھگڑالو اور انتہا پسند اور نہ معلوم کیا کیا سمجھنے لگے ہیں۔ لہٰذا نوجوان مسلمان نسل کی حفاظت، اور غیر مسلموں کی اسلام سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا یورپ و امریکہ اور افریقہ میں مقیم علمائے اسلام اور اسلامی دانشوروں کی عظیم ذمہ داری ہے۔

بحمدہ تعالیٰ مذکورہ براعظموں میں مسلمانوں کی اب بہت تنظیمیں اس نہج پر کام کر رہی ہیں اور وہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں بایں معنی کامیاب بھی ہیں کہ مختلف ملکوں میں علاقائی زبان پر مشتمل کتابچے، رسالے، کیسٹ، اور پوسٹرز وغیرہا نکلتے رہتے ہیں جن سے ہماری نئی نسل خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہی ہے اور قادیانیت سے محترز ہے لیکن غیر مسلموں میں قادیانیوں کی مظلومیت کا رجحان بڑھتا جارہا ہے اور انسانی ہمدردی کے ناطے غیر مسلم، قادیانیوں کو ہر قسم کا تعاون دے رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کی اصلیت سے غیر مسلموں کو بھی آگاہ کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ قادیانی اپنی تخریب کاریوں اور مکاریوں کے سبب انسانی ہمدردی کے مستحق نہیں اور یہ کہ دراصل نہ وہ مسلمان ہیں نہ ان کے کتابچے اور رسالے اسلامی معتقدات و نظریات کے حامل ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب "قادیانی دھرم" کو سوال و جواب کی شکل میں میں نے آسان سے آسان تر بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل اس کے مطالعہ سے یہ سمجھ سکے کہ قادیانی ازم۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے جو اسلامی معتقدات و نظریات کو بری طرح مجروح اور غیر مسلموں کی نظر میں بدنام کرنا چاہتی ہے دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس حقیر کاوش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے قادیانیت سے انجان و بے خبر بھائیوں کے لئے اسے نافع اور حق و باطل کے پرکھنے کا ذریعہ بنائے آمین آمین یارب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ خاتم الانبیاء و سیدنا و نبینا محمد و علی الہٖ و صحبہٖ و حزبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

عبدالواجد قادری غفرلہٗ

۱۱ رصفر المظفر ۱۴۱۸ھ

القرآن ادارۂ اسلامیات، ہیدرلینڈ (یورپ)

پہلی ملاقات

سوال :۔ السلام علیکم۔ جواب :۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال :۔ خدا کے بارے میں اسلام کیا سکھاتا ہے؟

جواب :۔ یہ کہ خداوند کریم ایک ہے اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ تمام خوبیوں کا جامع اور ہر ایک برائی سے پاک ہے اسی نے سب کو پیدا کیا اور وہی سب کا حقیقی مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں

سوال :۔ فرشتوں کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

جواب :۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا۔ وہ نہ مرد ہیں نہ عورت۔ انھیں کھانے پینے کی حاجت نہیں وہ سب خطاؤں سے معصوم ہیں۔ جن کاموں کیلئے پیدا کیے گئے ہیں ان کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ کبھی خدائے پاک کے حکموں کی نافرمانی نہیں کرتے۔ چار مشہور فرشتے ہیں۔ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جو دوسرے فرشتوں کے سردار اور رسول ہیں۔ فرشتے بے شمار ہیں جنکی تعداد ہمیں معلوم نہیں۔

سوال :۔ آسمانی کتابوں کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ جن بڑی کتابوں کو رسولوں پر نازل فرمائی انہیں کتب آسمانی، اور جن چھوٹی کتابوں کو نبیوں اور رسولوں پر نازل کی انہیں صحائف آسمانی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں اپنے نبیوں اور رسولوں پر اتاری وہ سب حق اور صحیح ہیں۔ آسمانی صحائف بہت ہیں جنکی گنتی معلوم نہیں البتہ بڑی کتابیں چار ہیں جو چار مشہور رسولوں پر نازل ہوئیں۔ توریت حضرت موسیٰ، زبور حضرت داؤد، انجیل حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دی گئیں اور قرآن مجید نبی آخر الزماں سید الانبیاء والمرسلین حضور پرنور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم پر نازل

فرمایا گیا

سوال:۔ کیا تمام آسمانی کتابیں ابتک محفوظ اور انسانی ملاوٹ سے پاک ہیں؟

جواب:۔ آج روئے زمین پر توراۃ و زبور و انجیل جیسی مقدس کتابوں کا ان زبانوں میں وجود ہی نہیں جن زبانوں میں وہ نازل ہوئی تھیں ہاں ان میں سے بعض کے ترجمے جزوی طور پر پائے جاتے ہیں جن میں کتر بیونت اور تحریف کر دیئے گئے ہیں۔ ان مقدس کتابوں کے جو مضامین قرآن مجید کے مضامین و احکام سے ہم آہنگ ہیں وہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تضاد محال ہے

سوال:۔ کیا قرآن مجید اور اس کے ترجموں میں بھی تحریف اور کاٹ چھانٹ ہوئی ہے؟

جواب:۔ نہیں قرآنی الفاظ و جمل میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکے گی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کرم پر لے رکھا ہے۔ ہاں قادیانی وہابی اور دیگر مدعیان اسلام نے اپنے باطل دعووں کو ثابت کرنے کیلئے قرآنی ترجموں اور تفاسیر میں موشگافیاں کیں۔ لیکن ائمہ اسلام اور علمائے علوم قرآنی نے قرآنی تراجم و تفاسیر کیلئے ایسے بنیادی اصول بنا دیئے ہیں جن کی روشنی میں کوئی غلط ترجمہ اور غلط تفسیر درجۂ قبول نہیں پا سکتا۔

سوال:۔ پیغمبروں کے بارے میں اسلام اپنے ماننے والوں کو کیا عقیدہ دیتا ہے؟

جواب:۔ وہ انسانی ہدایت و رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہیں دل سے مان کر انکی نبوت و رسالت کا اقرار کیا جائے، ماجاءبہ النبی (جو کچھ نبی لے کر آئے) پر ایمان لایا جائے اور ان کے لائے ہوئے احکام و ہدایات کی پیروی کی جائے۔

سوال:۔ کیا رسولوں کے درمیان صفتِ رسالت میں کوئی فرق ہے؟

جواب:۔ نہیں صفتِ نبوت و رسالت میں سب نبی و رسول علیہم السلام برابر ہیں قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ۔ (البقرہ آیت ۲۸۵) کہ سب اہل ایمان نے اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اسکی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو دل سے مانا یہ کہتے ہوئے کہ ہم اسکے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہے کہ صفتِ رسالت و نبوت میں فرق کرنا ایمانی تقاضے کے خلاف ہے لہٰذا کوئی اہل ایمان نبوت و رسالت کی صفت میں فرق نہیں کرتا، اور یہ نہیں کہتا کہ فلانے نبی کی نبوت حقیقی ہے اور فلانے کی ظلی۔ فلانے نبی کی رسالت حقیقی ہے اور فلانے کی بروزی، کیونکہ ایسا عقیدہ رکھنا اسلام کے خلاف ہے۔ اور قادیانیوں کا یہی عقیدہ ہے۔

سوال :- کیا فضائل و درجات میں بھی سب نبی و رسول برابر ہیں؟

جواب :- نہیں مراتب و درجات میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سب برابر نہیں بلکہ بعض اوصاف و خصائص کے اعتبار سے ایک دوسرے پر فضیلت و بڑائی رکھتے ہیں اور یہ فضیلت و درجات بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۔ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔ یعنی یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ (البقرہ آیت ۲۵۳)

اس ارشاد باری تعالیٰ سے روشن ہوا کہ نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام پہلے نبی و رسول ہیں پھر دیگر اوصاف و خصائص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ایک دوسرے پر فضائل و رفع درجات عطا فرماتا ہے۔ اور یہی تمام اہل ایمان کا ایمان ہے کہ ہر نبی و رسول نبوت و رسالت کے علاوہ دوسری خصوصیتوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے افضل ہیں۔

سوال :- پیغمبروں کی صحیح تعداد کیا ہے۔ یعنی کتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے؟

جواب:- **انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد متعین کر لینا جائز نہیں** کیوں کہ احادیث و اخبار صحیحہ اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔ اپنی طرف سے نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کر لینے میں بعض نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا بعض غیر نبی کو نبی ماننے کا احتمال ہے اور اسلامی شریعت کے نزدیک یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اجمالاً ہر نبی و رسول پر ایمان ہو خواہ انکا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہو یا نہ آیا ہو۔

جن لوگوں کی نبوت و رسالت کا ذکر قرآن و حدیث اور اخبار صحیحہ میں نہیں ان کے کارناموں اور اچھائیوں کو دیکھ کر انہیں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس و معصوم جماعت میں لا کر کھڑا کرنا دعویٰ بلا دلیل حرکت ذلیل اور عند الشرع کفر ہے۔ جیسا کہ قادیانیوں نے رام، کرشن، بودھ، نانک وغیرہم کو نبیوں کی جماعت میں شمار کیا۔

سوال:- کیا اچھے لوگوں کو ان کے اچھے کارناموں اور اچھے کاموں کی وجہ سے پیغمبری مل جاتی ہے؟

جواب:- نہیں منصب نبوت اور رسالت کا تخت و تاج کسی عظیم سے عظیم تر کارنامے اور ریاضت و مجاہدہ کا نتیجہ نہیں ہوتا **بلکہ نبوت و رسالت صرف عطائے الٰہی اور وہبی ہے**۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ شرافت نبوت اور عظمت رسالت سے کس کو سرفراز کیا جائے اور اس کا اہل کون ہے۔ علم الٰہی میں جو اس کا اہل ہوتا ہے نبوت و رسالت اسی کو ملتی ہے۔ قرآن مجید کا اعلان ہے

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ (الانعام آیت ۱۲۵) "اللہ ہی خوب جانتا کہ جہاں وہ اپنی رسالت رکھے"

سوال:- نبیوں کی مشترکہ خصوصیت کیا ہے؟ جس کی وجہ سے وہ عام انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

جواب:- وہ مامور من اللہ ہوتے ہیں خدا کا حکم اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں وہ اپنے فطرت و شریعت اور اعلیٰ قدروں کے باعث نیز تائید الٰہی کے سبب تمام طبقۂ

انسانی میں ممتاز و منتخب ہوتے ہیں۔ انسانی شرافت وکرامت کی ہر بلندی انکے زیر پا ہوتی ہے اور وہ ایسے مناصب جلیلہ ورفیعہ پر فائز المرام ہوتے ہیں جہاں خطاء وعصیان بلکہ سہو ونسیان کا گذر ممکن نہیں کیونکہ عصمت و حفاظت الٰہی کی قدسی چادر انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ لہٰذا احکام تبلیغیہ میں سہو ونسیان اور عام حالتوں میں صدور عصیان ان سے ناممکن ومحال ہے تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مناصب جلیلہ نبوت ورسالت کی وجہ سے جنات والنسان اور ملائکہ کے تمام خصوصی اور ممتاز افراد سے افضل واعلیٰ برتر وبالا ہیں۔

سوال:۔ کیا پیغمبروں کی نبوت ورسالت کا زبانی اقرار کرلینا کافی ہے یا انکی عزت تعظیم بھی لازم ہے؟

جواب:۔ صرف زبانی اقرار کافی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے اسکی تصدیق بھی ضروری ہے۔ نیز انکی عزت وتعظیم، ادب وتکریم لازم وضروری اور جزو ایمان ہے۔ یعنی ہر اہل ایمان پر فرض عین ہے کہ ان کی عزت وتعظیم کرے۔ قرآن مجید کا ارشاد گرامی ہے لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (الفتح آیت ۹) تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور خدا کی تسبیح صبح وشام بیان کرو۔ اس آیۂ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبی کی عزت وتعظیم تمام فرائض وتسبیحات پر مقدم اور ان سب کی اساس وبنیاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کا حکم دیگر اپنی عبادتوں اور تسبیحات پر رسول کی تعظیم وتوقیر کو مقدم فرمایا۔ یہی سے یہ بھی روشن ہوا کہ اگر ایمان لانے کے بعد نبی کی تعظیم وتوقیر دلوں میں پیوست ہوچکی ہے تو ایمان اور اعمال صالحہ دونوں مفید اور فلاح دارین کی ضمانت ہیں ورنہ دونوں بے سود وبے معنیٰ۔

پھر خدانہ خواستہ اگر نبیوں کی تعظیم و توقیر کی بجائے کسی کلمہ گو کے دل میں انکی طرف سے سوءِ ظنی پیدا ہو جائے یا ان کی توہین کا شائبہ بھی آجائے یا کسی طرح کی فحش و بے حیائی کی نسبت انکی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کر دی جائے تو نہ صرف یہ کہ وہ ایمان و اعمال صالحہ سے دور ہو کر دائرۂ اسلام سے نکل جائے گا بلکہ کفر و ارتداد کے ایسے دلدل میں جا پھنسے گا جہاں سے اسکی بازیابی مشکل ہو جائیگی۔ "العیاذ باللہ"

سوال:۔ یہ بھی بتانے کی زحمت کیجئے کہ قیامت، تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کے متعلق اسلام اپنے ماننے والوں کو کیا عقیدہ دیتا ہے؟

جواب:۔ ان تینوں باتوں پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین سے ہے۔ **یعنی یہ ماننا کہ قیامت کا آنا حق ہے** جس دن تمام چیزیں فنا ہو جائے گی صرف ایک اللہ کی ذات گرامی باقی رہے گی۔ **کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔** احادیث و اخبار صحیحہ میں قیامت کے برپا ہونے کی جن جن نشانیوں کا ذکر ہے ان میں سے بعض نشانیاں ظاہر ہو چکیں اور بعض نشانیاں آئندہ ظاہر ہونے والی ہیں۔

تقدیر پر بھی عقیدہ رکھنا ضروریات دین سے ہے کہ ہر خیر و شر کا خالق، اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر وہ خیر سے راضی اور شر سے ناراض ہوتا ہے۔ اس نے اپنے علم ازلی و ابدی کے مطابق جس جس مخلوق کیلئے جو جو اندازہ مقرر فرما دیا ہے اس کو ویسا ہی ہونا ہے۔

اور مرنیکے بعد زندہ ہو کر اپنی زندگی بھر کے کارناموں کا خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اور حساب و کتاب کے بعد ہر مکلف کو اسکی اچھائی و برائی کا بدلہ ملے گا۔ کسی مکلف کو اس کی سزا و جزا کے لئے بار بار زندگی نہیں دی جاتی بلکہ مرنیکے بعد ایک ہی بار زندہ کیا جائے گا جہاں اسے سزا یا جزا دی جائے گی۔ اسی لئے

تناسخ (آواگون) اسلام کے نزدیک باطل اور ایک فاسد عقیدہ کا نام ہے۔ مرزا قادیانی نے اسی فاسد عقیدہ کا سہارا لیکر اپنے فاسد دعووں کو پیش کیا ہے جو اسلام یا کسی مسلمان کے نزدیک لائق توجہ نہیں۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج کی ملاقات میں ایمان مفصل کے تعلق سے معلومات فراہم ہوئیں لیکن آپ نے دو تین جگہ قادیانیوں کے عقیدہ کا ذکر فرمایا۔ کیا وہ اسلام کے بنیادی عقیدوں کے خلاف ہیں۔؟

جواب:۔ جی ہاں قادیانی چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی کا ایک نیا دھرم ہے جس نے اسلامی عقائد و تعلیمات کو مسخ کرنے اور عظمت انبیا علیہم السلام کو گھٹانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اس کے بنیادی عقیدے اور اعمال اسلامی عقائد و اعمال سے بالکل مختلف ہیں قادیانی دھرم دین اسلام کے خلاف ایک خطرناک سازش اور مہلک تحریک ہے جس نے مسلمانان عالم کے دینی جذبات اور دلوں کو مجروح کیا۔ مسلمانوں کے درمیان افتراق اور انتشار کی بیج بویا۔ اور عیسائی و یہودی کے مذہبی جذبات و احساس کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا ہے

دُوسری ملاقات

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال:۔ کیا کوئی کلمہ پڑھنے والا اسلام کی بنیادی تعلیمات کو مسخ کرنے اور پیغمبروں کی شان گھٹانے کی جرأت کر سکتا ہے؟

جواب:۔ واقعی یہ حیرت کی بات ہے کہ جو جس کا کلمہ پڑھے گا وہ اس کی گستاخی کیونکر کر سکتا ہے لیکن تاریخ اسلام پڑھنے کے بعد یہ امر واقعہ سامنے آتا ہے کہ ابتدا سے لیکر اب تک کئی کلمہ گو اشخاص و جماعت نے اسلامی عقائد و تعلیمات کی صورت بگاڑنے اور معظم شخصیتوں خصوصًا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و شان گھٹانے کی ناکام کوششیں کیں جس سے نہ صرف دنیا بھر کے مسلمان کے دلی اور دینی جذبات مجروح ہوئے بلکہ ان قوموں کے احساسات و

جذبات بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز حد تک ابھر گئے جو کسی نہ کسی طرح بعض نبیوں کو اپنے طور پر مانتے اور اپنے آپ کو ان کی امت گردانتے ہیں

سوال:۔ دوسری قومیں (مثلاً عیسائی یہودی) گستاخی کرنے والوں کی بجائے عام مسلمانوں سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟

جواب:۔ ان کے مذہبی جذبات کا مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ ہونا بایں معنیٰ حق بجانب ہے کہ ان کے نبی و مقتدا کی شان میں گستاخی و بدتمیزی کرنیوالا اپنے آپ کو کلمہ گو اور مسلمان ظاہر کرتا ہے۔

ان قوموں کو کیا خبر کہ ایسا بدبخت اسلامی شرع کے نزدیک کلمہ گوئی اور دعوئ اسلام کے باوجود دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اور مسلمانوں سے اسکا رشتۂ اخوت ٹوٹ چکا ہے۔ اسلام کی پاک شریعت نے ایسے بے باک گستاخوں کو مرتد قرار دیکر نہ صرف مسلمانوں کی برادری سے پرے دھکیل دیا بلکہ دنیا کے تمام مدعیان مذہب و ملت سے ایسے مرتد کے رشتہ و ناطہ میل ملاپ، نشست و برخاست کو حرام قرار دیکر اسے عند القضاء لائق گردن زدنی بتایا۔

سوال:۔ کیا اسلامی شریعت۔ اور مسلمانوں کے معاشرہ میں ایسے گستاخوں کیلئے کوئی رو رعایت نہیں؟

جواب:۔ نہیں۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلند و بالا شان میں کسی طرح کی گستاخی کرنیوالا اور دین حق سے مرتد ہو جانے والا شرعی یا معاشرتی رو رعایت کا اہل نہیں رہا۔ اس کیلئے اسلامی شریعت میں دو ہی راستے ہیں یا تو سچی توبہ (توبۂ نصوح) کے بعد پھر سے اسلام میں داخل ہو جائے اور از سر نو تمام اعمال بجا لائے۔ یا حاکم اسلام اس کے وجود سے روئے زمین کو پاک کر دے۔ ایسی سختی و شدت سوائے ان مرتدوں گستاخوں کے کسی مسلم و غیر مسلم جاندار و غیر جاندار مخلوق کے ساتھ روا نہیں اور وہ اسلئے ہے کہ کسی عزت و عظمت والے کی عزت و عظمت سے کوئی کھلواڑ نہ کر سکے...

سوال:۔ کیا اسلامی شریعت کے حکم مذکور پر مسلمانوں نے عمل کیا؟

جواب:۔ جی ہاں تمام مسلمان نبیوں اور رسولوں کی تعظیم و توقیر کو متاعِ ایمان اور سرچشمہ اعمالِ صالحہ جانتے ہیں اسی لئے وہ کسی نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کوئی کلمہ کسی حال میں سننے کو تیار نہیں۔ چنانچہ مدعیانِ اسلام میں جس فرد یا جماعت نے کسی نبی کی شانِ اقدس میں ادنیٰ گستاخی یا اسلام کی کسی بنیادی حکم کا مذاق اڑایا اسے دودھ کی مکھی کی طرح دائرۂ اسلام سے نکال کر دور پھینک دیا۔ اور اس سے ایسا تنکا توڑ لیا کہ دنیاوی معاملات میں بھی اس سے دور کا واسطہ نہیں رکھا۔ اور یقیناً یہی اہل ایمان کے ایمانی قدروں کی شان اور ان کے اہل حق ہونے کی پہچان ہے۔ قرآن مجید کا ارشادی حکم ہے۔ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ (یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو)

مسیلمہ کذاب کے وقت سے لیکر قادیانی مسیح کذاب تک ہمیشہ مسلمانوں اور مسلم رہنماؤں کا یہی قاعدہ رہا کہ ان کذابوں گستاخوں کو کیفر کردار تک پہنچا ہی کر دم لیا اور ان سے تمام اسلامی رشتے ناطے توڑ لئے۔

سوال:۔ **لیکن قادیانی ازم تو غیر مسلم ملکوں میں پنپتی ہوئی نظر آتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟**

جواب:۔ برا ہو تعصب و عناد کا کہ جن قوموں کے پیشواؤں، رہنماؤں اور نبیوں کو منہ بھر بھر کر گالیاں دی گئیں انہیں قوموں کے اسلامی تعصب رکھنے والے تاجروں نے ان دشمنانِ انبیاء و اولیاء کو اپنے دامنوں میں پناہ دی اور پھلنے پھولنے کا موقع دیا تاکہ ان بدزبانوں کی وجہ سے مسلمانوں کے دل زیادہ سے زیادہ چھلنی ہوں حالانکہ ان تاجروں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان گستاخوں کی زبان و قلم سے نہ صرف مسلمانوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے بلکہ ان پیغمبروں کا دامنِ عصمت و شرافت

بھی تار تار ہو رہا ہے جنہیں وہ اپنا نبی مانتے ہیں۔

یہ سوال صحیح نہیں ہے کہ غیر مسلم ملکوں میں قادیانی گروہ پنپ رہا ہے۔ کیونکہ بہت سے غیر مسلم ممالک جہاں مسلمان بستے ہیں قادیانی دھرم اور اس کے رہنماؤں کو کوئی جانتا تک نہیں پنپنے کا کیا سوال ہے۔ ہاں عیسائی یہودی قومی تاجروں سے قادیانی ملی تاجروں کا شروع سے ساز باز ہے اس لئے ہندو پاک میں اپنے چیتاؤں کو جلتا ہوا چھوڑ کر قادیانی گرگوں نے عیسائی و یہودی ملکوں کی طرف رخ کیا۔ جہاں انہیں سیاسی و ملکی رعایتیں حاصل ہوگئیں اور مسلمانوں کی بے خبری کی وجہ سے انہیں ہاتھ پاؤں مارنے کا موقع مل گیا۔

سوال: نصرانی و یہودی عوام اس گستاخ فرقہ کے خلاف آواز کیوں نہیں بلند کرتی ہے؟

جواب: ان قوموں کے یہاں مذہبی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے کلیسائیں فروخت ہو رہیں انکی مذہبی احتجاجی آوازیں دہریت کے نقار خانہ میں تحلیل ہو چکی ہیں اور ان کی عوام اپنے تاجروں کی چالبازیوں سے عموماً بے خبر ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ نصرانی و یہودی عوام کا ایک طبقہ اپنے مذہبی رہنماؤں کے گورکھ دھندھوں اور گردو پیش کے ماحول سے بدظن و عاجز ہو کر جب امن و امان اور انسانی تہذیب کی تلاش میں نکلتا ہے تو وہی گستاخ فرقہ اسلام کا لیبل ماتھے پر لگائے ہوئے اسلام کا داعی و نقیب نظر آتا ہے جس کو اسی طبقہ کے تاجروں نے دنیاوی مفاد کے خاطر اپنے آغوش میں پال رکھا ہے۔ لہٰذا عوامی طبقہ محض امن و امان کے حصول اور اپنے ماحول کی بے راہ روی سے چھٹکارا پانے کیلئے اس گندم نما جو فروش فرقہ سے منسلک ہو جاتی ہے۔

یہ دوسری بات ہے کہ چند دنوں کے بعد جب اس گستاخ فرقہ کی جامہ تلاشی لی جاتی ہے اور اس کے رازہائے سربستہ کی اصلیت سامنے آتی ہے تو پھر وہی لوگ جو امن و سکون کی تلاش میں اس جتھے سے آملے تھے اب اسلام اور مسلمانوں کے

خلاف وہاں سے آگ بن کر بھاگتے اور دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزیاں کرتے اور طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں ____

پھر بھی مجھے اس طبقہ سے اسلئے شکایت نہیں کہ جس مذہبی تخریب کاری کے ماحول میں جا کر انہوں نے پناہ لی اور جس نئے سانچے میں انہیں ڈھالنے کی کوشش کی گئی وہاں سوائے اس کے اور ملتا ہی کیا۔

سوال:۔ پھر قادیانی گروہ کے گمراہ کن عقائد و نظریات سے بچنے بچانے کی صورت کیا ہے؟

جواب:۔ قادیانی دھرم کی اصلیت سے یہاں یورپ و امریکہ میں بسنے والے اکثر **مسلمان اور عام نصرانی و یہودی بے خبر ہیں** کیونکہ قادیانی دھرم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی برصغیر کے جو مسلمان بالجبر یا بہ خوشی ترک وطن کر کے یورپ و امریکہ اور افریقہ میں آگئے اور آباد ہو گئے۔ انہیں کیا خبر کہ پنجاب کے قادیان میں ایک نئے دھرم نے جنم لیا ہے جنکے عقائد و نظریات اسلام کے خلاف ہیں۔ اور جن دوسرے ملکوں سے مسلمانوں کو یورپ و امریکہ میں لا لا کر کام دیا گیا اور بالآخر وہ بھی یہیں کے ہو کر رہ گئے وہ بھی قادیانی سازشوں سے یکسر بے خبر ہے اور نصرانی و یہودی عوام کا تو قادیانیوں سے بے خبر ہونا ظاہر ہے کہ نہ وہ قادیانی دجّال کو جانتے ہیں نہ اس کے دجل و فریب کو۔

اصل شکایت اُن اسلامی تعصّب رکھنے والے نصرانی و یہودی تاجروں سے ہے جنہوں نے خود اپنے نبیوں کی شان میں گستاخی کرنے والوں اور مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پھیلانے والوں کو پناہ دے رکھی ہے اور سیاسی و حکومتی سطح پر انہیں مراعات فراہم کی جا رہی ہیں۔ اے کاش انہیں حقیقت کا علم ہوتا اور وہ یہ سمجھتے کہ صرف دنیاوی شہرت و وجاہت کی خاطر قادیانیوں نے ایک نئے دھرم کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں میں نفاق و افتراق پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اسلام کی بارگاہوں میں گستاخیاں کیں۔ مسلمان اور نصرانی و یہودی

کے درمیان نفرت وحقارت کی آگ لگادی۔ اور جو مدعیٔ اسلام ہونے کے باوجود مسلمانوں کا نہیں ہوسکا وہ ان کا کب ہوگا، جب وہ چند مادّی مفاد کی خاطر ایمان جیسی دولتِ بے بہا کو نیلام کرسکتے ہیں تو دنیاوی عظیم مقاصد کے لئے وہ کیا کچھ منافقت نہیں کرسکتے۔

ان غیر اسلامی ملکوں میں قادیانی دھرم اور دیگر بد مذہبوں کی گمراہی و بد مذہبیت سے اسلامی نوجوان نسلوں اور بے خبر لوگوں کو بچانے کی یہی صورت ہے کہ یہاں مقیم اور دوسرے ملکوں سے آنے والے اسلامی مبلغین، قادیانیوں اور دیگر بد مذہبوں کے مکروہ چہروں سے نقاب اٹھائیں اور ان کی اصلیت سے مسلم وغیر مسلم عوام کو باخبر کریں خواہ اس کے لئے تقریر وتحریر کا سہارا لینا پڑے یا مؤثر افراد وجماعت کا

سوال:۔ کیا قادیانیوں کے علاوہ کچھ دوسرے گروہ بھی ہیں جو یہاں گمراہیت پھیلا رہے ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں۔ آج کل یورپ وامریکہ اور افریقہ میں اسلام کے نام پر کئی ایسی تنظیمیں اور افراد بہت ہی رازدارانہ مگر منظم طریقہ سے اپنے مشن کو لیکر چل رہے ہیں جن کا مقصد اسلام کی اشاعت نہیں بلکہ اپنی اپنی بد مذہبیت کو پھیلانا اور یہاں کے باشندوں میں مذہبی اختلاف وانتشار پیدا کرکے آپس میں خانہ جنگی کو ہوا دینا ہے۔

قادیانی دھرم ماننے والوں کے علاوہ کئی جماعتیں اور اشخاص اس پردۂ زنگاری میں چھپے ہوئے ہیں جنکی نقاب کشائی مناسب وقت پر ہوگی۔ اس وقت صرف قادیانی دھرم کے مکروہ چہرے سے نقاب اٹھانا اور اس کے بنیادی عقیدوں سے اسلامی نوجوان نسل اور بے خبروں کو آگاہ وخبردار کرنا ہے۔ نیز قادیانی دھرم کے ان رازہائے سربستہ کو کھولنا ہے جو نہایت ہولناک ایمان سوز اور اسلام شکن ہیں جن کے ہوش ربا تعفّن نے برصغیر ہندو پاک کے امن وسلامتی کو پراگندہ کر دیا اور آپس میں تفسیق وتکفیر، تذلیل وتوہین اور قتل وخون کا بازار گرم ہوگیا۔

سوال:۔ کیا قادیانی دھرم کے معتقدات سے برصغیر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو آگاہ نہیں کیا گیا تھا؟

جواب:۔ الحمدللہ کہ قادیانی دھرم کے پیدا ہوتے ہی عالم اسلام کے عظیم ترین اسکالروں، رہنماؤں خاص کر مفتیان اسلام اور مشائخ عظام نے انیسویں صدی عیسوی کی اخیر دہائیں سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے نوایجاد قادیانی دھرم کا تعاقب شروع فرمادیا۔ اسے ہر چند راہ راست پر لانے کی کوشش کی گئی مگر تمام کوششیں بیکار ہوگئیں پھر مباحثے، مناظرے اور مباہلے ہوتے رہے لیکن سب بے سود، بالآخر ۱۹۰۶ء میں حج کے مبارک موقع پر جبکہ حرمین طیبین میں دنیا بھر کے علماء، صلحاء، مشائخ، مفتی، قاضی اور اسلامی دانشوروں کا اجتماع ہوا تو شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سمیت چند ائمہ کفر وضلال کے کلمات شنیعہ واقوال کفریہ پر کئے گئے بحث دمندرجہ المعتمد المستند، کو یکجا فرمایا اور ان پر شرعی حکم نافذ فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ومرتد، اسلام سے خارج اور جہنمی ہے اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پھر اس حکم شرعی کی تصدیق وتوثیق کیلئے آئے ہوئے عالم اسلام کے علماء و مشائخ اور حرمین شریفین کے تمام معتمد علماء کرام ومفتیان عظام نے کی۔ آج بھی وہ تصدیقی فتویٰ بنام "حسام الحرمین" مل سکتا ہے صرف اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ پشاور سے بنگال تک دوسو اڑسٹھ مشہور ومعروف علماء اسلام، مفتیان اعلام اور مشائخ کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر وارتداد پر فتویٰ دیا اور قادیانیوں کے ساتھ شادی، بیاہ، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، شادی وغمی میں ان کے ساتھ شریک ہونا۔ اسکی بیمار پرسی وعیادت کرنا، سب حرام قرار دیا یہ فتویٰ الصوارم الہندیہ کے نام سے شائع ہوا جو آج بھی دستیاب ہوسکتا ہے، اس کے بعد فتاوے علماء دنیا، کے نام سے مشائخ بنارس مولانا شاہ عبدالحمید پانی پتی

اور مولانا شاہ عبدالرشید رحمہا اللہ نے ایک ضخیم کتاب مرتب فرمائی جس میں مرزا غلام قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا اسلامی بائیکاٹ کیا گیا اسکے ساتھ اسلامی معاشرت کو حرام قرار دیا گیا اور اس حکم پر دنیا بھر کے علماء، مشائخ، مفتی اور دانشوروں کے دستخط و مہر لئے گئے۔

اس کا اثر متحدہ ہندوستان میں یہ ہوا کہ پیشاور سے مشرقی بنگال اور آسام تک مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا اسلامی شرعی بائیکاٹ (مقاطعہ) کرنا شروع کیا تا اینکہ پاکستانی حکومت نے آئینی طور پر بھی قادیانی دھرم ماننے والوں کو وہاں کی اقلیت (غیر مسلم) قرار دیا جسکی تائید تمام مسلم ملکوں نے کی۔ مگر ان حالات میں عموماً ان پڑھ عوام یہ سمجھنے لگتی ہے کہ یہ مولویوں کے جیب اور پیٹ کا جھگڑا ہے اور اسی وجہ سے عوامی ہمدردیاں اس سے قریب ہوجاتی ہیں جسے وہ مظلوم سمجھتی ہے حالانکہ وہ مظلوم اور ہمدردی کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ اصل میں جارح و مفسد ہوتا ہے اور اس کا انکشاف اسوقت ہوتا ہے جب پانی سر سے اونچا ہوجاتا ہے

سوال:۔ جب قادیانی دھرم کا شر و فساد اور اسکا باطل ہونا ظاہر ہوگیا تو نصرانی تاجروں نے اسکے پرچارکوں کو گلے کیوں لگایا؟

جواب:۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا جبکہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان ابتلاء و آزمائش کے شکنجوں میں کسے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کا سورج غروب ہو رہا تھا اور ہندوستان کے افق پر برطانوی صیہونی طاقت چھا رہی تھی۔ اسوقت تاجر پیشہ ذہنیت رکھنے والے انگریزوں نے اپنی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے کئی مؤثر شخصیتوں کو خرید لیا انہیں میں سے مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بھی تھا جس نے ہندوستان و ہندوستانیوں اور خاص کر مسلمانوں سے غداری کرتے ہوئے انگریزوں سے ملت فروشی کا تمغہ حاصل کیا۔ مرزا غلام احمد

قادیانی بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریز بہادروں کا حق نمک ادا کرتا رہا یہاں تک کہ سیالکوٹ کچہری کا ملازم ہو گیا اور اپنی ملازمت ہی کے درمیان انگریزی آفیسروں اور حکمرانوں سے مل کر قوم فروشی میں لگ گیا پھر ملکۂ برطانیہ کے پیہم نوازشات نے مرزا کو کچہری کے کلرک سے اٹھا کر مولوی ہولوی سے مصنف، مصنف سے محدث، محدث سے مجدد، مجدد سے مہدی موعود مہدی موعود سے مسیح موعود، مسیح موعود سے آدم، آدم سے تمام نبیوں کی اصل اور تمام نبیوں کی اصل سے ظلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ظل سے اوتار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر اوتار محمد کے بعد رجولیتِ خداوندی سے فیضیاب ہونے والا بنا دیا (معاذ اللہ رب العالمین من ھذہ الھفوات الخبیثۃ)

جب مرزا قادیانی ان شیطانی باطل دعوؤں کے ذریعہ مسلمانوں کے اندر افتراق وانتشار پیدا کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو گیا اور انگریزں کو متحدہ ہندوستان میں قدم جمانے کا پوری طرح موقع مل گیا تو انگریزی تاجروں نے قادیانی مرزا اور اس کے ایجاد کردہ قادیانی دھرم کو پروان چڑھانے کا بیڑا اٹھایا اور اس کی ہر طرح مدد کی تاکہ مسلمانوں کا آپسی انتشار کسی طرح ختم نہ ہو۔ اور وہ بآسانی برِّ صغیر پر حکومت کر سکے۔ انگریزوں نے قادیانی دھرم کو صرف برصغیر ہی میں ہوا نہیں دی بلکہ اسے اسلام کے خلاف ایک زہریلا ناسور اور ہتھکنڈہ سمجھ کر اپنے زیر سایہ پھلنے پھولنے کا زرّیں موقع فراہم کیا۔ جسکے نتیجہ میں موجودہ اسرائیلی حکومت کے دار السلطنت تل ابیب کے قریب حیفہ اور عیسائی حکومتوں کے عظیم مرکز لندن میں قادیانیوں نے اپنی تبلیغ واشاعت کے مراکز قائم کر لئے اور وہیں سے اپنے فاسد افکار وعقائد کی اشاعت کرنے لگے۔

سوال:۔ اگر قادیانی اپنے عقائد ونظریات کی اشاعت عیسائی ویہودی کے درمیان کرتے ہیں تو اس سے ہم مسلمانوں کا کیا نقصان ہے؟

جواب:۔ نقصان یہ ہے کہ عام نصرانی و یہودی اسے اسلامی عقائد و نظریہ سمجھتے ہیں اور اسلامی تعلیمات ہی سمجھ کر اس سے قریب ہوتے ہیں اور جب انہیں اصل مفاسد کا علم ہوتا ہے تو بجائے قادیانیوں سے نفرت کرنے کے وہ اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ کہ یورپ و امریکہ اور افریقہ میں قادیانیوں کا حلقہ تبلیغ اگرچہ یہودی و نصرانی کی اکثریت کا علاقہ ہے مگر ان کا نشانہ یہاں کے بسنے والے وہ مسلمان ہیں جو دوسرے ملکوں سے آکر آباد ہو گئے ہیں اور ان کی نئی نسلیں آزاد فضا میں پروان چڑھ رہی ہیں۔

تیسری ملاقات

السلام علیکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال:۔ قادیانی مذہب کا اصل نام کیا ہے؟

جواب:۔ چونکہ اس نئے مذہب کا بانی "مرزا غلام احمد قادیانی" ہے اسلئے بانی کے نام کے چاروں حصوں کے ساتھ یہ مذہب موسوم ہے۔ بعض لوگ اس دھرم کو "مرزائی" کہتے ہیں بعض "غلامیہ" کہتے ہیں بعض "احمدیہ جماعت" بھی کہتے ہیں اور زیادہ لوگ اسے "قادیانی" کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے تلبیس کے طور پر اپنے ماننے والوں کا نام "احمدیہ جماعت" رکھا مگر انصاف یہ ہے کہ جس نسبتِ وطن کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ہمیشہ اپنے نام کا جزء لاینفک سمجھا اسی نام سے اس کا گروہ جانا پہچانا جائے اور گروہ کا نام "قادیانی دھرم" ہو

سوال:۔ قادیانی دھرم کے وہ عقائد و نظریات کیا ہیں جن سے مسلمانوں کو اختلاف ہے؟

جواب:۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء نیز قریبی متبعین نے اپنے دھرم کی بنیاد جن اینٹوں پر ڈالی ہے وہ ساری کی ساری اینٹیں ٹیڑھی ہیں یعنی قادیانی دھرم کی

پوری عمارت اول سے آخر تک ٹیڑھی ہے لہٰذا یہ سوال ہی صحیح نہیں کہ وہ عقائد ونظریات کیا ہیں؟ جن سے مسلمانوں کو اختلاف ہے، مسلمانوں کو قادیانی دھرم کے ہر عقیدہ ونظریہ سے اختلاف ہے۔ خاص کران عقائد ونظریات سے جو اسلامی بنیادوں سے براہ راست متصادم ہیں۔ مثلاً انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ و السلام کی شان اقدس میں گستاخیاں، نماز روزے اور حج وغیرہ ارکان اسلام کی توہین نبوت ورسالت کی حقیقی وظلی اور بروزی تقسیم، عام مسلمانوں کی تکفیر، اور مرزا کے دعوے،

سوال:۔ قادیانیوں نے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی ہے؟ وضاحت کیجئے

جواب:۔ پہلے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ تمام نبیوں، رسولوں (علیہم السلام) کی نبوت ورسالت پران کی خداداد عظمت وعزت کے ساتھ ایمان لانا ضروریات دین سے ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ ایسا متفقہ عقیدہ ہے جس میں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں۔ لیکن قادیانیوں نے ان کی بارگاہوں میں شدید ترین گستاخیاں کیں ان کی شان اقدس کو گھٹایا، بلکہ انہیں گالیاں دیں، قادیانیوں نے ایک دو نبی محترم کی عظمتوں کو مجروح کیا ہو تو اسکی وضاحت کی جائے انہوں نے تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں سید المرسلین خاتم النبیین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام قدسی بارگاہوں میں گستاخیاں اور بدتمیزیاں کی ہیں

سوال:۔ دلیل کے ساتھ بتایئے کہ قادیانیوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی کیا گستاخی کی ہے؟

جواب:۔ قادیانی دھرم کے بانی مبانی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے اپنی مشہور کتاب "خطبۂ الہامیہ" میں سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق پوری وضاحت کرتے ہوئے لکھا۔

"اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح الانس وجن پر سردار حاکم

بنایا جیسا کہ آیت، اُسْجُدُوْا لِآدَمَ، سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوایا۔ اور حکومت اس اژدہے کی طرف لوٹائی گئی اس جنگ و جدال میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی۔ اور جنگ کبھی اس رخ کبھی اس رخ ہوتی ہے۔ اور رحمٰن کے یہاں پرہیز گاروں کیلئے نیک انجام ہے اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے" (خطبۂ الہامیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اس مطبوعہ تحریر میں پہلے تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سرداری و حاکمیت اور امارت کو تسلیم کیا پھر ساتھ ہی ساتھ آپکی سرداری و حاکمیت اور امارت کی کلاہِ افتخار کو شیطان لعین کے سر پر ڈال دیا۔ اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے نصیبہ میں معاذ اللہ ذلت و رسوائی لکھ مارا۔ اور تحریر مذکور کے اخیر میں اپنے متعلق یہ ڈینگ ہانکا کہ میں ہی آدم کے مقابلہ پرہیز گار اور نیک انجام ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو شکست دینے کیلئے پیدا کیا ہے۔

واضح ہو کہ مرزا نے اپنی تحریر میں اژدہے سے مراد شیطان اور مسیح موعود سے مراد اپنی ذات کو لیا ہے کیونکہ اس کے نزدیک مسیح موعود اس کے سوا کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس اہانت آمیز نفرت انگیز تحریر نے ہر اس مذہبی آدمی کے دل کو چکنا چور کر دیا جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ، نبی برحق اور ابو البشر جانتا اور مانتا ہے

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: تمام اہل ایمان حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ تمام انسانی آبادی کے باپ یعنی ابو البشر ہیں اور ساری نسل انسانی کی دنیوی و اخروی سعادت و فلاح کے ہادی و رہنما، خلیفۃ اللہ اور برحق نبی ہیں، تمام نبیوں میں سب سے پہلے نبی ہیں جو دنیا میں بھیجے گئے۔ تمام فرشتوں کے نزدیک آپ معظم و مکرم ہیں کہ تمام مقربین فرشتوں نے آپ کو سجدۂ تعظیمی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام موجودات کا نمونہ

اور عالم جسمانی و روحانی کا مجموعہ بنایا اور کائنات کی ہر ایک مخلوق جو وجود میں آنے والی تھی اسکی جملہ جزئیات و تفصیلات کا علم دیا۔

سوال:۔ لیکن تعجب ہے کہ اس قدر عظیم و جلیل مقدس نبی کے بارے میں مرزا نے ذلیل و رسوا وغیرہ گالی کے الفاظ کو استعمال کیا آخر کیوں؟

جواب:۔ اگر آپ سوال پر سوال کرتے جائیں گے اور بال کی کھال نکالتے رہیں گے تو قادیانی دھرم کے عقائد باطلہ سے آگاہ نہیں ہو سکیں گے۔ اسلئے ضروری سوالات ہی پر اکتفا کیجئے۔ مرزا قادیانی کی نگاہِ عداوت میں حضرت آدم علیہ السلام جیسا صفی اللہ خلیفۃ اللہ اسلیئے ذلیل و رسوا اور شیطان کے مقابلہ میں شکست خوردہ نظر آتے ہیں کہ ''کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ'' جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی اس سے باہر ٹپکتا ہے۔'' کے مصداق جو خود اس کی صفت و خصوصیت ہے وہ دوسروں کے سر تھوپنے کی کوشش کرتا ہے۔

سوال:۔ حضرت آدم سے متعلق مرزا قادیانی کا قول بد تر از بول خود اس کیلئے ذلت اور رسوائی کا سبب ہونا چاہئے اور اس بیباکی کے خلاف اسلامی حکم اسی پر نافذ ہونا چاہیے اس میں قادیانی دھرم ماننے والوں کا کیا قصور؟

جواب:۔ یقیناً اگر مرزا قادیانی اپنے ان ناپاک خیالات اور قلبی رجحانات کو اپنے تک محدود رکھتا تو خدا کے نزدیک اسی کی گرفت ہوتی اور وہ تنہا اسکا جوابدہ ہوتا لیکن اس نے اپنے اس بیہودہ قول کو ضابطہ تحریر میں لاکر پریس کے حوالہ کر دیا اور اس پر خطبہ الہامی کا لیبل لگا دیا جس کو اس کے خلفاء اور متبعین نے نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس کی حاشیہ آرائی اور تشریح کی۔ لہذا قادیانی دھرم کے تمام افراد خواہ مرزا کے اس فاسد عقیدہ سے آگاہ ہوں یا نہ ہوں۔ عند اللہ اور عند الشرع قابل مواخذہ ہیں۔ کیونکہ وہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھ رہے ہیں اور اس کے نئے دھرم کو حق جان رہے ہیں۔ اور پھر انہیں عقائد باطلہ، نظریات کاسدہ کا نام تو ''قادیانی دھرم'' ہے اگر

اسلام کے خلاف مرزا قادیانی کے عقائد نہیں ہوتے تو اسے علیحدہ گروہ قائم کرنے اور نیا نام رکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

سوال:۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت آدم علیہ السّلام کے متعلق اپنے جس عقیدہ کا اظہار کیا اس پر شریعتِ اسلامیہ کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

جواب:۔ جب آپ نے یہ سمجھ لیا کہ تمام نبیوں علیہم السّلام کی نبوّت اور انکی خداداد عظمت و کرامت کو ماننا ضروریاتِ دین سے ہے تو اسکا منکر شریعت کے نزدیک کافر و جہنمی ہے۔ مرزا قادیانی نے نہ صرف حضرت سیدنا آدم علیہ السّلام کی نبوّت کا انکار کیا بلکہ انہیں شیطانی بہکاوے میں آنیوالا جنّت سے خارج کیا جانے والا سرداری و حکومت سے محروم ہوجانے والا۔ شیطان کے مقابلہ میں شکست کھانے والا۔ ذلیل و رسوا اور بدکار و بدانجام قرار دیا۔ اور یہ تمام باتیں کسی نبی کیلئے ثابت کرنا الحاد و بے دینی ہے لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰة والسّلام کی شانِ اقدس میں شدید ترین گستاخی و بدتمیزی کی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک کافر و مرتد اور ابدی جہنمی ہے۔ جو اس کے اس کفریہ عقائد سے آگاہ ہونے کے باوجود اس کے کفر و عذاب میں شک و شبہہ کرے وہ شریعت کے نزدیک کافر و جہنمی ہے۔

اب نام نہاد احمدی کہلانے والے ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا رہنما اور مسلمان مان کر خود کیا ہو گئے۔

سوال:۔ حضرت آدم کو مسلمانوں کے علاوہ دوسری قومیں بھی مانتی ہیں ان کے نزدیک مرزا قادیانی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب:۔ بیشک انسانی آبادی کا ہر ایک فرد کسی نہ کسی نام سے حضرت آدم علیہ السّلام کو جانتا اور مانتا ہے۔ یہودی و نصرانی تو انہیں نبی بھی تسلیم کرتے اور انکی عزت کرتے ہیں لیکن مرزا قادیانی نے بیک جنبشِ قلم ساری اولادِ آدم کے دلوں کو زخمی کر دیا خاص کر جو لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی نبوّت و کرامت کو مانتے اور انکی تعظیم و تکریم کرتے ہیں

ان کے ایمانی تقاضوں کو بری طرح مجروح کیا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اسی کتاب "خطبۂ الہامیہ" کے ضمیمہ میں یہ بھی دعویٰ کیا کہ ...... آدم اختلاف و عداوت کی آگ بھڑکانے کیلئے دنیا میں آیا اور میں اختلاف و مخاصمت کی پراگندگی کو دور کرنے کیلئے آیا ہوں (ضمیمہ خطبۂ الہامیہ بنام ما الفرق فی آدم و المسیح الموعود)

عیسائی و یہودی کے نزدیک جب مرزا کی مذکورہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ بالآخر وہ بھی تو مسلمانوں ہی کی جماعت کا ہے کیونکہ وہ کلمہ و نماز پڑھتا اور اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔ ان بیچاروں کو کیا خبر کہ اسلام کے نزدیک مرزا قادیانی اور اس کے دھرم کی کیا حیثیت ہے؟

سوال ، ذرا یہ بھی بتا دیا جائے کہ مرزا قادیانی کی تحریر مذکورہ کا قادیانیوں پر کیا اثر ہوا؟

جواب ، بہت عمدہ سوال آپ نے کیا۔ اگر واقعی قادیانیوں نے مرزا کے ہفوات مذکورہ کو کسی افیونی و بھنگی کی بکواس سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوتا تو ان کے متعلق یہ سوچا جا سکتا تھا کہ وہ اس عقیدہ باطلہ سے بے خبر ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد قادیانیوں نے اسی کے مطابق اپنا عقیدہ بھی گڑھ لیا۔

ویسے تو مرزا قادیانی کی مذکورہ تحریروں کی درجنوں قادیانی تشریحات ہیں مگر میں اس تشریح کو پیش کرتا ہوں جو تمام قادیانیوں کے نزدیک مسلّم ہے کیونکہ یہ تشریح مرزا قادیانی کے اس نورِ نظر کی ہے جو اسکے عقیدے کے مطابق زمین پر خدا کا ظہور اور ساری روئے زمین کا نور ہے۔ سنیئے اور سر دھنیئے۔

"میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں۔ کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا۔ اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ" اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلّوں میں آئے ہیں جس طرح

پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں۔ آئندہ آنیوالے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔" (الفضل قادیان مجریہ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء جلد ۱۵)

اخبار الفضل میں شائع شدہ یہ مضمون مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ ثانی مرزا قادیانی آں جہانی کا ہے۔ جو مرزا قادیانی کا بیٹا اور تمام قادیانیوں کا آدم تھا۔

سوال: یہ تو مرزا محمود کی صرف مضمون آرائی نہیں بلکہ اس کے عقیدہ کا اظہار ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کے **عقیدے میں مرزا قادیانی خاتم آدمیت بھی ہے۔ اور آدم انسانیت بھی** جس کی نسل سے ان گنت نبی و رسول پیدا ہونے والے ہیں۔ خدا کی پناہ یہ نیا عقیدہ تو آج ہی سننے کو ملا۔ میرے خیال میں دنیا کی کسی قوم و ملت کا یہ عقیدہ نہیں ہے اور نہ کسی عقل صحیح کے مطابق ہے۔ پھر آج کل کے قادیانیوں نے اس عقیدہ کو تسلیم کیسے کر لیا؟

جواب: جی ہاں ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ابھی تو قادیانیوں کے خلیفہ ثانی کی لاثانی تحریر سے یہی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی قادیانیوں کا آدم اول بھی ہے اور آدم ثانی بھی اور وہی مرزا قادیانی اپنے تمام آنیوالے نبیوں رسولوں کا ابتدائی نقطہ بھی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت تک ابھی کئی کذاب و دجال آنیوالے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور وہ سب کے سب مرزائی، قادیانی کے نسل سے ہوں گے جن کا ناپاک حلّہ پہلے ہی مرزا قادیانی کو پہنا کر اسے ان کا بابا آدم قرار دیا گیا خلیفہ ثانی مرزا محمود آنجہانی کے عقیدۂ فاسدہ سے یہ بات بھی واضح ہو کر سامنے آگئی کہ اب قادیانیوں میں آدمیت و انسانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل آدمی و آدمیت کا دور ان کے نزدیک مرزا قادیانی پر ختم ہو گیا کہ وہ اس دور کا خاتم تھا۔ اب قادیانی دھرم میں روئے زمین پر صرف قادیانیت باقی رہ گئی ہے جس کا بابا آدم اور ابتدائی نقطہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔

عام قادیانیوں یعنی احمدی کہلانے والوں نے عقیدۂ مذکورہ کو تسلیم کیا یا نہیں اس کا جوابدہ میں نہیں ہوں لیکن جب اس گروہ کے بانی اور خلیفہ ثانی نے اپنے اس عقیدہ کا پرزور شہرہ کیا تو قادیانی ہونے کے باوجود اسے نہ ماننے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی قادیانی ازراہ منافقت اس عقیدہ کو مسلمانوں کے سامنے بیان کرنے سے گریز کرے اور انجان مسلمانوں کو دھوکہ دے۔لہٰذا مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہئے۔

سوال: کیا اس عقیدہ کی وضاحت قادیانی سرغنوں نے کہیں اور بھی کی ہے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک پوری کتاب اس عقیدہ کی وضاحت میں لکھی جس کا نام "مَا الفَرقُ فِی آدمَ وَالمَسِیحِ المَوعُود" رکھا۔ پھر اس کے خلیفہ اوّل حکیم نورالدین اور خلیفہ ثانی کے علاوہ قادیانی مفتیوں اور اماموں نے اس عقیدہ کی تشریح و توضیح کر کے قادیانی اخبارات البدر، الفضل اور رسالوں میں شائع کیا ایک نمونہ اور ملاحظہ کیجئے۔

___ "فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِینَ" کے بھی یہی معنیٰ ہیں کہ آدم اول کے متعلق فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے فرماں بردار اور غلام ہو جاؤ۔ جب آدم اول کے متعلق فرشتوں کو یہ حکم ہوا۔ تو آدم ثانی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جو آدم اول سے شان میں بڑھا ہوا تھا اس کیلئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" (ملائکۃ اللہ ص ۶۵ تقریر میاں محمود قادیانی) ___

جی۔ میاں محمود نا مسعود نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار گھر میں بیٹھ کر قلم سے نہیں بلکہ میدانِ تقریر میں اپنی زبان سے کیا اور جو بات باپ کے زمانہ سے اسکے دل میں پروان چڑھ رہی تھی برملا اسے زبان پر لے آیا اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے باپ کی عظمت و شان کا خطبہ پڑھنے لگا۔

محمود نا مسعود کی اس تقریر سے قادیانیوں کے ایک اور عقیدہ کا پتہ چلا کہ ان کے

نزدیک عام فرشتوں ہی نہیں بلکہ مقربین فرشتوں کے مقابلہ میں عام اجنہ ہی نہیں بلکہ شیاطین بھی افضل واعلیٰ ہیں۔

آتشی مخلوق یعنی جنات کو مرزا قادیانی کا زرخرید غلام قرار دیا گیا تاکہ مرزا قادیانی کا تفوق اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توہین واضح ہو جائے۔ مرزا محمود نا مسعود آنجہانی خلیفہ ثانی کی اردو دانی دیکھئے کہ غلام کو بکرر مؤنث استعمال کیا اور تقریر کے ناقل نے اسے مؤنث ہی برقرار رکھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ مظہر خدا اور خلیفہ ثانی کی بولی تھی بیچارے ناقل کو کیا خبر کہ مرزا محمود نے اپنے باپ غلام کو عالم کشف میں دیکھا ہوگا اور اس کے نام کی رعایت کرتے ہوئے غلام کو مونث استعمال کر لیا کیونکہ مرزا غلام .... کو حیض کی حالتوں سے بھی گزرنا پڑتا تھا اور رجولیت خداوندی سے استمتاع کا موقع بھی ملتا تھا (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور ان رازوں کا انکشاف خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مشہور الہامی کتاب اور اس کے علاوہ دوسری تصانیف میں بھی کیا ہے۔

سوال:۔ تعجب ہے کہ قادیانیوں کے سرغنوں کی تحریر و تقریر سے نئے نئے عقیدوں اور نظریوں کا اظہار ہوتا جا رہا ہے۔ خدائے پاک ایسی باتوں کے سننے سے بھی مسلمانوں کو محفوظ رکھے جن باتوں کے سننے سے نہ صرف مسلمانوں کے دل زخمی ہوتے ہیں بلکہ تمام اولادِ آدم دکھی ہوتی ہے۔

جواب:۔ بس ایک بات اور سن لیجئے جس سے آپ اور آپ جیسے انصاف پسند حضرات کو یقین ہو جائے گا کہ قادیانی دھرم کے بانی مرزا غلام قادیانی نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی کس کس طرح توہین و تذلیل کی ہے اور اپنی عظمت و بڑائی کا خطبہ پڑھا ہے

لکھتا ہے ـــــ "یہ زمانہ جو آخر الزماں ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا۔۔ خدا نے خود روحانی

باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کی رو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا گیا تھا۔ یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا۔" (تریاق القلوب ص ۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

یہ ہے مرزا قادیانی کا بنیادی عقیدہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے اربعہ عناصر سے پیدا کیا مگر مرزا کو روحانی باپ بن کر خود پیدا کیا۔ اور جس طرح حضرت آدم و حوا کو جوڑا پیدا کیا اسی طرح مجھے اور میری بہن جنت کو جوڑا بنا کر پیدا کیا، لیکن یہ دوسری بات ہے کہ میرے جوڑے سے میری نسل نہیں چلی کیونکہ کم عمری میں وہ مر گئی۔ گویا مرزا نے اپنی اس تحریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں مثل آدم ظل آدم اور بروز آدم ہوں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

چوتھی ملاقات

السلام علیکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: کیا قادیانیوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے نبی کی بھی توہین و تذلیل کی ہے؟

جواب: قادیانی دھرم کے بانیوں نے ایک دو نبی نہیں بلکہ بہت سارے اولو العزم انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خداداد ارفع و اعلیٰ شان میں گستاخیاں کی ہیں اور انہیں مرزا غلام قادیانی سے کم تر سمجھا ہے اگر آپ چاہیں گے تو قادیانیوں کی وہ تمام ناپاک عبارتیں سنائی جائیں گی جو ایمانی دل و دماغ کو پراگندہ کر دیں گی۔

سوال: کیا آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی شان عالی میں بھی گستاخی کی گئی ہے؟

جواب: جی ہاں پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ مسلمان حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم ثانی اس نظریہ سے نہیں کہتے جس نظریہ سے مرزا قادیانی کو قادیانی دھرم والے کہتے ہیں، مسلمان حضرت نوح علیہ السلام کو اسلئے آدم ثانی کہتے ہیں کہ طوفان نوحی کے وقت

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں اور بعض دیگر فرمانبرداروں کے علاوہ پوری نسلِ آدم غرقاب ہو چکی تھی۔ روئے زمین پر دوبارہ نسلِ آدم کا وجود اور آبادی حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ ہے۔ لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں۔

لیکن قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام قادیانی خلقت، فطرت، اور شان و عظمت کے اعتبار سے آدم ثانی ہے جو شرعاً عقلاً باطل محض ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ پہلے رسول معظم ہیں جو نسلِ آدم میں جدید شریعت کے ساتھ کفار و مشرکین کے درمیان بھیجے گئے جو ساڑھے نو سو برس تک سرکش کفار و مشرکین کو راہ راست پر لانے کی کوشش فرماتے رہے لیکن کفر و عناد کی سیاہی و سختی کی وجہ سے وہ اپنے کفریہ مشاغل سے باز نہ آئے اس درمیان حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اعجاز نبوت کا بھی اظہار فرمایا جس کا کوئی اثر دشمنانِ دین پر نہیں ہوا۔ بالآخر سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائے جبار و قہار کی بارگاہ میں عرض کیا۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ "اے پروردگار کافروں کی کسی آبادی کو زمین پر سلامت نہ چھوڑ" کیونکہ ہر طرح سے میں نے کفار و مشرکین کو صراطِ مستقیم سے قریب کرنے کی کوشش کی پر وہ اپنی سرکشی و ہٹ دھرمی پر جمے ہوئے ہیں اب میں ان سے ناامید ہو چکا ہوں۔

پھر خداوند قدوس نے اپنے نبی کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ایک اولوالعزم رسول سے سرکشی و نافرمانی کے بدلے سزائے اعمال کے طور پر اس دور کے تمام کفار و مشرکین کیلئے پانی کا عذاب بھیجا جس میں وہ غرقاب و ہلاک ہو کر نیست و نابود ہو گئے۔

دینِ اسلام نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے مسلمانوں کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ ہر نبی و رسول مطاع و مقتدا اور مخدوم ہونے کی حیثیت سے لائق تکریم و تعظیم ہیں۔ لہٰذا عام مسلمانوں پر ان کی تعظیم و تکریم فرضِ عین ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی، ان کے فضائل و درجات کو تقابلی

انداز میں مسلمانوں کو اس طرح بیان کرنے کی اجازت نہیں کہ کسی بھی نبی کی تحقیر و توہین لازم آئے۔

مگر مرزا غلام قادیانی اور قادیانی دھرم کے ماننے والے تقابلی انداز میں اپنے قادیانی نبی کی اور قادیانی خلفاء کی ایسی شان و عظمت بیان کرتے ہیں جس سے عام نبیوں کے علاوہ اولو العزم انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی بھی توہین لازم آتی ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کے نزدیک بلاشبہ بدترین کفر ہے۔ لیکن کیا کیجئے کہ مرزا غلام قادیانی اور قادیانی دھرم کے ماننے والوں کو اسلام و اسلامیات سے کوئی تعلق نہیں ہاں مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنا، بغض و عناد کی فضا تیار کرنا اور اہل کتاب کو آپس میں لڑانا ایک دوسرے سے نفرت کرانا ہے

لیجئے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی ذات گرامی پر مرزا غلام احمد قادیانی کے لگائے ہوئے الزام کو سنئے اور اسکے کفریہ جذبات کی داد دیجئے

—— خدائے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اس ناپاک تحریر میں مرزا قادیانی نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی توہین اور اپنے شیطانی الہامات و نشان (معجزات) کی کثرت کو اسطرح بیان کیا گویا معجزۂ نوحی کی وجہ ہی سے کفار و مشرکین گمراہ ہوئے اور اپنی گمراہی کے سبب غرقاب ہوئے۔

سوال:۔ مرزا قادیانی کے وہ کیا نشانات ہیں جو معجزات نوحی کے مقابلہ میں کثرت سے دکھلائے گئے؟

جواب:۔ مرزا انجہانی کے نشانات (معجزات) قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے مرزا قادیانی نے تو اپنے تین لاکھ نشانات کا دعویٰ کیا ہے۔ جو سب کے سب دجل و فریب اور

دروغ بیانی پر مشتمل ہیں اور انہیں نشانات نے قادیانیوں کو آج تک سر بگریباں کر رکھا ہے مثلاً ۱۹۰۸ء سے پہلے اس نے ایک پیش گوئی کی کہ ہمارا بدخواہ فلاں مولوی ہیضہ کے عذاب میں مبتلا ہو کر اتنے دنوں میں فی نار جہنم ہو جائے گا اور اگر وہ ہیضہ میں گرفتار ہو کر نہیں مرا تو مجھے کذاب سمجھنا مگر اس کے اس نشان کا الٹا اثر ہو گیا ۱۹۰۸ء کے ہیضہ میں خود گرفتار ہو گیا اور دونوں سوراخوں سے غلیظ پانی کا پرنالہ جاری ہو گیا جس کے نتیجہ میں بجائے اپنے دشمن کے وہ خود ہی فی نارِ جہنم ہو گیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنی زبان سے بھی واقعی کذاب تھا۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سچائی کا یہ نشان بھی بیان کیا کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آنیوالی ہے۔ اور یہ خدائی فیصلہ ہے۔ پھر مرزا نے زندگی بھر محمدی بیگم کو حاصل کرنے کی کوشش کی اس کے ماں باپ کو دھمکی دی، فریب آمیز خطوط لکھے لیکن محمدی بیگم کے سرپرستوں نے اسکی کم سنی کے پیش نظر اس کا نکاح مرزا مذکور کی بجائے مرزا سلطان محمد سے کر دیا۔ پھر بھی مرزا قادیانی کی کوشش جاری رہی کہ کسی حیلہ وتدبیر سے محمدی بیگم ہاتھ آجائے مگر وہ مرتے دم تک مرزا قادیانی کے ہاتھ نہیں آئی۔

اسی طرح مرزا کا نشان بھی طشت از بام ہو گیا اور ابتک اسکی جگ ہنسائی ہو رہی ہے اسی قبیل سے مرزا قادیانی کے اور بھی نشانات ہیں جن کا حشر عام مسلمانوں کے سامنے ہے

سوال:۔ کیا قادیانی دھرم والے مرزا غلام قادیانی کو حضرت نوح علیہ السّلام سے بڑھا ہوا مانتے ہیں؟

جواب:۔ مرزا قادیانی نے اپنی برتری و بڑائی کا اظہار خود کیا ہے جس کو حقیقۃ الوحی کے تتمہ کے حوالہ سے میں نے سنایا۔ اور قادیانی مرزا کے ماننے والوں نے اس کے خیالات و نظریات کو بنیاد بنا کر اسی پر مرزا قادیانی کی عظمت و فوقیت کی عمارت تیار کی ہے۔ اور ببانگ دہل اس بات کا اعلان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السّلام

مرزا قادیانی کے مقابلہ میں معاذ اللہ تعالےٰ کم تر اور گھٹیا ہیں۔ چنانچہ قادیانی خلیفۂ ثانی مرزا محمود کا بیان اخبار الفضل نے جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی لعنۃ اللہ علیہ) کا نام اللہ تعالیٰ نے نوح رکھا ہے پھر آپ سے ایسا سلوک ہوگا جو پہلے نوح سے بڑھ کر ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نوح رکھا تو دوسری طرف آپ کے بیٹے کو ہدایت سے محروم کر دیا تا بتائے کہ یہ نوح کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے مگر پھر اس بیٹے کو ہدایت نصیب کی تا ظاہر کر دے کہ پہلا نوح آیا اور اس کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ مگر یہ دوسرا نوح آیا تو اس کا بیٹا بھی اگرچہ ایک عرصہ تک ہدایت سے محروم رہا مگر خدا نے اسے ہدایت میں داخل کر کے ظاہر کر دیا کہ پہلے نوح کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک تھا اس سے بڑھ کر اسکا سلوک دوسرے نوح کے ساتھ ہے۔" (الفضل جلد ۱۹ شمارہ ۵ ار جولائی ۱۹۳۱ء)

قادیانی ذریات نے اللہ تعالیٰ پر یہ بہتان باندھا کر قادیانی دجّال کا نام اللہ تعالیٰ ہی نے نوح رکھا ہے اور قادیانی کے بیٹے کو گمراہ فرما کر دونوں کے اندر مشابہت پیدا کی پھر اس بیٹے کو ہدایت دیکر مرزا قادیانی کو حضرت نوح سے بڑھا دیا اور نوح علیہ السلام کو اس کے مقابلہ میں گھٹا دیا۔

یہ ہیں قادیانی دھرم کے وہ کفریہ کلمات اور باطل مزعومات جس کے سامنے انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے ___ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ کہ "نبی" تمام انسان و جنات اور فرشتوں سے یہاں تک کہ فرشتوں کے رسولوں سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہوتا ہے اگر وہ انس و جن میں کوئی ولی خواہ وہ غوث و قطب، ابرار و اتا ہی کیوں نہ ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور اہل ایمان ہو کر جو کسی غیر نبی کو نبی کے برابر یا اس سے بڑھ کر جانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور حد کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ مگر مرزا محمود کی بے باکی و جرأت دیکھئے کہ وہ مضمون مذکور کو خطبۂ جمعہ میں بیان کر رہا ہے اور بذریعہ

اخبار اس کی اشاعت کر رہا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے عقیدۂ صحیحہ کو مجروح کیا جائے اور اس جراحت پر نمک پاشی کی جائے۔

سوال:۔ واقعی مرزا قادیانی اور اسکی امت کے گرو گھنٹالوں نے نبیوں رسولوں علیہم السلام کی شدید توہین کی اور نہ صرف نبیوں کی توہین کی بلکہ خداوند قدوس کی جناب میں بھی الزام تراشی و بہتان کا ریکارڈ قائم کر دیا میرے خیال میں کسی دہریہ کی بھی ایسی ہمت نہیں ہو گی جیسی ہمت و جرأت کا اظہار قادیانی نبی اور قادیانی امت نے کی ہے۔ جب قادیانیوں نے حضرت آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کی باعظمت بارگاہوں میں گستاخیاں کی ہیں تو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بھی توہینیں کی ہوں گی، کیا ان برگزیدہ شخصیتوں کے علاوہ نام لیکر کسی اور نبی علیہ السلام کی بھی گستاخی کی ہے؟

جواب:۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا اور آپ نے کچھ سمجھ بھی لیا کہ قادیانی دھرم میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام نیز صلحائے امت محمدیہ کی عظمت و عزت اور تعظیم و تکریم کا کوئی معنیٰ نہیں ہے انہوں نے بیشمار نبیوں رسولوں علیہم السلام کا نام لے لے کر انکی خداداد عظمتوں، عزتوں سے کھلواڑ کیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان آپس میں کٹ مریں اور وہ قومیں مسلمانوں سے الجھ جائیں جو کسی نہ کسی طور پر کسی نہ کسی نبی و رسول کو جانتی مانتی اور اپنے آپ کو ان کی امت گردانتی ہیں۔ کیونکہ غیر قومیں مرزا قادیانی اور اس کی امت کو مسلمانوں ہی کی ایک جماعت سمجھتی اور احمدیہ کا نام دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے اسکی تحریروں کو مسلمانوں کی جانب سے اپنے خلاف اشتعال انگیزی، فتنہ پروری اور تنگ نظری و تعصب وغیرہ جانتی ہیں۔

ایسی صورت میں خواہی نخواہی مرزا قادیانی اور اسکی امت کی تحریریں مسلم و غیر مسلم قوموں خصوصاً اہل کتاب کے درمیان نفرت و حقارت پھیلانے اور بغض و

عداوت کو بڑھاوا دینے کا سبب بن رہی ہیں۔ مثلاً حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی نبوت مسلمان اور دیگر اہل کتاب کے نزدیک مسلّم ہے یہود و نصاریٰ بھی انہیں صدیق، نبی ابن نبی علیہ السلام مانتے اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ اور مسلمان تو انکی خداداد عظمتوں، شوکتوں اور کرامتوں پر قربان ہے کیونکہ انکی عظمتوں کا خطبہ آیاتِ ربانیہ نے پڑھا ہے اور ان کے حالات کو احسن القصص قرار دیا اور ان کی ذات گرامی کو امام المرسلین خاتم النبین حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَخِی یُوسُفُ (اپنا بھائی) فرمایا۔

ان کی بلند و بالا شان میں گستاخی و بدتمیزی کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مشہور و معروف کتاب براھین احمدیہ میں لکھا ہے۔۔۔۔۔

> اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ اور اس امت کے یوسف کی بریت کیلئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دیدی۔ اور نشان دکھلائے۔ مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کیلئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا (براھین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶)

مرزا قادیانی کے قلم کا تیور دیکھئے جب اس کیلئے اٹھتا ہے تو پھول برستا ہے اور جب سیدنا یوسف علیہ السلام کی جانب رخ کرتا ہے تو انگارے اگلتا ہے۔ عبارتِ مذکورہ نہایت مختصر ہے مگر آپ خود موازنہ کر کے دیکھ لیجئے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مقابلہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی کس قدر توہین و تذلیل کی ہے۔

سوال۔ خدا کی پناہ، استغفر اللہ، توبہ، ہزار بار توبہ، یہ تو میں خواب و خیال میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ کوئی دہریہ یا مرتد کسی باعظمت نبی کی بارگاہ میں ایسی دریدہ دہنی اور گستاخی کریگا جس سے شرافتِ انسانی کا سر بھی شرم سے جھک جائے گا۔

اور انسانیت کہیں منہ چھپانے کے قابل نہ رہے گی۔ مگر مرزا قادیانی آنجہانی کے ذہن ارتداد نے تو کمال ہی کر دیا کہ حضرت **یوسف علیہ السلام جیسے با عظمت نبی کے مقابلہ میں مرزا قادیانی** جیسا عاجز بڑھ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اوپر لگائے گئے الزام سے بری ہونے کیلئے انسانی گواہی کے محتاج ہوئے (معاذ اللہ) مگر مرزا قادیانی اور محمدی بیگم کے معاشقہ کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے انسانی کچہری میں بار بار گواہیاں دیں اور دیگر نشانات دکھلائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال کر اللہ تعالیٰ نے برسر عام رسوا کر دیا (معاذ اللہ) لیکن مرزا قادیانی کو اس کی دعا کے باوجود قید ہونے سے بچالیا۔۔۔ میرے خیال میں یہ تمام کی تمام باتیں اسلام کے نزدیک شدید ترین کفر ہیں کیونکہ یہ ایک مشہور و معروف نبی جن کا ذکر شرح و بسط کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے ان کے ساتھ کھلی ہوئی گستاخی اور توہین ہے۔؟

جواب:۔ جی ہاں آپ صحیح کہہ رہے ہیں مگر کیا کیجئے یہی قادیانی دھرم والوں کا ایمان و عقیدہ ہے کہ ایک نبی برحق کے مقابلہ میں مرزا مسیح کذاب معاذ اللہ بڑھ چڑھ کر ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قید میں ڈالا جانا اس کے نزدیک کسی بہت بڑے گناہ کے سبب سے تھا جب ہی تو اسے توہین و تذلیل مان رہا ہے اور قید سے اپنی برأت کا بانگ دہل اعلان کر رہا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی عقل دانی پر مرزائی دھرم والے جس قدر ماتم کریں کم ہے کہ غیبی مار نے یک جنبش قلم خود مرزا قادیانی کو ذلت و رسوائی کے اس گہرے غار میں ڈھکیل دیا جہاں سے اسکی برأت ناممکن ہے۔ کہ اس نے دنیا والوں کے سامنے اپنی رسوائی سے بچنے اور روسیاہی کو چھپانے کیلئے بابار قید خانہ میں جا کر منہ چھپانے کی کوشش کی اور اس کیلئے دعائیں کرتا رہا لیکن قید خانہ کی دیواروں نے اس کی ذلت و رسوائی کو پناہ دینے سے انکار کر دیا اور اسے معاشقہ محمدی بیگم نیز دیگر نشانات کے ساتھ دنیا کے بھرے بازار میں

ڈھکیل دیا تاکہ اس کی ذلت ورسوائی کا تماشہ عام ہو جائے۔ اور ایک نبی برحق کی توہین کرنے کا نتیجہ اس کی آنکھوں کے سامنے آجائے۔

مرزا قادیانی وہ بے لگام و بدزبان امام المرتدین ہے۔ جس نے گھنونے گناہ کا اہتمام سیدنا یوسف علیہ السلام کے معصوم وپاکیزہ سر باندھا اور انہیں اس سے بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ٹھہرایا جبکہ قرآنی ارشادات کے مطابق خدائے کارساز نے اپنے صدیق نبی کی بے گناہی وعصمت کا خود اہتمام فرمایا اور انہیں عزت وکرامت کا تاج پہنا کر نبوت وحکومت کے تخت پر بٹھایا۔ مگر مرزا قادیانی اور اسکی امت کی نگاہوں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں انہیں تو ہر جگہ مرزا قادیانی کی عزت وعظمت ہی نظر آتی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس مختصر عبارت میں اپنی بڑائی اور نبی برحق کی برائی کے علاوہ خود خداوند قدوس کو بھی اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے کہ جب بھی اسکی پیشن گوئی غلط ہوئی یا اسے محمدی بیگم کی خواہش ہوئی تو خدائی گواہیاں اس کے حق میں ساون بھادو کی برسات کی طرح شروع ہو گئیں اور مرزا نے جب چاہا عوام کی کچہری میں خدا سے گواہی دلوا دی۔ یعنی اس کا خدا بائی کورٹ کے باہر کرائے کے گواہوں کی ٹولی کا ایک فرد ہے جسے کرایہ بھی نہیں دینا پڑتا ہے بلکہ جب مرزا چاہتا ہے گواہی کیلئے لا کھڑا کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ رب العلمین)

سوال: کیا حضرت آدم حضرت نوح حضرت یوسف علیہم السلام کے علاوہ بھی کسی نبی کا نام لیکر قادیانی دھرم کے نبی مرزا غلام قادیانی نے توہین وتذلیل کی ہے؟

جواب: میں نے بار بار عرض کیا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے گورو گھنٹالوں نے تمام **انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں شدید توہین** کی ہے اور ان کے مقابلہ میں اپنی عظمتوں کا خطبہ پڑھا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ٭ من بعرفاں نہ کمترم زکسے

آنچہ داد ست ہر نبی راجام ٭ داد آں جام را مرا بہ تمام

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ٭ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

یعنی انبیاء علیہم السّلام دنیا میں بہت آئے مگر میں معرفت میں کسی بھی نبی سے کم نہیں ہوں ہر نبی کو جو خصوصیتیں الگ الگ ملیں وہ تمام کی تمام خصوصیتیں یکجا طور پر مجھے مل گئیں اس لئے یقیناً میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں اور جو اس بات کو غلط سمجھے وہ مردود ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا وہ عقیدہ و ایمان جو اس نے اپنی امّت کو دیا ہے۔ اور اس کی امّت کے سرغنوں نے خوب خوب اس عقیدہ کی تشہیر و اشاعت کی ہے چنانچہ مرزا غلام قادیانی کا بیٹا مرزا احمد قادیانی اس عقیدہ کی تشریح و توضیح اس طرح کرتا ہے۔

" یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے ہیں بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوئے تھے کسی کو بہت کسی کو کم مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا۔ اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلّی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔ الخ " (کلمۃ الفصل)

پھر یہی صاحب زادہ مرزا بشیر احمد اپنی اسی کتاب میں آگے لکھتا ہے " مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا وہاں غلام کو بھی اس مقام

پر کھڑا کر دیا جن تک انبیاء بنی اسرائیل کی پہونچ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچائے۔
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

باپ نے اپنے آپ کو تمام نبیوں سے افضل بتایا مگر بیٹے کی پرواز دیکھئے کہ اپنے باپ کو تمام تر کمالات نبوت کا جامع اسی وقت سے قرار دے رہا ہے جب کہ اس نے ظلی نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا۔ اور جب اس کے عقیدہ میں اس کا باپ مرزا قادیانی ظلی نبی ہو گیا اور نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا تو فخر الاولین والآخرین حبیب رب العلمین خاتم الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا (اعاذ باللہ تعالیٰ من اقوال الخبیثہ)

یہ ہے تمام نبیوں رسولوں کی مقدس بارگاہوں کی توہین و تذلیل کہ ایک ایسا کذاب نبی جو اپنی امت کو طہارت و آبدست کا طریقہ نہیں بتا سکا اسے گروہ معصومین کی طیب و طاہر جماعت میں لاکر تمام نبیوں، رسولوں کے سردار دو عالم کے تاجدار احمد مختار علیہم السلام کے شانہ بہ شانہ کھڑا کر دیا۔ اور اگر نام بنام ہی آپ نبیوں کی توہین مرزا قادیانی کی زبان سے سننا چاہتے ہیں تو سنئے

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے سب حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ ہے۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

یہاں اس نابکار نے نبیوں، رسولوں کی تمام فضیلتوں، کرامتوں کو حضور پر نور خاتم الانبیاء امام المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے لئے منتقل کرا لیا سبھوں کو عظمت و کرامت سے علیحدہ کر کے اپنی سفاکی کا ثبوت دیتے ہوئے

ان کے مبارک ناموں کو بھی اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ پھر اس نے اپنی دوسری تصانیف میں اپنے آپ کو شیث، اسحاق، اسمٰعیل، یعقوب، محمد و احمد علیہم الصلوٰۃ والسّلام بھی لکھا ہے۔

سوال:۔ اچھا یہ ظلی، مثلی اور بروزی نبی کیا ہوتا ہے؟

جواب:۔ یک بیک آپ نے سوال کا رخ موڑ دیا آخر کیوں؟ ابھی تو مرزا قادیانی اور اسکے خلفاء کی وہ تمام عبارتیں سنانی باقی ہیں جن میں نام بنام ان لوگوں نے انبیاء و مرسلین علیہم السّلام کو گالیاں دی ہیں اور ان کی شان اقدس کو گھٹایا ہے۔

سوال:۔ دراصل مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے سرغنوں کی عبارتوں میں کئی بار ظلی نبوت اور ظلی کمالات سننے کو ملا اور میں اس اصطلاح سے ناواقف ہوں اس لئے سوچا کہ اسکو سمجھتا چلوں۔

جواب:۔ جی بہت خوب! دراصل یہ سب قادیانی دھرم ہی کے اصطلاحات ہیں اور وہی اس کے موجد ہیں۔ اور اسکی ضرورت یوں پیش آئی کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا اعلان یک بیک نہیں کیا بلکہ نہایت چالاکی و عیاری کے ساتھ نبوت کی منزل تک پہنچا اور پھر خدا اور خدا کی الوہیت کا دعویٰ کر دیا۔ جیسا کہ اسکی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً اس کی تدریجی اڑان کو دیکھئے کہ پہلے اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا پھر مجدد، پھر امام الزماں، پھر مثل مسیح، پھر مسیح موعود، پھر مہدی، پھر ملہم، پھر حامل وحی، پھر خاتم الاولیاء، پھر خاتم الخلفاء، پھر یسوع کا ایلچی، پھر مسیح ابن مریم، پھر مثل انبیاء، پھر ظل محمد و احمد، پھر خاتم الانبیاء، پھر نطفہ خدا، پھر مظہر خدا پھر خدا کا بیٹا، پھر خدا کا باپ اور اس کے بعد نہ معلوم کیا کیا۔

مرزا قادیانی کے دعووں کی تشریح کرنا یقیناً طوالت کا باعث ہے مگر مثل و ظل اور بروز وغیرہ کا مفہوم سمجھ لیجئے

ظلی، کا معنی سایہ اور چھاؤں کے ہے جس میں اصل کی صورت و شکل صاف نظر

نہیں آتی بلکہ مبہم ہوتی ہے اور اگر ابہام دور ہو جائے اور اس کی صفات یا کوئی ایک صفت اس میں منعکس ہو جائے تو اسے مثل کہتے ہیں پھر اگر ظل اپنی اصل کی پوری تصویر بن جائے اور اس کی خصوصیات ظل میں منتقل ہو جائے یا بالفاظ دیگر ایک جسم کی روح منتقل ہو کر دوسرے جسم میں آجائے تو وہی بروز کہلاتا ہے جیسے ہندی میں آواگون اور عربی میں تناسخ کہتے ہیں۔

اس اجمال کی اگر تفصیل دیکھنی ہو تو قادیانی دھرم کی کتابوں میں ملاحظہ کیجیے کیونکہ انہوں نے جس نظریہ کے ماتحت ان اصطلاحات کو جنم دیا ہے اسکی توثیق ان کی کتابوں ہی سے ہو سکتی ہے۔ ویسے قادیانیوں کا اخبار الفضل قادیان مجریہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء نے ان اصطلاحات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ لکھتا ہے

"آئینہ ظلیت میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا انعکاس ہو تو اس وقت وہ (ظل نہیں) حالت بروز کہلاتی ہے۔ الخ

پھر لکھتا ہے — مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہوتا ہے۔ لیکن مثیل میں نام کا ایک ہونا شرط نہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے مگر بروز نہ تھے کیونکہ خدا نے آپ کا نام موسیٰ نہیں رکھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) کو تمام انبیاء کے نام دیئے گئے اور آپ انکے بروز ہو کر نبوت کے مقام پر پہنچے۔ پس فنافی الرسول اور مثیل ہونا بروز سے علیحدہ چیزیں ہیں۔ البتہ بروز اور اوتار ہم معنیٰ ہیں" (الفضل قادیان جلد ۱۹ شمارہ ۴۸)

پانچویں ملاقات

سوال:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ برکاتہ

سوال:- گذشتہ ملاقات میں یہ معلوم کر کے میں حیرت واستعجاب کے سمندر میں غرق ہو گیا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے سرغنوں نے منتخب، مشہور انبیاء ومرسلین علیہم السلام میں سے کسی کو نہیں چھوڑا سب کی توہین وتذلیل کی اور ان کی مقدس شخصیتوں کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے ناپاک وجود کو سراہا بڑھایا ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی خانہ ساز نبوت کے لیے ظلی، مثلی اور بروزی کی اصطلاحات کیوں ایجاد کئے، یہ کھلا ہوا مشرکانہ عقیدہ ہے پھر وہ کس منہ سے مسلمانیت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ و التسلیم کے طفیل ہر مسلمان کو قادیانی دھرم کے مزعومات وعقائدِ فاسدہ سے محفوظ رکھے اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین

اب یہ بتایا جائے کہ دنیا میں مسلمانوں کے علاوہ دو بڑی دیگر قومیں آباد ہیں جنہیں یہودی ونصرانی کہتے ہیں، اور انہیں موسوی عیسوی یا موسائی عیسائی بھی کہہ سکتے ہیں کیوں کہ وہ دونوں بڑی قومیں علی الترتیب حضرت سیدنا موسیٰ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کے ماننے اور ان کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ کیا ان دونوں برگزیدہ مقبولان بارگاہِ احدیت کی شانِ اقدس میں بھی قادیانیوں نے گستاخیاں کی ہیں؟ یوں تو پہلی ملاقات میں مجھے یہ معلوم ہی ہو چکا ہے کہ قادیانی لیڈروں نے مجموعی طور پر تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی شان و عظمت سے کھلواڑ کیا ہے اور ان کی بارگاہوں میں گستاخیاں کی ہیں۔ مگر میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ صراحت کے ساتھ ان دونوں مقدس شخصیتوں کی ارفع واعلیٰ

شان کو مجروح کیا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ قادیانی ازم ایک گستاخ و بے ادب اور مطلق العنان ازم ہے جس کے یہاں سوائے مرزا قادیانی آنجہانی کے کسی باعظمت شخصیت کی کوئی وقعت و عزت نہیں تو پھر بار بار نام بنام نبیوں کی توہین و تذلیل کے سننے کا مطالبہ کیوں ہے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھئے کہ قادیانیوں نے انبیاء، اولیاء، صلحاء اور متقین و صدیقین کی بارگاہوں میں جس بازاری زبان کا استعمال کیا ہے۔ اسکے تصور سے شرافت و آدمیت کی روح کانپ اٹھتی ہے اور انسانیت لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔

قادیانی دھرم والوں نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی خداداد عظمتوں، عزتوں اور ان کے مناصب نبوت کو نہ صرف مجروح کیا ہے بلکہ ٹکڑا بوٹی کر کے رکھ دیا ہے۔ اگرچہ اصلاح امت اور خیر خواہی کیلئے ان کفریہ اور خبیث عبارتوں کو نقل کرنا کفر نہیں ہے مگر سچ پوچھئے تو ان ناپاک عبارتوں کے تصور سے سینہ شق ہو رہا ہے اور قلم کے ماتھے پر پسینہ آرہا ہے، مگر کیا کیجئے کہ آپ کو نام بنام کچھ سننے کی خواہش ہے۔

سوال:۔ واللہ باللہ مجھے اب کچھ سننے کی خواہش نہیں خدا مجھے مسلمانوں کے سیدھے سچے راستہ پر گامزن رکھے اور قادیانیت کے مسموم و زہریلے عقیدوں سے بچائے میں تو اب ان خبیث عبارتوں کے سننے کی بھی تاب نہیں لاسکتا، ہاں ان ناواقف اور بھولے بھالے مسلمانوں کو سنوانا چاہتا ہوں جو کسی نہ کسی طرح قادیانیوں کی چالاکی و عیاری میں پھنس جاتے ہیں اور پھر اسکی مظلومیت کا دم بھرنے لگتے ہیں، اے کاش! ان بھائیوں کی آنکھیں کھلتیں اور وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوتے کہ ان ظالموں نے مقدس نبیوں کی جماعت خاص کر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو کیسی کیسی بازاری گالیاں دی ہیں علاوہ ان گستاخیوں کے سبب وہ کس برتاؤ کے مستحق ہیں؟

جواب :- اللّٰهم هداية الحق والصواب اللہ تعالیٰ اپنے منعم علیہم بندوں کے طفیل ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

الحمد للہ آپ کا دل مطمئن ہے۔ اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کیلئے ان کفریہ عبارتوں کو سننا یا سنوانا چاہتے ہیں تو لیجئے سینے پر پتھر رکھ کر سنئے اور حمیت دینی کا بہتا ہوا خون دیکھئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں نبیوں کے بالمقابل اپنی عظمت و بڑائی کا مسلسل خطبہ اس طرح پڑھا ہے جس سے ان نبیوں علیہم السلام کی توہین و گستاخی لازم آتی ہے۔ اور یہ بات صرف اسی کی زبان و قلم تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کے خلفاء اور ماننے والوں نے اپنی اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ ان بدعقیدگیوں کی خوب خوب تشہیر و تبلیغ کی جو مرزا قادیانی سے وراثتاً انہیں ملے ہیں۔ چنانچہ قادیانی دھرم کا ایک ممتاز مولوی محمد احسن امروہوی مرزا قادیانی کے متعلق اس طرح ڈینگ ہانکتا ہے۔

"پہلے انبیاء اولوالعزم میں بھی اس عظمت و شان کا کوئی آدمی نہیں گزرا" حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں بھی موسیٰ و عیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود کی ضرور اتباع کرنی پڑتی

(الفضل قادیان، ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء جلد ۳ شمارہ ۹۸)

اس مختصر سی ناپاک تحریر کے ذریعہ مرزائی و قادیانی مولوی نے تمام اولوالعزم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس جماعت پر کیچڑ اچھال دی سب و شتم کیا اور ان کی خدا داد عظمت و شان کی کھلی ہوئی توہین و تذلیل کی اور ان کے بالمقابل مرزا قادیانی ملہم شیطانی کی عظمت و شان کا خطبہ پڑھا جو شریعت اسلامیہ کے نزدیک بدترین کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے کا سبب ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قادیانی بدنصیب

نے نبی آخر الزماں خاتم النبیین امام المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم کی رسالت عامہ کی توہین وتضحیک کرتے ہوئے عمومی فضیلت والی حدیث کے مفہوم کو اپنے قول بدتراز بول کے ذریعہ قادیانی کنویں کے مینڈک کے سر تھوپ دیا، جس سے سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کی حدیث مبارک کی توہین وتذلیل لازم آتی ہے اور حضرت سیدنا **موسیٰ کلیم اللہ وحضرت عیسیٰ روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ایک نابکار کے سامنے مفضول وتابع ہونا ثابت ہوتا ہے** اور یہ تمام باتیں عند الشرع کفر ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے یوں تو تمام انبیاء ومرسلین، صلحاء وصالحین کی ارفع واعلیٰ جناب میں گستاخی وتوہین کو اپنا محبوب مشغلہ بنا رکھا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ روح اللہ، کلیم اللہ، مؤید روح القدس حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات، مرزا قادیانی، اور قادیانی دھرم کے دیگر سرغنوں کے خنجر خونخوار قلم نابکار کے عین نشانہ پر ہے۔ جہاں مرزا قادیانی اور اس کے متبعین نے اپنی اصلیت کو ظاہر کرتے ہوئے رذالت وکمینگی کی حد کردی ہے۔ اور یہ ثابت کردیا ہے کہ ان کی رگوں میں کوئی قطرۂ خون ایسا نہیں ہے جس کو اسلامی حمیت کی حرارت سے دور کا بھی واسطہ ہو لیجئے! حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے مرزا قادیانی غلام احمد آنجہانی کے ہفوات وبکواس کے چند نمونے ملاحظہ فرمایئے

(۱) خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ

سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

۲ "برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے"

(چشمہ مسیحی ص۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۳ "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری (بڑھئی) کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۳۰۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

۴ "ابتدا بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہا بھی لعنت سے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان کا مصداق کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ یہودی لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے لیکن خود انکے حواری بھی لعنت کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ حواریوں میں سے ایک نے تین بار ان پر لعنت کی

(ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم ص۲۶۱ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

۵ "۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ جس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا"۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶ مصنفہ مرزا قادیانی)

۶ "ہاں آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی کثرت سے عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور



یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے، یہ بات بھی یاد رہے آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۷ "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے (طنزاً) تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ از مرزا قادیانی)

۸ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے"

(ازالۃ الاوہام مصنفہ مرزا قادیانی غلام احمد آنجہانی)

۹ "اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ۔ عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم"

(ازالۃ الاوہام ص۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۰ "پھر خدائے تعالیٰ نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا ہے تاکہ پہلے عیسیٰ (علیہ السلام) کو یہودیوں نے سولی پر لٹکا دیا تھا مگر آپ (مرزا قادیانی) اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔"

(تقدیر الٰہی ص۲۹ مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی دھرم کے لیڈروں کی ایمان سوز قادیانیت افروز ناپاک تحریروں میں سے یہ صرف دس نمونے ہیں جنہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا، انہیں چند عبارتوں سے آپ قادیانی دھرم کے ایمان و عقیدے کا اندازہ لگا لیجئے کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے متعلق کیسے گندے

گندے عقیدے رکھتے ہیں۔ اگر مذکورہ بالا عبارتوں کی توضیح و تشریح بیان کی جائے تو اس سے ہزاروں ہزار کفریات آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو کر سامنے آجائیں گے۔ اور انہیں کفریات کو قادیانیوں نے گلے لگا رکھا ہے۔ بنابریں وہ سب کے سب دین اسلام سے اس طرح باہر نکل چکے ہیں جس طرح دودھ میں پڑی ہوئی مکھی نکال باہر کی جاتی ہے۔

مگر افسوس اس کا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا کلمہ پڑھنے والی قوم عیسائیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی امتیوں کو اب تک مسلمان ہی سمجھ رکھا ہے۔ اور اس کی ناپاک تحریروں کو مسلمانوں کی تحریر سمجھ کر عام مسلمانوں کو جارح، تنگ نظر، دہشت پسند، قدامت پسند اور منافرت انگیز وغیرہ قرار دے رکھا ہے۔ اور قادیانی امتیوں کو مظلوم و بیکس جان کر اپنے ملکوں میں سیاسی پناہ اور مالی تعاون دے رہے ہیں۔

اے کاش عیسائی قوم کی آنکھ کھل جاتی اور وہ اس حقیقت کو سمجھ پاتی کہ قادیانی دھرم کے ماننے والے اپنے گندے عقیدوں کی وجہ سے نہ مسلمان ہیں اور نہ دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق ہے بلکہ قادیانی امت مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان نفاق و عداوت، بغض و عناد ڈالنے کیلئے وجود میں آئی جس کا کام ہی مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کو ہوا دینا، ایک قوم کو دوسری قوم سے لڑانا اور آپس میں نفرت و حقارت کی بیج بونا ہے۔

آپ ہی کہئے! کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عظمت و شان میں مرزا غلام احمد قادیانی بڑھا ہوا ہے؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایسے کمزور و مجبور تھے کہ مرزا قادیانی کے کاموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام سے وہ معجزات ہرگز ظاہر نہ ہوتے جو مرزا قادیانی سے ظاہر ہوتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام برسائی کیڑے مکوڑوں

کی طرح پیدا ہو گئے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنی پیدائش میں جسمانی اعتبار سے نامکمل و ناتمام تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے اور غیر سب ہی لعنت بھیجتے تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملعون تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے کوئی معجزہ ہی ظاہر نہیں ہوا؟ کیا حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام بدزبان اور گالیاں بکنے والے تھے؟ کیا وہ گالی دینے اور جھوٹ بولنے کے عادی تھے؟ کیا آپ کی دادیاں بھی تھیں؟ اور کیا آپکی دادیاں نانیاں زناکارہ تھیں؟ کیا حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا وجود مبارک زناؤں کے خون کا مجموعہ دمرقع تھا؟ کیا آپ کی مصاحبت رنڈیوں، کنجریوں کے ساتھ تھی؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عام شریف انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں تھے؟ کیا طوائف اپنی کمائی کے پیسے سے عطر خرید کر حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام کے سرِ اقدس پر ملا کرتی تھیں؟ کیا حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام اپنے گیسوئے مبارک سے زناکار عورتوں کے پاؤں صاف کیا کرتے تھے؟ کیا حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام نہایت بدچلن تھے؟ کیا عیسیٰ علیہ السّلام کا ذکر کرنا بھی عیب و گناہ ہے؟ کیا مرزا غلام قادیانی ایسے مقام پر براجمان ہے جس مقام کی پہلی سیڑھی تک حضرت سیّدنا عیسیٰ مسیح علیہ السّلام کی رسائی نہیں ہو سکتی؟ (وغیرھا من ہفوات القادیانیہ)

اے عیسائیو! اے نصرانیو!! اے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والو!!!

اگر حضرت سیّدنا عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام ایسے ہی تھے جیسا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم والے مانتے ہیں تو تم لوگوں کو بھی قادیانی امت ہو جانا چاہیے۔ اور اگر ایسے نہیں تھے اور یقیناً نہیں تھے بلکہ خدائے پاک کے برگزیدہ اور پاک بندہ تھے خدا کے بھیجے ہوئے نبی و رسول تھے، خدا کے محبوب

و مقرب اور پسندیدہ تھے قرآن کریم نے ان کی بے شمار خوبیوں اور معجزات کو بیان فرمایا انہیں روح اللہ، کلمۃ اللہ اور مؤید روح القدس بتایا خلقت کے اعتبار سے مثل آدم قرار دیا۔ انہیں معصوم اور حظِ النسانی سے پاک ہونے کا عقیدہ دیا۔ تو پھر قادیانیوں کے ساتھ ساز باز کرنے اس کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرنے اور اپنے ملکوں میں سیاسی پناہ، مالی امداد دینے کا کیا مطلب ہے؟ اب بھی وقت ہے کہ ہوش میں آؤ قادیانی ازم کی حقیقت کو پہچانو ورنہ تمہاری نسلیں تمہیں معاف نہیں کریں گی۔

اہل اسلام خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عیسائی تاجروں نے مرزا قادیانی اور اس کی امت کو اسلام کی تباہی و بربادی کے لئے استعمال کیا ہے لیکن اس سے صرف اسلام ہی کا نقصان نہیں بلکہ اس کی وجہ سے عیسائیت کی بنیادیں بھی کھوکھلی ہوتی جارہی ہیں اور عام عیسائیوں کو نقصان پہنچ رہا ہے سب سے بڑا نقصان تو یہی دیکھنے میں آرہا ہے کہ عیسائی نوجوان نسل غیر عیسائیوں سے اپنے ملکوں میں نبرد آزما ہے اور ان ملکوں سے امن و امان، محبت و بھائی چارگی رخصت ہو رہی ہے۔

سوال: آپ نے مرزا قادیانی کی ملعون عبارتوں کے تعلق سے جو آئینہ دکھلایا میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی وضاحت اور کریں تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدا داد عظمت آشکارا ہو جائے اور مرزا قادیانی کی شیطانی عظمت و شان بھی ظاہر ہو جائے؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عادت و خصلت اور سرشت کے اعتبار سے جیسا تھا ہمارے بزرگوں، دینی رہنماؤں یہاں تک کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھی ویسا ہی سمجھتا تھا۔ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو کچھ اس میں ہوتا ہے۔)

لیکن خوب یاد رکھیے کہ مرزا قادیانی جس شیطانی شان کا مالک تھا حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ویسے نہیں۔ مرزا قادیانی نے جو جو شیطانی کرتب و کرشمہ دکھلایا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہرگز وہ نہیں دکھلا سکتے مرزا قادیانی کے دعوؤں کی تصدیق میں جن جن جھوٹے نشانوں کا ظہور ہوا اس قسم کے نشانات حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے صادق نبی کے ذریعہ نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پیدائش میں سیدنا آدم علیہ السلام کے مثل اور عظیم نشان قدرت ہیں البتہ مرزا قادیانی اپنی تحریروں کے مطابق جنون و مالیخولیا کا شکار اور نامرد تھا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نہ تو یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہوئے اور نہ ہی کسی دوسرے مرد کے نطفہ سے لہذا کوئی اس کا باپ نہیں جیسے حضرت آدم کا کوئی باپ نہیں (مثل عیسیٰ کمثل آدم) ہاں مرزا قادیانی جن مختلف نسلوں سے پیدا ہوا تھا ان تمام نسلوں کے مرد اور دیگر کیڑے مکوڑے اس کے باپ تھے جن نطفوں کی آمیزش سے مرزا انجہانی کا وجود بنا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے دامن تقدس تک تو کسی لعنت و ملامت کے گذر کا سوال ہی نہیں ہے کہ ہر نبی معصوم عن الخطا ہوتا ہے البتہ مرزا قادیانی تمام انسانوں سے جناتوں، ملائکہ ہر مخلوق یہاں تک کہ خالق کائنات جل مجدہ کی لعنتوں ملامتوں کا صحیح مستحق تھا اور ہے جس پر دعویٰ نبوت کے بعد سے اب تک مسلسل لعنتوں کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بیشمار معجزات کا ظہور ہوا جس کی شہادت قرآن پاک دے رہا ہے مگر مرزا قادیانی کی بیشمار پیشن گوئیوں کا الٹا نشان اسکی زندگی ہی میں ظاہر ہو چکا جس کی گواہی خود قادیانی امت دے رہی ہے۔

ہر نبی گناہوں اور عیبوں سے پاک ہوتا ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

بھی ایک عظیم الشان اولعزم نبی و رسول ہیں لہٰذا ان کے دامن عصمت تک گالی گلوچ، جھوٹ و بدزبانی صحبت طوائف وغیرہا خصائل رذیلہ خبیثہ کا گذر نہیں ہو سکتا ہاں مرزا قادیانی مذکورہ بالا صفات ذمیمہ سے ضرور متصف تھا جس کی وجہ سے اپنے آپ پر ایک باعظمت نبی کو گمان کیا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے تو کسی کنجری و طوائف سے واسطہ نہیں رکھا ہاں مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے لئے تن، من سب کچھ لٹا دیا یہاں تک کہ اس کو تھیانے کیلئے وحی الٰہی کا سہارا لیا، منگھڑت خوابوں کو گھڑا محمدی بیگم کے رشتہ داروں اور دیگر بااثر متعلقین کے پاس خطوط روانہ کئے مگر ہائے رے قادیانی امت کے نبی کی قسمت کہ محمدی بیگم کا نکاح بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کے مرزا سلطان محمد کے ساتھ ہو گیا۔ مرزا قادیانی زندگی بھر ہاتھ ملتا رہا۔ اور اس کی یاد کو بھلانے کیلئے ٹانک وائن، الکوحل، اور افیون وغیرہ منشیات کا استعمال کرتا رہا۔

جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دادیاں تھیں ہی نہیں تو ان کے بدکار و زناکار ہونے کا کیا سوال ہے؟ بلکہ یہی بات مرزا کی طرف سے عائد کئے گئے تمام الزامات کی تردید و بطلان کے لئے کافی ہے۔ مگر کیا کیجئے کہ مرزا قادیانی نے انہیں اپنے اوپر گمان کیا اور اپنے آپ کو مثیل عیسیٰ لکھا لہٰذا اپنے آبائی و امہاتی خاندان کی طرح حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے اتہاقی خاندان کو سمجھ لیا اور اپنے آبائی خاندان کا الزام ان پر رکھ دیا۔ تاکہ اپنے دونوں نسبوں کے عیوب و نقائص کا اظہار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر کر سکے

مرزا غلام احمد قادیانی کی رذالت و ضلالت چونکہ مسلّم اور زبان زد عام ہے اس لئے اس کے ذہن و فکر اور زبان و قلم میں جو کچھ ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو قادیانی امت کی مندرجہ بالا عبارت کی کچھ اور وضاحت کر دوں

تاکہ قادیانی سرغنوں کے مکروہ چہروں سے کچھ اور پردے سرک جائیں۔

سوال:۔ بس بہت ہو چکا۔ حق و ہدایت کے سچے طلب گاروں کیلئے تو اشارہ بھی کافی ہوتا ہے آپ نے تو بحمدہ تعالیٰ مختصر مگر ایسی وضاحت کی کہ مردہ دل بھی جاگ اٹھے اور غفلت و گمراہی کا پردہ چاک ہو جائے۔ ہاں اگر کوئی نہ ماننے کی قسم اٹھالے تو بات دوسری ہے۔۔

چند ملاقاتوں میں مرزا غلام قادیانی کی بدزبانی اسکی لن ترانی اور انبیاء علیہم السلام کی مقدس بارگاہوں میں مرزا قادیانی کی گستاخیوں نیز قادیانیوں کے ناپاک عقیدوں سے واقف ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہر مسلمان کو قادیانیوں کے سایہ سے دور و نفور رکھے آمین

ایک نہایت ضروری سوال آئندہ ملاقات میں عرض کروں گا۔ اب اجازت دیجئے

جواب: الحمد للہ، قادیانی گروہ شیطانی کے تعلق سے کچھ باتیں آپ کی سمجھ میں آرہی ہیں یہ ایک ایسا گروہ یا دھرم ہے جسکا بابا آدم ہی جدا ہے اگر اس کی حقیقت واضح ہو جائے تو ہر آدمی اسکے سایہ سے پناہ مانگے گا اور جو اسکے دام تزویر میں اپنی لاعلمی کی وجہ سے پھنس چکے ہیں اس سے بیزاری کا اعلان کریں گے۔۔۔

اے کاش یہ مختصر سی محنت گم گشتگان راہ کیلئے نور ہدایت بن جائے اور اہل ایمان کیلئے استقامت علی الدین کا ذریعہ آمین۔ خدا کرے کہ قادیانیوں کے تعلق سے آپ زیادہ سے زیادہ ضروری سوالات کرسکیں اور مجھے ان کے جوابات صحیحہ کی توفیق ملے۔

چھٹی ملاقات

السلام علیکم   وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

سوال آج ہم اس پیغمبر اعظم رحمت عالم نور مجسم حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بات چیت کریں گے جو ساری مخلوقات الٰہیہ میں سب سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا سید الکونین رسول الثقلین رحمۃ للعالمین محبوب رب کائنات وجہ تخلیق شش جہات ہیں جو اپنی ذات و صفات میں ساری مخلوق کے اندر بے نظیر و بے مثیل ہیں۔ انسان و جنات اور ملائکہ میں سے کوئی فرد بھی آپ کے ہم پلہ ہم رتبہ اور ہم سر و ہم نظیر نہیں، اگر ان عظیم مخلوق میں کوئی بھی سید المرسلین امام النبیین خاتم پیغمبراں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہمسری و برابری یا مثیل و نظیر ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ گمراہ اور گمراہ گر ہے، یہی میرا اور تمام مسلمانوں کا عقیدۂ و ایمان ہے، مگر میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا قادیانی دھرم والوں نے دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرح حضور پر نور ختمی مرتبت سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بھی بے تمیزی و گستاخی کی ہے؟

جواب:۔ خداوند کریم آپ کے جذبۂ محبت رسول علیہ السلام کو ہمیشہ سلامت رکھے اور آپ کی طرح ہر مسلمان کو محبت سرمدی کے جام لبالب سے سیراب و شاد کام فرماتا رہے آمین۔ یقیناً ہم مسلمانوں کے آقا و مولیٰ سید العالمین محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات اور خصائص کبریٰ میں ماسوی اللہ سب سے عظیم اور برتر و بالا ہیں کسی عالم میں کوئی بھی مخلوق آپ کا مثیل و نظیر نہیں بیشک آپ بے مثل و بے نظیر ہیں۔

مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے غلام احمد نام رکھنے کے باوجود ڈنکے کی چوٹ نبی آخر الزماں سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمسری و برابری کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے آپ کو نہ صرف ان کا مثیل و نظیر لکھا بلکہ عین محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہونے کا دعویٰ باطل بھی کیا



اور قادیانی دھرم والوں نے اس کے بکواس کی تصدیق کی اور اسی کے مطابق اپنا ایمان وعقیدہ بھی گڑھ لیا، اپنی درجنوں تصانیف میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ "میں پیغمبر اسلام خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز یعنی اوتار اور ظل (سایہ) ہوں اور ظل اپنی اصل سے الگ کوئی شے نہیں اسلئے میں بھی گویا محمد ہی ہوں، اور جو فضائل ومناقب، محاسن وکمالات ان کے ہیں سو میرے ہیں۔ پس جو شخص بھی مجھ میں اور محمد رسول میں فرق کرتا ہے وہ میرے نزدیک مسلمان ہی نہیں ہے"

یہ سب دعاوے اس کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں سر دست اس کی دو ایک تحریریں ملاحظہ کیجیے اور اسکی حرماں نصیبی کو دیکھئے۔

لکھتا ہے۔ "مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ لکھا، مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت ورسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا قادیانی)

پھر اپنی اسی کتاب میں لکھتا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت "خاتم النبیین" تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانے میں کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیوں کہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیۃ "وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ" بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے "براہین احمدیہ" میں میرا نام محمد اور احمد

رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے
۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم
الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ
ظِل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا"

(ایک غلطی کا ازالہ۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ان دونوں تحریروں کو بار بار پڑھئے اور مرزا قادیانی کی خباثت قلبی کا اندازہ لگا سکیں تو اندازہ لگایئے کہ اس حرماں نصیب نے پہلے بروز یعنی اوتار ہونے کا دعویٰ کیا پھر اوتاری شکل وصورت کو خدائی قدرت وطاقت دیدی کہ وہ جس کو چاہے نبی ورسول بنائے۔ اور اس کے بعد خداوند قدوس کو اپنا خانہ ساز مسخر و منشی بنا دیا اور یہ الزام رکھا کہ مجھے نبی اللہ، رسول اللہ خدا ہی نے لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی شیطنت کی انتہا کردی کہ اوتار کی صورت میں جو نفس کام کر رہا ہے وہ میرا نہیں بلکہ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ہے، اور نبوت ورسالت کا دعویٰ اسی نفس کا ہے لہٰذا میں اس سے بری الذمہ ہوں ہاں خدا نے چونکہ میرا نام محمد احمد رکھا اور لکھا ہے اسلئے میں نبی اور رسول ہوں۔

دوسری تحریر میں اس خبیث الخبثاء نے ازرہِ مکرو فریب سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین تسلیم کیا مگر ساتھ ہی ساتھ اپنے دعویٰ نبوت ورسالت کو باقی رکھنے کیلئے یہ بھی لکھ مارا کہ اس سے نہ تو مہر ختمیت ٹوٹتی ہے اور نہ ہی یہ کوئی اعتراضی دعویٰ ہے۔ پھر جس آیۂ مبارکہ کو اس نے اپنے بروزی خاتم الانبیاء ہونے کی دلیل ٹھہرائی وہ خود اسکے باطل وکاذب ہونے کی دلیل ہے کیونکہ سورۂ جمعہ کی مذکورہ آیۂ مقدسہ نبیٔ مکرم رسول معظم حضور پُر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وآلہ وسلم کے اس فیضان عام کا اعلان ہے جس سے تابعین رحمہم اللہ تا قرب قیامت ہر خاص وعام مسلمان بے واسطہ یا بالواسطہ فیضیاب ہوتا رہے گا اور آپ کا چشمہ فیض جاری رہے گا تو پھر مرزا قادیانی جیسے برساتی کیڑے مکوڑوں کی کیا ضرورت ہے کہ وہ شیطان نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے اور مسلمانوں کے صحیح وسالم عقیدوں میں دراڑیں پیدا کرے

اپنی دوسری ناپاک تحریر میں مرزا کذاب نے پھر خداوند قدوس کی بے عیب ذات پر یہ الزام وعیب لگایا کہ بیس سال پہلے میرا نام محمد واحمد خدا نے رکھا لعنۃ اللہ علی الکذبین، اور اخیر میں اپنے مختلف النسب ناپاک وجود کو محبوب رب العالمین سید کائنات علیہ افضل الصلوات کا وجود مسعود قرار دیکر آپکی بارگاہ گرامی قدر میں شدید ترین گستاخی وجرم کا ارتکاب کیا اور کفر ولعنت کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالکر قعر جہنم کی طرف چل دیا۔

یوں تو مدعیان اسلام میں کئی فرقہائے باطلہ نے جنم لیا جنہوں نے اپنے متبعین کو نت نئے عقائد بدعیہ باطلہ سے سرنگوں کیا مگر تناسخ (آواگون) کا عقیدہ مدعیان اسلام میں مرزا غلام احمد قادیانی ہی نے اپنے ماننے والوں (قادیانی دھرم) کو دیا ہے جس کے سہارے کبھی اس نے اپنے آپ کو رام وکرشن کہا، کبھی گوپال ونانک کہا کبھی آدم ونوح کہا کبھی موسیٰ وعیسیٰ کہا اور کبھی خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا۔

اب یہ دیکھئے کہ اس تناسخ (آواگون) کے عقیدہ سے قادیانی دھرم والوں نے کیا سبق حاصل کیا۔ مرزا قادیانی کا بیٹا۔ قادیانی دھرم کا لیڈر بشیر احمد قادیانی اپنی کتاب "کلمۃ الفضل" میں عقیدۂ تناسخ سے متاثر ہو کر یوں لکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا آیۃ " وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ " سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے "

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ وضاحت کرتا ہے۔

" کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالےٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے "

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ تناسخ کا عقیدہ قادیانی دھرم میں راسخ اور عام ہے جس کی تائید میں قادیانیوں کی کتابیں اور اخبار و جرائد مثلاً الفضل، فاروق البدر وغیرہا بھرے پڑے ہیں جن میں ان کے قلم کاروں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے تاکہ تناسخ کے طریقہ پر یہ ثابت ہو جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی، حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاذ اللہ تعالیٰ اوتار ہیں۔

سوال:- بھئی تناسخ کا عقیدۂ باطلہ بھی عجیب و غریب عقیدہ ہے کہ ایک انسان سزا و جزا کے طور پر مختلف انسانوں، چوپاؤں، درندوں، پرندوں اور کیڑے مکوڑوں میں جنم لیتا رہے گویا خالق کائنات اجسام مختلفہ کے لئے ارواح مختلفہ کو پیدا کرنے سے عاجز و مجبور ہے اسلئے ایک روح کو مختلف جسموں میں گردش دیتا رہتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اور پھر انسان کو جب اس کے اعمال کے عوض دوسرے جسموں میں یہیں منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں وہ اپنی گذشتہ زندگی کا پھل پاتا ہے، تو قیامت، حساب و کتاب حشر، اور جنت و دوزخ کا، اسلامی عقیدہ ہی سرے سے بیکار و بے فائدہ

ہوجاتا ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانی دھرم کے ماننے والوں نے عقیدہ تناسخ کو مان کر بہت سے اسلامی عقیدوں سے منہ پھیر لیا عقیدہ تناسخ کو مان کر قادیانی دھرم والوں کو اب تلاش کرنا چاہیے کہ مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء اس وقت کس جانور کے روپ میں اپنی اپنی زندگی بتا رہے ہیں؟

حضرت: کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہندوانہ عقیدہ کو تمام قادیانیوں نے تسلیم نہیں کیا ہو؟ کیونکہ قادیانیوں کے عقائد سے متعلق ناواقف ہونے کی وجہ میں بھی بہت سارے قادیانیوں سے ملا ہوں مگر کسی نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار نہیں کیا۔ ویسے قادیانی دھرم کا یہ عقیدہ خاصا دلچسپ ہے، اسلئے میں چاہتا ہوں کہ دو ایک حوالہ جات اور پیش کر دیئے جائیں تاکہ طالبان حق کیلئے مزید دلچسپی کا سبب ہو۔

جواب: جناب! قادیانیوں کا یہ عقیدہ خبیثہ کوئی ڈھکا چھپا عقیدہ نہیں ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اسکی تائید میں اس کی درجنوں کتابیں اور رسائل وجرائد موجود ہیں اگر واقعی قادیانی دھرم میں پھنس جانے والے عام لوگ اس عقیدہ سے باخبر نہیں ہیں تو خبر ہو جانے کے بعد قادیانی دھرم پر لعنت بھیجتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو کر اہل سنت وجماعت میں شامل ہو جائیں اور قادیانی دھرم والوں کو کافر و مرتد اور جہنمی یقین کریں ان سے دینی، مذہبی معاشرتی، تمام تعلقات ومعاملات کو ترک کر دیں۔

میرے بھائی! جہاں تک حوالہ جات کا تعلق ہے تو میں انکی درجنوں کتابوں سے حوالے پیش کر سکتا ہوں مگر میرے خیال میں یہ تضیع اوقات ہوگا اسلئے آپ کی منشا کے مطابق صرف دو حوالہ جات پیش کر رہا ہوں۔

(۱) قادیانی دھرم کے قاضی ظہور الدین اکمل نے نہایت خوش وخروش کے

ساتھ عقیدہ تناسخ کی نہ صرف تائید و اشاعت کی بلکہ اسی ہندوانہ عقیدہ کے سہارے اپنے نبی غلام قادیانی کو نبی کائنات علیہ اکمل التسلیمات کے بالمقابل عظمت و شان میں بڑھایا اور اپنی خباثت کا اظہار اشعار کی زبان میں کیا جسے قادیانی اخباروں اور کتابچوں نے شائع کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

" محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۞ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۞ غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

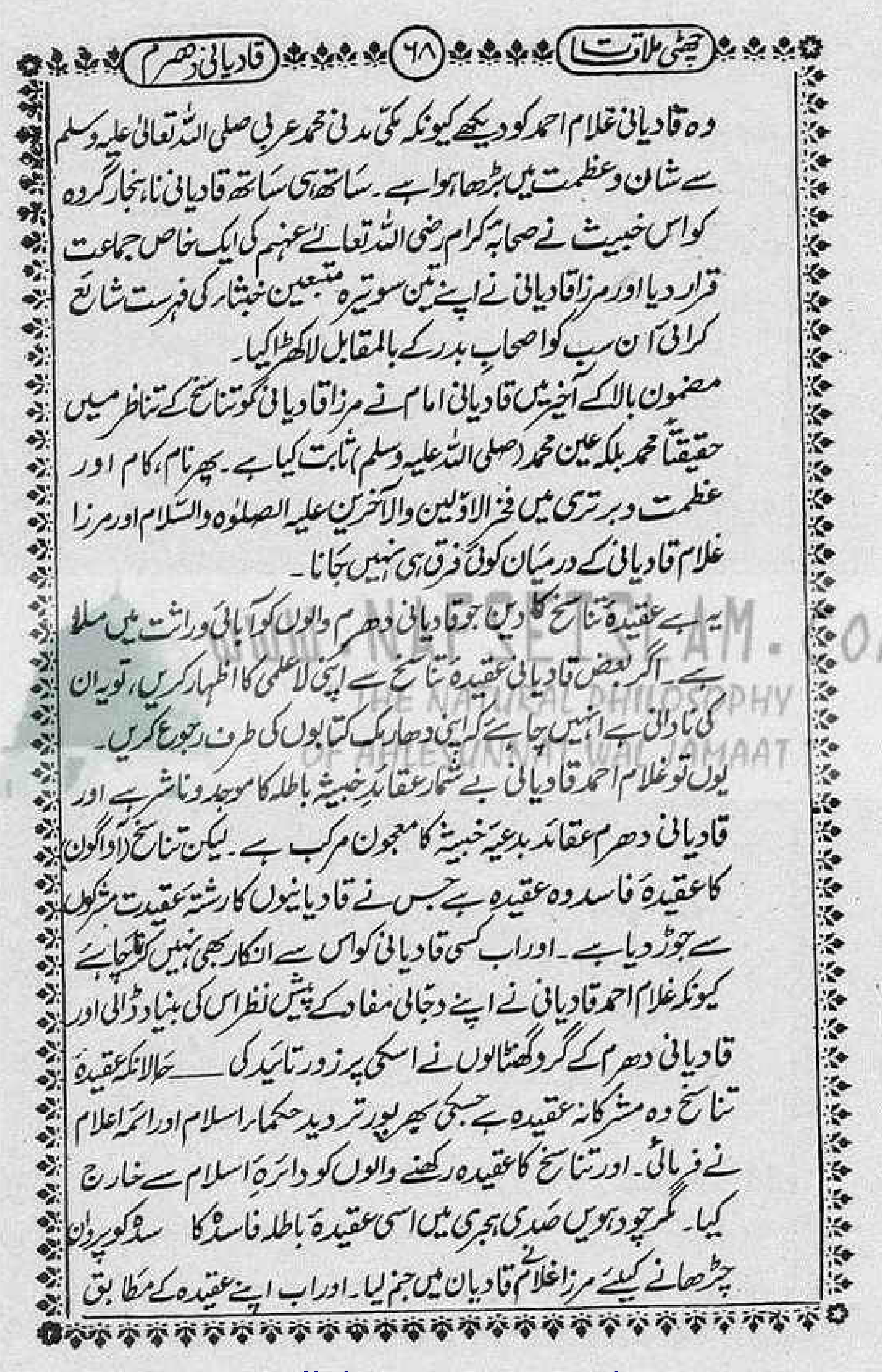
" حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت درحقیقت آنحضرت

اور قادیانی دھرم کا علمبردار اخبار الفضل پورے شرح و بسط کے ساتھ عقیدہ تناسخ کی نشر و اشاعت اس طرح کرتا ہے

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی صحابہ میں کی ایک جماعت ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلعم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آنحضرت صلعم کا فیض جاری ہوا پس یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عین صحابہ میں کی ایک جماعت ہونا۔ اور آپ کی جماعت پر عین بعین وہی آنحضرت صلعم کا فیض جاری ہونا جو صحابہ پر ہوا تھا۔ اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود درحقیقت محمد اور عین محمد ہیں۔ اور آپ میں اور آں حضرت صلعم میں باعتبار نام کام اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں "

(الفضل مجریہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء جلد ۱۹ شمارہ ۴۹)

یہ ہیں قادیانی دھرم کے قاضی و بانی کے قلبی تاثرات جو نظم و نثر میں شائع ہو رہے ہیں جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ جس کو کامل و مکمل محمد دیکھنا ہو



وہ قادیانی غلام احمد کو دیکھے کیونکہ مکی مدنی محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شان وعظمت میں بڑھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قادیانی ناہنجار گروہ کو اس خبیث نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک خاص جماعت قرار دیا اور مرزا قادیانی نے اپنے تین سو تیرہ متبعین خبثار کی فہرست شائع کرائی ان سب کو اصحاب بدر کے بالمقابل لاکھڑا کیا۔

مضمون بالا کے آخر میں قادیانی امام نے مرزا قادیانی کو تناسخ کے تناظر میں حقیقتاً محمد بلکہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ثابت کیا ہے۔ پھر نام، کام اور عظمت وبرتری میں فخر الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مرزا غلام قادیانی کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں جانا۔

یہ ہے عقیدہ تناسخ کا دین جو قادیانی دھرم والوں کو آبائی وراثت میں ملا ہے۔ اگر بعض قادیانی عقیدہ تناسخ سے اپنی لاعلمی کا اظہار کریں، تو یہ ان کی نادانی ہے انہیں چاہیے کہ اپنی دھارک کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

یوں تو غلام احمد قادیانی بے شمار عقائد خبیثہ باطلہ کا موجد وناشر ہے اور قادیانی دھرم عقائد بدعیہ خبیثہ کا معجون مرکب ہے۔ لیکن تناسخ (آواگون) کا عقیدہ فاسدہ وہ عقیدہ ہے جس نے قادیانیوں کا رشتہ عقیدت مشرکوں سے جوڑ دیا ہے۔ اور اب کسی قادیانی کو اس سے انکار بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ غلام احمد قادیانی نے اپنے دجالی مفاد کے پیش نظر اس کی بنیاد ڈالی اور قادیانی دھرم کے گرو گھنٹالوں نے اسکی پر زور تائید کی ـــــ حالانکہ عقیدہ تناسخ وہ مشرکانہ عقیدہ ہے جسکی بھرپور تردید حکمائے اسلام اور ائمہ اعلام نے فرمائی۔ اور تناسخ کا عقیدہ رکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا۔ مگر چودھویں صدی ہجری میں اسی عقیدہ باطلہ فاسدہ کا سدھ کو پروان چڑھانے کیلئے مرزا غلام نے قادیان میں جنم لیا۔ اور اب اپنے عقیدہ کے مطابق

نہ معلوم کس آبادی و بیابان میں جنم پر جنم لے رہا ہے۔۔۔ قادیانیوں کو چاہیئے کہ عقیدۂ تناسخ کے تناظر میں اپنے رہنما اور بناسپتی نبی مرزا غلام قادیانی کی طرح اپنی پہلی پیدائشوں کی نشان دہی کریں کہ وہ ذی روح کے کس کس جنس میں پیدا ہوئے اور آئندہ کس کس جنس و نوع میں پیدا ہوں گے۔

مذکورہ بالا قادیانی حوالجات اور اس کے دعووں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ قادیانی دھرم کے الف سے لیکر یٰ تک ماننے والوں نے اپنے برساتی نبی مرزا غلام قادیانی کو حضور پر نور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر و ہم رتبہ جانا بلکہ شان و عظمت میں بڑھ کر مانا اور شریعت اسلامیہ میں یہ دونوں باتیں کفر اور خروج عن الاسلام کی بیّن دلیلیں ہیں۔

سوال: مرزا قادیانی اور اس کی امت کے سر غنوں کی تحریروں سے ناموس رسالت کی توہین و تذلیل بالکل واضح اور روشن ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تناسخ (آواگون) کا عقیدہ ان کے یہاں عام ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ بالآخر وہ بھی نبی آخر الزماں خاتم پیغمبراں فخر کون و مکاں سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا کلمہ پڑھتے ہیں اور انہیں کی امت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقرار واقعی بحیثیت قادیانی کیا ہے؟ کیا وہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو تسلیم نہیں کرتے یا انہیں خاتم النبیین نہیں مانتے؟

جواب: بھائی! کلمہ طیبہ پڑھ لینا اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسالت کا زبانی اقرار کر لینا کچھ اور ہے اور کلمہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا کچھ اور ہے۔ اگر کلمہ طیبہ کے اقرار کے ساتھ ساتھ تصدیق و یقین قلبی



بھی حاصل تو کلمہ کے تقاضوں کو پورا کرنا آسان ہوتا ہے اور اگر یقین و تصدیق کی دولت حاصل نہیں تو صرف زبانی اقرار سے نہیں ہوتا، قرآن عظیم نے صاف صاف فرما دیا اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنفقون آیہ) کہ جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں)

اگر اقرار رسالت کے ساتھ ساتھ تصدیق قلبی بھی حاصل ہو تو رسول کی صفات فاضلہ اور خصائص کبریٰ نیز اسکے احکام و فرامین کو مان لینا آسان ہوتا ہے اور اگر تصدیق قلبی ہی حاصل نہ ہو تو پھر زبانی اقرار ایمان کا مدار نہیں ہے ________ یوں تو کہنے کو قادیانیوں کے یہاں کلمہ طیبہ کا اقرار ہے، امتی ہونے کا اقرار ہے، رسالت و نبوت کا اقرار ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بھی اقرار ہے۔ اسی طرح بعض دیگر عقائد اسلامیہ کا بھی اقرار ہے۔ لیکن یہ سب کے سب اقرار ہی اقرار ہیں تصدیق قلبی انہیں حاصل نہیں یعنی اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ ہے مگر تَصْدِیْقٌ بِالْجَنَانِ نہیں۔ اگر تصدیق بالقلب ہوتی تو اقرار رسالت کے ساتھ توہین رسالت نہ ہوتی اقرار خاتم النبیین کے ساتھ ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبیوں کے آنے کا عقیدہ نہ ہوتا۔ اقرار نبوت کے ساتھ نبوی صفات فاضلہ اور خصائص مصطفویہ سے انکار نہ ہوتا۔ اقرار رسالت کے ساتھ احکام رسالت سے سرتابی و بغاوت کی جرأت نہ ہوتی۔

لیکن کیا کیجئے کہ قادیانی، رسول اکرم رحمت عالم کی رسالت کا اقرار بھی کرتے ہیں اور آپ کی توہین و تذلیل اور شدید ترین گستاخی بھی، کلمہ اسلام کا بھی اقرار کرتے ہیں اور اسلام کی بنیادوں کو کھودتے بھی ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور مرزا غلام کو آپ کے برابر، اور عظمت و شان میں بڑھا ہوا بھی مانتے ہیں آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور آپ کے بعد جدید نبیوں کے آنے کو خاتمیت کے خلاف بھی نہیں سمجھتے۔

اب یہ سن لیجئے کہ سرور کائنات فخر موجودات حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت قادیانی دھرم میں کیا ہے۔

اس کا خلاصہ جواب یہ ہے کہ قادیانیوں کے دھرم میں مرزا غلام قادیانی کے بالمقابل نہایت کمتر یا برابر یا زیادہ سے زیادہ استاد کی حیثیت حاصل ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس سلسلہ میں چند حوالہ جات ملاحظہ کیجئے اور خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ قادیانی دھرم میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا حیثیت ہے۔

۱ ... مرزا قادیانی اپنی فضیلت و بڑائی اس طرح الاپتا ہے ____

"لَہٗ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُنِیْرُ وَاِنَّ لِیْ غَسَا الْقَمَرَانِ الْمُشْرِقَانِ اَتُنْکِرُ؟" یعنی پیغمبر اسلام کیلئے صرف چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند و سورج دونوں کیلئے مشترکہ گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اے سننے والو! کیا تم اب بھی میری نبوت و عظمت کا انکار کرتے ہو؟

(اعجاز احمدی ص۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۲ ... مرزا محمود نامسعود خلیفہ ثانی مرزا قادیانی، سرکار کائنات علیہ اکمل التحیات کی حیثیت متعین کرتے ہوئے اسطرح وضاحت کرتا ہے

"پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔ لیکن کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر ہو جائے لیکن استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا یہی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود میں ہے۔" (ذکر الٰہی ص۱۹)

۳ ۔۔۔ اور امام قادیان حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی ۔ سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت کا تعین یوں کرتا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد، شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے مگر استاد بہر حال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔"

(المہدی ص۴۹ مصنفہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی)

۴ ۔۔۔ قادیانیوں نے امام المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حیثیت کو واضح کیا ہے کہ روزِ ازل اللہ تعالٰی نے تمام نبیوں رسولوں یہاں تک کہ سید الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم سے میثاق وعہد لیا کہ مرزا غلام قادیانی پر ایمان لانا اور اسکی نصرت و حمایت کرنا لہٰذا تمام انبیاء علیہم السلام قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کذاب کے (معاذ اللہ) متبشر وحامی اور اس پر ایمان لانے والے ہیں۔
اس سلسلہ میں قادیانی تعلیمات کا آرگن اور پرچارک ۔ الفضل جلد ۱۱ شمارہ ۲۷ ملاحظہ کیجیے لکھتا ہے ــــــ

خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے کہ جب تم کو دوں میں کتاب و حکمت

پھر آئے تمہارا مصدق پیمبر ٭ تو ایمان لاؤ کرو اسکی نصرت
لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے ٭ وہی عہد حق نے لیا مصطفٰے سے
مبارک وہ امت کا موعود آیا ٭ وہ میثاقِ ملت کا مقصود آیا"

(الفضل مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء)

۵.... خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خاتمیت کا انکار قادیانیوں نے اس طرح کیا

"خاتم النبیین، آنے والے نبیوں کیلئے روک نہیں۔ انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہونگے۔"

(الفضل خاتم النبیین نمبر ص۱۵ ۱۲ جون ۱۹۲۹ء)

۶.... مرزا محمود خلیفہ قادیان اپنے عقیدہ ختم نبوت کا اعلان ان جملوں میں کرتا ہے

"انہوں (اہلسنّت وجماعت) نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے، ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہونگے۔"

(انوار خلافت ص۶۲ مصنفہ مرزا محمود احمد قادیانی)

قادیانیوں کی یہ سب عبارتیں اور عقیدے عیاں ہیں مزید بیان کی ضرورت نہیں یہ دو چار قادیانی عبارتیں میں نے اسلئے پیش کردیں کہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے حضرات اچھی طرح آگاہ ہوجائیں کہ قادیانی دھرم میں محبوب پروردگار شفیع روزِ شمار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی حیثیت کیا ہے اور آپ کو قادیانی لوگ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں

سوال:۔ آج کی نشست برخاست ہونے سے پہلے میں چاہوں گا کہ قادیانی دھرم میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کیا حیثیت ہے اسکی مختصر سی وضاحت کردیں تاکہ مسلمانوں کو اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ انبیاء ومرسلین علیہم

الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں قادیانی اپنے بناسپتی نبی کو کیا سمجھتے اور اس پر کس طرح ایمان رکھتے ہیں۔

جواب:۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت عجیب وغریب اور مختلف حیثیتیں ہیں مثلاً خداوند کریم کے مقابلہ میں خود اس نے دعویٰ کیا کہ وہ، مظہر خدا، خالق، نطفہ خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا باپ وغیرہ رہا ہے، ہندوؤں کے دیوتاؤں کے مقابلہ میں بقول خود وہ رام، کرشن، رودر گوپال، کلنکی اوتار، برہمن اوتار وغیرہ رہا ہے اور جانور کے مقابلہ میں اپنی شعری زبان میں وہ ننگ انسانیت اور سنڈاس میں رینگنے والا خاکی کیڑا ہے۔ شعر

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسان کی عار

لیکن آپ نے جس مقصد سے اس کی حیثیت دریافت کی ہے وہ سنئے اور اگر قوت برداشت ہو تو برداشت کیجئے۔

مرزا کی حیثیت کا تعین میرے خیال میں مرزا سے بہتر اور کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ اس کی امت کے لیڈروں اور اس کے خلفاء نے اسی کی تحریر و تقریر ہی کو اپنے عقائد و نظریات کا متن قرار دیا ہے دوسرے قادیانیوں کا کام تو اسی کی تشریح و حاشیہ آرائی ہے یہ دوسری بات ہے کہ قادیانی شارحین و محشی نے خوب خوب بے پرکی اڑائی اور کرم خاکی کے جسم ناتواں پر شاہین کے پر جما دیئے ہیں۔ تو لیجئے پہلے مرزا قادیانی ہی کی زبانی اس کی حیثیت کا اندازہ لگایئے

ا ۔۔۔ "دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ" براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں میں ابراھیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل

ہوں، میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔" (تتمہ حقیقت الوحی مصنفہ مرزا قادیانی)

۲۔۔۔"خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں" (براہین احمدیہ ص ۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۳۔۔۔ زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم ☆ ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ☆ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

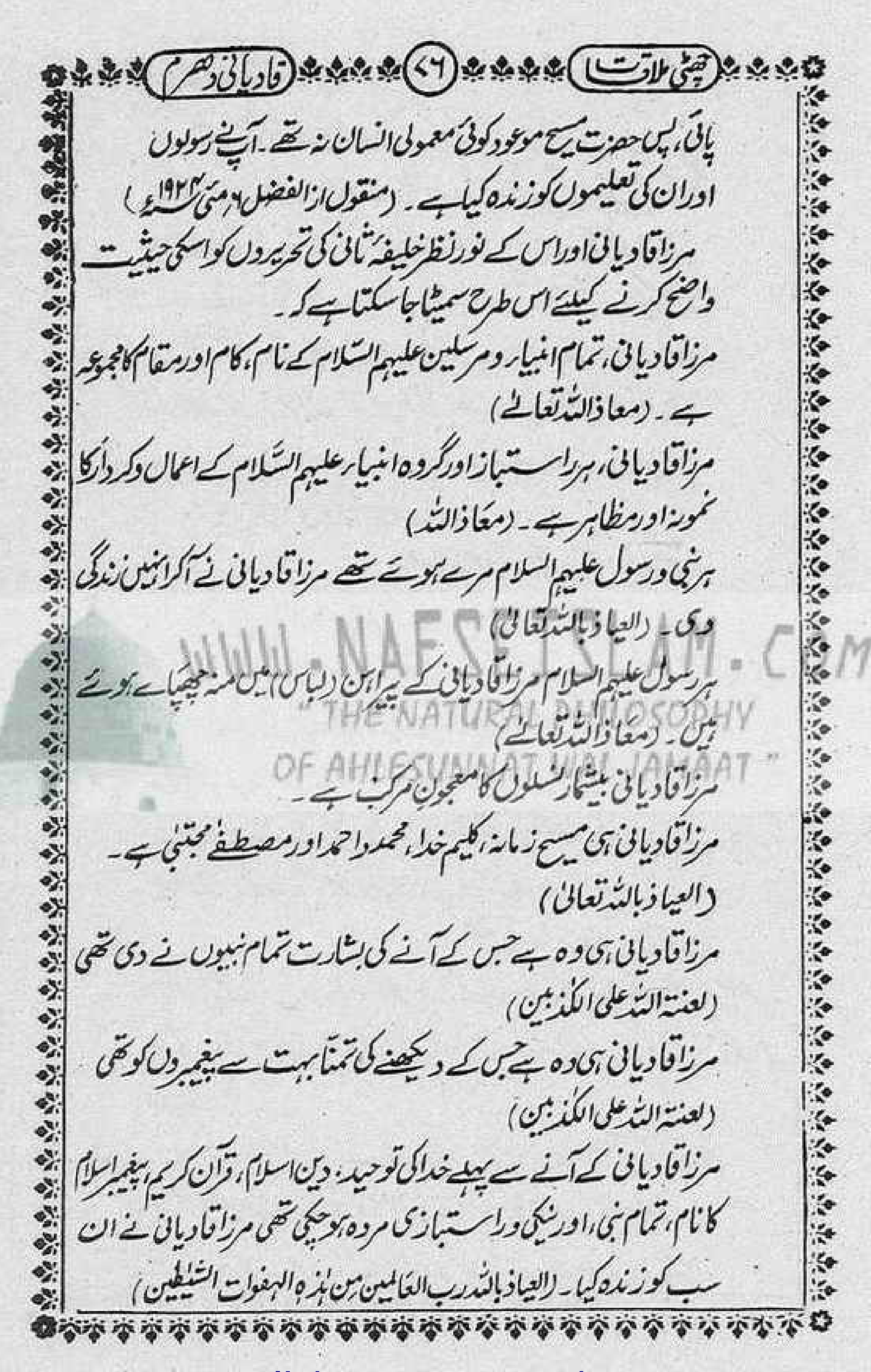
(کلام مرزا منقول از الفضل مجریہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء قادیان)

۴۔۔۔"اے عزیزو، تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کے لیئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی اسلیئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو"

(اربعین ص ۴ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا کی ناپاک تحریروں اور دعوؤں کے بعد اسکے نور نظر خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد قادیانی کا ایک دعویٰ دیکھئے اور اسی سے مرزا قادیانی کی حیثیتوں کو سمجھ جایئے۔

۵۔۔۔حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا، قرآن کریم زندہ ہوا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زندہ ہوا، خدا کی توحید زندہ ہوئی۔ ہر نیکی زندہ ہوئی، ہر نبی زندہ ہوا، ہر راستباز نے دوبارہ حیات



پائی، پس حضرت مسیح موعود کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے۔ (منقول از الفضل ۶ مئی ۱۹۲۴ء)

مرزا قادیانی اور اس کے نور نظر خلیفہ ثانی کی تحریروں کو اسکی حیثیت واضح کرنے کیلئے اس طرح سمیٹا جا سکتا ہے کہ۔

مرزا قادیانی، تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے نام، کام اور مقام کا مجموعہ ہے۔ (معاذ اللہ تعالےٰ)

مرزا قادیانی، ہر راستباز اور گروہ انبیاء علیہم السلام کے اعمال و کردار کا نمونہ اور مظاہر ہے۔ (معاذ اللہ)

ہر نبی و رسول علیہم السلام مرے ہوئے تھے مرزا قادیانی نے آکر انہیں زندگی دی۔ (العیاذ باللہ تعالےٰ)

ہر رسول علیہم السلام مرزا قادیانی کے پیراہن (لباس) میں منہ چھپائے ہوئے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالےٰ)

مرزا قادیانی بیشمار رسولوں کا معجون مرکب ہے۔

مرزا قادیانی ہی مسیح زمانہ، کلیم خدا، محمد و احمد اور مصطفےٰ مجتبیٰ ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی ہی وہ ہے جس کے آنے کی بشارت تمام نبیوں نے دی تھی (لعنۃ اللہ علی الکذبین)

مرزا قادیانی ہی وہ ہے جس کے دیکھنے کی تمنا بہت سے پیغمبروں کو تھی (لعنۃ اللہ علی الکذبین)

مرزا قادیانی کے آنے سے پہلے خدا کی توحید، دین اسلام، قرآن کریم، پیغمبر اسلام کا نام، تمام نبی، اور نیکی و راستبازی مردہ ہو چکی تھی مرزا قادیانی نے ان سب کو زندہ کیا۔ (العیاذ باللہ رب العالمین من ہذہ الهفوات الشیطین)

۱۰ مرزا قادیانی کوئی معمولی انسان نہ تھا کیونکہ اس نے رسولوں کو اور انکی تعلیمات کو زندہ کیا۔ (خدا کی پناہ قادیانی ہفوات وبکواس اور اسکے شیطانی عقائد سے) تو مرزا قادیانی کی "قادیانی دھرم" میں یہ سب حیثیت ہے جس کو کوئی بھی صاحب ایمان سن کر برداشت نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر اسکا ضمیر ہی بد مذہبیت کے ہاتھوں بک چکا ہو تو بات دوسری ہے۔ اسی لئے قادیانی کی بیہودہ باتوں کو میں درمیان میں لانا نہیں چاہتا تھا مگر آپ کی اصرار کی وجہ سے مجبوراً مجھے بیان کرنا پڑا اور وہ بھی اس نیت سے کہ "نقل کفر کفر نہ باشد" اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگ جو قادیانیوں کے بہکاوے میں آکر نام نہاد "جماعت احمدیہ" میں شامل ہو چکے ہیں انہیں توبہ کی توفیق مل جائے اور وہ سچے مذہب (اہلسنت وجماعت) کی طرف لوٹ آئیں۔

وھو الھادی الی الحق والصواب

تاجدار گولڑہ کی جناب میں گستاخی

قطب الاقطاب شیخ العلماء حضرت سید نا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جن کی رگوں میں سیادت و بزرگی کا پاکیزہ خون رواں تھا۔ جو علوم شرعیہ اور معارف روحانی کا سنگم تھے۔ حق گوئی و بے باکی جن کی فطرت تھی۔ جو علماء وصوفیاء کے مقدس گروہوں کے پیشوا و رہنما تھے۔ جن کی بے لوث خدمات دینیہ نے کفر وارتداد کو جہنم رسید کیا جن کی شوکت وعظمت کے سامنے مرزا غلام قادیانی اور اس کے تمام چیلے لرزہ براندام تھے۔ جنکی تربت انوار کے ذرات آج بھی طالبانِ حق کے دلوں کو طمانیت وجلا بخشتے ہیں۔ ان کی بارگاہ فلک وقار میں مرزا غلام احمد قادیانی کی دریدہ دہنی ملاحظہ کیجئے اور شرافتِ زبان کی داد دیجئے۔

"کذاب، خبیث، مزور (جھوٹا بدمعاش) بچھو کی طرح نیش زن

اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی۔" (نزول المسیح ص ۷۵)

ساتویں ملاقات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ——— وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: گذشتہ ملاقات میں مرزا قادیانی وغیرہ کی زہریلی اور ناپاک عبارتوں اور ان کے عقائد ونظریات کو سن سن کر ذہن پراگندہ اور دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ ہر مسلمان کو قادیانی عقائد وافکار کی مسمومیت اور غلاظتوں سے بچائے۔ آمین

کیا قادیانی دھرم کے بانیوں اور اماموں نے اعاظم علمائے کرام صلحائے امت اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی بھی توہین و تذلیل کی ہے؟ اگر ہاں تو نمونے کے طور پر صرف دو چار شخصیتوں کے بارے میں کچھ بتانے کی زحمت گوارہ کریں۔

جواب: جب ان ظالموں نے خداوند قدوس، انبیاء ومرسلین اور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا مذاق اڑایا۔ انکی بارگاہوں میں گستاخیاں کیں انہیں سڑی سڑی گالیاں دیں۔ تو علماء، صلحاء، اور بزرگان دین کی ان دریدہ دہن ظالموں کے یہاں بھلا کیا وقعت ومنزلت ہو گی؟ پھر بھی آپکی فہمائش کے مطابق چند نمونے پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی سیدنا احمد سرہندی کی توہین۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت سیدنا احمد سرہندی فاروقی نقشبندی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ارفع واعلیٰ ذات گرامی اور خدمات سے کون مسلمان واقف نہیں ہے جنہوں نے اکبری طاغوت (نام نہاد دین الٰہی) میں آخری کیل ٹھونک کر

ہندوستان میں اسلام کو سر بلند فرمایا اور اپنے مکتوبات گرامی کے ذریعہ سالکان راہ شریعت و طریقت کی پیاس بجھائی۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کی دور و دراز ملکوں تک اشاعت کی۔ مگر مرزا قادیانی نے آپکی ذات اقدس کو بھی ہدفِ ملامت بنایا اور اپنی نام نہاد فضیلت کو آپ سے بدرجہا بہتر بتایا۔ یعقوب علی قادیانی کی مرتبہ "حیات احمدیہ" سے ایک ناپاک عبارت سماعت کیجئے۔ لکھتا ہے۔

"حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرتِ احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ پیر ولی ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً لنعمۃ اللہ، کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے الخ"

(حیات احمدیہ جلد دوم صہ۷۹ ارشاد مرزا)

مرزا قادیانی نے اپنے اس قول سے تمام مسلمانوں خاص کر نقشبندیوں، مجددیوں کی سخت دل آزاری کی ہے۔ کیونکہ امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوب گرامی میں جن نفوسِ قدسیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہاں تک مرزا قادیانی کے مرغ تصوّر کی پرواز ممکن نہ تھی۔ اور پھر امام ربانی کی یہ کسرِ نفسی اور عجز و انکساری کا اظہار ہے جو انکے شایانِ شان ہے اور درحقیقت یہی ان کے علوِ مرتبت کی دلیل ہے مگر مرزا قادیانی نے اپنی بساطِ علم کے مطابق اس سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی برتری کی ڈینگ ہانکنا شروع کر دیا۔ اور جن مخصوص حضرات



پر حضرت احدیت جل مجدہ کی خاص خاص عنایات ہیں ان مقدس حضرات سے بھی اپنے آپ کو بہتر گردا ننے لگا۔

۲۔ مرزا قادیانی کے بعد اسکے خلیفہ ثانی میاں محمود نا مسعود کی لن ترانیاں سماعت کیجیے جس کو اس نے بطور خطبہ جمعہ عام مجمع میں بیان کیا۔ اور اس فرقہ کے مشہور اخباروں نے شہ سرخیوں کے ساتھ اسے شائع کیا۔

حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ کی توہین

"سیّد عبد القادر جیلانی نے اپنے آپ کو اپنے حال کی کیفیات بیان کرنے تک رکھا کیونکہ وہ مامور نہیں تھے مجدد تھے۔ اور مجددیت کے مقام پر کھڑے تھے اسلئے انہوں نے اپنے اندر کی کیفیت بیان کر دی کہ جو کچھ میرے اندر گزر رہا ہے اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ وہ مجدد تھے مخاطبہ مکالمہ الہیہ سے مشرف تھے اور اپنے زمانہ میں لوگوں کیلئے رحمت تھے۔ مگر توحید کو اصولی طور پر بیان کرنا ان کیلئے نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کیلئے رکھا گیا تھا، جو مامور کر کے بھیجے گئے۔ اسلئے آپ سے پہلے لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے ورنہ توحید کے اصول بھی بیان کرتے۔ توحید کا حال اور خاص کردہ حال جو ان کے ساتھ گزر رہا تھا وہی بیان کر سکتے تھے، اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا کام تھا کہ توحید کی اصل اور اس کے اصول اور اس کی غرض بیان فرماتے۔ بس یہ فرق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور گذشتہ صوفیاء حضرت سیّد عبد القادر جیلانی وغیرہ کے درمیان توحید بیان کرنے کے متعلق ہے" (الفضل مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

قادیانی خلیفہ ثانی نے اپنے اس ناپاک بیان میں حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توحید کے اصول ومقاصد سے بے خبر اور اس کی اصل سے انجان بتایا۔ اور آپ کے بالمقابل قادیانی مسیح کذاب کو مامور من اللہ۔ توحید کی اصل واصول کا مبلغ اور اس کی غرض وغایت کا عالم وناشر بتایا۔ اور یہ یقیناً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کھلی ہوئی گستاخی اور توہین ہے۔ اس کے بعد خلیفہ قادیانی نے مرزا قادیانی کی برتری وعظمت کو صرف غوث اعظم شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ گذشتہ تمام بزرگان دین صوفیائے کرام پر مسلّم مانا، جو میاں محمود کی جہالت اور اساطین امت کے احوال وکوائف سے بے خبری کی کھلی دلیل ہے۔

۴۔ **امام الشہداء سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی توہین** امام عالی مقام شہید کربلا نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومراتب احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جو عام مسلمانوں کی زبان زد ہے۔ مگر مرزا غلام قادیانی ان تمام احادیث مبارکہ متواترہ کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

" ہاں یہ سچ ہے کہ وہ (امام حسین) بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے پس بلا وجہ انکو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول پاک نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کا ملہ

کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع کمالاتِ متفرقہ ہے۔ پھر اگر در حقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیئے۔ اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صد ہا نشان کیوں دکھائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ ۵۰-۴۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۹۹ پر اپنا ایک شعر لکھا۔ سنئے

کربلا ئیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

یعنی کربلا تو میرے ہر لمحہ کی تفریح گاہ ہے جہاں سینکڑوں حسین میری پوشاک کے چاک میں پڑے ہوئے ہیں۔ مرزا کا یہ شعر اسکی کتاب درثمین صفحہ ۲۸۷ پر بھی ہے۔ پھر اسی مرزا قادیانی نے اپنی دوسری کتاب میں امام الشہداء سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا۔

"میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ تھا۔ پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

مذکورہ بالا مردود عبارتوں میں مرزا قادیانی نے حضور امام الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ اقدس میں صریح گستاخی و توہین کی کہ ان کو عام کروڑوں بندگانِ خدا کی صف میں لا کھڑا کیا اور ان کے بالمقابل خود ایسی بلند و بالا کرسی پر براجمان ہو گیا کہ "خاکم بدہن" امام الشہداء کی پستی و ذلت کی اسکی

بلندی و عظمت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خداوند کریم کے مقدس نبیوں رسولوں پر یہ تہمت بھی لگائی کہ انہوں نے مجھے تمام نبیوں کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا۔ خدا کی اور خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں کی لعنت ہو ایسے مفتری وکذاب پر جس نے تمام نبیوں رسولوں اور قرآن و حدیث یہاں تک کہ خداوند قدوس کی ذات پاک پر افترا کیا اور اپنی نام نہاد شان و عظمت کو مقبول و محبوب ترین بندوں سے بڑھایا۔

مرزا کے شعر مذکور کا ترجمہ جو میں نے کیا اس سے زیادہ اہم مفہوم اس کے خلیفہ ثانی نے بیان کیا ہے جسے میں ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔ سنئے

"لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "میں حسین کے برابر ہوں" لیکن میں کہتا ہوں اصل سے بڑھ کر اسکا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے" (اخبار و رسائل قادیانیہ)

یہ ہے قادیانی تعلیمات کا نتیجہ کہ مرزا قادیانی کو امام الشہداء نواسہ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کہنا قادیانی دھرم میں مرزا قادیانی کی توہین ہے کیونکہ مرزا قادیانی مردود کا ایک ایک لمحہ قادیانیوں کے نزدیک سو حسین کی قربانیوں کے برابر ہے۔

(۵) باب العلم سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں گستاخی

شیر خدا، فاتح خیبر، باب العلم سرتاج سیدہ فاطمہ، پروردہ رسول حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الشریف کے فضائل و مناقب آیات ربانیہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں بلکہ کتب احادیث میں مناقب سیدنا علی کا مستقل باب موجود ہے۔ پھر آپ کا عبدالرحمان ابن ملجم جیسے ظالم و سفاک کے

ہاتھوں رمضان شریف کے مقدس مہینہ، کوفہ کی جامع مسجد بوقت بارش نور نکہت، بحالت صوم، درجہ شہادت پر فائز المرام ہونا آپکی حیاتِ سرمدی اور شہیدی زندگی کی کھلی دلیل ہے۔ مگر شیرۂ قادیانی خلیفہ شیطانی مرزا غلام کی نگاہوں میں آپکی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ وہ آپکی جناب میں اس طرح زبان طعن دراز کرتا ہے

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اسکو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو"

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صا ۳۱)

مرزا قادیانی نے خلافتِ راشدہ کو جھگڑا قرار دیکر اور اس کو چھوڑنے کی تاکید کر کے اپنی دنیا و آخرت خراب کی کیونکہ یہ حکم رسول علیہ السلام (عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ (الحدیث) یعنی تم پر میرا اور خلفاء راشدین کا طریقہ لازم ہے) کی خلاف ورزی اور بغاوت ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توہین آمیز طور پر مردہ قرار دینا قرآنی ارشاد (بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ) کے خلاف ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو قرآن و حدیث سے کیا لینا دینا ہے۔ اسے تو صرف بزرگوں کی بارگاہوں میں گستاخیاں کرنی اور منہ بھر بھر کر گالی دینی ہے سو وہ دے رہا ہے۔

حضرت سیدۃ النساء کی بارگاہ میں گستاخی پیارے نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی پیاری چہیتی بیٹی۔ جگر گوشہ رسول مقبول حضرت سیدتنا بتول فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کی عفت و پاکیزگی پر حوران بہشتی بھی قربان جنکی عظمت و برتری پر کثیر احادیث صحیحہ متواترہ منقول، جن کا وجود مبارک جسم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا حصہ۔ ان کی بارگاہ اقدس میں مرزا قادیانی

نے جس بدزبانی دریدہ دہنی اور حیا سوز حرکت کا ثبوت دیا ہے اس سے انسانی شرافت اور شریفوں کی غیرت پانی پانی ہو جاتی ہے۔ لیکن کیا کیجیے گا مرزا غلام احمد قادیانی اس زبان کو اپنی سرشت کے اعتبار سے استعمال کرنے کیلئے مجبور ہے ۔۔۔۔ لکھتا ہے

"حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔ اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ "حاشیہ" ص۱۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

پنجتن پاک کی مجموعی توہین ۔۔۔۔ اہل ایمان کے نزدیک پنجتن سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدنا مولیٰ علی، حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں جنہوں نے شجر اسلام کی آبیاری فرمائی اس حیثیت سے انہیں بنائے اسلام بھی کہہ سکتے ہیں لیکن مرزا قادیانی نے اپنی نامراد اولاد کو بنائے اسلام اور پنجتن قرار دیا ہے جس سے پنجتن پاک کی شدید ترین توہین ہوتی ہے ________ لکھتا ہے

میری اولاد سب تیری عطا ہے ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(در ثمین ص۴۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی گستاخیاں محبوبان نبوت و زیران رسالت حضرات شیخین امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و درجات اور کردار و کمالات کے واضح بیان میں قرآن مجید کی درجنوں آیات مقدسہ موجود ہیں کتب احادیث میں ان کے فضائل و مناقب کے علیحدہ علیحدہ ابواب ہیں جن سے انکی فضیلت و عظمت آشکارا ہے

ائمہ اسلام اور علماء اعلام نے ان کی افضلیت و برتری اور خلافت و سروری سے متعلق سینکڑوں تصانیف امت مسلمہ کو عطا فرمائی ہیں۔

مگر مرزا غلام احمد قادیانی جس پر اپنی برتری کا بھوت سوار ہے۔ اور جسکو اپنے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا ہے وہ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ اسطرح تبلیغ کرتا ہے۔۔۔۔

"میں وہی مہدی ہوں جسکی نسبت ابن سیرین سے پوچھا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ بعض انبیاء سے بہتر ہیں" (تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۳۰)

یہ تو مرزا غلام کی بولی تھی کہ اس نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تذلیل کی بنیاد رکھ دی اب یہ دیکھئے کہ اس کی تعلیم کا اثر اسکے اہل خانہ پر کیا ہوا اس سلسلہ میں قادیانی حکیم الامۃ میاں محمد حسین کی ایک ایمان سوز تحریر حاضر خدمت ہے۔

"مجھے اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا۔ مجھے اسوقت بھی تمام خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دلی ارادت ہے۔ اور میں ان سب کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کے طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں۔ میں ان کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ میرے ایک محب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشن گوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت

غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے لائق نہ تھے۔

(المہدی ص ۵۷ حکیم محمد حسین قادیانی)

یہ مرزا قادیانی کی تعلیم و تربیت کا اس کے اہل بیت پر اثر کہ اسکے سب سے بڑے فاضل رکن کی نظر میں افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اتنی بھی قدر و منزلت نہیں کہ بقول اس کے یہ مقدس حضرات۔ مرزا قادیانی کی جوتیوں کا فیتہ کھولنے کے لائق ہوں (العیاذ باللہ رب العلمین) اور اس توہین و تذلیل، حقارت و نفرت کے بعد بھی مرزائی حکیم الامۃ کی دلی ارادت مرزائی اہل بیت کے ساتھ برقرار ہے اور ان کے کفش برداری کو فخر سمجھتا ہے۔

اے قادیانیو! اگر تمہارے اندر ذرا بھی غیرت و حمیت کا شائبہ ہے تو سوچو اور غور کرو کہ یہ زہریلی اور ایمان سوز بولی کوئی سیاہ دل کا فر بھی اپنی زبان پر لاسکتا ہے؟ اور کیا دعویٰ کلمہ گوئی کے بعد مذکورہ نظریہ کا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے؟ ع تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو۔۔۔

اب بھی وقت ہے کہ قادیانیت سے توبہ کرو۔ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں پر لعنت بھیجو اور مذہب مہذب اہلسنت و جماعت سے منسلک ہو جاؤ۔ کیونکہ۔ ع

کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجموعی توہین و تذلیل

قادیانیوں نے حضرت تاجدار گولڑہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، جلالۃ العلم حضرت محی الدین ابن العربی، حضرت سیدنا غوث اعظم، حضرت سیدنا امام اعظم، حضرت سیدنا شہید اعظم، حضرت سیدنا مولیٰ علی، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بارگاہوں تک نام لے لے کر گالیاں

دیں اور اہانت و گستاخی کی۔ لیکن قادیانی بدبختوں کا جی نہیں بھرا تو تلملا کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توہین و تذلیل پر اتر آیا۔ پہلے قادیانی کلنکی اوتار کی بولی سنئے اور دیکھئے کہ اس مردود ازلی نے جمیع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین و تذلیل کی شروعات کس طرح کی۔۔۔۔

جو شخص میری جماعت (قادیانیت) میں داخل ہوا درحقیقت سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پھر اسی نہج پر مرزا غلام کی امت۔ اور امت کے رہنما آنکھیں موند کر چل پڑے نوع بہ نوع مضامین کی اشاعت قادیانی اخباروں میں ہونے لگی آئینہ صداقت جیسی گمراہ کن کتابیں لکھی گئیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کی گستاخیاں کی گئیں۔

صحابہ کرام کی مبارک جماعت وہ فائز المرام جماعت ہے جسکے بارے میں "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ (اللہ ان سب سے راضی اور وہ سب اللہ سے راضی) قرآنی ارشاد ناطق ہے "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" (کافروں پر زیادہ سخت اور آپس میں رحم دل ہیں) یہ وہ تمغہ قرآنی ہے جو براہ راست صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل ہے اسی طرح سیکڑوں آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان و عظمت ظاہر و باہر ہے۔ لیکن قادیانی دھرم میں صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مسلم عظمتیں مرزا قادیانی کے نوکروں چاکروں کو حاصل ہیں۔ قادیانی کتب و رسائل سے صرف دو تین اقتباسات مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ صحابہ رسول علیہ و علیہم السلام کی کیسی کیسی توہینیں کی گئی ہیں۔

① ایک نبی ہم (قادیانیوں) میں بھی خدا کی طرف سے آیا۔ اگر اسکا اتباع

کریں گے تو وہی پھل پائیں گے جو صحابہ کرام کیلئے مقرر ہو چکے ہیں (آئینہ صداقت ص ۵۲)

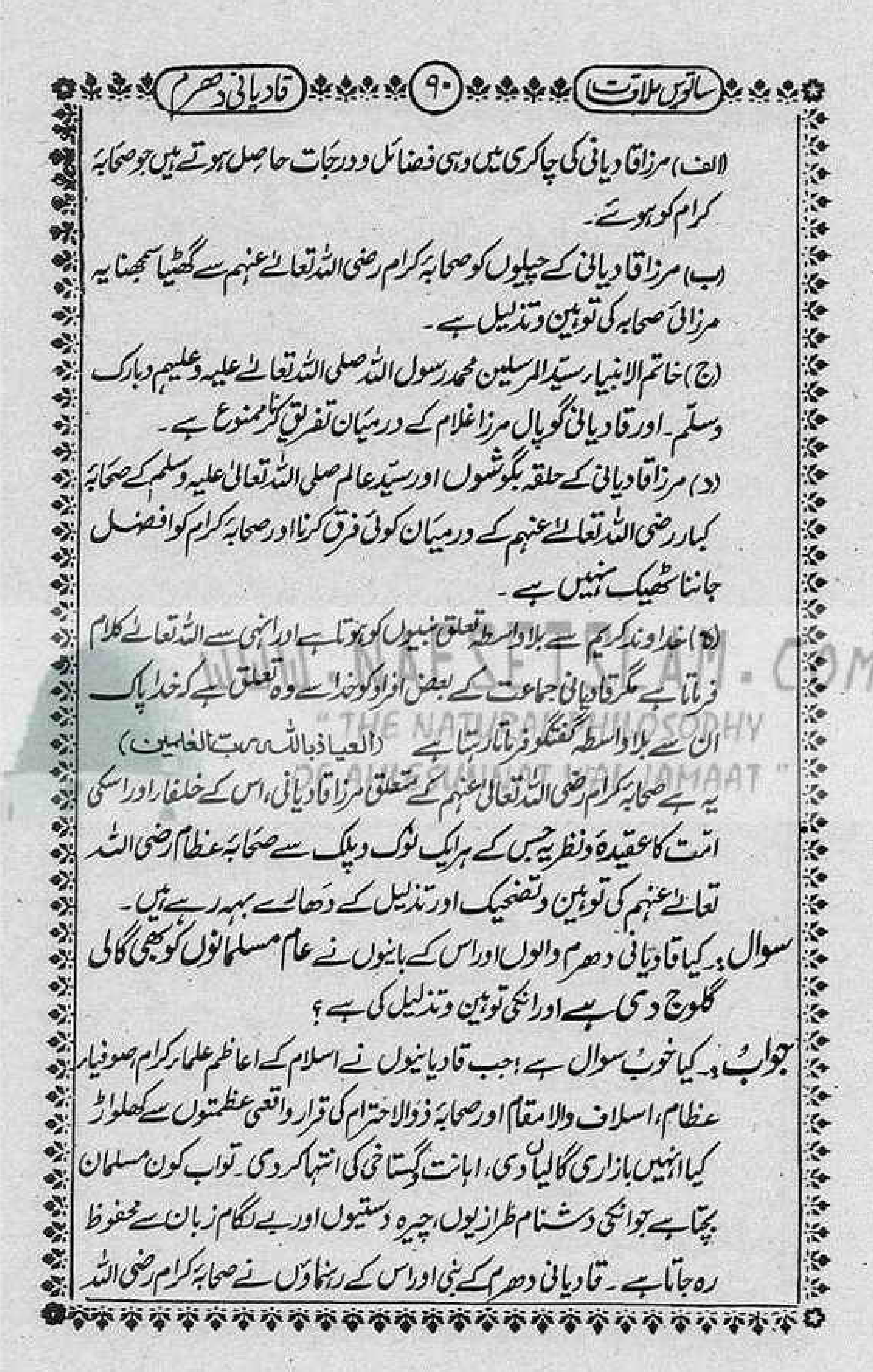
(۲) جو اصحاب مسیح موعود (مرزا قادیانی کے چیلے) کی عیب چینیاں کرتے ہیں کہ ان کی اصحاب آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان اصحاب نے آنحضرت صلعم سے تربیت پائی۔ اور ان لوگوں نے مسیح موعود سے۔ دونوں میں فرق بیّن ہے۔ حالانکہ حوالہ جات مافوق الذکر سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کو وہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا اور مسیح موعود و مصطفےٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا کیونکہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہیں پھر صحابہ مسیح موعود کو آں حضرت صلعم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ اور آنحضرت کے صحابہ قرار دیا۔ پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں۔ یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں۔ صرف زمانہ کا فرق ہے وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں یہ بعثت ثانی کے۔"

(الفضل قادیان مجریہ ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء جلد ۵ شمارہ ۹۲)

(۳) سب سے بڑا فضل اور انعام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے لیکن اس سے دوسرے درجہ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنے والے انسان کے ساتھ تعلق ہو۔ کیونکہ نبیوں کو خدا تعالیٰ سے بلاواسطہ تعلق ہوتا ہے۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض آدمیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ نے بلاواسطہ کلام کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان منقول از الفضل جلد ۳ شمارہ ۱۱ ، ۱۸ جولائی ۱۹۱۵ء)

ان اقتباسات پر اگر طائرانہ نگاہ ڈالیے تو مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں



(الف) مرزا قادیانی کی چاکری میں وہی فضائل و درجات حاصل ہوتے ہیں جو صحابہ کرام کو ہوئے۔

(ب) مرزا قادیانی کے چیلوں کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے گھٹیا سمجھنا یہ مرزائی صحابہ کی توہین و تذلیل ہے۔

(ج) خاتم الانبیاء سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔ اور قادیانی گوپال مرزا غلام کے درمیان تفریق کرنا ممنوع ہے۔

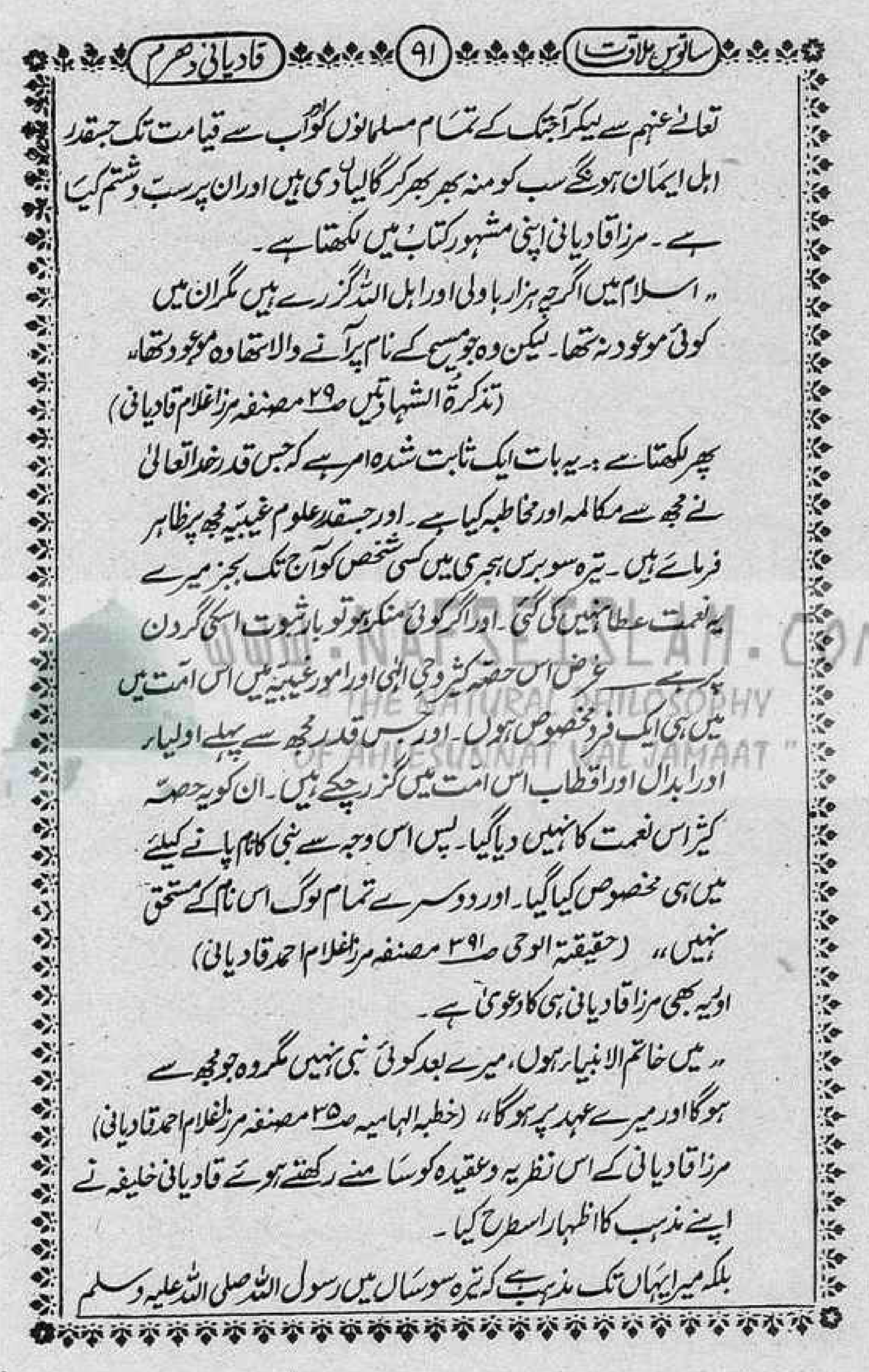
(د) مرزا قادیانی کے حلقہ بگوشوں اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضی اللہ تعالٰی عنہم کے درمیان کوئی فرق کرنا اور صحابہ کرام کو افضل جاننا ٹھیک نہیں ہے۔

(ہ) خداوند کریم سے براہ راست تعلق نبیوں کو ہوتا ہے اور انہی سے اللہ تعالٰی کلام فرماتا ہے مگر قادیانی جماعت کے بعض افراد کو خدا سے وہ تعلق ہے کہ خدا پاک ان سے براہ راست گفتگو فرماتا رہتا ہے (العیاذ باللہ رب العالمین)

یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے متعلق مرزا قادیانی، اس کے خلفاء اور اسکی امت کا عقیدہ و نظریہ جس کے ہر ایک لوک و پلک سے صحابہ عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی توہین و تضحیک اور تذلیل کے دھالے بہہ رہے ہیں۔

سوال:۔ کیا قادیانی دھرم والوں اور اس کے بانیوں نے عام مسلمانوں کو بھی گالی گلوچ دی ہے اور انکی توہین و تذلیل کی ہے؟

جواب:۔ کیا خوب سوال ہے، جب قادیانیوں نے اسلام کے اعاظم علماء کرام، صوفیاء عظام، اسلاف والا مقام اور صحابہ ذوالاحترام کی قرار واقعی عظمتوں سے کھلواڑ کیا انہیں بازاری گالیاں دی، اہانت گستاخی کی انتہا کر دی۔ تو اب کون مسلمان بچتا ہے جو انکی دشنام طرازیوں، چیرہ دستیوں اور بے لگام زبان سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ قادیانی دھرم کے نبی اور اس کے رہنماؤں نے صحابہ کرام رضی اللہ



تعالیٰ عنہم سے لیکر آج تک کے تمام مسلمانوں کو اب سے قیامت تک جس قدر اہل ایمان ہونگے سب کو منہ بھر بھر کر گالیاں دی ہیں اور ان پر سب وشتم کیا ہے۔ مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب میں لکھتا ہے۔

"اسلام میں اگرچہ ہزار ہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔" (تذکرۃ الشہادتین صـ ۲۹ مصنفہ مرزا غلام قادیانی)

پھر لکھتا ہے:- یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر علوم غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اسکی گردن پر ہے غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی صـ ۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اور یہ بھی مرزا قادیانی ہی کا دعویٰ ہے۔

"میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پہ ہوگا" (خطبہ الہامیہ صـ ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کے اس نظریہ وعقیدہ کو سامنے رکھتے ہوئے قادیانی خلیفہ نے اپنے مذہب کا اظہار اسطرح کیا۔

بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور مطیع اور ایسا فرمانبردار ہوا جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے"

(حقیقۃ النبوۃ ص۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ ثانی قادیانی)

قادیانی نبی اور اسکی امت کے خلیفہ ثانی کی مذکورہ تحریروں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ زمانہ خیر دن سے لیکر ابتک کون ایسا مسلمان، اور کون ایسا ولی و بزرگ ہے جس کے خون ناحق سے قادیانیوں کے آستین رنگین نہیں ہیں۔ سرسری طور پر بھی اگر مذکورہ تحریروں کو پڑھے تو نتیجتاً یہ باتیں سامنے آجاتی ہیں۔

(۱) کسی ولی یا اہل اللہ کی پیدائش سے پہلے ان کے آنے کی بشارت کسی نبی یا ولی نے نہیں دی مگر مرزا غلام جو مسیح کذاب کے نام سے آنجہانی تھا اسکی بشارت پہلے ہی سے نبیوں، رسولوں اور ولیوں نے دیدی تھی۔

(۲) مرزا قادیانی کو پروردگار عالم نے اپنے مکالمۂ و مخاطبہ کیلئے چن لیا تھا اور بیشمار امور غیبیہ پر مطلع فرماتا رہتا تھا مگر صحابہ کے زمانہ سے لیکر آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا نہیں ہوا۔

(۳) مرزا قادیانی کی آل اولاد اور دوسرے پکے قادیانیوں کے سوا کوئی مسلمان قیامت تک ولی نہیں ہو سکتا۔

(۴) تیرہ سو سال کے اندر امت مسلمہ میں کوئی ایسا فرد نہیں گزرا جو مرزا غلام آنجہانی کی طرح مطیع و فرمانبردار اور سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ کا فدائی ہو۔ وغیرہ ۔۔۔

قادیانیوں کی طرف سے یہ ساری امت مسلمہ کیلئے سب و شتم ہے کہ نہیں اور ان سب کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کذاب و دجّال کی برتری کا اعلان

امّتِ مصطفوٰ کیا توہین و تذلیل ہے کہ نہیں ؟ ہاں اگر تمام مسلمانوں کے لئے بازاری اور بیھو ہرگالی مرزا قادیانی کی زبان کنجری ترجمان سے سننا چاہتے ہیں تو لیجیئے سنیئے اور اسکی سرشت کی داد دیجئے۔

(الف) کنجریوں (رنڈیوں) کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے باقی سب میری نبوّت پر ایمان لاچکے ہیں۔

(آئینۂ کمالات احمدیہ صفحہ ۵۴۷)

(ب) دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰)

(ج) ان لوگوں نے چور دل، قزاقوں، اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کردیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲۴ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ تحریر میں ان تمام مسلمانوں کو رنڈی کی اولاد کہا جنہوں نے اسکی دجّالی نبوّت کو قبول نہیں کیا۔ پھر انہیں مسلمانوں کو جنگلی بیابانی سوّر اور انکی بیویوں کو کتیوں سے زیادہ ذلیل و خوار کہا جو اس کذاب پر ایمان نہیں لائے۔۔۔

اور اپنی آخری مذکورہ تحریر میں ان مسلمانوں، مجاہدوں کو چور، ڈاکو اور حرامی کہا جس نے اسکی محسن گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو قبول نہیں کیا اور اس کے خلاف جد وجہد شروع کی۔

آپ ہی اندازہ لگایئے کیا یہ کسی پڑھے لکھے انسان کی زبان ہے یا کسی جاہل و بیہودہ اور کنجری دلاّل کی۔ یہ تو صرف اسکی گوہر فشانیوں کے چند نمونے تھے۔ ویسے اس نے اپنے جس مخالف کیلئے زبان کھولی رذالت و کمینگی کی حد کردی ہے۔ مثلاً جب مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ کی تنقید و تردید کیلئے بیٹھا تو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا اور دیوانہ

کتے کی طرح یوں بھونکنے لگا۔

رئیس الدجالین عبد الحق غزنوی ۔۔۔ اور اسکا تمام گروہ علیھم فعال
لعن اللہ الف الف مرۃ ان پر خدا کی لعنت کے دس لاکھ جوتے برسیں،
اے پلید دجال! تعصب نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ مرزا غلام قادیانی)

یہ ہے لعنت وملامت اور گالیوں کی بوچھاڑ جسکی کوئی مثال کسی اہل قلم کے یہاں نہیں مل سکتی ہے لیکن قادیانیوں کو فخر کرنا چاہیئے کہ یہ اس کے نبی اور مامور من اللہ کی بولی ہے جس کی ہر بولی اس کے یہاں قانون کی حیثیت رکھتی ہے جس کے خلاف کسی قادیانی کو اختلاف کی جرأت نہیں۔

اگر بناسپتی نبی کی زبان پر ہذیان ایسی نہیں ہو تو شریفوں اور رذیلوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا۔ اسلئے مرزا قادیانی کی زبان سے جو کچھ نکلا وہ لائق تعجب نہیں اسکو اپنی خاندانی زبان استعمال کرنی ہی چاہیئے۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے جنھوں نے اسکی بولی کو وحی الہی کا درجہ دیا اور اپنا دینی رہنما، مجدد وقت، محدث زمانہ اور نبی ورسول مان لیا۔

آٹھویں ملاقات

السلام علیکم ؛ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال :۔ اب تک قادیانیوں کے جس قدر عقائد ونظریات اور مرزا قادیانی کے دعوے سننے کو ملے سچ پوچھئے تو میرے قدموں تلے سے زمین نکل گئی اور میں حیرت و استعجاب میں پڑ گیا کہ کیا کوئی مسلمانی کا دعوی کرنے کے باوجود ایسی ایسی ناپاک اور شیطانی بکواس سے کتابوں کو سیاہ کر دے گا۔ اور اپنے کو جہنم کا ایندھن بنائے گا۔

حضرات! میرے خیال میں مرزا قادیانی کے ان گندے

عقیدوں سے خود تمام قادیانی بھی آگاہ نہیں ہونگے انہیں تو اسلام ہی کا سبز باغ دکھلا کر قادیانیت میں پھنسا لیا گیا ہوگا، ورنہ ان پڑھ سے ان پڑھ اور دین سے بیگانہ آدمی بھی ان خبیث عقیدوں کو برداشت نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اس جماعت میں شامل ہو جائے (العیاذ باللہ) آج کی ملاقات میں میں یہ جاننا چاہونگا کہ کیا قادیانیوں کے نزدیک شعائر الٰہیہ مثلاً قرآن و حدیث، بیت اللہ و بیت المقدس، مکہ و مدینہ وغیرہا کی کوئی عزت و عظمت ہے یا نہیں؟ کیونکہ شعائر الٰہیہ کی عزت و عظمت کرنا اہل ایمان کی صداقت و سچائی کی نشانی ہے۔

جواب:۔ جی ہاں آپ کا خیال درست ہے کہ اکثر قادیانی عقائد قادیانیت سے بے خبر ہیں۔ صرف اسلئے قادیانی ہو گئے کہ انکے باپ دادا قادیانی تھے۔ یا اکثر رشتہ دار قادیانی تھے۔ یا پھر قادیانی مبلغوں نے اصل اسلام کا سبز باغ دکھلا کر انہیں قادیانیت میں پھانس لیا اور اب وہ اپنے نام نہاد "جماعت احمدیہ" سے الگ ہونا اپنے لئے شرم و عار محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اہلسنّت و جماعت والے ہمارے باپ دادا کو گمراہ سمجھنے لگیں گے اور ہماری گذشتہ زندگی پر لعنت و ملامت کریں گے۔ لیکن میرے بھائی! یہ سمجھنا بالکل ہی غلط اور بے معنی ہے کہ جب حق و باطل ظاہر ہو جائے تو باطل پر تھوک دینا چاہیئے اور حق کے دامن سے وابستہ ہو جانا چاہیئے۔ کہ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی اور اللہ جل جلالہ اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خوشنودی ہے۔ بالفرض اگر وہ شرم و عار کرتے رہیں گے تو ان کی آئندہ نسلیں بھی خراب ہو سکتی ہیں اور انکی جوابدہی کے لئے یہ بھی ذمہ دار ہوں گے۔ جیسے انکی گمراہی و ضلالت کیلئے ان کے ساتھ ساتھ ان کے باپ دادا بھی عنداللہ گرفتار ہوں گے۔

ہوں گے۔ شعائر الٰہیہ کی عزت و تکریم یقیناً واجب اور اخلاص وایقان کی علامت ہے جس کلمہ گو کے اندر اس کی تکریم و تعظیم نہیں اسکی کلمہ گوئی صرف زبانی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (جو شعائر الٰہیہ کی تعظیم کرتا ہے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے)

قادیانیوں نے تمام شعائر الٰہیہ کی توہین و تذلیل کی ہے نہ قرآن و حدیث ان کی زبانِ طعن سے محفوظ ہے نہ مکہ مدینہ اور بیت المقدس یہاںتک کہ نماز روزے اور حج وغیرہ کی توہین کرنا بھی اسکے مذہب خبیث میں داخل ہے۔ قادیانیوں کے ذخیرۂ اہانت میں سے چند نمونے پیش کر رہا ہوں ملاحظہ کیجئے اسکی کلمہ گوئی زبانی ہے یا قلبی؟

(الف) قرآن پاک کی توہین مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفہ ضلالت مرزا محمود دنا مسعود اپنے خطبہ جمعہ میں اعلان کرتا ہے۔

"یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعے سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئیگا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اسکے لئے يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ والا قرآن نہ ہوگا۔ بلکہ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ والا قرآن ہوگا۔ الخ (منقول از الفضل مجریہ قادیان جلد ۱۲ شمارہ نمبر ۴)

یہ مرزا قادیانی کی خلافت کا اثر کہ اسکی روشنی میں سوائے "براہین احمدیہ" کے کوئی قرآن نہیں سوائے "ملفوظات احمدیہ" کے کوئی حدیث نہیں۔ اور سوائے رام و کرشن اور گوپال و نانک کے کوئی دوسرا نبی نہیں، یہاں تک کہ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا وجود سراپا مسعود بھی کوئی معنی نہیں رکھتا ہے اگر قادیانیت کی عینک لگا کر نہ دیکھا جائے۔

اپنی اس ناپاک تقریر میں خلیفۂ قادیانی نے پوری دنیا کے قرآن پاک کو ضلالت و گمراہی کا پولندا اور ہدایت و نور سے دور و مہجور بتایا۔ صرف مرزائی قرآن کو صحیح مانا اور یہ قرآن پاک کی بدترین اہانت و تذلیل ہے۔ شاید یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ خلیفہ قادیانی کی تقریر ہے جس میں جوش و جذبہ کی کارفرمائی ہے لہٰذا اسکی شرعی گرفت نہیں ہونی چاہیئے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ کلمۂ کفر خواہ جوش و جذبہ میں زبان سے نکلے یا ہوش و حواس میں، ہر طرح کفر ہی ہے۔ پھر تقریر کو تقریر ہی رہنے دیا جاتا تو صرف مقرر و سامع ہی عند الشرع ماخوذ ہوتے مگر قادیانیوں نے اس تقریر کو ضابطۂ تحریر میں لاکر اخبارات و رسائل کے ذریعہ اسکی اشاعت کر کے قادیانی دھرم والوں کو جہنم رسید کر دیا۔ کیونکہ کسی قادیانی نے اسکی تردید نہیں کی بلکہ اسی کے مطابق اپنا ایمان و عقیدہ گڑھ لیا۔

اب کوئی بھی قادیانی یہ کہکر اپنا دامن نہیں بچا سکتا ہے کہ "ہم بھی قرآن کو مانتے ہیں" ہاں اس کو یہ کہنا چاہیئے "ہم قادیانی قرآن کو مانتے ہیں" اسلئے کہ قادیانی خلیفہ نے قرآن کو تقسیم کر دیا اور ببانگ دہل اعلان کیا۔ کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے پیش کیا۔

احادیث کریمہ کی توہین | قرآن کریم کی طرح سنت نبویہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بھی دین اسلام کی اساس و بنیاد ہے، جس کے بارے میں ارشاد

ربانی ہے۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔
رسول جو کچھ تمہیں دیں انہیں لے لو اور جن سے منع کریں ان سے رک جاؤ"
"اور جس کے بارے میں ارشاد رسول علیہ السلام ہے" عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ تمہارے
اوپر میری سنت لازم ہے" مگر قادیانیوں نے سنت نبویہ اور احادیث
مبارکہ کے متعلق بھی زبان درازیاں کی ہیں۔ ان کے یہاں احادیث
کریمہ کے پرکھنے کا معیار، رواۃ و اسناد اور اصول حدیث نہیں بلکہ مرزا قادیانی
کی زبان بے لگام ہے۔ یعنی قادیانیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ کس
متن حدیث کے راوی کون ہیں اور اصولی اعتبار سے ان کی کیا حیثیت ہے؟
بلکہ وہ صرف مرزا قادیانی کی زبان کو احادیث کی صحت و عدم صحت کا معیار
جانتے مانتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی کی جرات و
بے باکی دیکھئے اور اس کی نظر میں احادیث مبارکہ کی اہمیت کا اندازہ لگایئے

"اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے۔ تو وہ مداری کے پٹارے
سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی فرمایا
کرتے تھے۔ حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی
ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے
اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔
(پھر کہتا ہے) چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا آنجہانی) بڑی وضاحت
سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیث لئے پھرتے ہیں مگر حدیثوں
کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں۔ بلکہ میرا کام ہے کہ میں
بتاؤں فلاں حدیث درست ہے اور فلاں غلط"
(خطبہ جمعہ منقول از الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث مبارکہ کے ذخیرے (بخاری، مسلم، ترمذی

ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، نسائی، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد وغیرھم) کو مداری کا پٹارہ قرار دیا۔ اور اس کے خلیفہ نے اسی کو اپنا ایمان قرار دیا۔
بنا بریں قادیانی نبی کے قول مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احادیث کریمہ کی روشنی میں قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ احادیث کریمہ کی روشنی میں اسکی دجالی نبوت کا پول کھل جائے گا۔ لہٰذا اس نے احادیث مبارکہ کے تمام ذخائر کو مداری کا پٹارہ کہہ کر قابلِ اعتنا ہی نہیں سمجھا، صرف وہ حدیثیں جو اسکی نگاہ میں اسکی مؤید ہیں اس کے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔ اور یہ آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کی شدید ترین توہین ہے۔ جو دراصل حق کی توہین ہونے کی وجہ سے ضلالت وگمراہی اور بددینی ہے۔

بیت اللہ شریف کی توہین پہلے یہ سن لیجئے کہ قادیانی دھرم دو مشہور فرقوں میں بٹا ہوا ہے ایک کو لاہوری گروپ اور دوسرے کو قادیانی گروپ کہتے ہیں۔ قادیانی گروپ لاہوری کو غیر مبائعین کہتے ہیں اور قادیانی گروپ کو مبائعین۔۔۔ ان دونوں گروپ کے بنیادی عقائد تقریباً یکساں ہیں یعنی دونوں گروپ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مقتدا ر رہنما مانتے ہیں۔ نبی و رسول اور تشریعی نبی ہونے میں ان کا آپسی اختلاف ہے اسی طرح بعض مسائل میں بھی اختلاف ہے جو اہلسنت وجماعت کے نزدیک قابل توجہ نہیں۔
قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے امام ومقتدی مولوی محمد علی لاہوری نے خانۂ کعبہ (بیت اللہ شریف) کی عظمت وشان کو بیان کرتے ہوئے اپنی مشہور کتاب ”نکات القرآن حصہ سوم ص ۲۶“ پر لکھا

”یہ بھی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانۂ کعبہ کو ہی حاصل ہے کہ وہ امن کا مقام ہے ”مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (القرآن)۔ (نکات القرآن)

لیکن مولوی محمد علی لاہوری کے پیر و مرشد اور نبی اعظم مرزا غلام احمد قادیانی آں جہانی نے یہ خصوصیت وصفت اپنی قادیانی مسجد کو قرار دیکر کعبہ مکرمہ (بیت اللہ شریف) کی شدید ترین توہین و تذلیل کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے قرآن (براہین احمدیہ) حاشیہ در حاشیہ میں لکھتا ہے۔

"بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا) اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔" (براہین احمدیہ ص ۵۵۸)

قرآن پاک نے جس آیۂ کریمہ میں بیت اللہ شریف اور حرم محترم کے تقدس واحترام کو بیان فرمایا اسی آیۂ کریمہ کو مرزا قادیانی اپنی نام نہاد مسجد اور چوبارہ پر چسپاں کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ بیت اللہ شریف کی عظمت و بزرگی کسی ناپاک وجود کی بیٹھک کو دینا بیت اللہ شریف کی اہانت و تذلیل ہے۔

حرم پاک کی توہین کعبۃ اللہ شریف کے ارد گرد مسجد حرام شریف ہے اور اس کے گرد اگرد میلوں میل میں پھیلا ہوا علاقہ ارضِ حرم ہے جو حرم الٰہی کہلاتا ہے جسکی عزت واحترام کا قانون۔ آفاقی قوانین سے جداگانہ ہے۔ اسی طرح آرام گاہ نبوی (روضۂ منورہ) کے گرداگرد مسجد نبوی شریف ہے اور مسجد نبوی کے ارد گرد میلوں میل میں پھیلا ہوا "حرم نبوی" ہے جسکا مقام و مرتبہ حرم الٰہی کے بعد ساری روئے زمین سے بلند و بالا ہے اور عاشقوں کی نگاہ میں تو حرم نبوی کا مقام ہی کچھ اور ہے۔ لیکن قادیانیوں نے حرم الٰہی اور حرم نبوی شریفین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی آنجہانی کے مقام پیدائش قادیان کو مقام محترم اور ارضِ حرم قرار دیکر حرمین شریفین کی توہین و تذلیل کی راہ اور

اپنی قلبی کدورتوں اور اسلام دشمنی کا اظہار کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی حرمین شریفین کی اہانت و تذلیل کی بنیاد اسطرح ڈالت ہے۔

"زمینِ قادیان اب محترم ہے ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے"

(در ثمین صـ۵۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے تو قادیان کو ارضِ حرم قرار دیا اور اسکے خلفاء نیز امتیوں نے قادیان میں منعقدہ جلسوں میں شرکت کرنے کو حج قرار دیا اس طرح حرمین طیبین دونوں کی توہین کر کے اسلام سے بغاوت کا اعلان کیا۔ ایک جلسہ کی رپوٹ سنئے۔

"جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقع (سالانہ جلسہ) پر قادیان نہیں آسکے۔ وہ تو خیر معذور ہیں۔ لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد داثق کا پاس کیا۔ اور ارضِ حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اباً محترم (مرزا قادیانی) کی زیارت کرنے کے شوق میں دارالامانِ مہدی ٹھیک وقت پر آن پہنچے انکی للّٰہیت انکا اخلاص فی الواقعہ لائق تحسین ہے۔

(پھر لکھتا ہے) اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا۔

تو گلیوں، دوکانوں، اور رستوں میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں، اور ارضِ حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔"

(الفضل قادیان ۲۶، دسمبر ۱۹۱۵ء جلد ۳ شمارہ ۷۴)

غور کیجیئے کہ مسلمانوں کے نزدیک تو حرمین شریفین دار الامان ہے مگر قادیانی

خلیفہ اور قادیانی امت کے نزدیک حرمین طیبین دارالامان نہیں بلکہ قادیانی دارالامان ہے جسکے انوار و برکات سے قادیانی کے پجاری لوگ بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی توہین جب قادیانیوں نے بیت اللہ شریف اور حرم محترم کی توہین و تذلیل کو اپنا ایمان و دھرم بنا لیا ہے تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تعظیم و تکریم کا ان کے یہاں کوئی سوال ہی نہیں ہے اور جب گنبد خضراء، روضہ منورہ ان بدبختوں کے نزدیک کیڑے مکوڑے اور تعفن سے بھرپور ہے تو اس کی عزت کا کیا سوال ہے پھر بھی ان کے نفاق قلبی اور شوریدہ سری کو دیکھئے کہ ان کے جغرافیہ میں مکہ و مدینہ کہاں ہے

> "حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کا یہ جو الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اس کے متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں۔ مگر غیر مبایعین (لاہوری قادیانی گروپ) مدینہ لاہور کو اور مکہ قادیان کو قرار دیتے ہیں اور اسی بات پر وہ قائم ہیں"
>
> (الفضل قادیان ۵ر جنوری ۱۹۲۳ء)

یہ میاں محمود خلیفہ ثانی قادیانی کے سالانہ جلسہ میں تقریر کی رپورٹ ہے کہ اسکے نزدیک مکہ و مدینہ سے مراد قادیان ہے مگر یہ بھی اس کی پاگل پنی ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے وطن قادیان میں نہیں مرا بلکہ لاہور کے ایک سنڈاس میں جا کر مرا۔ پھر معلوم نہیں کیوں اس نے مکہ و مدینہ سے مراد قادیان ہی لیا ہے حالانکہ یہ مراد مرزا قادیانی کی نامراد پیشنگوئی سراسر خلاف ہے۔

جب مرزا محمود نامسعود کو اپنے باپ کی پیش گوئی یاد آئی تو فوراً اس نے پینترا بدلا اور لاہوری قادیانی گروپ کا عقیدہ پیش کیا کہ اس کے نزدیک مدینہ سے مراد لاہور اور مکہ سے مراد قادیان ہے۔ لہٰذا لاہور میں مرنا گویا مدینہ ہی میں مرنا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

مسجد اقصیٰ کی توہین

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ ہے اور اس سے پہلے بہت سارے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیوں کا قبلہ رہا ہے۔ قبلہ تبدیل ہوجانے کے بعد بھی اس کی تعظیم و تکریم اپنی جگہ مسلّم ہے کہ وہاں کی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ مگر قادیانی دھرم والوں نے اس کی عزت و تکریم کو بھی مجروح کیا تاکہ مسلمانوں کا دل زخمی ہو۔ لیکن کیا کیجئے جو بیت اللہ شریف، ارض حرم اور مکہ و مدینہ کی اہانت و تذلیل بر سر عام کر سکتا ہے اسکی نگاہوں میں مسلمانوں کے قبلہ اولیٰ کی بھلا کیا عزت ہوگی۔ قادیانیوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے اپنی کتاب "تبلیغ رسالت جلد نہم" کے کئی صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد یروشلم کی مسجد اقصیٰ نہیں بلکہ قادیان میں بجانب مشرق واقع یہ مسجد ہے اس سلسلہ میں ان کے اخبار "الفضل" کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ۔ کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ اس معراج میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے۔ اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے۔ جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے"۔ (الفضل ۲۱ اگست ۱۹۳۳ء جلد ۲۱ شمارہ ۲۲)

یہ ہے قادیانی مفسرین قرآن کی قساوت قلبی اور شعائر الہیہ سے انحراف کی روشن دلیل کہ نزول قرآن کے وقت سے لیکر آج تک تمام مسلمانوں

کے نزدیک مسجد اقصیٰ سے مراد یروشلم کی مسجد اقصیٰ ہے جو حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں تعمیر ہوئی ہاں بعض بزرگوں نے مسجد اقصیٰ سے وہ دور والی مسجد (بیت المعمور) مراد لیا ہے جو آسمانوں کے بیچوں بیچ نورانی سجدہ گاہ ہے۔ لیکن ماتم کیجئے قادیانی مفسر قرآن کی تفسیر دانی پر کہ ان کے نزدیک قرآن پاک کی تمام تفسیریں نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں اور صرف وہی تفسیر قابل اعتبار ہے جو قادیانی مفسرین نے کی اور ان کے نزدیک آئینہ مذکورہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے اتباع میں قادیانی مفسر قرآن کو بھی افیون بھنگ اور ہیروئن کی عادت رہی ہوگی جس کے نشہ میں بدمست ہو کر قرآن آیہ مقدسہ کی یہ تفسیر کر گیا کیونکہ تاریخی پس منظر میں اس وقت قادیان کے اندر کوئی مسجد ہی نہیں تھی جس وقت سیر اقصیٰ کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اور نہ اس وقت مرزا قادیانی کا وجود نا مسعود تھا جس کے حکم سے قادیان میں نام نہاد مسجد بنی، پھر آپ ہی غور کیجئے کہ معراج نبوی کے وقت قادیان بیابان میں مسجد اقصیٰ کہاں سے آ گئی؟

لیکن قادیانیوں کو ضد ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ نہیں بلکہ مسجد اقصیٰ وہی ہے جو قادیان میں مرزا قادیانی کے حکم سے بنائی گئی (تبلیغ رسالت جلد ۹ صـ ۲۵)

جب قادیانی دھرم کے رہنماؤں اور قرآنی علوم کے جاننے والوں کا یہ حال ہے تو معلوم نہیں قادیانی عام امت کا کیا حال ہوگا ؎

گر ہمیں است مکتب و ملا ٭ کار طفلاں تمام خواہد شد

حج کی توہین

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے قادیان میں ایک سالانہ جلسہ کی بنیاد ڈالی اور اس میں شرکت کی تاکید کرتے ہوئے

اپنی امتیوں کو بتایا کہ اس جلسہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی گئی ہے اور اس میں شرکت کے بڑے فضائل و برکات ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی معروف کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں لکھتا ہے

"اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ یہ سلسلہ آسمانی اور حکم ربانی ہے۔ (آئینہ ص ۳۵۲)

یہ اسلامی حج کی عظمتوں اور برکتوں کو مجروح کرنے اور ایک نئے حج کی شروعات کی طرف پہلا قدم ہے جسکی بنیاد قادیانیوں کے نبی اعظم (معاذ اللہ تعالیٰ) نے اپنے وطن میں ڈال دی اب یہ دیکھئے کہ ایک نئے حج اور اس کے مقامات کی تعمیر قادیانی رہنماؤں نے کس طرح کی ——— مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود نا مسعود خلیفہ ثانی قادیانی، قادیان کے جلسہ کی اہمیت و فضیلت اور اسلامی حج کے مقامات کی توہین و تذلیل کرتے ہوئے تقریر و تحریر بیان کرتا ہے

"آج کا جلسہ پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدائے تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کیلئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں، (قادیانیوں) کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے، مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کیلئے مقرر کیا ہے (برکات خلافت ص۵، ۷)

مرزا محمود کی یہ تقریر و تحریر ۱۹۳۲ء کی ہے جب حرمین شریفین کی خدمات شریف مکہ کے سپرد تھیں اور عرب شریف پر شریفوں کی حکومت تھی اس وقت سعودی نجدی کا غلبہ وہاں نہیں ہوا تھا اور شریف مکہ کی نظر میں قادیانی و نجدی دونوں برابر تھے، اسی وقت قادیانیوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ ہمارے

حج کا مقام اب مکہ نہیں بلکہ قادیان ہے۔ جو بحکم الٰہی حج کے لئے مقرر کیا گیا ہے جہاں حج کے اغراض و مقاصد اور برکات و منافع حاصل ہوتے ہیں اور مکہ کا حج تو اب خشک اور بے فیض ہو گیا (معاذ اللہ) چنانچہ "پیغام صلح" (جو قادیانیوں کا مشہور اخبار تھا) میں ایک قادیانی بزرگ کا شائع شدہ انوکھا فیصلہ سنئے

"حضرت مرزا کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے"

یوں تو قانونی طور پر رائے عامہ سے مجبور ہو کر سعودی گورنمنٹ نے بھی حرمین شریفین میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیا ہے۔ مگر مختلف ملکوں میں مقیم سعودی سفراء کو دھوکہ دیکر قادیانی دھرم والے بھی نام نہاد حج وعمرہ کا ویزا حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن جب مکہ کے حج وعمرہ سے ان کے لئے کوئی فائدہ اور قومی ترقی وابسطہ نہیں بلکہ الٹا جان و مال کا خطرہ ہے تو انکو وہیں حج کرنا چاہیے جہاں ان کیلئے حج کے مقامات مقرر کئے گئے ہیں۔ اور پھر جب مکہ والا اسلامی حج ان کیلئے خشک حج کا درجہ رکھتا ہے تو انہیں تر حج کیطرف ہی رجوع کرنا چاہیے، کیونکہ حج سے زیادہ ثواب تو انکو جلسہ و جلوس کی چلت پھرت میں مل جاتا ہے تو تضیع مال، دھوکہ دہی اور اپنے آپ کو سنی مسلمان ظاہر کرنے سے کیا فائدہ؟

ان باتوں کے پیش نظر یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھ لینے اور اپنے آپکو قادیانی یا احمدی شمار کر لینے کے بعد بھی اکثر قادیانیوں کا دل اپنے دھرم پر مطمئن نہیں ہے ورنہ وہ مکی حج کیلئے جھوٹی قسمیں نہ کھاتے اپنی قادیانیت نہ چھپاتے اور اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت ظاہر نہ کرتے۔ لیکن حق وہی ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ ہزار جتن کے باوجود بھی قادیانی کے



حلق سے بات نیچے اترتی نہیں کہ حج کیلئے قادیان کو مقام مقرر کیا گیا ہے۔

جہاد اسلامی کا انکار اور اسکی توہین

جہاد۔ اسلامی فرائض میں سے ایک اہم فرض ہے کہ جب ضرورت داعی ہو اور اسباب مہیا ہوں تو مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے، تاکہ مسلمان باغیانِ اسلام سے بحکمِ خداوندی "وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ" برسرِ پیکار ہو سکے اور اسلامی تقاضوں کو پورا کرے مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے برٹش کی غلامی اور کافرانہ مزاج رکھنے کی وجہ سے جہاد اسلامی کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے اسکی کھلی توہین کی ہے جو کسی کلمہ گو سے متصور نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی نے جہاد کرنے والے مسلمانوں کو دشمن خدا اور منکر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی مشہور کتاب "اربعین" میں لکھتا ہے۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔ (اربعین ۴ صـ ۴۷)

مرزا قادیانی نے اپنی امت کو ترکِ جہاد کا جو حکم دیا ہے دراصل اپنی محسنہ برطانیہ گورنمنٹ کا حقِ نمک ادا کیا ہے، کیونکہ اسی اہم تحریر کیلئے اس پر لاکھوں پونڈ خرچ کیے گئے تھے اور مسلمانوں کے خلاف اسے برٹش شیشہ میں ڈھالا گیا تھا۔

جہاد اسلامی سے متعلق اس کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ

کیجیے اور دیکھیے کہ اس کور باطن نے اسلامی فرائض کا جنازہ کس قدر بے دردی کے ساتھ نکالا ہے۔ اور جہاد اسلامی کو حرام قرار دیا ہے۔ لکھتا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا قادیانی۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۴۹)

عیاں راچہ بیاں، آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ کیسی کلمہ گو کی بولی ہے یا کسی دشمن اسلام کی۔

سوال:۔ العیاذ باللہ۔ قادیانی دھرم کے بانی اور اسکے اماموں کی کافرانہ گفتگو سنتے سنتے میں پریشان ہو گیا ہوں میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ کلمہ گوئی کے باوجود کوئی مدعیِ اسلام، شعائر الٰہیہ مقامات مقدسہ یہاں تک کہ فرائض اسلام حج و جہاد کی ایسی توہین و تذلیل کرے گا۔ جس سے ہر کلمہ گو کا سر شرم و ندامت سے جھک جائے گا۔

اللہ پاک اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہر مسلمان کو قادیانی عقائد و نظریات سے اور ناپاک خیالات و تحریرات سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

جواب:۔ خدا کرے کہ آپ کی طرح ہر مسلمان، قادیانی دھرم کے گندے عقائد و خیالات

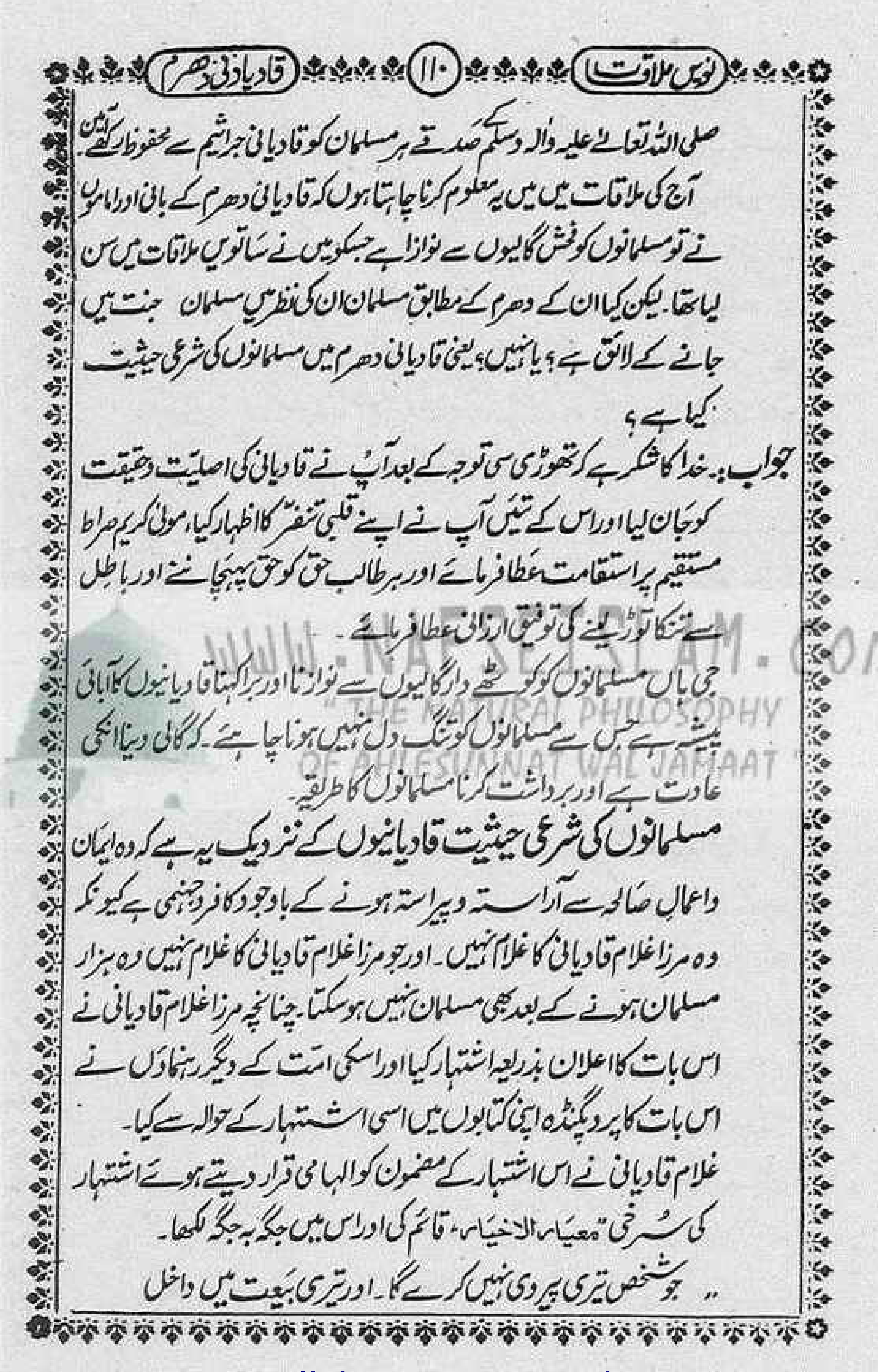
اور اسلام کش نظریات سے باخبر ہو جائے اور اسکی اصلیت کو جان جائے تاکہ اس کے مکروفریب کے جال میں پھنسنے سے بچے اور اپنے ایمان و اسلام کی حفاظت کر سکے ___ قادیانی دھرم چودھویں صدی ہجری کے ربع اوّل کی وہ ہولناک تحریک اور ناپاک سازش ہے جس کے کئی پڑھے لکھے لوگ بھی شکار ہو گئے اور ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اے کاش انہیں قادیانیت کی اصلیت معلوم ہوتی اور قادیانیوں کا صحیح روپ ان کے سامنے ہوتا تو وہ ہرگز قادیانی دام تزویر میں نہیں پھنستے۔

خدا کرے اب بھی ان کی آنکھوں سے پردے اٹھ جائیں اور حقیقت میں نگاہیں انہیں مل جائیں تاکہ وہ سچ اور جھوٹ، حق و باطل اور نور و نار میں فرق و امتیاز پیدا کر سکیں۔ وھو الموفق الی الھدیٰ والصواب۔

نویں ملاقات

السلام علیکم ؟ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: الحمد للہ قادیانی دھرم کے منافقانہ چہرہ سے آپ نے نقاب اٹھا دیا اور اس کا اصل چہرہ میرے سامنے آگیا۔ لیکن کیا ان حقائق کو جان لینے کے بعد کوئی عقل و شعور والا آدمی مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی دھرم سے وابستہ لوگوں کے ساتھ کسی طرح کا دینی یا دنیوی تعلق کو بحال رکھ سکے گا؟ میرے خیال میں اگر کسی کے اندر اسلامی غیرت و حمیت ہو اور اسلام سے ذرا بھی محبت ہو تو ایسے اسلامی غداروں اور دین کے بیوپاروں سے نہ تو کوئی دینی رشتہ باقی رکھے گا اور نہ ہی دنیاوی تعلقات استوار کرے گا۔ کیونکہ ان لوگوں نے خود ہی اپنے آپ کو دین اسلام سے الگ تھلگ کر رکھا ہے اور ضروریات دینی و ایمانی کی بیخ کنی پر کمربستہ و آمادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک



صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم صدقے ہر مسلمان کو قادیانی جراثیم سے محفوظ رکھے۔ آمین

آج کی ملاقات میں میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ قادیانی دھرم کے بانی اور اماموں نے تو مسلمانوں کو فحش گالیوں سے نوازا ہے جسکو میں نے ساتویں ملاقات میں سن لیا تھا۔ لیکن کیا ان کے دھرم کے مطابق مسلمان ان کی نظر میں مسلمان جنت میں جانے کے لائق ہے؟ یا نہیں؟ یعنی قادیانی دھرم میں مسلمانوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: خدا کا شکر ہے کہ تھوڑی سی توجہ کے بعد آپ نے قادیانی کی اصلیت وحقیقت کو جان لیا اور اس کے تئیں آپ نے اپنے قلبی تنفر کا اظہار کیا، مولیٰ کریم صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے اور ہر طالب حق کو حق پہچاننے اور باطل سے رشتہ توڑ لینے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔

جی ہاں مسلمانوں کو گھٹیے دار گالیوں سے نوازنا اور برا کہنا قادیانیوں کا آبائی پیشہ ہے جس سے مسلمانوں کو تنگ دل نہیں ہونا چاہیے۔ کہ گالی دینا انکی عادت ہے اور برداشت کرنا مسلمانوں کا طریقہ۔

مسلمانوں کی شرعی حیثیت قادیانیوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ایمان واعمال صالحہ سے آراستہ وپیراستہ ہونے کے باوجود کافر وجہنمی ہے کیونکہ وہ مرزا غلام قادیانی کا غلام نہیں۔ اور جو مرزا غلام قادیانی کا غلام نہیں وہ ہزار مسلمان ہونے کے بعد بھی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مرزا غلام قادیانی نے اس بات کا اعلان بذریعہ اشتہار کیا اور اسکی امت کے دیگر رہنماؤں نے اس بات کا پروپگنڈہ اپنی کتابوں میں اسی اشتہار کے حوالہ سے کیا۔

غلام قادیانی نے اس اشتہار کے مضمون کو الہامی قرار دیتے ہوئے اشتہار کی سرخی "معیار الاخیار" قائم کی اور اس میں جگہ بہ جگہ لکھا۔

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل

نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔ الخ

قیامت تو یہ ہے کہ قادیانی بے رحموں نے صرف مسلمانوں ہی کو کافر و گمراہ اور جہنمی نہیں ٹھہرایا بلکہ ان لوگوں کو بھی کافر و جہنمی گردانا ہے جو لوگ مرزا قادیانی کو سچا ماننے اس کی نبوت و رسالت کا اقرار و یقین کرنے کے باوجود اسکے حلقۂ بیعت میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔

گویا اس کے یہاں مسلمان ہونے کیلئے مرزا غلام کا مرید ہونا اور اسکے حلقۂ بیعت میں داخل ہونا ضروریات دین میں سب سے اہم واکد اور ضروری ہے چنانچہ قادیانیوں نے نہایت جرأت و بیباکی کے ساتھ اس کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے اپنے "عقائد احمدیہ" میں لکھا:

"آپ (مرزا غلام) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کیلئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپکو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔

(عقائد احمدیہ صفحہ ۱۰۶ مؤلفہ میر مدثر قادیانی)

مذکورہ بالا عقیدۂ قادیانیہ کے پیش نظر تمام قادیانی اپنی خیر منائے کہ مرزا غلام قادیانی کو سچا جاننے اور اسکی نبوت کا انکار نہ کرنے کے باوجود وہ قادیانی دھرم میں کافر و جہنمی ہیں۔ کیونکہ اسوقت کے موجودہ قادیانیوں نے نہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اسکی بیعت کی ہے۔ اور قادیانی دھرم کے مطابق جو مرزا قادیانی کی بیعت میں توقف بھی کرے وہ کافر ہے لہٰذا موجودہ دور کے تمام قادیانی خود اپنے عقیدے میں کافر ہوئے۔

اب یہ دیکھیئے کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو کس کس طرح کافر بنانے اور جہنمی قرار

دینے کی جبرانہ کوشش کی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

"کفر دو طرح پر ہے۔ ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۷۹ مرزا غلام قادیانی)

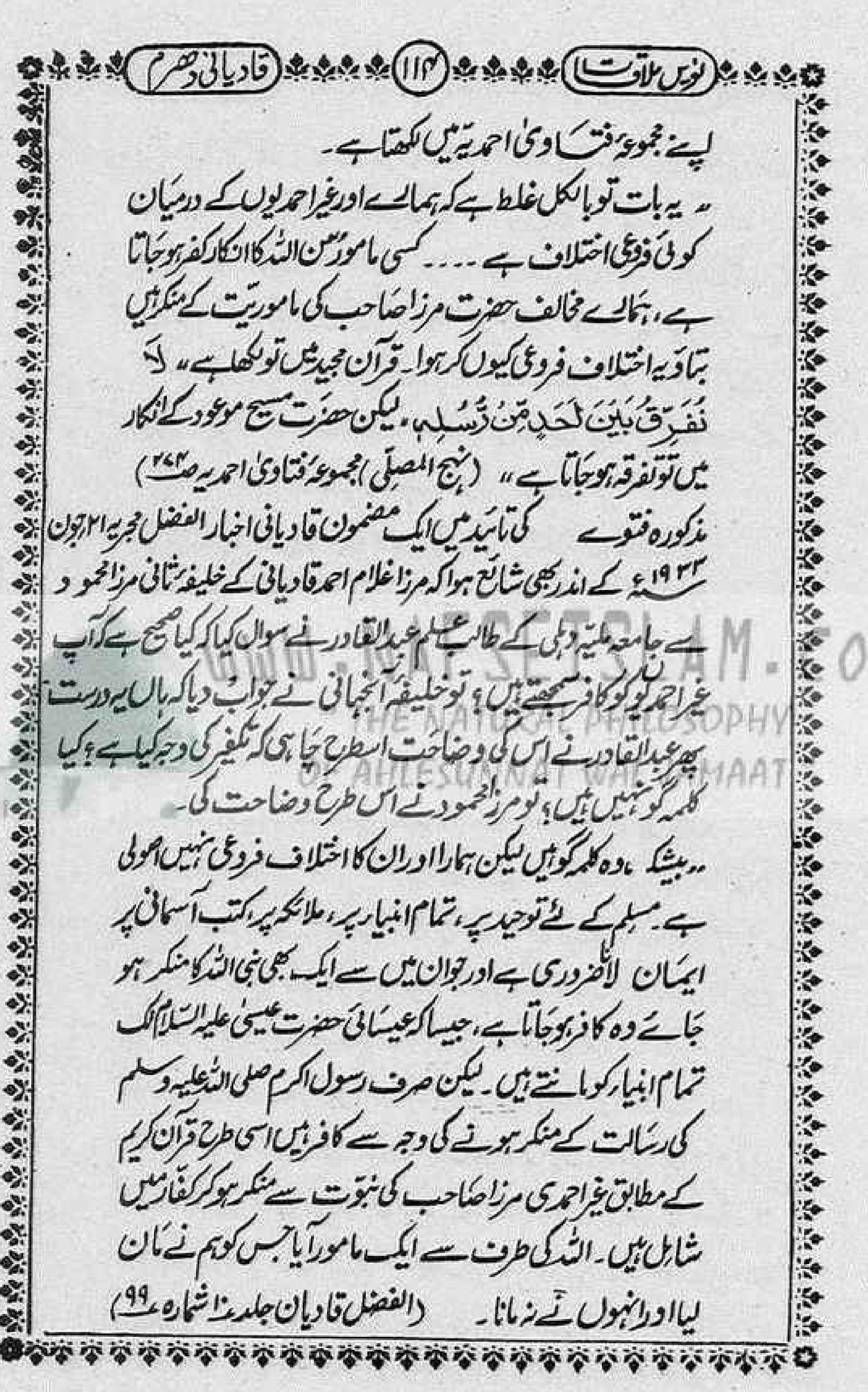
جی قادیانی بناسپتی نبی کے نزدیک کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی آخر الزماں سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کرنا۔ مثلاً یہودی، نصرانی، مجوسی، آتش پرست، بت پرست، نیچر پرست گوتم پرست اور ملحد وغیرہ ہونا۔ اور دوسرا کفر یہ کہ قادیانی مسیح کذاب کو نہیں ماننا۔ مثلاً عامۂ مسلمین اور ہر وہ کلمہ گو جو مسیح قادیانی کی نبوت کا انکار کرتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی نے ان دونوں قسموں کو ایک ہی قسم میں شمار کیا۔ یعنی جو مسلمان مرزا کو نبی و رسول نہ مانے وہ اور یہودی و مجوسی، نصرانی و آتش پرست وغیرہ سب برابر ہیں۔ ایک ہی جنبش قلم میں مرزا قادیانی آنجہانی نے تمام امتِ مسلمہ کو جہنم رسید کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ خدائے قدوس اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر الزام و اتہام بھی رکھ دیا۔

سوال: گویا قادیانی اپنے تمام مخالفین کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکتے ہیں خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم؟ کیا قادیانیوں نے کہیں واضح طور پر یہودی و نصرانی کے تعلق سے کوئی فتویٰ صادر کیا ہے؟

جواب:۔ قادیانی تو خود ہی یہود و نصرانی کا خود کاشتہ پودا ہے لیکن براہِ عیاری یہودی و نصرانی پر بھی وار کیا ہے تاکہ اسکا اصل چہرہ مسلمانوں کے سامنے نہ آسکے۔ اور اس بات کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں کیا ہے، قادیانی کفری مشین گن کا اصل نشانہ مسلمان ہے پھر وہ لوگ بھی خواہی نخواہی اس زد میں آگئے جو اہل کتاب (یہودی و نصرانی) ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیجئے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی کا ایک فتویٰ سنیئے۔

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو تو مانتا ہے مگر مسیح کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اسکی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے (اولٰئك هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا) فرمایا ہے۔ (کلمۃ الفصل مؤلفہ مرزا بشیر قادیانی)

اس فتوے میں مرزا بشیر قادیانی نے امّتِ موسوی (یہودی) امّت عیسوی (نصرانی) اور امّت مسلمہ تینوں کو پکا کافر اسلام سے خارج اور جہنمی قرار دیا ہے۔ اور پھر اسکا الزام خداوند قدوس پر لگا دیا۔ حالانکہ آئینہ مذکورہ حقیقتاً قادیانیوں ہی پر چسپاں ہوتی ہے جو عظمتِ الوہیت و رسالت اور تقاضائے ختم نبوت کے خلاف اقدام کر رہے ہیں اور یہ اختلاف کوئی جزوی و فروعی اختلاف نہیں ہے۔ جسے مسلمان نظر انداز کر دے، چنانچہ اس کا اقرار خود قادیانیوں کو بھی ہے کہ مسلمانوں سے انکا اختلاف کوئی نظری و فکری اختلاف نہیں بلکہ اصولی بنیادی اختلاف ہے اور بنیادی اختلاف ہی کی وجہ سے کفر یا اسلام کا حکم نافذ ہوتا ہے اور آدمی جہنمی یا جنتی ہوتا۔ قادیانی مفتی



لپنے مجموعہ فتاوی احمدیہ میں لکھتا ہے۔

"یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے.... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے، ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیوں کر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے" لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہو جاتا ہے" (نہج المصلی مجموعہ فتاوی احمدیہ ص۲۷۴)

مذکورہ فتوے کی تائید میں ایک مضمون قادیانی اخبار الفضل مجریہ ۲۱ جون ۱۹۲۲ء کے اندر بھی شائع ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی مرزا محمود سے جامعہ ملیہ دہلی کے طالب علم عبد القادر نے سوال کیا کہ کیا صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟ تو خلیفہ انجہانی نے جواب دیا کہ ہاں یہ درست ہے پھر عبد القادر نے اس کی وضاحت اسطرح چاہی کہ تکفیر کی وجہ کیا ہے؟ کیا کلمہ گو نہیں ہیں؟ تو مرزا محمود نے اس طرح وضاحت کی۔

"بیشک، وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کے لئے توحید پر، تمام انبیاء پر، ملائکہ پر، کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے، جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔ لیکن صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا۔ (الفضل قادیان جلد ۱۰ شمارہ ۹۹)

آج کے وہ روشن خیال اور جدت پسند حضرات بھی ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں جو کہتے ہیں کہ شیعہ سنی اختلاف، قادیانی و سنی اختلاف اور وہابی و سنی اختلاف مولویوں کا گورکھ دھندہ ہے جسکو چند مولویوں کی ضد اور ہٹ دھرمی نے سنگین بنا دیا ہے۔ قادیانی امام کے مذکورہ بالا بیان کو بار بار پڑھیے اور دیکھیے کہ اس نے تمام غیر احمدیوں کو کتنی بے رحمی اور سفاکی کے ساتھ کفر کی تلوار سے قتل کر دیا۔ غیر احمدیوں کا جرم صرف یہ ہے کہ ایک مکار، دغاباز، کذاب دجال، بناسپتی نبی کو نبی نہیں مانا، اور اسکی بیعت میں داخل نہیں ہوا۔ اور اس کے نزدیک اصولی بنیادی اختلاف ہے جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو کافر ہی نہیں بلکہ پکا کافر، یہود و نصاریٰ اور بیابانی سور سمجھتا ہے۔ لیکن نام نہاد روشن خیالوں کے نزدیک اسکی کوئی اہمیت ہی نہیں ——— میں یہ تو نہیں کہتا کہ اسلام و ایمان کی ان کے یہاں کوئی اہمیت ہی نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ قادیانی عقائد و نظریات اور افکار و تحریرات سے بے خبر ہوں اور اس بے خبری کی وجہ سے ان کے دلوں میں قادیانیوں کیلئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہو۔ لیکن قادیانیوں کے غلیظ عقائد و تحریرات کے سامنے آجانے کے بعد ان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور ان علمائے کرام کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے بد مذہبوں کے چہروں سے نقاب اٹھایا اور انکی اصلیت کو بر سرِ عام ظاہر کر دیا۔ تاکہ مسلمان ان بد مذہبوں سے اسلامی شرعی قطعِ تعلق کرے اور دولت لازوال ایمان کی حفاظت کرے۔

اور اگر اس بات کو تسلیم کرنے سے انکی روشن خیالی مانع ہو تو انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت میں شامل ہو جانا چاہیے تاکہ وہ اپنے آپ کو پکا کافر اور جہنمی ہونے سے بچا سکیں۔ کیونکہ جس شخص نے بھی مرزا غلام کو نہیں دیکھا نہیں سنا، اسکے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اسکی بیعت

میں شامل ہو۔ جیسا کہ قادیانی امام میاں محمود نے لکھا کہ

"جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ (آئینہ صداقت مصنفہ مرزا محمود خلیفہ قادیانی)

دیکھا آپ نے سب کو بیک سانس مسلمان کہتا ہے اسی کو کافر اور خارج از اسلام گردانتا ہے صرف اس وجہ سے کہ وہ مرزا قادیانی جہنم مکانی کی بیعت میں شامل نہیں ہوا۔ اور یہ فتویٰ فقط قادیانی خلیفہ ہی کا نہیں بلکہ قادیانی دھرم کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی ہے۔ وہ اپنی متعدد تصانیف میں لکھتا ہے

"کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی۔ مگر کنجریوں (رنڈیوں) اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا"۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۷) "جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (حرامی) بننے کا شوق ہے"۔ (انوار الاسلام ص ۳۰)

"جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی یہودی، مشرک اور جہنمی ہے"

(نزول المسیح ص ۴)

بس جن روشن خیالوں کے نزدیک قادیانیت بد مذہبیت کا رد کرنا اور انکی اصلیت سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنا مولویوں کا گورکھ دھندہ اور بکواس ہے انہیں مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تحریریں غور سے پڑھنی چاہیے اور خود اپنے ضمیر سے فیصلہ طلب کرنا چاہیے کہ قادیانیت قابل رحم ہے یا قابل نفرت ہے؟

قادیانی تحریروں کے جراثیم کا رخ صرف علماء اہلسنت ہی کے گھروں کیطرف نہیں ہے بلکہ ہر خاص و عام مسلمان کی طرف ہے خواہ وہ عالم دین، صوفیا،

کاملین ہوں یا ان پڑھ، دیندار ہو یا دنیا دار، مزدور پیشہ ہو یا تجار، کوئی بھی فرد و بشر ہو اگر وہ مرزا قادیانی کو نہیں مانتا اور اسکی بیعت میں شامل نہیں ہوتا تو وہ قادیانیوں کے نزدیک کنجریوں، بدکاروں کی اولاد، ولد الحرام، عیسائی و یہودی اور مشرک و جہنمی ہے۔

سوال:۔ کیا قادیانی لوگ مسلمانوں کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں؟

جواب:۔ اول تو قادیانی دھرم والے مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا کیا سوال ہے؟ اور اگر کوئی قادیانی، مسلمان امام کی اقتدا میں اٹھک بیٹھک کرے تو یہ اسکی چالبازی اور دھوکہ دہی ہے کیونکہ قادیانی، مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں جانتے بلکہ کافر و مشرک سے بدتر گردانتے ہیں تو اسکی امامت کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ پھر یہ کہ قادیانی اماموں اور قادیانی دھرم کے بانی کی اپنی امت کو سخت تاکید ہے کہ ہرگز ہرگز کسی مسلمان امام کی اقتدا نہ کرے خواہ وہ امام بزرگ اور عارف باللہ کیوں نہ ہو۔ چنانچہ مرزا غلام قادیانی نے اپنی کئی کتابوں میں اپنے اس جابرانہ حکم کو ادل بدل کے لکھا ہے مثلاً "اربعین" میں لکھا ہے۔۔۔۔

"پس یاد رکھو۔ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے اوپر حرام اور قطعی حرام کہ کسی منکر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو"

(اربعین سریل ۳ ص ۳۴ حاشیہ مرزا قادیانی)

"صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو، بہتری اور نیکی اسی میں ہے، اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے"

(ارشاد مرزا قادیانی منقول از اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

مرزا قادیانی دوزخ مکانی نے صاف صاف لکھ مارا کہ جو میری نبوت کا منکر یا مجھے جھٹلانے والا یا میری صداقت و نبوت میں شک و شبہ کرنے والا ہے

اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی ہے۔ اور پھر اس شیطانی حکم کو وحی الٰہی کا درجہ دیدیا، تاکہ کسی میں تنقید کی جرأت نہ ہو ــــ اب آپ غور کیجئے کون مسلمان ایسا ہے جو مرزا قادیانی کو کذاب و دجال اور اسکی نام نہاد وحی کو الہامی شیطانی نہیں یقین کرتا۔ یقیناً جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے اور اسلام سے کسی نہ کسی طرح واسطہ ہے وہ مرزا قادیانی اور اس کے تمام متبعین کو کافر و مرتد، دجال و کذاب اور لعنتی و جہنمی سمجھتا اور اسی کو اپنا ایمان جانتا ہے۔ کیونکہ فقہائے اسلام کا اسکے بارے میں یہی فیصلہ ہو چکا ہے۔ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ (جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے) تو کون مسلمان ہے جو اس کے بارے میں متردد رہے گا؟

مرزا قادیانی نے تو فتویٰ صادر کر دیا کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی ہے اب اسکے چیلوں کو دیکھئے کہ اس فتوے پر کیسی کیسی حاشیہ آرائیاں کی ہیں۔ مرزا محمود احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی اپنی خلافت کی ترنگ میں یوں بانسری بجاتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔" (انوار خلافت ص۸۹)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اور اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ

کر سکے ،، (انوار خلافت ص۹۰ مصنفہ مرزا محمود)

یہ ہے قادیانی دھرم جس پر نماز روزہ تو فرض نہیں مگر غیر احمدیوں کو غیر مسلم سمجھنا فرض ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی حرام قطعی ہے۔ پھر بھی عام مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں اور قادیانیوں سے چوری چھپے تال میل کی راہیں نکال رہے ہیں کبھی کہتے ہیں وہ بھی کلمہ گو ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ شاید انہیں خبر نہیں کہ اسلام کے نام پر اب تک جتنے فرقوں نے جنم لیا ان میں اسلام کیلئے سب سے زیادہ مہلک اور فتنہ پرور یہی قادیانی فرقہ ہے جن کے یہاں ہزاروں خانہ سازی نبی ہیں۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ان قادیانیوں کو اپنے ایمان و عمل کا احتساب کرنا چاہیے جنہوں نے کسی مسلمان کو مسلمان سمجھا ہو یا کبھی کسی مسلمان امام کی اقتدا میں اٹھک بیٹھک کر لیا ہو، کیونکہ ان کا یہ عمل قادیانی فرائض کے خلاف ہوا، اور ان کے تمام اعمال اکارت ہو گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ،،اربعین،، نمبر ۳ میں لکھا۔

،، چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ امامکم منکم ،، یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوئے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل ضبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو،، (اربعین ص۳۴ حاشیہ)

سوال :۔ کیا کسی مسلمان کے نماز جنازہ میں بھی کوئی قادیانی شریک نہیں ہو سکتا؟

جواب :۔ نہیں، قادیانی دھرم کے بانی اور اس کے اماموں کے نزدیک کسی مسلمان

کی نمازِ جنازہ میں کسی قادیانی کا شریک ہونا گناہ اور ناجائز ہے۔ بلکہ جو شریک ہو گیا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی قادیانیوں کے نزدیک گناہ ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد آنجہانی کا ایک فتویٰ سنئے جس کو ان کے اخبار الفضل قادیان ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء نے شائع کیا۔

"میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اسکا جنازہ جائز نہیں کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو غیر احمدیوں کو لڑکی دیدیں وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں، غیر مبائعین (لاہوری قادیانی گروپ) کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی، اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو غلطی سے مجمول کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔" (مکتوب میاں محمود خلیفہ ثانی قادیانی)

مسلمانوں کے جنازہ کی نماز تو الگ رہی خود ان قادیانیوں کی نمازِ جنازہ بھی قادیانیوں کے نزدیک جائز و درست نہیں جس قادیانی نے کبھی ایک بار کسی مسلمان کی اقتدا میں اٹھک بیٹھک کر لیا ہو یا جس قادیانی نے مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہیں کیا ہو اور اس قادیانی کی بھی نمازِ جنازہ پڑھنا گناہِ عظیم ہے جس نے اپنی لڑکی کسی غیر قادیانی کو دیدیا ہو۔

خاص کر یورپ و افریقہ میں بسنے والے قادیانی غور کریں جو مسلمان کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کی مسجدوں میں آدھمکتے ہیں اور اٹھک بیٹھک شروع کر دیتے ہیں۔ یا مسلمانوں کے جنازہ میں بے بلائے حاضر ہو جاتے ہیں اور وارثین جنازہ کی ہدایتوں کے باوجود وہ جنازہ کی صفوں سے نہیں

نکلتے ہیں۔ یا اپنی بیٹیوں کو گاجے باجے کے ساتھ مسلمانوں کے گلے میں باندھ دیتے ہیں۔ انکی حیثیت قادیانی دھرم میں کیا باقی رہ جاتی ہے، اگر انہیں اپنے قادیانی دھرم کا ذرا بھی پاس ہے تو انہیں مسلمانوں کی مسجدوں اور جنازوں سے کلیۃً الگ رہنا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں اپنی لڑکیوں کو ڈھکیل دینے سے بھی گریز کرنا چاہیئے۔۔۔۔

کسی شخص نے مرزا محمود خلیفہ قادیانی سے سوال کیا کہ غیر احمدیوں کی نماز جنازہ پڑھنا تو جائز نہیں لیکن اگر غیر احمدیوں کے بچوں کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب میاں محمود احمد قادیانی نے یہ دیا۔

"جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔" (الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

"خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیٹے فضل احمد کے جنازہ میں محض اسلئے شریک نہیں ہوا کہ وہ غیر احمدی تھا۔" (الفضل قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء)

نماز پنجگانہ ہو یا نماز جنازہ یا نماز عیدین، کسی نماز میں بھی مسلمانوں کے ساتھ قادیانیوں کو شریک ہونے کی اجازت نہیں بالفرض اگر کوئی قادیانی شریک ہو جائے تو قادیانی دھرم کے مطابق اس قادیانی کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی۔ اسی طرح جس قادیانی نے کسی اہلسنت کو اپنا داماد بنا لیا ہو اسکے جنازہ کی نماز بھی قادیانی دھرم میں جائز نہیں، نکاح کے معاملہ میں قادیانی اور زیادہ سخت ہیں مگر مسلمانوں کی غیرت بیدار نہیں ہوتی ہے جبکہ شریعت اسلامیہ میں بھی قادیانیوں کا نکاح کسی مسلم وغیر مسلم، انسان وحیوان سے جائز و درست نہیں، لیکن یورپ میں انجانے مسلمانوں اور قادیانیوں کے

درمیان سلسلۂ مناکحت جاری ہے جو شرعی طور پر دونوں کے نزدیک حرام و بدانجام ہے۔ مسلمانوں کو اپنی آنکھیں کھولنی چاہیے اور زندگی بھر کی بدکاری و زناکاری سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

خلیفہ قادیانی مرزا محمود احمد آنجہانی اپنی تصانیف میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔۔۔۔

"حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے، اسکی تعمیل کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے" (برکاتِ خلافت ص۷۵)

"حضرت مسیح موعود نے احمد پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمد کو دے، آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریاں پیش کیں۔ لیکن آپ نے اسکو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بیٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپکی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی، تو حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔

(انوارِ خلافت ص۹۳ مصنفہ میاں محمود خلیفہ قادیانی)

یورپین قادیانیوں کو اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے کہ مسلمان تو انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دیتے لیکن وہ نوجوان مسلمانوں کو لڑکیوں کے ذریعہ پھانسنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، یاد رہے کہ قادیانی دھرم میں ایسے قادیانیوں کی توبہ بھی قابلِ قبول نہیں اور نہ ان کی نمازِ جنازہ جائز ہے، لہٰذا انہیں مسلمانوں کو داماد بنانے سے باز آنا چاہیے۔

دسویں ملاقات

السلام علیکم — وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ قادیانی دھرم کی خانہ تلاشی کے بعد اسکی اصلیت وحقیقت آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوکر سامنے آگئی، اور یہ معلوم ہوگیا کہ کلمہ گوئی کی آڑ میں وہ مسلمانوں کا ایمانی وجانی دشمن ہے مسلمانوں پر لازم وضروری ہے کہ ایسے اسلامی غداروں اور ایمان کے ڈاکوؤں سے ہر طرح کا رشتہ وناطہ توڑ کر اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کریں، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا قادیانی دھرم کے بانی نے اپنی امت کو مسلمانوں کے ساتھ تال میل کا حکم دیا ہے یا مسلمانوں سے قطع تعلقات کا حکم صادر کیا ہے؟ اگر تال میل کا حکم دیا ہے تو یہ قادیانی دھرم کے اصولی نظریات اور بنیادی عقائد کے خلاف ایک منافقانہ چال ہے۔ اور اگر ترک تعلقات کا حکم صادر کیا ہے تو پھر اسکی امت اس حکم پر عمل پیرا کیوں نہیں ہے؟

جواب: الحمد للہ والمنۃ للہ کہ قادیانی دھرم کی خباثتوں سے آپ کو کچھ نہ کچھ آگاہی ہوگئی اور اس کے تئیں آپ نے مسلمانوں کو صحیح مشورہ دیا جزاک اللہ۔ قادیانی دھرم کے لیڈروں نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں سے تال میل کا حکم تو کہیں نہیں دیا ہاں ازراہِ منافقت تال میل کے تعلق سے تقریریں کرتے اور اپنے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کو بھی دھوکہ دیتے ہیں۔ البتہ ترک معاملات اور ترک تعلقات کا تحریری حکم قادیانی دھرم کے بانی نے اپنی تمام امت کو دیا ہے اور اسکی تائید قادیانی اماموں نے کی ہے۔ سنئے

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے صاف صاف حکم دیا ہے کہ غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات انکی غمی اور

شادی کے معاملات میں نہ ہوں"۔ (الفضل قادیان ۸؍جون ۱۹۱۴ء)

"یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ کہ اپنی طرف سے۔ اور دوسرے وہ لوگ آبا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں بھی حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان لوگوں کو انکی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں۔ جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔

(تشحیذ الاذہان ص ۳۲۱ ارشاد مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے نہایت واضح انداز میں اپنے اس اقدام کا اعلان کیا، اور مسلمانوں سے ملنے جلنے پر پابندی عائد کی، ..... لکھتا ہے

"غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ انکو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیاوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیاوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو انکی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔ تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے

کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کبھی سلام نہیں کہا۔ نہ انکو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے۔ اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ (کلمۃ الفصل)"

ان عبارتوں کو بار بار غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ قادیانی بناسپتی نبی اور قادیانی لیڈروں نے اپنی امت اور پجاریوں کو کس کس طرح مسلمانوں سے نفرت دلانے کی کوشش کی ہے کہیں مسلمانوں کو سڑا ہوا اور کیڑا پڑا ہوا دودھ کہا تو کہیں نصاریٰ و یہود کہا۔ کہیں عورت میں شریک ہونا حرام کہا تو کہیں رشتہ و ناطہ قائم کرنے کو بدانجام کہا۔ کہیں مسلمان کی لڑکیوں کا مذاق بنایا تو کہیں مسلمانوں کو سلام کہنا ناجائز ٹھہرایا۔

لیکن مسلمان ایسا خواب خرگوش ہے کہ اس کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگتی اور وہ ان معاندانہ، منافقانہ تحریروں کی نوٹس تک نہیں لیتا۔ بلکہ در پردہ قادیانیوں کے ساتھ رشتہ داریوں کیلئے آمادہ و تیار ہے، ایسے نام نہاد مسلمانوں کو شرم و ندامت سے ڈوب مرنا چاہئے کہ جس بات کو اس کی شریعت اسلامی حرام و بدانجام قرار دیتی ہے اسی بات کو سرانجام دینے کیلئے خفیہ تدبیریں کرتے اور اسلام کو دھوکہ دیتے ہیں اسی طرح ان قادیانیوں کو بھی چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیے جو نوجوان مسلمانوں کو دام تزویر میں پھانس کر اپنی بیٹیاں حوالہ کر دیتے اور اپنے قادیانی دھرم کا مذاق اڑاتے ہیں۔

جب اسلامی شریعت اور قادیانی دھرم دونوں نے اپنے اپنے ماننے

والوں کو عبادت و معاملات میں، دینی و دنیاوی تعلقات میں ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہنے کی شدید تاکیدیں کی ہیں تو پھر ان دونوں پیرو کاروں کا اپنے اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو نظر انداز بلکہ پامال کرنا ہرگز زیب نہیں دیتا، مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں پر لازم ہے کہ اپنے اپنے اصولوں اور اماموں کے حکموں کی پابندیاں کریں اور ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہیں یہی ان کے بنیادی اصولوں کا تقاضہ اور مرکزی مطالبہ ہے۔

اگر قادیانی اپنے نبی علیہ اللعنۃ اور خلفاء کے حکموں کو روندکر مسلمانوں کی طرف رشتہ و ناطہ کا ہاتھ بڑھاتے اور مسلمانوں کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں تو یہ اس کی چالبازی اور منافقت ہے اگر واقعی انہیں مسلمانوں میں رشتہ داریاں کرنی ہوں تو پہلے انہیں قادیانیت سے توبۂ نصوح کرنی ہوگی اور اہلسنت وجماعت کا صراطِ مستقیم اختیار کرنا ہوگا، اور جب مسلمانوں کا اس پر اعتماد بحال ہوجائے تو رشتہ و ناطہ کی بات ہوسکتی ہے اور مسلمان اپنے بھولے بچھڑے بھائی کو گلے لگا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

سوال:۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوئ مسیحیت، دعوئ مہدیت اور دعوئ نبوت و رسالت میں دلائل و حقائق کی روشنی میں کہاں تک سچا یا جھوٹا ہے؟

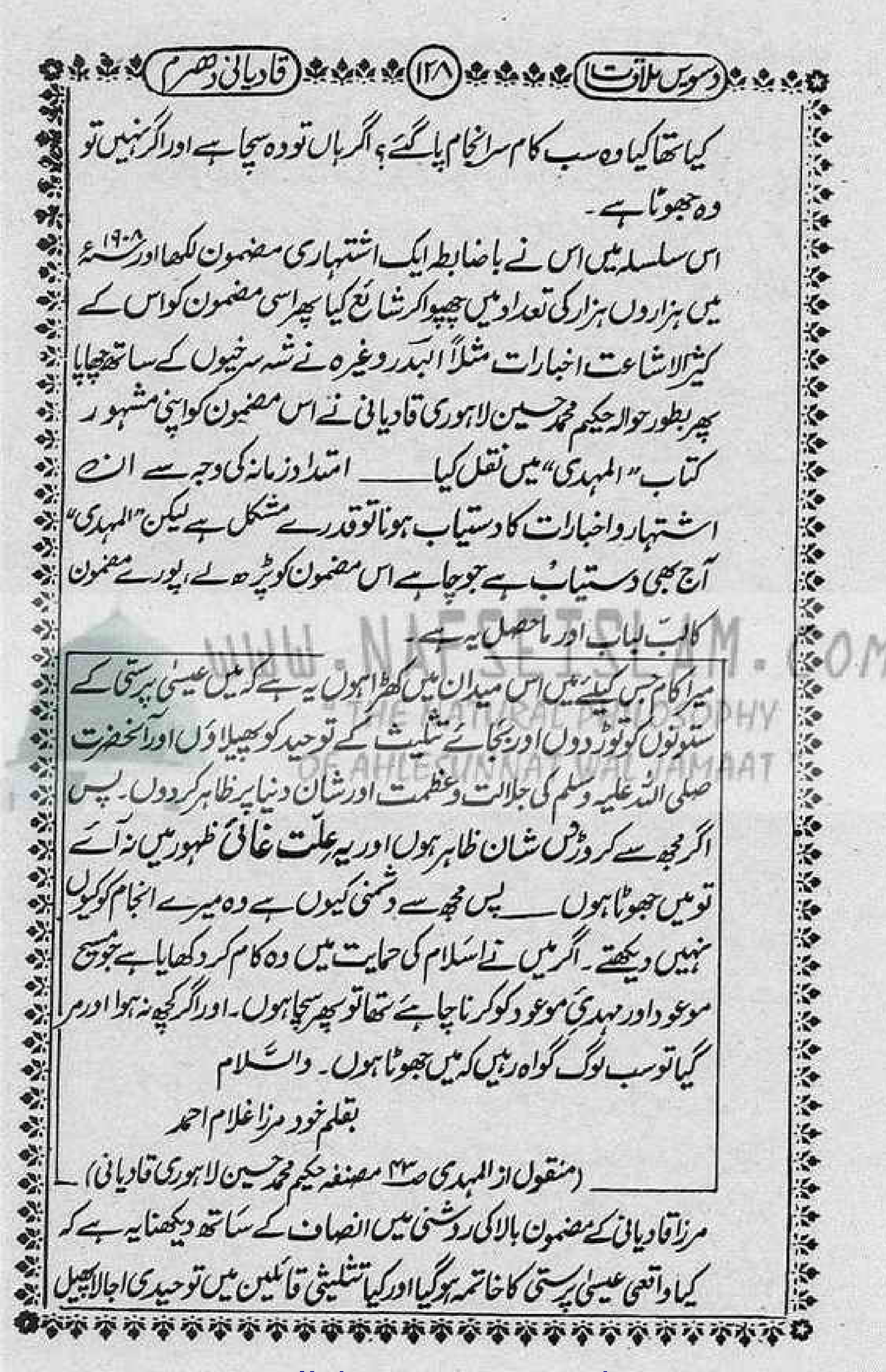
جواب:۔ ہر دعویٰ اپنے دلائل کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے، اگر دلیل قوی ہو تو دعویٰ سچا سمجھا جاتا ہے اور اگر دلیل کمزور ہو تو دعویٰ جھوٹا مانا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے جس قدر دعوے کئے ان سب کے پیچھے جھوٹے اور بے بنیاد دلائل ہیں جسکی وجہ سے اس کے دعوے تارِ عنکبوت سے زیادہ اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔

پھر بھی یہ بات بالکل ظاہر اور مسلّم ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا رہنما یا مجددِ وقت، یا محدثِ زمانہ، یا ظلی نبی یا بروزی رسول، یا ظل الانبیاء یا سیدِ عالم سرورِ کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اوتار، یا نبی حقیقی ملتے ہیں ان کے نزدیک مرزا قادیانی تمام سچوں سے بڑا سچا ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

باقی رہے وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہایت شاطر، مکّار، فریبی مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے والا، شیطانی وحی کا دعویٰ کرنے والا، یعنی دجالی نبوت کا اعلان کرنے والا، یعنی مجددیت و مہدیت کا جھوٹا پرچار کرنیوالا، دینِ اسلام اور اسکے بنیادی عقائد کا مذاق اڑانے والا، اور اسلام دشمن طاقتوں کا خود کاشتہ پودا قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مرزا مذکور کے سچا ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ انکے نزدیک سچا ہو تو اس سے الٰہی بغض رکھنے اور اسے جھوٹوں کے روپ میں دیکھنے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہوگا۔

اب مرزا قادیانی کی سچائی و جھوٹائی کا سب سے عمدہ فیصلہ میرے نزدیک بھی وہی ہے۔ جو خود مرزا قادیانی نے اپنے سچے جھوٹے ہونے کا معیار قائم کیا ہے اسی معیار کو پوری دیانت داری کے ساتھ دیکھا جائے اگر وہ اپنے معیار پر سچا اترتا ہے تو ویسا ہی ہے اور اگر جھوٹا اترتا ہے تو مسلّم ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کیلئے یہ معیار قائم کیا ہے کہ جن کاموں کیلئے میں بھیجا گیا ہوں اگر وہ سب کام میرے ہاتھوں سے انجام پاگئے تو میں سچا ہوں اور اگر وہ سب کام ادھورے رہ گئے تو میں جھوٹا ہوں۔ بس اسی معیارِ صدق و کذب کو سامنے رکھتے ہوئے ہم لوگوں کو جائزہ لینا چاہیے کہ جن کاموں کیلئے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو پیش



کیا تھا کیا وہ سب کام سرانجام پا گئے؟ اگر ہاں تو وہ سچا ہے اور اگر نہیں تو وہ جھوٹا ہے۔

اس سلسلہ میں اس نے باضابطہ ایک اشتہاری مضمون لکھا اور ۱۹۰۸ء میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شائع کیا پھر اسی مضمون کو اس کے کثیر الاشاعت اخبارات مثلاً البدر وغیرہ نے شہ سرخیوں کے ساتھ چھاپا پھر بطور حوالہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی نے اس مضمون کو اپنی مشہور کتاب "المہدی" میں نقل کیا ــــ امتداد زمانہ کی وجہ سے ان اشتہار و اخبارات کا دستیاب ہونا تو قدرے مشکل ہے لیکن "المہدی" آج بھی دستیاب ہے جو چاہے اس مضمون کو پڑھ لے، پورے مضمون کا لب لباب اور ماحصل یہ ہے۔

> میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت وعظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں ــــ پس مجھ سے دشمنی کیوں ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا ہے جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام
>
> بقلم خود مرزا غلام احمد
>
> (منقول از المہدی ص ۴۳ مصنفہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی)

مرزا قادیانی کے مضمون بالا کی روشنی میں انصاف کے ساتھ دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی عیسیٰ پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور کیا تثلیثی قائلین میں توحیدی اجالا پھیل

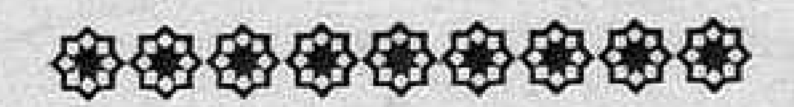
گیا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ آج بھی دنیا میں لاکھوں کروڑوں چرچ کے اندر حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرستش ہو رہی ہے۔ اور خدائے پاک کے ساتھ ان دونوں مقدس ذات کو سارے عالم کا نجات دہندہ مانا جا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۸۲ء میں مرزا قادیانی نے اپنی مہدیت و مسیحیت کا دعویٰ شروع کیا اور ۱۹۰۲ء تک مسلسل اپنے مشن کو آگے بڑھاتا رہا تا اینکہ اس نے اپنے سچے، جھوٹے ہونے کا معیار بشکل اشتہار شائع کیا۔ اور ۱۹۰۶ء میں لاہوری ہیضہ کا شکار ہو گیا، اب دیکھنا یہ ہے کہ ۱۹۰۶ء سے پہلے عیسائیت کی وہ کون سی تعلیم و ترقی تھی جو ختم ہو گئی اور اسکی جگہ اسلام و توحید نے لے لی۔ بلکہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ دنیا کے مختلف گوشوں خاص کر قادیانی دھرم کے مرکزوں کے ارد گرد عیسائیت و یہودیت بڑھتی جا رہی ہے (اور اس وقت تک بڑھتی رہے گی جب تک حقیقی مہدی موعود اور مسیح موعود کی تشریف آوری نہیں ہو جاتی ہے) اور قادیانی توحید کے متوالے اس میں گم ہوتے جا رہے ہیں، آج قادیانیوں کی سب سے بڑی مشنری عیسائیت و یہودیت کے مراکز لندن اور حیفہ میں کام کر رہے ہیں (حیفہ یروشلم سے تیس کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے) مگر ان مراکز میں بھی بجائے عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑنے کے اسلامی ستونوں کو توڑ رہے ہیں یہاں تک کہ قادیانی مشنری کے کل پرزے خود عیسائی و یہودی کارخانوں میں ڈھل رہے ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ یہ دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی نے اپنے دور میں اور اسکے مرنے کے بعد خلفاء اور قادیانی مشنری حضور سید عالم خاتم الانبیاء محمد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی جلالت وعظمت اور شان کو دنیا پر کہاں تک ظاہر کیا؟ جب کہ مرزا قادیانی کے دعوی کے مطابق کی تمام تر کوششیں اسی جہت میں لگی ہوئی تھیں، اگر قادیانیوں کی تمام تصانیف کو یکجا کر کے دیکھا جائے تو سوائے مرزا قادیانی کے کارناموں الٹی پلٹی پیشن گوئیوں اور دشنام طرازیوں کے اور کچھ بھی سامنے نہیں آتا ہے، اسی سے ظاہر ہے کہ حضور پرنور رسالت مآب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت وعظمت اور ارفع واعلیٰ شان سے مرزا قادیانی اور اسکی امت کو کتنا لگاؤ ہے۔ مرزا قادیانی کی سوانح وسیرت اور اسکے پیغام پر سیکڑوں کتابیں چھپکر مارکیٹ میں گئیں۔ مگر سید عالم فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ یا احادیث کریمہ کے تعلق سے قادیانیوں کی کتنی کتابیں منظر عام پر آئیں؟

مرزا قادیانی آنجہانی کی سچائی کی علامت غالی یہ تھی کہ عیسیٰ پرستی اور تثلیثی عقیدہ ۱۹۰۸ء تک نیست ونابود ہو جائے گا اور توحید کا پرچم عالم عیسائیت ویہودیت پر لہرانے لگے گا لیکن ۱۹۹۶ء تک ہنوز روز اول ہے یعنی نہ تو عیسیٰ ومریم پرستی کا خاتمہ ہوا اور نہ عقیدۂ تثلیث نیست ونابود ہوا اور نہ ہی توحید ورسالت کی جلالت وعظمت، شان وشوکت عیسائی ماحول پر غالب ہوئی تو یقیناً مرزا قادیانی اپنے دعوے میں جس کام کیلئے اس میدان میں کھڑا ہوا تھا وہ تمام دعوے وہیں کے وہیں دھرے رہ گئے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے زمانہ سے لیکر اب تک مجموعی طور پر عیسائیت کو بڑھاوا ملا ہے اور عقیدۂ تثلیث کے پیروکار زیادہ ہوئے ہیں۔ حالانکہ مرزا کے اس میدان میں کھڑے ہونے کا اصل مقصد اپنے قادیانی دھرم کو پھیلانا یا اپنے نشانات کو ظاہر کرنا نہ تھا بلکہ اصل مقصد عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑنا تھا اور

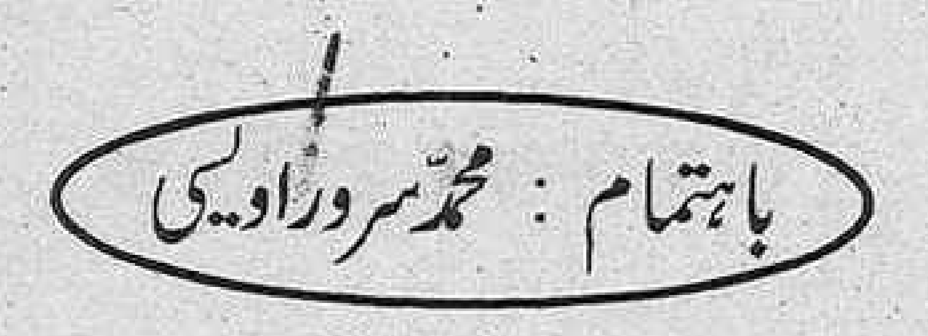
تثلیث کی جگہ توحید کو پھیلانا تھا، لہٰذا نتائج کے اعتبار سے وہ اپنے دونوں بلکہ تینوں کاموں میں ناکام ونامراد رہا پس یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ اپنے تحریری وتقریری بیان کے مطابق وہ کذاب ودجال تھا اور اسکے جسقدر دعوے تھے وہ سب کے سب جھوٹے اور باطل تھے۔ قادیانی تحریر کے مطابق اب تمام قادیانیوں کو چاہئے کہ وہ اس بات پر گواہ ہو جائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعووں میں جھوٹا اور کذاب ودجال تھا اور اگر خداوند قدوس قادیانیوں کو توفیق بخشے تو اس کذاب ودجال کے دجالی دھرم سے سچی توبہ کر کے دین اسلام میں آجائیں اور مذہب مہذب اہلسنت میں داخل ہو جائیں کہ یہی ایک نجات کا ذریعہ اور دین ودنیا میں سرخروئی وکامیابی کی ضمانت ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ وَزِیْنَةِ فَرْشِهٖ وَمَظْهَرِ لُطْفِهٖ وَخَاتَمِ اَنْبِیَائِهٖ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۝



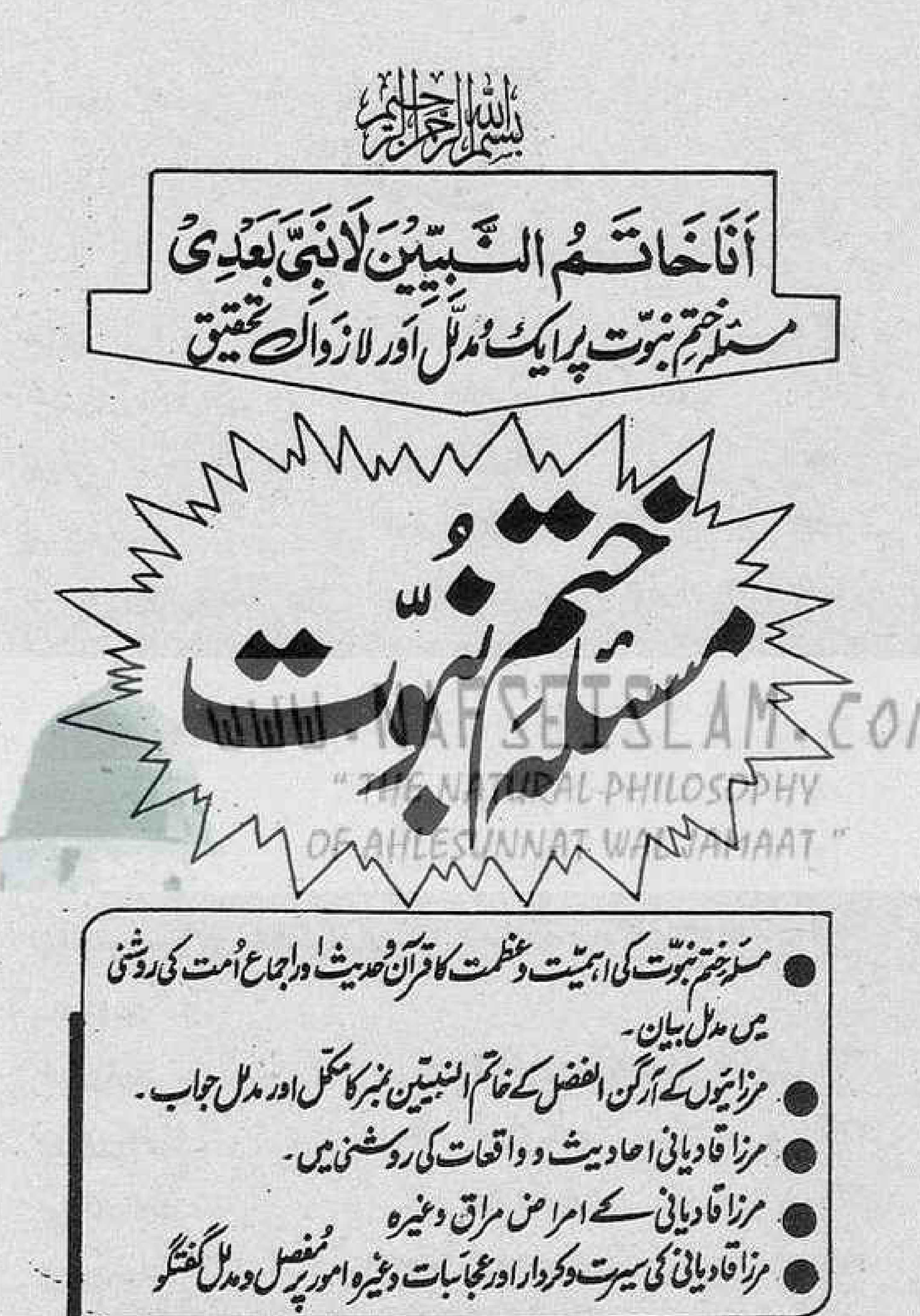




مؤلفہ: علامہ مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی







بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

مسئلہ ختم نبوت پر ایک مدلّل اور لازوال تحقیق

مسئلہ ختم نبوت

- مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و عظمت کا قرآن و حدیث اور اجماع اُمت کی روشنی میں مدلل بیان۔
- مرزائیوں کے آرگن الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا مکمل اور مدلل جواب۔
- مرزا قادیانی احادیث و واقعات کی روشنی میں۔
- مرزا قادیانی کے امراض مراق وغیرہ
- مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور عجائبات وغیرہ امور پر مفصل و مدلل گفتگو

مؤلفہ :۔
شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ
سابق جنرل سیکرٹری مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان، ناظم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

فہرست

ختمِ نبوت اور علماءِ اہلسنّت

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کی ہدایت کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیا کا سلسلہ جاری رہا اور جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ لفظ خاتم کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ تفسیر حسنات ص ۳۵۰ میں فرماتے ہیں:

"خاتم اسم آلہ ہے جس سے کسی کو ختم کیا جائے جیسے طابع جس سے طبع کیا جائے تو معنی خاتم النبیین یہ ہیں کہ ان پر نبی و نبوت ختم ہو گئے یہ حاصل معنی آخر النبیین ہوئے"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی (۱) مجھے جوامع الکلم دیے گئے (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا (۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنایا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا"۔

(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

(ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

"میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعوئی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(ابو داؤد۔ کتاب الفتن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا واضح اشارہ فرمانے کے بعد جو نبوت کا دعوئی کرے گا وہ کذاب ہوگا اگر کوئی بھی شخص آج مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے وہ اپنا حال دیکھ لے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا رہا ہے۔

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر ابن الخطاب نبی ہوتے"۔

اس حدیث کے بعد مرزا قادیانی کا جھوٹا دعوئی نبوت کھل کر سامنے آ جاتا ہے چونکہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں اس لیے دوسرا اگر کوئی یہ دعوئی کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا نبی ہونا محال ہے اس لیے کہ آپ خاتم النبین ہیں۔

زیب نظر رسالہ میں مسئلہ ختم نبوت پر علمی بحث کی گئی ہے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ میں قرآن و حدیث اور عجائبات مرزا سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا اپنے دعوئی نبوت میں جھوٹا ہے فاضل محقق کے علمی رسائل میں رد چکڑالویت، رد عیسائیت کے علاوہ بخاری شریف کی شرح فیوض الباری بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دیگر علماء اہلسنت کی خدمات قابل تعریف ہیں چنانچہ اس ضمن میں رئیس التحریر حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ...

"علماء و مشائخ اہلسنّت عظمت الوہیت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے ہمیشہ سینہ سپر رہے ہیں اور ان کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی معاف نہیں کیا' قصر نبوت میں نقب لگانے والے مرزائی قادیانی کو کیسے معاف کر دیتے؟ مولانا غلام قادر بھیروی (متوفی ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) نے مرزا کی زندگی میں اس کا شدید رد کیا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے ۱۹۰۰ء میں شمس الھدایہ لکھ مرزا کے مزعومات کا رد کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے' مرزا نے جواب دینے کی بجائے ۲۵/ جولائی ۱۹۰۰ء کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ حضرت پیر صاحب علماء کے جم غفیر کے ساتھ مقرر کردہ تاریخ پر بادشاہی مسجد لاہور پہنچ گئے' لیکن مرزا کو سامنے آنے کی جرات نہ ہو سکی۔ ۱۵/ دسمبر ۱۹۰۰ء کو اس نے اعجاز المسیح کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر عربی میں لکھ کر شائع کی اور دعویٰ کیا کہ یہ الہامی تفسیر ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں سیف چشتیائی شائع کی جس میں نہ صرف مرزا کے دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں' بلکہ اس کی عربی دانی کا پول بھی کھول دیا۔ قادیانی آج تک اس کا جواب نہیں دے سکے۔

امام احمد رضا بریلوی نے متعدد فتووں کے علاوہ پانچ رسائل قادیانیوں کے رد میں لکھے۔ ان کی زندگی کی آخری تصنیف "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" مرزا کے رد میں ہے آپ کے صاحبزادے حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی نے "الصارم الربانی" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرتے ہوئے' مرزائیوں پر حجت قائم کر دی۔

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے بادشاہی مسجد لاہور میں تقریر کرتے ہوئے مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے مرزا کے رد میں دو جلدوں میں "الکاویہ علی الغاویہ" لکھی' پروفیسر مولانا الیاس برنی نے مرزائیت کے رد میں مبسوط کتاب "قادیانیت کا علمی محاسبہ" لکھی'

مولانا کرم الدین دبیر نے مرزائے قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف مقدمہ کیا' جو دو سال چلتا رہا۔ ۱۸/ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو گورداسپور کے جج نے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ دیا اور انہیں بالترتیب پانچ سو اور دو سو روپے جرمانہ کیا۔ مولانا نواب الدین سکوہی ساری زندگی ان کی تردید کرتے رہے۔ وہ حسب ضرورت زبان کے ساتھ لاٹھی بھی استعمال کرتے تھے۔

۱۹۵۳ء میں تمام طبقوں نے مل کر تحریک ختم نبوت چلائی اور بالاتفاق مجلس عمل کا صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو منتخب کیا گیا' مطالبہ یہ تھا کہ ظفراللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے' حکومت نے مطالبات تسلیم نہ کیے اور قائدین کو گرفتار کر لیا' علامہ ابوالحسنات نے سکھر جیل میں جب یہ سنا کہ ان کے اکلوتے بیٹے مولانا سید خلیل احمد قادری کو تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں پھانسی دے دی گئی ہے تو ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا کہ مخالفین بھی عش عش کر اٹھے۔ قائدین کی گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے مسجد وزیر خان کو مرکز بنا کر شعلہ بار تقریروں سے آگے بڑھایا' انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا اور ان کے خلاف سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت تھی کہ بعد میں یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا۔

۱۹۷۴ء میں دوبارہ ختم نبوت چلی تو علامہ سید محمود احمد رضوی شارح بخاری اس کے جنرل سیکرٹری تھے۔ یہ تحریک کامیاب ہوئی اور ۷/ ستمبر کو مرزائی قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ اس موقع پر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت العلماء پاکستان' علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری' مولانا محمد علی (حیدر آباد) اور مولانا ذاکر (جھنگ) کی مساعی لائق صد ستائش ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت پر یہ مجموعہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر علامہ سید

محمود احمد رضوی نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ اس سلسلے میں علامہ سید محمود احمد رضوی کو اعظم خان کی مارشل لاء کے دور میں گرفتار بھی کیا گیا' قلعہ میں بند رکھا گیا اور سنٹرل جیل میں بھی قید رکھا گیا۔

مسئلہ ختم نبوت کا یہ علمی رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرزا قادیانی کے فریب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کنور فرحان

۱۲/ مارچ ۱۹۹۷ء

۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

آئے رہے انبیا کَمَا قِیْلَ لَھُمْ
وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

(امام اہلسنّت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے

شریعت اسلام کیا کہتی ہے:

ملت اسلامیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ چنانچہ ۳ر جولائی کو لاہور میں جو اجتماع ہوا اس میں ہر طبقہ خیال کے علماء اور ہر مدرسہ فکر کے رہنماؤں نے متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کیا کہ مرزائی صرف کافر نہیں بلکہ مرتد بھی ہیں۔ یہ بات بھی سب کو تسلیم ہے کہ اگر مرتد توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے اور حکومت اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ مرتد کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور کفر کی حالت میں مرے اس کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اس کا بیان ہے جو مرتد ہو جائے اور اسی ارتداد پر مرے اس کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ کے لیے داخل کیا جائے گا۔

۲۔ دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تو ان کی سرکوبی کے لیے اللہ

ایسی قوم لائے گا جو اللہ کو محبوب ہوگی اور وہ اللہ کو محبوب رکھیں گے جو مسلمانوں کے سامنے حقیر اور کافروں پر سخت ہوگی۔

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔

وہ قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرے گی اور ملامت سے خوف نہ کھائے گی۔

۳۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنی حیات مبارکہ میں مرتدوں کے قتل کا حکم دیا اور آپ ﷺ کے ہی حکم سے قبیلہ عرینہ کے چند مرتد افراد کو قتل کیا گیا (بخاری)

۴۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوۃ سے جہاد کیا کیونکہ وہ زکوۃ کی فرضیت کا انکار کر کے مرتد ہو گئے (بخاری)

۵۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، ابن صیاد، شجاع، خویلد یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے زمانہ حیات نبوی و زمانہ صحابہ کرام میں دعویٰ نبوت کیا۔ ان کو مرتد قرار دیا گیا اور قتل کیا گیا۔ ابن صیاد نے چونکہ توبہ کر لی تھی اس لیے اس کو باقی رکھا گیا۔ بہرحال اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مرتد کافر اصلی سے بھی بدتر ہے اور واجب القتل ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں ہے۔ خصوصاً حضور سید المرسلین خاتم النبیین حبیب کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی توہین کرنے والے مرتد کے متعلق تو آئمہ کرام نے تصریح کی ہے کہ وہ فوراً قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے۔

۶۔ مرتد سے سلام کلام میل جول حرام ہے اس کی بیع و شراء اور عقود سب فاسد ہیں اس کو تو زمین پر چلنے کا بھی حق نہیں ہے۔

مرتد کافر اصلی سے بھی بدتر ہے۔ ہندوؤں یا عیسائیوں کی طرح اس کو ذمی یا مستامن بھی نہیں قرار دیا جا سکتا چہ جائیکہ اس کو اقلیت قرار دیا جائے۔ مرتد خدا و رسول کا باغی ہوتا ہے اور باغی کی سزا سب جانتے ہیں کہ کیا ہے؟

بہرحال یہ تو ہے مرتد کے متعلق ... فقہی احکام جن پر تمام

مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ شریعت اسلامیہ کے اس صاف اور واضح قانون کی روشنی میں ہمارا اصلی اور شرعی مطالبہ تو وہی ہونا چاہیے کہ ان کو مرتد قرار دیا جائے اور ان پر مرتدوں کے احکام نافذ کیے جائیں۔ مگر یہ کام حکومت کا ہے اور ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھ میں آج اقتدار کی باگ ڈور ہے ان کا فرض ہے کہ قانون اسلامی کو عملی جامہ پہنائیں۔ کیونکہ صحیح اسلامی حکومت کا سب سے پہلا فرض یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں کا استحصال کرے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کی وفات کے بعد امیرالمومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ افسوس آج صحیح اسلامی حکومت نہیں اور اقتدار کی باگ ڈور ان ہاتھوں میں ہے جن کے دل و دماغ پر فرنگیت سوار ہے۔ اس لیے عوام حضور نبی کریم علیہ السلام کے اس حکم کے پابند ہیں۔

"کہ جب تم کوئی منکرات دیکھو تو اس کو طاقت سے ختم کر دو اور اگر طاقت و حکومت نہ ہو تو پھر زبان سے جہاد کرو"۔

اب رہا مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اس کے متعلق تو سب کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس مطالبہ سے مرزائیوں کو تقویت پہنچے گی۔ چنانچہ جمعیۃ کے مشیر خصوصی نے بھی "بصیرت" میں لکھا ہے۔

"کہ ہم جانتے ہیں کہ اس سے مرزائی صاحبان کو فائدہ ہوگا جو حضرات مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے باوصف کامیاب نہ ہو سکے اور ان کے فائز المرام ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے، وہ اقلیت کے افراد ہونے کے اعتبار سے ایک دو نشستیں حاصل کر سکیں گے"۔

اس لیے اقلیت والے مطالبہ کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ یہ مطالبہ ایک نہایت ہی نیچے درجہ کا مطالبہ ہے اور مرزائیوں کو مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ وہ ان کے متعلق اپنا اصلی مطالبہ پیش نہیں کر رہے۔ حکومت کو بھی اپنی پہلی فرصت میں اس مطالبہ کو تسلیم کر لینا چاہیے کیونکہ اگر مسلمانوں نے اپنا اصلی اور شرعی مطالبہ پیش

کر دیا تو بہت مشکل پڑ جائے گی مسلمان مرزائیوں کو اقلیت اس لیے قرار دینا چاہتے ہیں۔

۱۔ تاکہ ملت پر ظاہر ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی خارج از اسلام اور مرتد ہے۔

۲۔ تاکہ پاکستان کی سالمیت کو برقرار رکھا جائے۔

۳۔ مرزائیوں کو اصول اقلیت کے مطابق حصہ دیا جائے۔

۴۔ مرزائیوں کی خلاف پاکستان سازشوں کو ختم کیا جائے۔

خار و گل

نبی کیوں بنے؟

مثنوی میں مولانا روم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ وقت کو جب خبر پہنچی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ ضرور وہ شخص یا تو پاگل دیوانہ ہے یا بھوکا ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے مدعی نبوت کو بلایا اور باورچی خانہ میں قسم قسم کے کھانے چنوا دیے۔ مدعی نبوت نے جب انواع و اقسام کے لذیذ کھانے دیکھے تو بے تحاشا نگلنے لگا۔ خلیفہ وقت نے کہا نبی صاحب اب بھی سلسلہ الہامات جاری ہے یا نہیں۔ مدعی نبوت نے نہایت متانت سے جواب دیا جی ہاں۔

"ابھی ابھی وحی آئی ہے میرا رب فرماتا ہے اے میرے پیارے نبی اس باورچی خانہ سے کبھی مت نکلنا"۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ حضور خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد دعویٰ وہی کر سکتا ہے جو یا تو دیوانہ، سڑی و پاگل ہو یا پیٹ سے بھوکا، اور دنیا طلبی کا سودا اس کے دماغ میں پیدا ہو گیا ہو۔

چنانچہ یادش بخیر مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھ لیجئے۔ آپ سیالکوٹ میں پندرہ روپے کے ملازم تھے۔ مگر پندرہ بیس روپے میں شکم اقدس کی کون کون سی درخواستیں پوری فرماتے۔ اس لیے آپ نے سمجھ لیا کہ غریبانہ زندگی بسر کرنا بڑا مشکل کام ہے کوئی نیا سلسلہ جاری کرنا چاہیئے تاکہ۔

یاں تو آرام سے گزر جائے
عاقبت کی خبر خدا جانے

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنی زندگی کو رنگین اور عیش و آرام سے گزارنے کے لیے کچھ دعاوی کیے مگر جب ان دعوؤں سے پیٹ کی خواہشیں پوری نہ ہو سکیں تو آپ نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا اور نبی بن جانے کے بعد اب مرزا جی کی پانچوں گھی میں ڈوب گئیں۔ روپوں کی بوچھاڑ ہونے لگی فرنی، زردے، پلاؤ، قورے میسر آنے لگے کبھی ماجھے خاں کا منی آرڈر آیا اور کبھی شمس الدین پٹواری نے اپنے اکرام کی بارش کر دی، اور پھر حضرت "ٹیچی، ٹیچی" جناب خیراتی صاحب نے بھی الہامات کی بوچھاڑ شروع کر دی اور یہ الہامات بھی صرف روپوں کے متعلق ہی ہونے لگے۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں "ایک دفعہ کشفی طور پر ۳۴ یا ۳۶ روپے دکھائے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لائلپور سے بھیجنے والے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کارڈ آیا جس میں لکھا تھا ۳۰ روپے ماجھے خاں کے بیٹے اور ۴ روپے پٹواری کی طرف سے ہیں۔

(نزول المسیح ص ۲۰۹ و مکاشفات ص ۳)

پھر فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے قطعی طور پر الہام ہوا کہ اکیس روپے آئیں گے کم نہ زیادہ (نزول المسیح ص ۲۲۸) چنانچہ اکیس روپے آ گئے۔

اور فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے وحی آئی کہ عبداللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خان۔ میں

نے سب کو اطلاع دے دی کہ اس نام کے کسی شخص سے روپیہ آئے گا۔ (نزول المسیح ص ۱۵۹)

ناظرین ان تمام الہامات سے ظاہر ہوا کہ مرزا جی نے نبوت کی دکان صرف اس لیے چمکائی تھی تاکہ روپوں کی بارش شروع ہو جائے یعنی ان کا دعویٰ نبوت صرف دنیا طلبی کے لیے تھا اور وہ اسی لیے نبی بنے تھے۔

بلی کو خواب

پھر جس طرح بلی کو خواب میں بھی چھیچھڑے نظر آتے ہیں ٹھیک اسی طرح آپ کو بھی خواب روپوں پیسوں کے آتے تھے۔ چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

"رویا میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے جس میں سے کچھ پیسے نکل کر باہر آ گئے ہیں" (البدر ص ۵ ' ۱۹۰۵ء) اور فرماتے ہیں رویا میں دیکھا کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ایک ڈھیری سامنے پیش کرتی ہے" (البدر' ج ۱' نمبر ۲۸ ص ۱۹۵) اور کہتے ہیں اور عالم کشف میں دیکھا آسمان پر سے ایک روپیہ اترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ (مکاشفات ص ۵۸)

پھر فرماتے ہیں کہ "ہر شخص جانتا ہے جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے..... مجھے فقط اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی۔ مگر اب (یعنی بعد از دعویٰ نبوت) اس نے کئی لاکھ آدمیوں کو میرے دسترخوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاک خانہ والوں سے پوچھو کہ کس قدر روپیہ اس نے بھیجا میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں اے ایمان والو! کہو یہ معجزہ ہے یا نہیں"۔ (نزول المسیح ص ۱۱۸)

دیکھیے اس بیان میں مرزا جی نے خود اقرار کیا ہے کہ دعویٰ نبوت سے قبل مجھے اپنے دستر خوان کی فکر تھی صرف اپنے پیٹ بھرنے میں مصروف رہتا تھا مگر جب میں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میری پانچوں گھی میں ڈوب گئیں جس سے یہ چیز بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا جی نے یہ ڈھونگ صرف مال و زر اکٹھا کرنے کے لیے رچایا تھا۔

کیوں مرزائیو!

ذرا انصاف سے کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کے بھی ایسے ہی معجزے تھے اور کیا نبی علیہ السلام کو بھی دنیا اور روپوں کی لالچ تھی۔ یہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو مرزا جی مظہر صفات محمدیہ ہونے کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کا ظل و عکس قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف دنیا ہی کے طالب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی مقدس زندگی کے ساتھ مرزا جی جیسے لالچی اور دنیا پرست انسان کی زندگی کو ملانا بدترین گناہ ہے کہاں مرزا جی اور کہاں خاتم المرسلین۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

بد ہضمی

پھر جس طرح مرزا جی کو وحی' الہام' خواب اور رویا روپے پیسوں کے آتے تھے ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب کو قسم قسم کے لذیذ کھانے اور مٹھائیاں بھی دکھائی دیتی تھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک خوان میرے پیش ہوا اس میں فالودہ معلوم ہوتا تھا اور کچھ فرنی بھی رکابیوں میں تھی۔ میں نے کہا کہ چمچہ لاؤ (شاید یہ ٹیچی فرشتے سے کہا ہوگا) تو کسی نے کہا کہ ہر ایک عمدہ کھانا نہیں ہوتا سوائے فرنی اور فالودہ کے۔ (البدر جلد ۲)

اور سنئے

آپ نے ایک بار خواب میں نہایت خوش نما برفی ایک ڈبہ میں دیکھی (مکاشفات ص ۳۷ (شاید برفی دکھانے والا جناب خیراتی صاحب ہوں گے)

پھر فرماتے ہیں

رویا میں کسی نے بیروں کا ڈھیر چارپائی پر لا کر رکھ دیا۔ (مکاشفات ص ۳۶)

معلوم ہوتا ہے بچپن میں مرزا جی کو بیروں سے بڑا پیار ہوگا جبھی تو خواب میں بھی بیر نظر آ گئے۔

پھر فرماتے ہیں رویا (خواب) میں دیکھا کہ کسی نے کھجوریں اور بیر پکے ہوئے پیش کیے (مکاشفات ص ۴۷)

اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ زیادہ چیزیں کھانے سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اور نہ معلوم یہ بیر، فرنی، برفی وغیرہ مرزا جی نے ایک رات ہی میں تناول فرمائیں یا کئی رات یہ خوان پیش ہوتے رہے۔ مگر اغلب یہی ہے کہ یہ سارے بیروں، برفیوں اور فرنی اور فالودوں کے خواب ایک ہی رات میں پیش آئے اور مرزا جی بغیر ڈکار لیے ایک ہی سانس میں ہضم کر گئے۔ جس کی وجہ سے بدہضمی ہو جانے کا اندیشہ قوی پیدا ہو گیا۔ مگر نہیں جناب گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مرزا جی کا خدا کوئی ایسا ویسا تو تھا ہی نہیں بلکہ حکیم تھا۔ جب مرزا جی کے مہربان خدا نے سب کچھ کھلا دیا تو اب ہوئی فکر بدہضمی کی کہ کہیں یہ فالودہ برفی اور پکے ہوئے بیر اپنا رنگ نہ لائیں۔ چنانچہ اس کے انتظام کے لیے کہ ہاضمہ نہ بگڑ جائے مرزا جی کے خدا نے کرم فرمایا۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

رویا میں کسی نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھ دی۔

(مکاشفات، ص ۴۵)

لیجئے جناب بدہضمی کا قصہ بھی پاک ہو گیا اور حضرت صاحب بغیر ڈکار لیے سب کچھ ہضم کر گئے۔

نبوت کا چور

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحب نے ایک دفعہ حضرت صاحب (یعنی مرزا قادیانی)

سناتے تھے کہ جب میں بچہ تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ اپنے گھر سے میٹھا لاؤ' میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر منہ میں ڈال لی' بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہے کہ یہ کارنامہ کس ذات شریف کا ہے یہ کارنامہ جناب امین الملک جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اور آپ کے اس کارنامہ کو مرزا صاحب کے لخت جگر نور نظر مرزا بشیر الدین نے کتاب سیرۃ المہدی کے صفحہ ۲۲۶ پر تحریر فرمایا ہے۔

یعنی مرزا بشیر الدین کی والدہ اپنے شوہر کا مقدس بچپنہ بیان فرما رہی ہیں کہ حضرت صاحب کو بچپن میں چوری کی عادت تھی اور اس کام کے لیے ان کے ساتھی بچوں کی نظر انتخاب بھی صرف حضرت صاحب پر ہی پڑا کرتی تھی اس لیے کہ

"ہر کسے را بہر کارے ساختند"

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کا بچپن چوری میں گزرا ہو اور جس کو لڑکے چوری کرنے کے لیے خاص طور پر منتخب کرتے ہوں وہ شخص بڑا ہو کر چوری کرنے سے کیونکر باز آ سکتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرزا جی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے تاج و تخت ختم نبوت میں نقب لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

پلومر کی شراب

نبی اور شراب یہ کبھی آپ نے نہ سنا ہو گا مگر پنجاب کے بناسپتی نبی مرزا غلام احمد قادیانی شراب و افیون بھی استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء لکھتا ہے کہ "حضرت مسیح موعود مرزا جی فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون

نصف طب ہے۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی ایک دوا بنائی۔ اس کا بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے تھے"۔

اور سنیئے خطوط مرزا بنام غلام محمد ص ۵ مکتوبات مرزا جی کو حکیم محمد حسین قریشی کو لکھتے ہیں۔

"اس وقت میاں یار محمد کو بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے۔"

ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت ٹانک وائن کی حقیقت لاہور پلومر کی دوکان سے دریافت کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواب دیتے ہیں ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے (سودائے مرزا ص ۳۹)

سمجھے آپ مطلب یہ ہے کہ شراب قادیانی نبوت میں شاید جائز ہوگی یہ ہی وجہ ہے مرزا جی ان منشیات کا استعمال کرتے تھے اور افیون کھاتے تھے۔ شراب اور اعلیٰ درجے کی شراب منگاتے تھے۔ مگر پھر بھی نبی تھے یہ ہیں وہ خصوصیات جو اس سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔

ٹیچی ٹیچی

حقیقت الوحی کے صف ۳۱ پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے سامنے ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ نام تو ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام "ٹیچی ٹیچی" ہے۔ سبحان اللہ مرزا جی کے فرشتہ کا کیا پیارا نام ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ مرزا جی کا فرشتہ جھوٹ بولنے

کا عادی ہے تو جس کے پاس ایسا فرشتہ آوے وہ کیا ہوگا۔ مثل مشہور ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

پیپرمنٹ

مرزا جی کے الہامات تو بڑے عجیب و غریب تھے۔ اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۵۰ء میں لکھتا ہے کہ (حضور) مرزا جی کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی ہے جس پر لکھا تھا "خاکسار پیپرمنٹ"

ایک دفعہ مرزا کو الہام ہوا۔ "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"۔(براہین احمدیہ ص ۵۵۵)لیکن پھر مرزا جی کے فرزند ارجمند خلیفہ جی ثانی نے الفضل ص ۱۲-۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء میں لکھا کہ "نادان ہے وہ شخص جس نے کہا ہے کہ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ کیونکہ خدا کے کرم بندہ کو گستاخ و سرکش نہیں بنایا کرتے۔

یہ ہے باپ بیٹے کی جنگ یعنی مرزا کو بعض الہام ایسے بھی ہوتے تھے جن کو ان کے فرزند ارجمند خلیفہ ثانی غلط قرار دے دیا کرتے تھے۔

رحم پر مہر

مرزا جی تتمہ حقیقۃ الوحی کے صف ۱۳ پر مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں اس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ گویا اسی دم سے خدا نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی اور اس کو یہ الہام کھلے لفظوں میں سنا دیا گیا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ چلے گا۔

ذرا غور کیجئے مرزا جی کا خدا جب کسی کی بیوی کی رحم پر مہر لگا دے تو یہ مہر توڑ کر نو دس ماہ کا بچہ بھی باہر نہ آ سکے اور اولاد کا سلسلہ نہ چل سکے لیکن جب حضور خاتم المرسلین علیہ السلام کا سچا خدا نبوت پر مہر لگا دے تو ایک پچاس ساٹھ برس کا بوڑھا

"نبی" کسی نہ کسی طرح مہر توڑ کر باہر آ جائے اور نبوت کا سلسلہ جاری رہے۔

خاتم الاولاد

مرزا جی تریاق القلوب میں لکھتے ہیں اسی طرح میری پیدائش ہوئی۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی اس کے بعد میں نکلا اور میرے بعد میرے والدین کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی نہ ہوئی اور میں ان کے لیے خاتم اولاد تھا۔

کچھ سمجھے آپ؟ مرزا جی جب اپنی والدہ کے پیٹ سے نکلے تو دروازہ بند ہو گیا۔ اب ان کی والدہ کے پیٹ مبارک سے نہ اصلی لڑکا لڑکی نکل سکے اور نہ ظلی' بروزی' غیر تشریعی لڑکا لڑکی برآمد ہو سکے کیوں۔ اس لیے کہ مرزا جی خاتم الاولاد بن کر نکلے تھے اور پھاٹک بالکل بند ہو چکا تھا۔ بھلا خاتم الاولاد کے بعد بھی کوئی اولاد باہر آ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر اس کے بعد بھی کوئی اولاد ان کی والدہ کے پیٹ سے باہر آ جاتی تو وہ بناسپتی اور نقلی ہی ہوتی۔ یہ ہی حال مرزا جی کا ہے۔ وہ حضور خاتم المرسلین کے بعد نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اس لیے مرزا جی نبی تو ہیں مگر نقلی' بناسپتی اور کذاب نبی۔

گویا بچے ہی تھے

مرزا بشیرالدین صاحب سیرۃ المہدی حصہ اول کے ص ۴۰ پر لکھتے ہیں کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی مرزا سلطان احمد' مرزا فضل احمد حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے۔

واقعی ایک بچہ کا بچہ پیدا کرنا بہت بڑا معجزہ ہے مرزا صاحب کی نبوت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے "بچے ہی تھے" کی حالت میں ایک بچہ پیدا کر دیا۔ امت مرزائیہ [illegible] نہیں کرتی۔

بھیجے دی ماں

مرزا بشیر الدین صاحب سیرۃ المہدی کے حصہ اول کے صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے' بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی..... اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے جب ترک کر دی تھی تو مرزا فضل احمد کہاں سے تشریف لے آئے۔

ایک اور تماشا

مرزا جی فرماتے ہیں ۳۱ ستمبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اخبار الحکم قادیان جلد ص ۵ ص ۳۵۔

کیا تماشا ہے جب پندرہ برس کی عمر کے درمیان جب کہ آدمی پورا بالغ نہیں ہوتا مرزا جی کے ہاں مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تو مرزا فضل احمد زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر میں جب کہ انسان حقیقی بچہ ہوتا ہے پیدا ہو گئے یعنی مرزا جی کی نبوت کا ایک زبردست کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہیں فضل احمد کی والدہ پھجے دی ماں سے اوائل ہی سے بے تعلقی تھی اور انہوں نے اوائل ہی سے مباشرت ترک کر دی تھی اور ان کی عمر بھی دس گیارہ برس کی تھی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے بطور اعجاز پیاپے دو لڑکے پیدا کر دیے (سبحان اللہ) واقعی یہ نبوت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

جائے نفرت

مرزا صاحب اپنے متعلق خود فیصلہ کرتے ہیں اور صاف طور پر اعلان فرما رہے ہیں کہ

کرم خاکی ہوں میرے پیارے اور آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اب اس کی تفصیل کی ضرورت تو شاید نہ ہوگی کہ بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار کیا چیز ہوتی ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں اور مرزائی حضرات اس پر ایمان لائیں کہ مرزا کی حیثیت صرف یہ تھی کہ وہ "انسانوں کی عار" اور بشر کی جائے نفرت تھے نبی ولی نہ تھے۔

احمدیوں کا اقرار

مراقی نبی

"میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی، جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا دو چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول (اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر ۲) اور رسالہ احمدی خاتون جلد ۲ نمبر ۴ و ۵ صفحہ ۳۲)

۲- چودھری ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب احمدی لکھتے ہیں "حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل اور بد ہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا۔ اور وہ عصبی کمزوری تھا"۔ (ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶)

۳۔ یہی ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں "حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے مگر جہاں تک مجھ کو علم ہے انہوں نے اس کی تفصیل یا علامات کی تشریح نہیں فرمائی۔ یونانی میں مراق اس پردے کا نام ہے جو احشاء الصدر کو احشاء البطین سے جدا کرتا ہے اور معدہ کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تنفس میں کام آتا ہے پرانے سوء ہضم کی وجہ سے اس پردے میں تشنج سا ہوتا ہے۔ بدہضمی اور اسہال بھی اس مرض میں پائے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا تو یہ امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بدہضمی، اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

۴۔ مراق کا جو مرض حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعے ہوتا تھا۔

(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے ص ۱۰ پر ہے)

۵۔ حضرت خلیفہ المسیح ثانی (یعنی میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ "مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

"نبی"	"صاحب مراق"
نبی میں اجتماع توجہ بالارادہ ہوتا ہے، جذبات پر قابو ہوتا ہے۔ (ریویو، بابت ماہ مئی، ۱۹۲۶ء، ص ۳۰)	اس مرض یعنی مراق میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔ (ریویو، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

ناظرین کرام یہ تمام اقتباسات مرزائیوں کی کتب کے ہیں ان میں غیر مبہم الفاظ میں یہ اقرار کیا گیا ہے کہ مرزا جی مراقی اور پاگل تھے اور جو پاگل اور مراقی ہو وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزائیوں کو خود اقرار ہے کہ مرزا جی پاگل تھے تو پھر وہ ان کو نبی کیوں مانتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں "حوریں" "روپیہ" اور "ملازمتیں" ملیں وہاں ایمان و دیانت کہاں باقی رہتا ہے۔

مرزائیوں کے ناپاک عزائم اور عقائد

حکومت پاکستان اور ملت اسلامیہ کے لیے لمحہ فکریہ

مرزائیوں کے عقائد

۱۔ **تمام مسلمان کافر ہیں:** کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت، ص ۳۵، مصنف میاں محمود)

۲۔ **مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے:** خدا نے مجھے ہزارہا نشانات (معجزات) دیے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے (چشمہ معرفت مصنف مرزا غلام احمد ص ۳۱۷)

۳۔ **مرزا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے:** مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے جو شخص مرزا کو نبی نہیں مانتا وہ کافر اور جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۲ مصنف مرزا غلام احمد)

۴۔ **مرزا کے مخالف جنگل کے سور ہیں:** مرزا غلام احمد کے مخالف جنگلوں

کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ (نجم الہدیٰ، ص ۱۰، مصنف غلام احمد)

۵- **غیر احمدی ہندو اور عیسائی کی طرح کافر ہیں:** (ملائکۃ اللہ ص ۴۶ مؤلفہ بشیر الدین)

۶- **مرزا کا منکر کنجریوں کی اولاد ہے:** جو شخص میرے دعوے (نبوت) کی تصدیق نہیں کرتا مجھے قبول نہیں کرتا رنڈیوں (کنجریوں) کی اولاد ہے (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸ مصنف مرزا غلام احمد)

۷- **مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں:** مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں۔ غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز نہیں ہے (برکات خلافت ص ۷۳ مصنف مرزا بشیر الدین محمود)

۸- **غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں:** غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں۔ ("انوار خلافت" ص ۸۶ مصنف مرزا بشیر الدین)

قرآن، رسول اکرم، فاطمۃ الزہرا، امام حسین کی توہین

۱- **رسول اللہ پر بہتان:** حضرت محمد ﷺ سور کی چربی والا پنیر کھا لیتے تھے (معاذ اللہ) (الفضل ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

۲- **محمد ﷺ سے بڑھ کر:** اس نظم کے دو شعر جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے اس کے ایک مرید اکمل نامی نے پڑھی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں مرزا کو پیش کی جسے مرزا صاحب جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اپنے ساتھ اندر لے گئے۔

محمد ... ہم ... میں

اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں۔
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(الفضل ص ۱۴ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۴ء)

"الفضل" اس بے ایمانی و بے غیرتی پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بجائے تقریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر و ناز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"یہ شعر اس نظم کا حصہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور ----- (جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر) اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ حضرت کا شرف سماعت حاصل کرنے اور "جزاکم اللہ تعالیٰ" کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفانی کا ثبوت دے"۔

("الفضل" ۲۲-۸-۴۴ ص ۳)

تف ہے اس ایمان پر اور لعنت ہے اس عرفان پر۔

ع گر ولی ا-لنست لعنت بر ولی

۳۔ مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں محمد ہوں

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(ترجمہ میں مسیح ہوں اور موسیٰ کلیم خدا ہوں میں محمد ہوں احمد مجتبیٰ ہوں)۔

(تریاق القلوب مصنف مرزا غلام احمد ص ۳)

۴۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ص ۱۱ ایک غلطی کا ازالہ)

۵۔ خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ... کا ہی وجود قرار

دیا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰ مصنف مرزا غلام احمد)

۶۔ ہر شخص ترقی کر کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے: یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (مرزا بشیرالدین اخبار الفضل قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

۷۔ قرآن پاک کی بے حرمتی: اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن و حدیث گالیوں سے پر ہے (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۸۲)

۸۔ حضرت فاطمۃ الزہرا پر اتہام: حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں (ایک غلطی کا ازالہ' ص ۱۱ مصنف مرزا غلام احمد)۔

۹۔ امام حسین علیہ السلام کی توہین:

کربلانیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ (نزول المسیح ص ۹۹ مرزا غلام احمد)۔

دوسرا باب

مرزائیوں کے عزائم

۱- "ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے: حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بیشک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اکھنڈ ہندوستان بنے"۔ (مرتبہ منیر احمد ونیس احمدی۔ مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)۔

۲- ہم تقسیم ہند پر بہ امر مجبوری رضامند ہوئے اور کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے: "میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی

طرح جلد متحد ہو جائیں"۔

(بیان مرزا بشیرالدین محمود اخبار الفضل ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء)

۳۔ **حکومت کے خواب**: "تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو"۔

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

۴۔ **۵۲ء میں مخالفوں کو مرزائی ہونے پر مجبور کر دو**: ۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کر لے کہ اب احمدیت (مرزائیت) مٹائی نہیں جا سکتی اور مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔

(۱۶ مئی ۱۹۵۳ء)

۵۔ **ہمیں سارے محکموں پر قابض ہونا چاہیئے**: جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فنانس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر طرح ہماری آواز پہنچ سکے (الفضل ۱۱ جنوری ۵۲ء)

۶۔ **ہمارا مقصد مرزائیت کا پھیلانا ہے**: ہماری اصل غرض احمدیت کا پھیلانا ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم مجنونانہ تبلیغ کریں۔

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۵۲ء)

جماعت احمدیہ کی تلوار

"حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں نہ خوشی ہو۔ عراق' عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں"۔

("اخبار الفضل" قادیان' جلد ٦' نمبر ٤٢)

(چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب اسی پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہیں)

انگریزوں سے وفاداری اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے اشرف اور قابل شکر سمجھنا اس کے مختصر حوالہ جات شائع کیے جارہے ہیں۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے اور ان کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جو بھی تحریک اٹھی اس کی مخالفت پر لاکھوں روپیہ اس لیے خرچ کیا گیا کہ جس طرح بھی ہو سکے سلطنت برطانیہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیر الدین نے خود اس کا اعتراف کیا جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت احمدیہ لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی اس لیے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اس نہرو کی حکومت قائم ہو گئی تو "الفضل" کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔

کانگرس:

"بے شک کانگرس کے اصول بڑے جمہوری تھے"۔ (الفضل ١٣ اپریل ١٩٤٨ء)

"تقسیم اصولاً غلط ہے"

ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک

بر تقسیم اصولاً غلط ہے۔

(الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء)

ہم ہندوستان حکومت کے وفادار ہیں

"مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا ہے "خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں" (الفضل ۲ فروری ۱۹۴۸ء)

انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی کے مترادف ہے

"میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں"۔ (شہادت القرآن ص ۸۱)

انگریزی سلطنت رحمت اور جہاد بدترین مسئلہ

"انگریزی سلطنت بھی تمہارے لیے ایک رحمت ہے تمہارے لیے ایک برکت ہے تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی مسئلہ نہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۲۳)

یہ امن مکہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں

اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنایا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں"۔ (تریاق القلوب ص ۲۵)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

"التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا نہ اب ہی فرق ہے۔

(درخواست مرزا صاحب بحضور لفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نمبر ۷ ص ۲۰)

تیسرا باب

سر ظفر اللہ اور پاکستان

۱- **قرارداد پاکستان پر ظفر اللہ کی تصریحات:** "جہاں تک ہم نے اس پر غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں"۔ (ڈیوائڈ انڈیا ص ۲۰۷)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف عیاں ہے کہ سر ظفر اللہ پاکستان کے نعرے کو ایک مجذوب کی بڑ سمجھتے تھے یا بالفاظ دیگر پاکستان کا نعرہ لگانے والوں کو پاگل خیال کرتے تھے اور اپنے خصوصی عقائد کی بناء پر یہی خیال کرتے تھے کہ انگریز جو ان کے نزدیک اولی الامر ہے ہندوستان سے نہیں جا سکتا اس لیے پاکستان بھی نہیں بن سکتا۔

۲- **پاکستان کی اطاعت کی بجائے اطاعت خلیفہ محمود:** لیک سس ۶ نومبر- عرب ڈیلیگیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان ڈیلی گیشن کے لیڈر چودھری محمد ظفر اللہ خاں کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھہرنے کی اجازت دی"۔

(اخبار الفضل ۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سر ظفر اللہ وزارت خارجہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیت کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور بیرونی ممالک میں یہ ظاہر کرنے کی ناپاک سازش کی گئی کہ پاکستان کا امیر مرزا بشیر ہے اگر ایسا نہیں تھا تو شکریہ کا تار حکومت پاکستاب کی بجائے مرزا بشیر کو کس حیثیت میں ظفر اللہ نے دلوایا یہ ایک سیدھا

سادہ سوال ہے جس کے جواب کے لیے عوام مضطرب ہیں وہ حیران ہیں کہ یہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

وزیر خارجہ یا مبلغ مرزائیہ

۲۸ مئی ۱۹۵۲ء جہانگیر پارک کراچی میں مرزائیوں کی جو دو روزہ کانفرنس ہوئی اور جس پر یہ حکومت کی طرف سے پابندی عائد کی گئی تھی کہ کانفرنس میں کسی اختلافی مسئلے پر تقریر نہیں ہوگی۔ اس کانفرنس کے آخری اجلاس میں سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے جو گوہر افشانی کی وہ مندرجہ ذیل سطور میں مرزائیوں کے اخبار الفضل ۳۱ مئی کی اشاعت سے نقل کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ اسی تقریر سے مسلمانان کراچی کی رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ گھنٹہ تک پاکستانی پولیس نے اشک آور گیس کے بموں کا استعمال کر کے مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہا اور اندھا دھند لاٹھی چارج کر کے انہیں کفر و ارتداد کی تبلیغ روکنے سے بند رکھنے کی کوشش کی گئی۔

"آخر میں چودھری (سر ظفر اللہ خاں) صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت تھی۔ لیکن آپ کے دعوے کے بعد یہ حالت بدل گئی۔ کسی مسلمان کو آج بھی جب کسی آریہ سے ہندو یا عیسائی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو وہی دلائل پیش کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں درج ہیں۔ کیونکہ ان دلائل کے بغیر آج چارہ نہیں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ یہ پودا اسلام کی حفاظت کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔ جس کا وعدہ قرآن مجید میں دیا گیا تھا۔

اگر نعوذ باللہ آپ کے (غلام احمد) وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک خشک [illegible] اسلام کی برتری دیگر مذاہب

سے ثابت نہیں ہو سکتی"۔

(المصلح کراچی ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء

منقول الفضل ۳۱ مئی ص ۵ کالم ۲)

سر ظفر اللہ وزیر خارجہ کی نسبت پاکستانی اخبارات کی رائے

۱- وہ بہت منحوس گھڑی تھی جب چودھری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد کیا گیا۔

(مغربی پاکستان لاہور)

۲- سر ظفر اللہ امور خارجہ میں پاکستان کو برطانیہ کا خیمہ بردار نہ بنائے۔ (نوائے وقت)

۳- چودھری ظفر اللہ اپنے ذاتی رجحانات کی بنا پر پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں (شعلہ)

۴- چودھری ظفر اللہ خاں اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر بھی انگریز کو اپنا آقا اور مولا سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ ہے کہ ڈپلومیسی کے میدان میں وہ آج تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۵۲ء)

- بہرحال یہ واقعہ ہے کہ اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی ابھی تک مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں ہو سکی تو اس کا حقیقی سبب ظفر اللہ خاں کی ذات ہے جس کی خوش عقیدگی کا دامن برطانیہ سے بندھا ہوا ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک اگر پاکستان کشمیر کے مسئلہ کو پر امن ذرائع سے حل کرنے کا متمنی ہے تو اسے اپنی خارجہ پالیسی پر اس وقت تک نظر ثانی نہیں ہو سکتی جب تک چودھری ظفر اللہ خاں کو موجودہ عہدے سے سبکدوش نہیں کیا جاتا۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۵۲ء)

۶- جہاں تک پاکستان کے فہمیدہ طبقوں کا تعلق ہے ان کا ایک فرد بھی اس سے

اختلاف نہیں کرے گا واقعہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ کی پالیسی ہر لحاظ سے ناکام ہو چکی ہے۔ ہم نے اینگلو امریکی بلاک سے ضرورت سے زیادہ دوستی کے تعلقات بڑھائے لیکن اس دوستی سے ہمیں فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوا۔ کیونکہ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ گئی اور اسے اس بلاک نے منہ مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔
(آفاق ۳ اپریل ۱۹۵۲ء)

۷۔ چودھری صاحب ان لوگوں میں ہیں جو ہر گورے کو لیفٹننٹ گورنر سمجھتے ہیں اور اس کی مافوق الفطرت صلاحیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تسنیم لاہور ۲۷ مارچ ۵۲ء)

ختمِ نبوت از قرآن

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ ۲۲ رکوع ۲)

اس آیت کا ترجمہ ہم خود نہیں کرتے بلکہ مرزائیوں کے مطاع و امام کا کیا ہوا ترجمہ ہی پیش کرتے ہیں تاکہ ان پر قطعی حجت ہو۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے۔ ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔
صفحہ ۶۱۴، ۲۵۲ ازالہ اوہام

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰى نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَهٗ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ فِيْ قَوْلِهٖ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بِبَيَانٍ وَّاضِحٍ لِّلطَّالِبِيْنَ۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴ و مجموعہ صفحہ ۱۶۸)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے (خطاب ہے مرزائیوں) کہ خدا رحیم و کریم

نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کے لیے یہ بات واضح ہے۔

مرزا صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ "مشکوۃ کتاب الفتن" میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نہیں۔

شکر اللہ کہ میان من ادصلح فتاد

حوریاں رقص کناں ساغر مستانہ زوند

(حافظ شیرازی)

اگرچہ ہم نے آیت خاتم النبین کی تفسیر مرزا صاحب کی زبان و قلم سے کی ہوئی پیش کردی ہے جس کے بعد کسی مرزائی کو ہمارے ساتھ خاتم کے معنوں میں الجھنے کا مطلقاً استحقاق باقی نہیں رہتا مگر ہم اتمام حجت کے لیے لفظ خاتم کے معنی لغات سے پیش کرتے ہیں۔ وھوٰہذا

لفظ خاتم کی تشریح

(۱) مفردات راغب صفحہ ۱۴۲ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لِاَنَّہٗ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ اَیْ تَمَّمَھَا بِمَجِیْئِہٖ۔ یعنی حضور کو خاتم النبین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔

۲۔ لسان العرب : خَاتِمُھُمْ وَخَاتَمُھُمْ اٰخِرُھُمْ۔ خاتِم اور خاتَم کے معنی ہیں آخر۔

۳۔ تاج العروس : وَمِنْ اَسْمَائِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَھُوَ الَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ بِمَجِیْئِہٖ اور خاتِم اور خاتَم قوم کے سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور انہیں ... خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یعنی آخِرُ النَّبِیِّیْنَ۔

مذکورۃ الصدر حوالجات سے ثابت ہوگیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں نہ کہ افضل و اعلیٰ کے۔

سرخدا کہ عابد و زاہد کسے نگفت
درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

(حافظ شیرازی)

میرزائیوں کا ایک ناجائز مطالبہ

میرزائی کہتے ہیں کہ لفظ خاتم فتح تا کے ساتھ جب جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی ہمیشہ افضل کے ہوتے ہیں۔ میرزائیو اول تو تمہارا یہ مطالبہ ہی صحیح نہیں کیونکہ جب ہم آیت خاتم النبیین کے متعلق میرزا صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پیش کر آئے ہیں تو تمہیں بغیر کسی حیل و حجت کے اس کو تسلیم کر لینا چاہیے مگر خیر ہم تمہاری ناز برداری کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی پورا کرتے ہیں (فلعلکم تعقلون) لیجئے! میرزا صاحب ہی رقم طراز ہیں "اسی طرح میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا" تریاق القلوب صفحہ ۲۷۹۔

"بنی اسرائیل کے خاتم الانبیا کا نام جو عیسیٰ ہے (خاتمہ نصرۃ الحق، ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ب ۱۱)

میرزائیو ذرا ہوش سے کام لو ۔

نہ خنجر بھی منہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

(امیر مینائی)

سوال: جب خاتم الشعرا یا خاتم الاطباء وغیرہ کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو پھر خاتم الانبیا کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب: یہ استعمال مجازی ہے پہلے حقیقی معنی ہوتے ہیں اگر وہ نہ ہو سکیں تو پھر مجازی چونکہ یہاں حقیقت مجبور و متروک نہیں اس لیے وہی مراد ہوگی مجاز کے لیے قراین خارجیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ یہاں نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں بے نظیر شاعر اور فلاں بے نظر ادیب ہے تو اس کے معنی عام طور پر یہی ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں سے اچھا ہے اور اگر کوئی مخالف عیسائی کہے تو پھر جب بے نظیر کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو جب خدا کو تم بے نظیر کہتے ہو تو اس کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے کہ وہ سب سے اعلیٰ ہے نہ کہ وہ احد محض ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ استعمال مجازی ہے اور اللہ کے متعلق حقیقی اس لیے کہ اس کا واقعی کوئی شریک نہیں اسی طرح خاتم الشعرا وغیرہ میں مجازی استعمال ہے اور خاتم النبیین میں حقیقی یعنی آپ آخری نبی ہیں۔

جواب ثانی: خاتم النبیین کو خاتم الاطباء وغیرہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ خاتم النبیین جمع مذکر سالم ہے اور یہ قاعدہ جمہور نحویوں کے نزدیک مسلم ہے کہ اگر جمع مذکر سالم پر الف لام داخل ہو تو اس وقت استغراق حقیقی مراد ہوتا ہے۔ بخلاف خاتم الشعرا وغیرہ کے کیونکہ وہ جمع مذکر سالم نہیں ہیں نیز کلام خداوندی کو کلام الناس پر قیاس کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے۔

سوال: خاتم کے معنی زینت کے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر خاتم النبیین کے معنی زینت النبیین کیوں نہیں ہو سکتے۔

جواب: خاتم کا لفظ انگوٹھی کے معنے میں ضرور استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں حضور کی توہین ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء تو بمنزلہ عروس کے ہیں اور حضور کی حیثیت محض انگوٹھی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ انگوٹھی پہننے والے سے انگوٹھی کی

حیثیت کم ہوتی ہے لہٰذا یہ معنے متروک ہیں۔

جواب ثانی: انگوٹھی کا وجود بالطبع ہوتا ہے یعنی اپنے قیام میں غیر کی محتاج ہوتی ہے اور ذی انگوٹھی کا وجود بالذات ہوتا ہے یعنی اپنے تحقق و قیام میں غیر کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بالطبع اور بالعرض ہو۔

سوال:۔ خاتم کے معنے مہر کے کیوں نہیں یعنی وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔

جواب: خاتم مہر کو بھی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صحیفہ کو کامل کرنے کے واسطے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ اس لیے اس صورت میں معنے یہ ہوں گے کہ صحیفہ نبوت کے آخری کلمات آپ ہیں یہ نہیں کہ وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔ یہ معنی غیر عربی اور غیر صحیح ہیں جیسا کہ حوالہ جات میں گزر چکا ہے۔

دوسری اور تیسری آیت

حضرت عیسیٰ انجیل میں فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہوں، مجھے دوسری قوموں سے سروکار نہیں۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صرف قریش کے واسطے بھیجے گئے، بلکہ لکھا ہے کہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (پ۹-ع۱۰) اے حبیب ان کو فرما دیجئے کہ میں تمام دنیا کے واسطے رسول بھیجا گیا ہوں وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ -ع۷ پ ۱۷ یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کر کے نہیں بھیجا بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جاوے پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے رسول ہیں اور تمام جہان کے واسطے رحمت ہیں۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۶) پس جس طرح وہ ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد مدعی نبوت کو ماننے والا کافر ہے اور حضور سید عالم ﷺ کی رحمت عامہ میں حائل ہو کر لعنت میں گرفتار ہو رہا ہے۔

چوتھی آیت

(پ ۱۸، ع ۱۶)

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا یعنی ہم نے تجھ کو بھیجا تاکہ تو دنیا کی تمام قوموں کو ڈرائے۔نور القرآن نمبر ا ص ۵ جب کہ حسب قرآن مجید تمام دنیا کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ نذیر ہیں تو کسی کا یہ کہنا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا صریح منافی قرآن ہے۔

پانچویں آیت (پ ۲۲، ع ۹)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا لیکن اکثر لوگ (مرزائی) نہیں جانتے لفظ ناس اطلاق عرفی میں جن کو بھی شامل ہے۔

چھٹی آیت

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (پ ۱۸ ع ۱۶) وہ ذات بڑی عالیشان ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اپنے بندہ خاص محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا و جہان والوں کے واسطے یعنی جن و انسان وغیرہ کے لیے ڈرانے والا ہو۔

ساتویں آیت

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ (پ ۳ ع ۱۷) اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس پر ایمان لاکر اس کی تصدیق اور مدد کرنی ہوگی حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰ مفہوم واضح ہے خدا نے اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفی کو بھیجا جو خاتم الانبیا اور خیر الرسل ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱)

مرزائیو کیا یہاں بھی جو قول مرزا ہے آخر کے معنے افضل و اعلیٰ کے ہیں حالانکہ زمانے کو جس قدر حضور سے بعد ہو رہا ہے اسی قدر اس سے خیر و تقویٰ اٹھتی جا رہی ہے کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ۔ اس آیت میں لفظ ثم خاص طور پر قابل غور ہے جو کہ عربی زبان میں تراخی (مہلت) کے لیے آتا ہے مثلاً اگر کہا جائے کہ جَآءَنِیَ الْقَوْمُ ثُمَّ عُمَرُ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آئی اس کے بعد عمر آیا۔ اسی طرح اس آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ تمام انبیا کے تشریف لانے کے بعد سردار انبیاء تشریف لائیں گے چنانچہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ اِلَّا اَخَذَ عَلَیْہِ الْمِیْثَاقَ لَئِنْ بُعِثَ اللّٰہُ مُحَمَّدًا وَھُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرَنَّہٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ الْمِیْثَاقَ عَلٰی اُمَّتِہٖ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ وَھُمْ اَحْیَآءٌ لَیُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرُنَّہٗ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث کیا اس سے یہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی زندگی میں اللہ نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو اس کو حضور ﷺ پر ایمان لانا چاہیئے اور ضرور نصرت کرنی چاہیئے اور اسی طرح اس نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت

سے پختہ عہد لے کہ اگر ان کی زندگی میں نبی محترم ﷺ مبعوث ہوں تو ان کو آپ پر ضرور ایمان لانا چاہیے اور نصرت کرنی چاہیے۔ تفسیر ابن کثیر ص ۱۷۷ تفسیر جامع البیان ص ۵۵ اس آیت میں رسول کا لفظ نکرہ ہے مگر اس کی تخصیص ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے کر دی اگر اس سے انکار کیا جاوے تو رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا اور لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ وغیرہ وغیرہ میں تخصیص کس طرح ہوگی۔

آٹھویں آیت

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پ ۶ ع ۵) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف نے توراۃ و انجیل کی طرح کسی دوسرے نبی کا حوالہ نہیں دیا بلکہ اپنی کامل تعلیم کا تمام دنیا میں اعلان کر دیا اور فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (الآیہ) (براہین احمدیہ ص ۴) اس آیت میں اکمال دین بھی آگیا اور اتمام نعمت بھی اور اس کے بعد رضیت بھی فرمایا گیا اس لیے آپ خاتم النبیین ہوئے اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کو منصب نبوت عطا ہو ورنہ معاذ اللہ آپ کے دین اور تعلیم کو ناقص و ناکمل ماننا پڑے گا اور اس صورت میں زبردست استحالہ لازم آتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں هٰذَا اَكْبَرُ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ حَيْثُ اَكْمَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى دِيْنَهُمْ وَلَا يَحْتَاجُوْنَ اِلٰى دِيْنٍ غَيْرِهِمْ وَلَا اِلٰى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَلِهٰذَا جَعَلَهُ اللّٰهُ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ۔ (ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۷۹)

ترجمہ: یہ اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہے اس امت پر کہ اس نے ان کے واسطے ان کے دین کو کامل فرما دیا اب وہ کسی دین کے محتاج نہیں اور نہ کسی دوسرے نبی کے سوا اپنے نبی کے یہ اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیا بنا دیا۔ مرزا

صاحب کہتے ہیں فَلَا حَاجَتَ لَنَا اِلٰی نَبِیٍّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ یعنی محمد ﷺ کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں۔ (حمامتہ البشری ص ۹۰)

پاکٹ بک احمدیہ کے مصنف نے اس آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا یہ جواب دیا ہے کہ توراۃ بھی تمام تھی مگر اس کے بعد بھی کتاب آگئی۔ قرآن شاہد ہے کہ حضور یوسف علیہ السلام پر بھی نعمت پوری کی گئی۔ انعام صرف نبوت ہی نہیں آیت کی رو سے نبوت صدیقیت شہادت صالحیت سب انعام ہیں کیا یہ بھی بند ہیں مخلص ص ۵۲۰۔

جواب: توراۃ بے شک فی نفسہ تمام تھی مگر اپنے وقت اور قوم کے واسطے۔

گزشتہ نبی مخصوص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ (مرزائی پاکٹ بک ص ۲۲۳) وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً بخاری و مسلم باب فضائل سید المرسلین۔ پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف آئے اور میں تمام دنیا کی طرف

ہاں تورات اپنی ذات میں تمام تھی مگر کامل دین الٰہی اور اتمام نبوتِ اور تعلیم عالمگیری کی رو سے ناقص تھی۔

اب قرآن شریف اور دوسری کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم آئے۔ مگر قرآن شریف کے واسطے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ نہیں ..... تو نئی شریعت اور نئے الہام نازل ہونے میں امتناع عقل لازم آیا۔ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۱۱۰ ملخصا بلفظہ) اور حضرت یوسف پر جو نعمت تمام ہوئی وہ اسی طرح کا اتمام تھا کَمَا اَتَمَّھَا عَلٰی اَبَوَیْکَ (یوسف ع ۱) جیسا کہ آپ کے باپ دادا پر ہوا تھا۔ یعنی وقتی اور حسب ضرورت زمانہ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ نبوت صدیقیت

شہادت اور صالحیت بلاشبہ انعام ہے۔ اسی طرح صاحب شریعت نبی ہونا بھی انعام ہے۔ جبکہ روز آفرینش میں ہی خدائے لایزال نے تاج نبوت کو مزین و آراستہ کر کے حضور سید عالم رحمتہ للعالمین راحت العاشقین فداہ امی و ابی روحی و جدی کے سر پر رکھ دیا تو اب ناحق جلنا اور کڑھنا بد باطنوں اور خبیث روحوں کا کام ہے بیچ ہے۔

مہ فشاند نور سگ عوعو کند

آیتہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ، کَآفَّةً لِّلنَّاسِ، اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت موسیٰ تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے کیا ان کے بعد بنی اسرائیل کے لیے حضرت داؤد و سلیمان علیہ السلام نبی ہو کر نہیں آئے؟ الجواب ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ وہ شریعت ناتمام و ناقص تھی۔ اس لیے وقتی ضروریات کے لیے انبیا کا آنا ضروری تھا اور توراۃ کے متعلق قرآن شریف میں ہرگز ہرگز حضرت موسیٰ کا یہ دعویٰ موجود نہیں کہ تمام بنی اسرائیل کے لیے صرف میں اکیلا رسول ہوں بخلاف اس کے کہ قرآن شریف کامل و مکمل غیر متبدل اٹل قانون اور محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لیے اکیلے رسول ہونے کے مدعی ہیں اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ صحیح مسلم میں تمام دنیا جہان کی طرف بھیجا گیا ہوں میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَکْتُ حَیًّا وَّمَنْ یُّوْلَدُ بَعْدِیْ (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۲۹ طبقات ابن سلام جلد ۲ ص ۱۰۱) خدا نے تمام جہان کے لیے ایک نبی بھیجا۔ چشمہ معرفت ص ۱۳۶۔ مذکورہ بالا آٹھ آیات قرآنی اور اقوال غرا سے بغیر کسی طرح کی کھینچ تان کے بعبارت النص ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ خاتم النبین ہیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اور متعدد آیات ایسی ہیں جن سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے مگر ہم انہیں مذکورہ بالا آیات پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ یہ مختصر رسالہ ان کا متحمل نہیں جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کے لیے

ایک آیت بھی کافی ہے اور بے ایمانوں کے واسطے تمام قرآن بھی ناکافی اب ہم احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں ناظرین غور سے پڑھیں اور ایمان تازہ کریں۔

ختم نبوت از احادیث

حدیث اول : وَ عَنْ ثَوْبَانَ اِلٰی قَوْلِہٖ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ابو داود، ترمذی، مشکوۃ، کتاب الفتن)

ترجمہ : ضرور میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) پیدا ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں جو شخص مدعی نبوت ہو وہ کذاب ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد وغیرہ۔

اعتراض : مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں تیس کی تخصیص کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آویں گے۔

جواب: یہ احتمال ناشی عن الدلیل نہیں اس لیے مردود ہے نیز اس کے متعلق حدیث کے یہ الفاظ ہی کافی ہیں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

اعتراض : سین فعل مضارع پر داخل ہو کر استقبال کے معنوں میں کر دیتا ہے اس صورت میں اس حدیث کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ کذاب وغیرہ عنقریب پیدا ہوں گے۔

جواب : اس امر کا تو مرزا صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ وہ دجال قیامت کے قریب تک ہوں گے۔ کیا مرزا صاحب علوم عربی سے نابلد تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک قریب تیس کے دجال پیدا ہوں گے (ازالہ

اوہام ص ۱۹۹)

جواب ثانی : اس میں شک نہیں کہ سین فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل قریب کے معنے میں کر دیتا ہے مگر حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کذوب حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ فوراً ہی آ جائیں گے اس لیے کہ قرب و بعد امور اضافیہ میں سے ہیں۔ ایک چیز ایک شخص کی نظروں میں قریب ہوتی ہے اور دوسرے کی نظروں میں بعید۔ جیسا کہ حضور پرنور ﷺ نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر فرمایا اَنَا وَالسَّاعَةُ کَھَاتَیْنِ (یعنی قیامت میں اور مجھ میں اس طرح اتصال ہے) تو جس طرح حضور ﷺ کی بالغ نظری کے لحاظ سے قیامت قریب ہے اور ہماری کم نگاہی کے لحاظ سے بعید ایسے ہی ان کذابوں کا آنا حضور ﷺ کے لحاظ سے بالکل قریب اور ہمارے لحاظ سے بعید۔ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ترجمہ: عنقریب وہ (مرزائی وغیرہ) جہنم میں ذلیل ہوتے ہوئے داخل ہوں گے فَسَیَحْشُرُھُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا عنقریب ان کو اپنی طرف اکٹھا کرے گا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا۔ عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے دیکھیے ان آیات میں سین فعل مضارع پر داخل ہوا ہے اور قیامت کا ذکر ہے اس جگہ بھی قیامت کی نسبت جب ذات واجب الوجود کی طرف جاوے تو قیامت بالکل قریب ہے اور اگر ہماری طرف کی جاوے تو بعید۔

اعتراض : یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں جیسا کہ اکمل الاکمال میں لکھا ہے

جواب : صریح حدیث کے مقابلہ اکمل الاکمال والے کا ذاتی خیال سند نہیں حدیث میں قیامت کی شرط ہے بعض دفعہ انسان ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے اسی طرح انہوں نے تعداد پوری سمجھ لی۔ حالانکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس کی تعداد میں کمی ہے۔

اعتراض: اس حدیث کو حج الکرامہ میں حافظ ابن حجر نے ضعیف لکھا ہے۔

جواب: یہ سراسر دروغ بے فروغ ہے لیجیے ہم حافظ ابن حجر کی اصل کتاب کی عبارت جس کا حوالہ دیا گیا ہے پیش کرتے ہیں وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَعِنْدَ الطِّبْرَانِيِّ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ سَبْعُوْنَ كَذَّابًا وَسَنَدُهٗ ضَعِيْفٌ وَعِنْدَ اَبِيْ يَعْلٰے مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ نَحْوَهٗ وَسَنَدُهٗ ضَعِيْفٌ اَيْضًا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ دہلی جزو ۲۱، ص ۵۶۴)

طبرانی میں عبداللہ ابن عمر کی ستر دجال والی حدیث کی سند ضعیف ہے اور ایسا ہی ابو یعلی میں جو انس کی روایت ستر دجال والی ہے وہ ضعیف ہے حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے ستر دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے ضعیف لکھا ہے نہ کہ تیس دجال والی کو۔ فائدہ اس حدیث میں حضور سید عالم ﷺ نے مطلقاً مدعی نبوت کو کاذب فرمایا ہے۔ تشریعی یا غیر تشریعی کی کوئی قید نہیں اور علم اصول کا مشہور قاعدہ ہے اَلْمُطْلَقُ يَجْرِيْ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ یعنی مطلق اپنے اطلاق اور عموم پر جاری رہتا ہے لہٰذا مرزائیوں کا مطلق کو مقید کرنا ان کی جہالت کی دلیل ہے۔

حدیث دوم عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ (شرح سنہ و احمد و مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)۔

آنحضرت نے فرمایا کہ آدم جس زمانہ میں گوندھی ہوئی مٹی کی ہیئت میں تھے میں اس وقت بھی خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا تھا۔

حدیث سوم وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ۔

(رواہ الدارمی، مشکوٰۃ باب مذکورہ)

جواب : میں قائد انبیاء ہوں میں خاتم الانبیاء ہوں یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا (بلکہ اظہار حقیقت ہے)

حدیث چہارم اِنَّ لِیْ اَسْمَاءُ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔

بخاری و مسلم مشکوۃ باب اسماء النبی ﷺ - نبی ﷺ نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں' احمد ہوں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اعتراض : عاقب کے معنی جو حدیث میں بیان کیے گئے ہیں یہ راوی کا اپنا خیال ہے ورنہ یہ حدیث کے اپنے الفاظ نہیں۔

جواب : راوی کا ذاتی خیال نہیں یہ قطعاً غلط ہے بلکہ عاقب کے معنی خود آنحضرت نے کیے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وَفِیْ رِوَایَۃِ سُفْیَانَ ابْنِ عُیَیْنَۃَ عِنْدَ التِّرْمِذِیِّ وَغَیْرِہٖ بِلَفْظِ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ (فتح الباری جز ۴ ص ۳۱۳) ترجمہ : امام سفیان ابن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی کے نزدیک یہ لفظ ہیں کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حدیث پنجم وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَہُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (مسلم درباب مشکوۃ مذکورہ)

ترجمہ : آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چھ باتوں میں جملہ انبیا پر فضیلت دیا گیا ہوں مجھے کلمات جامع ملے (۲) میں رعب کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں (۳) میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں (۴) ... بنائی گئی (۵) میں تمام مخلوقات

کی طرف رسول بنایا گیا ہوں (۶) میرے ساتھ انبیاء ختم کیے گئے۔

حدیث ششم كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَ اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَ سَيَكُوْنَ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ (بخاری ص ۴۹۱ ومسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۷، ابن ماجہ وغیرہ) بنی اسرائیل کی عنان سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی۔ جب ایک نبی فوت ہوتا اس کا جانشین نبی ہی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا، پس بکثرت ہوں گے۔ اس حدیث کی تشریح قول مرزا سے یوں ہوتی ہے کہ وحی اور رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔ الخ مکتوب مرزا تشحیذ (الاذہان)

اس حدیث میں نبوت غیر تشریعی کے انقطاع پر دو صریح قرینے موجود ہیں۔ پہلا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو صاحب شریعت مستقلہ نبی نہ تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں نبی آئے جو شریعت موسویہ کے متبع تھے اور ان نبیوں کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل کے امور کا انتظام یکے بعد دیگرے فرماتے تھے۔ ان کے بعد آپ نے فرمایا کہ اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی میرے بعد کوئی نبی میری امت کے امور کا انتظام کرنے والا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل اور وہ غیر مستقل ہوتے تھے۔ لہٰذا نبی غیر مستقل کی نفی کی تصریح ہوگئی۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا اپنے بعد نبی کی مطلقاً نفی کرنے کے بعد صرف خلفاء کا اثبات فرمانا نبی غیر مستقل کی نفی کا صریح قرینہ ہے۔

حدیث ہفتم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِيْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهُ وَتُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ

فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُّ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْيَانُ وَ خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَ فِیْ رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

(بخاری و مسلم مشکوۃ باب فضائل النبی ﷺ)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور سابقہ انبیا کی ایک ایسے محل کی مثال ہے جس کی عمارت اچھی بنائی گئی ہو۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ لوگ اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور حسن عمارت پر تعجب کرتے ہیں، مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں سو میں وہ مبارک اینٹ ہوں جس نے اس جگہ کو پر کیا۔ میری ذات کی وجہ سے نبوت کے محل کی تکمیل ہو گئی ہے۔ بدیں صورت میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

مرزائیوں کا اعتراض

غیر احمدی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ مبعوث نہ ہوتے تو قصر نبوت وغیرہ مکمل ہو چکا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جس کو آپ نے آ کر پر کیا مگر ہمارا ایمان ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نظام کائنات نہ بنایا جاتا۔

جواب: مرزائیو اس دجلہ فریبی کا کیا کہنا کیا خوب رنگ بدلا ہے مگر یاد رہے

بہر رنگ کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

لیجئے ہم تمہارا ایمان ظاہر کرتے ہیں مرزا صاحب اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۹۹ پر یوں کہتے ہیں لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

ترجمہ: اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ مرزائیو ذرا انصاف سے

بتانا کہ تمہارا حضور ﷺ کے متعلق یہ ایمان ہے یا مرزا علیہ ما علیہ کے متعلق ذرا سمجھ سوچ کر جواب دینا۔

بحود شمار وفا ہای من ز مردم پرس
بمن حساب جفا ہانے خویشتن یاد آر
(غالب)

اعتراض: جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

جواب: مثلاً اگر کہا جاوے کہ مرزا صاحب اپنے والدین کے گھر میں خاتم الاولاد ہیں اور ان کی پیدائش سے قبل ان کا ایک بھائی کسی ملک میں گیا ہوا تھا۔ وہ قادیان میں آ گیا تو اس کے آنے کو کوئی صحیح الدماغ انسان مرزا صاحب کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں سمجھے گا۔ اس لیے کہ مرزا صاحب کے بھائی کی پیدائش ان سے پہلے ہو چکی تھی تو جس طرح مرزا کے بھائی کا اس ملک کو چھوڑ کر قادیان میں آنا مرزا کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت تشریف لانا حضور پر نور ﷺ کی خاتمیت کے منافی نہیں اس لیے کہ ان کو پہلے نبوت مل چکی ہے فقط۔

باقی رہا یہ کمینہ عذر کہ معاذ اللہ مسلمان آنحضرت ﷺ کو اینٹ سے تشبیہ دیتے ہیں سو مرزائیوں کو یہ بات کہتے ہوئے شرمانا چاہیے اس لیے کہ اگر اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو وہ حدیث پر نہ کہ اس شخص پر جو اس کو نقل کر رہا ہے حضور کی غرض اس حدیث کے بیان فرمانے سے محض اپنی امت کی تفہیم مقصود ہے مگر مرزائی یہودی صرف ایک وقتی اعتراض کر کے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہے' سچ ہے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

حدیث ہشتم:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (بخاری مسلم باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"اے علی تیرے اور میرے درمیان وہ نسبت ہے جو کہ موسیٰ اور ہارون کے درمیان تھی"۔

سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کونسی نسبت تھی ظاہر ہے کہ وہ نسبت دو امور پر مشتمل تھی ایک قائم مقامی' دوسرے اشتراک فی النبوۃ اب حضرت علی کو انہیں دو امور کے متعلق اشتباہ ہو سکتا تھا۔ یعنی قائم مقامی و اشتراک فی النبوۃ حالانکہ حضور کو ایک امر کا اثبات اور ایک کا انقطاع فرمانا مقصود تھا۔ لہٰذا حضور نے یہ خیال فرما کر کہ کہیں حضرت علی یہ نہ سمجھ لیں کہ جس طرح حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے تابع ہو کر نبی تھے۔ ایسا ہی میں بھی حضور کی عدم موجودگی میں آپ کا قائم مقام ہوں اور آپ کے تابع ہو کر نبی ہوں اس لیے حضور نے ایک امر کا اثبات فرما دیا یعنی قائم مقامی کا اور دوسرے کے متعلق لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کہہ کر اس نبوت کی نفی کر دی جو کہ حضرت ہارون میں تھی یعنی غیر تشریعی۔

حدیث نہم:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی مشکوۃ باب مناقب عمر)

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

الف: حضور ﷺ نے یہ قول حضرت عمر کی مدح میں فرمایا ہے اور مقام مدح کا تقاضا یہ تھا کہ اگر آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی ہوتی تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس کا اثبات فرماتے نہ کہ نفی کرتے پس آپ کے مطلقاً نفی فرمانے سے معلوم

ہوا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔

ب : اگر حدیث میں نبی مستقل کی قید لگائی جائے اور معنی یہ کیے جائیں کہ اگر میرے بعد کوئی مستقل نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمر ہوتا۔ اس صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی غیر مستقل ہونا ضروری ہے کیونکہ حضور نے حضرت عمر کو منصب نبوت کے قابل و مستحق بتایا ہے اور نبوت کے ملنے سے مانع صرف نبوت کا ختم ہونا فرمایا ہے پس جب نبوت غیر مستقل ختم نہیں ہوئی تو اس کے ملنے سے کوئی چیز مانع نہیں لہٰذا وہ ضرور نبی ہونے چاہیں حالانکہ وہ نبی نہیں تھے اگر ہوتے تو دعویٰ نبوت ضرور کرتے کیونکہ نبی کے لیے دعویٰ نبوت کا اخفا قطعاً جائز نہیں۔ جب انہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور نہ ہی اہل اسلام میں سے کسی نے ان کو نبی مانا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہ تھے۔ تو اب آپ غور فرما سکتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ مستحق نبوت اور جس کا مستحق ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت ہو اس کو تو نبوت نہ ملے اور منشی غلام احمد صاحب قادیان میں نبی بن جائیں یہ امر عقلاً محال ہے۔

حدیث دہم:

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترمذی شریف)۔ یعنی رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی و رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ ازالہ اوہام مطبوعہ لاہور ص ۵۳ نیز آئینہ کمالات میں ص ۳۷۷ پر لکھتے ہیں مَا کَانَ اللّٰہُ اَنْ یُّرْسِلَ نَبِیًّا بَعْدَ نَبِیِّنَا خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَمَا کَانَ یُحْدِثُ سِلْسِلَةَ النُّبُوَّةِ ثَانِیًا بَعْدَ انْقِطَاعِھَا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خاتم النبیین کے بعد کسی کو نبی کر کے بھیجے اور ... منقطع ہو جانے کے بعد

پھر جاری کرے۔ حمامۃ البشریٰ ص ۳۴ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَخَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِیِّیْنَ بے شک آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور حقیقۃ الوحی ص ۶۴ ضمیمہ عربی میں لکھتے ہیں وَاِنَّ رَسُوْلَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَعَلَیْهِ انْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ الْمُرْسَلِیْنَ تحقیق ہمارے رسول خاتم النبین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حدیث یازدہم:

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قُلْتُ لِابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَرَاَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ ابْنَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَاتَ صَغِیْرًا وَلَوْ قُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ وَلٰکِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

ترجمہ: اسمٰعیل جو سند میں مذکور ہیں' فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے دریافت کیا کہ آپ نے حضور پر نور ﷺ کے صاحبزادہ صاحب ابراہیم کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو چھوٹے ہی رحلت فرما گئے تھے اور اگر یہ فیصلہ ازل میں ہو چکا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہوگا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا لہٰذا ان کو زندہ نہیں رکھا گیا۔

حدیث دوازدہم:

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (ابن ماجہ فتنہ دجال ص ۳۰۷)

ترجمہ: میں سب نبیوں کا پچھلا نبی ہوں اور تم تمام امتوں کی پچھلی امت ہو۔

اگرچہ مذکورہ سات آیات قرآنی اور بارہ احادیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام سے مسئلہ ختم نبوت بغیر کسی قسم کی کھینچ تان کے آفتاب نیمروز سے زیادہ تر واضح ہو گیا ہے مگر ہم مزید وضاحت کے لیے مذکورہ مسئلہ کو اجماع امت اور دلائل عقلیہ سے ثابت کرتے ہیں ناظرین بغور پڑھیں۔

اجماع امت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ (ترجمہ) کہ وحی منقطع ہو گئی اور دین مکمل ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر کہا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہٗ اَنْ بَعَثَکَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی میرے ماں باپ قربان آپ کو خدا نے آخری نبی بھیجا تھا۔ (مواہب جلد ۲ ص ۲۹۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں شمائل ترمذی ص ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لِاَنَّ نَبِیَّکُمْ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ (تلخیص التاریخ جلد ا ص ۲۹۴)

اجماع امت:

وَکَوْنُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَتْ بِہِ الْکُتُبُ وَصَدَعَتْ بِہِ السُّنَّۃُ وَاَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ فَیُکَفَّرُ مُدَّعِیْ خِلَافَہٗ وَیُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ۔ (روح المعانی جلد ۷ ص ۶۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور احادیث نبویہ بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اجماع ہے پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں وَمَنِ اعْتَقَدَ وَحْیًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَفَرَ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ (فتاوی ابن حجر مکی) یعنی جو شخص آپ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہوا وہ

کافر ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں وَدَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے۔ شفا قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ میں مرقوم ہے اَخْبَرَ اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَاَخْبَرَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ وَاَنَّ مَفْهُوْمَهُ الْمُرَادَ بِهٖ بِدُوْنِ تَاوِيْلٍ وَّلَا تَخْصِيْصٍ فَلَا شَكَّ فِيْ كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا۔ یعنی آپ نے خبر دی کہ آپ ﷺ خاتم النبین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کی ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہر پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

امام غزالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں کون نہیں جانتا کہ یہ وہی بزرگ ہیں کہ جن پر حضور سید عالم ﷺ، حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو فخر و مباہات کرتے اور فرماتے ہیں کہ میری امت میں غزالی جیسے ہستیاں ہیں چنانچہ عبارت ذیل ہے نمبرا نفحات الانس ص ۳۳۵۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ کہ قطب زمان بود از واقعہ کہ دیدہ چنیں خبر دادہ است کہ حضرت رسالت ﷺ با موسیٰ و عیسیٰ علیہم الاسلام مفاخرت و مباہات کردہ است بغزالی رحمتہ اللہ علیہ حضرت رسالت ﷺ بتعزیر بعضے منکراں غزالی امر فرمود۔

یعنی شیخ ابوالحسن شاذلی کہ قطب زمان تھے انہوں نے جو واقعہ دیکھا اس کی یوں خبر دی ہے کہ حضرت رسالت ﷺ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ امام

غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے فخر مباہات کرتے تھے اور حضور ﷺ نے امام غزالی کے منکرین کو تعزیر فرمائی ہے۔ مذکورہ الصدر عبارت سے معلوم ہوگیا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی دربار رسالت میں کس قدر مقبولیت ہے اب ان ممدوح کا عقیدہ سنیے۔ فرماتے ہیں:

پس باخر ہمہ رسول مارا ﷺ فرستاد و نبوت وے بدرجہ کمال رسانید' ہیچ زیادت را یاں راہ نبود وبایں سبب اور اخاتم الانبیا کرد کہ بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد۔ (کیمیائے سعادت ص ۶۱۔)

ترجمہ پھر سب پیغمبروں کے بعد ہمارے رسول ﷺ کو خلق کی طرف بھیجا گیا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال درجہ تک پہنچایا کہ اب اس پر زیادتی محال ہے۔ اسی واسطے آپ کو خاتم الانبیاء کیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۶۹ میں ہے اَوَّلُ ھُمْ اٰدَمُ وَاٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ ۔ (ترجمہ) اول الانبیاء آدم ہیں اور آخر الانبیا محمد ﷺ ۔ فتوحات مکیہ شریف ص ۵۱ ج ۳ میں حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ "وَانْسَدَّتْ اَبْوَابُ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاھِیْ فَمَنْ اِدَّعَاھَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَھُوَ مُدَّعٍ شَرِیْعَۃً اُوْحِیَ اِلَیْہِ سَوَاءٌ وَافَقَ بِھَا شَرْعَنَا اَوْخَالَفَ۔"

"اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو گیا جو حضور کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی تو وہ مدعی شریعت کا ہے خواہ وہ ہماری شریعت کے مخالف ہو یا موافق" حضرت امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس عبارت کے ساتھ اور اضافہ فرماتے ہیں "فَاِنْ کَانَ مُکَلَّفًا ضَرَبْنَا عُنُقَہٗ وَاِلَّا ضَرَبْنَا عَنْہُ صَفْحًا" (الیواقیت ص ۳۴ جلد ۲) صاحب شریعت ہونے کا مدعی ہو (جیسے مرزا نے کہا) اگر عاقل ہو تو اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر کوئی پاگل مراقی سودائی ایسی باتیں کرے گا تو مجنوں سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ اسی طرح حضرت ابن عربی فتوحات مکیہ ص ۷۶ ج ۲ میں

فرماتے ہیں اِسْمُ النَّبِيِّ زَالَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ (ترجمہ) حضور سید الکونین کے بعد نبی کے لفظ کا کسی پر اطلاق کرنا جائز نہیں۔

ان "مشتے نمونہ از خروارے" حوالوں سے اصل مسئلہ کی کافی وضاحت ہو جاتی ہے اور نبوت کا بالا جماع کمال کو پہنچ کر ختم ہو جانا کسی مزید بیان کا منت گزار نہیں رہتا۔

دلائل عقلیہ:

دلیل اول:

نظام کائنات ایک درسگاہ ہے اور انبیاء کرام بمنزلہ معلمین کے ہیں اور ظاہر ہے کہ معلم اعلیٰ کی تعلیم سب سے آخر میں ہوتی ہے اس لیے کہ جب تک تعلیم کے ابتدائی مراتب حاصل نہ کر لیے جائیں معلم اعلیٰ کی تعلیم کا حاصل کرنا دائرہ امکان سے خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید عالم ﷺ کو جملہ انبیاء کے آخر میں بھیجا گیا۔

دلیل دوم:

کسی نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے کی دو وجہ سے ضرورت ہوتی ہے ایک یہ کہ کسی صیغہ کی تعلیم غیر مکمل رہ گئی ہو تو اس کی تکمیل کے لیے کوئی دوسرا نبی بھیج دیا جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے نبی کی تعلیم میں تحریف ہوگئی ہو۔ دنیا میں اس کی صحیح تعلیم باقی نہ رہ گئی ہو۔ تو دوسرا نبی صحیح تعلیم دے کر بھیج دیا جاتا ہے تاکہ لوگ صحیح تعلیم سے محروم نہ رہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے بعد نہ تو کوئی صیغہ تعلیم غیر مکمل رہا ہے جس کی تکمیل کی غرض سے کسی دوسرے نبی کو بھیج دیا جائے اور نہ ہی آپ کی تعلیم میں تحریف واقع ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی جو کسی دوسرے نبی کو

صحیح تعلیم کے لیے بھیجنے کی ضرورت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو تحریف سے قیامت تک محفوظ رکھنے کا اعلان فرما دیا ہے جو سورۃ حجر کی آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں مذکور ہے یعنی ہم نے ہی کلام مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال کا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ کلام الٰہی میں آج تک ایک حرکت کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔ حروف و کلمات کی تبدیلی تو درکنار رہی۔ تو اب آپ غور فرمائیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔

دلیل سوم:

آپ کے بعد مستقل نبی کا نہ آنا تو فریق مخالف کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ متنازعہ فیہ تو صرف نبی غیر مستقل کا آنا ہے لہٰذا اس کے متعلق مرزائیوں سے چند امور دریافت طلب ہیں۔

الف: یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے اس قابل نہیں کہ اس میں صرف رائے زنی سے کام لیا جاوے بلکہ اس کے اثبات کے لیے نصوص قطعیہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا کوئی ایسی نص پیش کیجیے جو نبوت غیر مستقلہ کے عدم انقطاع پر صراحۃً دال ہو۔

ب: نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا دار و مدار کیا چیز ہے اس کی تعیین و دلیل تعیین دونوں کے بیان کرنے کے بعد بتلایے کہ وہ چیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی تھی یا کہ نہیں اگر تھی تو ان کو نبوت کیوں نہ ملی اور اگر نہیں تھی تو یہ بات اجماع امت کے خلاف ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تمام امت میں افضل ہونا مجمع علیہ ہے اور صورت مفروضہ میں غیر صحابی کا صحابہ سے افضل ہونا لازم آتا ہے لہٰذا یہ شق جو مستلزم ہے خلاف اجماع کو مردود ہے۔ اور قابل تسلیم نہیں اور علاوہ اس کے یہ بات فیصلہ عقل کے بھی خلاف ہے کوئی ذی عقل اس بات کو تسلیم کر سکتا

ہے کہ منشی غلام احمد جیسوں میں ایسی خوبی پائی جاوے جس سے ابوبکر صدیق جیسے حضرات بھی محروم رہے ہوں۔ العیاذ باللہ۔

ج: کیا حضور سید یوم النشور ﷺ کے بعد ساڑھے تیرہ سو سال میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے یا نہیں اگر ہوا ہے تو اس کا حوالہ عنایت ہو اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ بیان فرما دیجئے کہ باوجود نبوت منقطع نہ ہونے کے اس قدر زمانہ دراز تک لوگوں کو اس نعمت عظمٰی سے کیوں محروم رکھا گیا۔

دلیل چہارم:

نبوت اور رسالت اور نبی یہ تینوں کلیں ہیں خواہ از جنس متواطی ہوں یا از جنس مشکک ان تینوں پر لای نفی جنس واقع ہوا ہے جو مفید استغراق ہوتا ہے عند النحاۃ پس نبوت کی نفی سے تمام افراد نبوت کی نفی ہوگی اور رسالت کی نفی سے تمام افراد رسالت کی نفی ہوگی۔ اور نبی کی نفی سے تمام افراد نبی کی نفی ہوگی اور نبوت غیر تشریعی بھی افراد نبی سے ہے پس اس کی بھی نفی ہوگی لہٰذا حضور سید یوم النشور ﷺ کے بعد نبی غیر تشریعی بھی نہیں آسکتا۔

اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور اُن کے جوابات:

پہلی دلیل:

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ (پ ۱۷ ع ۱۷)

(ترجمہ) اللہ ہی چنتا ہے یا چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔ اس آیت میں یصطفی مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال دونوں کے لیے آتا ہے پس یصطفی کے معنی ہیں چنتا ہے یا چنے گا مگر اس آیت میں یصطفی سے حال مراد نہیں لیا جا

سکتا کیونکہ لفظ رسل جمع ہے اس سے مراد آنحضرت واحد نہیں ہو سکتے۔ پس ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے اور یصطفے مستقبل کے لیے ہے۔

الجواب : مرزائیو! ہوش کرو کہاں مسئلہ ختم نبوت کے صریح دلائل اور کہاں اس قسم کی یہودیانہ تحریفات "اِذَا فَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ" تم یصطفی کا حال اس لیے ترجمہ نہیں کرتے کہ آنحضرت ﷺ چونکہ واحد ہیں وہ اس کے مصداق نہیں بن سکتے یہ تو بتاؤ کہ پھر مرزا اس کا مصداق کس طرح بن جاوے گا کیا وہ جمع ہے پھر یہ دیکھیے کہ آیت مذکورہ میں انبیاء پر نازل ہونے والے فرشتے کو بھی تو جمع کے صیغے سے بیان کیا گیا ہے کیا انبیاء پر دو چار فرشتے اترتے تھے۔ انبیاء تو پھر بھی ہزار ہا ہوئے ہیں لیکن ان پر نازل ہونے والا فرشتہ تو صرف ایک ہی ہے جیسا کہ تمہاری پاکٹ بک کے ص ۵۳۴ پر ہے۔ جبرائیل انبیاء کی طرف وحی لانے پر مقرر ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کام پر مقرر نہیں۔ قرآن پاک بھی شاہد ہے کہ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (جبرائیل نے) اس قرآن کو تیرے قلب پر اتارا ہے۔

"رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لیے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھائے جاتے ہیں" (ازالہ اوہام ص $\frac{۵۳۴}{۱}$ / $\frac{۲۲۱}{۲}$۔)

پس جب کہ پیغام رساں فرشتے کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ رسل سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر آنحضرت پر اس کا استعمال کیوں ناجائز ہے۔ الحمد للہ کہ مرزائیوں کے اعتراض کی حقیقت تو واضح ہو گئی کہ آیت میں جمع کا صیغہ ہے اس لیے آنحضرت واحد مراد نہیں لیے جا سکتے اور اگر آیت کا وہی ترجمہ کیا جائے جو کہ مرزائی کرتے ہیں یعنی اللہ ہی چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں چنتا ہے نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ علم صرف کی کتابوں میں میزان الصرف سے لے کر فصول اکبری تک ... مستقبل کے لیے آتا ہے

نہ کہ دونوں کے لیے اٹھا تو معلوم ہو گیا کہ اگر مصطفیٰ کا ترجمہ چنے گا کیا جائے تو چنتا ہے کرنا ناجائز ہو گا اس صورت میں آیت مذکورہ کے معنے یہ ہوں گے کہ اللہ رسول کو چنے گا اب تک چنا نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ سرور انبیاء اس وقت موجود تھے اور آیت بھی انہیں پر نازل ہوئی معلوم ہوا کہ یہ ترجمہ عقلاً و نقلاً مردود ہے۔

اس آیت کا ترجمہ چنے گا کرنے میں دوسرا استحالہ یہ لازم آتا ہے کہ اس صورت میں کلام الٰہی میں تعارض لازم آئے گا اس لیے ہم پہلے متعدد آیت قرآنی سے حضور کا خاتم النبیین ہونا ثابت کر آئے ہیں اور حالت تعارض میں کلام ربانی کا من جانب اللہ ہونا محال ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے خود فرمایا ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (پ ۵ ع ۹) اگر قرآن مجید غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں تخالف و تناقص پایا جاتا تو باری تعالیٰ نے عدم تخالف کو اس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ اس میں تخالف و تناقص نہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ہم آیت کا ترجمہ چنتا ہے کریں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے جو کہ سیاق و سباق کلام سے واضح ہے کہ جب منکرین اسلام کے روبرو کلام خداوندی پڑھا جاتا۔ تو وہ نہ صرف بگڑتے بلکہ مارنے کو دوڑتے خدا نے فرمایا تم اس قدر کیوں بگڑتے اور برہم ہوتے ہو کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری مرضی کے مطابق رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (پ ۸ ع ۳) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے اس میں تمہاری عقل نارسا کو کوئی دخل نہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ ہی چنتا ہے فرشتوں میں سے رسول جو اس کے احکام انبیا کے پاس لاتے ہیں اور انسانوں میں رسول چنتا ہے جو تبلیغ کا کام کرتے ہیں الغرض اس آیت میں آئندہ رسولوں کے آنے کا کوئی ذکر نہیں اور اگر بالفرض محال ہو بھی تو نبی تشریعی کا نہ کہ غیر تشریعی کا۔ اور نبی تشریعی کا آنا تمہارے

نزدیک بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ اس صورت میں یہ آیت تمہارے خلاف بھی جائے گی۔
مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

ع اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

دوسری دلیل

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ (پ ۸ ع ۱۱) (ترجمہ) اے بنی آدم البتہ ضرور آویں گے تمہارے پاس رسول۔ یہ آیت آنحضرۃ پر نازل ہوئی اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا سب جگہ آنحضرت اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ (پاکٹ بک احمدیہ ۵۰۳)۔

اس آیت سے بھی اجراء نبوت پر استدلال چند وجوہ سے باطل ہے۔

اولاً: اس لیے کہ مرزا اور اس کے ہمنواؤں کے نزدیک رسول سے مراد محدث اور مجدد بھی ہو سکتا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

اقوال مرزا

رسول سے ہر جگہ مراد خدا کا رسول نہیں کیونکہ اس لفظ میں محدث اور مجدد بھی شامل ہے مرزا غلام احمد کہتا ہے۔

۱۔ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی محدث داخل ہیں (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲)

۲۔ کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں (ایام صلح حاشیہ ص ۱۷۱)

۲۔ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا۔ ایسا ہی محدثین کا نام مرسل رکھا اور اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ آیا ہے اور یہ نہیں آیا وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالْاَنْبِيَاءِ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہو یا نبی یا محدث ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول خاتم الانبیاءہیں اور بعد آں حضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں (شہادت القرآن ص ۲۷)

مرزائیوں کی ان تصریحات سے واضح ہوگیا ہے کہ ان کے نزدیک رسول سے مراد محدث بھی ہوسکتا ہے اور مجدد بھی۔ چنانچہ مرزائیوں کے خیال فاسد کے مطابق اس آیت میں رسول سے مراد کوئی نبی یا مجدد یا محدث ہوسکتا ہے۔ اس لیے آیت سے مرزائیوں کا تخصیص کے ساتھ یہ استدلال کہ نبی غیر تشریعی آ سکتا ہے باطل ہوا۔

واضح رہے کہ مسلمانوں کے نزدیک (رسول) سے مراد محدث یا مجدد لینا جائز نہیں ہے۔

ثانیاً: اگر بالفرض محال آیت مذکوہ سے جریان نبوت کا ثبوت ملتا ہے تو نبوت تشریعی کا نہ کہ غیر تشریعی کا جو امر نبی تشریعی کے آنے سے مانع ہے وہی غیر تشریعی نبی کے آنے سے مانع ہے فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

ثالثاً: اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ میں اگر ہمیشہ رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى میں دوامی طور پر ہدایتوں کے آنے کا وعدہ ہے اگر آپ کے بعد رسول آ سکتے ہیں تو قرآن مجید کے بعد کتاب بھی آ سکتی ہے۔

منشی غلام احمد کا قول: (خدا) وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول بنا کر نہیں بھیجا جائے گا۔ (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

تیسری دلیل

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (پ ۱ ع ۱)

مرزائیوں کے استنباطات عجیبہ سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ سے جریان نبوت کی دلیل پکڑی ہے صورت استدلال یوں بیان کی جاتی ہے کہ جن لوگوں پر خدائے تعالیٰ کے انعامات ہیں وہ چار ہیں چنانچہ لکھا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (پ ۵) یعنی جو لوگ خدا اور رسول کے کہنے پر چلے تو ان کو ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہو گا جن پر خدائے انعام کیا ہے اور وہ انبیاء ہیں اور صدیقین ہیں اور شہیدین ہیں اور صالحین ہیں اور یہ سب اچھے رفیق ہیں۔

مرزائی کہتے ہیں کہ جب ہم اللہ اور رسول کی اطاعت بھی کرتے ہیں اور صراط الذین انعمت علیھم سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس سے ہم صدیقیت اور شہادت اور صالحیت کے مقام پر ترقی کر سکتے ہیں تو ان سب کے ساتھ انبیا کی رفاقت کا بھی ذکر ہے تو اگر آنحضرت کے بعد نبوت بالکل بند ہو اور کوئی شخص بھی نبی نہ بن سکے تو یہ دعا بھی اکارت جائے گی اور اطاعت بھی بے ثمر رہے گی پس لازم ہے کہ اس دعا کی قبولیت اور اس کی اطاعت کا ثمر درجہ نبوت کی عطا کی صورت میں بھی ہو (اعجاز المسیح مصنف مرزا صاحب)

جواب : مرزائیوں کا یہ استنباط و استدلال چند وجوہ از سرتاپا باطل محض ہے اس لیے کہ۔

۱- یہ استنباط متعدد آیات قرآنیہ کے خلاف اور کثیر التعداد احادیث نبویہ صریحیہ کے

منافی ہے اور جو استنباط قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے نیز اس آیت میں دنیا کے اندر نبوت وغیرہ کے مقام ملنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو شخص مومن ہے وہ آخرت میں انبیا و صدیق و شہدا و صالحین کے ساتھ ہوگا چنانچہ اگلے الفاظ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا رفاقت پر دال ہیں اور آیت میں مع کا لفظ بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں ساتھ کے۔ خود مرزائی مانتا ہے کہ مع کے معنی ساتھ کے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ کہ خدا نیک لوگوں کے ساتھ ہے (پاکٹ بک ص ۵۰۳)

مرزائی کہتے ہیں کہ اگر اس جگہ مع کے معنی ساتھ کے لیے جاویں تو مسلمانوں کو کوئی درجہ بھی نہ ملا نہ صدیقیت کا نہ شہادت کا نہ صالحیت کا یہ محض ان کے ساتھ جوتیاں چٹخاتے پھریں گے۔

جواب: مرزائیو اس آیت میں درجات کے ملنے کا ذکر نہیں اور نہ ہی درجات کی نفی ہے یہاں تو صرف قیامت میں نیک رفاقت کی خوشخبری ہے ہاں کلام مقدس میں درجات کے ملنے کا دوسرے مقام پر یوں ذکر کیا گیا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے وہ صالحین میں داخل کیے جاویں گے۔

۲۔ اس لیے کہ آیت زیر بحث یعنی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی جس کے یہ معنے ہیں کہ ان کی ہدایتوں پر عمل کریں اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں جیسا کہ فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ قابل اقتدا نمونہ ہیں اگر انبیاء کے راستے کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہم نبی بن جائیں تو کیا خدا کے راستے کی پیروی سے ہم خدا بھی بن سکیں گے دیکھیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ یعنی میرا راستہ یہ ہے اس کی

پیروی کرنا۔

۳۔ تیسری دلیل استدلال کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ نبوت ایک وہبی چیز ہے کسبی نہیں اگر نبوت کا ملنا دعاؤں اور التجاؤں پر موقوف ہوتا تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضرور ملتی کیونکہ وہ بھی ہر نماز میں آیت مذکور پڑھا کرتے تھے۔

غور طلب نتائج

۱۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یہ دعا حضور سید کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مانگی۔ بلکہ یہ دعا مانگنا آپ نے ہی امت کو سکھایا لیکن یہ دعا آپ نے اس وقت مانگی جب آپ نبی منتخب ہو چکے تھے اور آپ پر قرآن مجید اترنا شروع ہو گیا تھا ظاہر ہوا کہ آپ اس دعا سے نبی نہیں ہوئے پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا۔

۲۔ اسلام نے عورتوں پر بھی یہ دعا ممنوع نہیں کی لیکن ایک عورت بھی نبیہ نہیں ہوئی۔

۳۔ نبوت باشریعت بھی نعمت ہے بلکہ ڈبل نعمت مگر امت اس نعمت سے کیوں محروم ہے اگر کہو کہ اب جدید شریعت یا کتاب اس لیے نازل نہیں ہو سکتی کہ شریعت قرآن مجید پر آ کر کامل ہو گئی ہے تو اسی طرح اب کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا اس لیے کہ نبوت اور رسالت سردار انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ہو چکی ہے۔

چوتھی دلیل

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (پ ۱۵، ع ۲) جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے موجودہ عذاب اس امر کا متقضی ہے کہ خدا نے کوئی نہ کوئی رسول بھیجا ہے۔

جواب: اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موجودہ عذاب منشی غلام احمد کے انکار کی وجہ سے ہے تو جو عذاب مرزا صاحب سے قبل نازل ہوتا رہا ہے وہ کس کے انکار کی وجہ سے تھا اگر کہو کہ وہ عذاب حضور سرور عالم ﷺ کے انکار کی وجہ سے تھا تو موجودہ عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ حضور سیّد یوم النشور ﷺ چونکہ تمام جہان کی طرف رسول ہیں اس لیے تمام عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے ہے (جیسے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے) خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول (بنا کر) نہیں بھیجے گا (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

پانچویں دلیل

وَفِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ (پ ۲۰ ع ۱۵) ہم نے اس کی (ابراہیم کی) اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔

جواب: اگر اس آیت سے نبوت جاری معلوم ہوتی ہے تو کتاب بھی جاری معلوم ہوتی ہے جو امر کتاب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی نبوت کے جارے ہونے سے مانع ہے۔

چھٹی دلیل

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ط قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ (پ ۱ ع ۱۵)

ترجمہ: اور جس وقت ابراہیم کے رب نے اس کو کئی باتوں کے ساتھ آزمایا ان کو پورا کیا کہا میں تجھ کو لوگوں کے واسطے امام کرنے والا ہوں، کہا میری اولاد سے، کہا میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا اگر نبوت کو منقطع مانا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ امت ظالم

ہے۔

جواب: اگر آیت کا مفہوم یہ ہو کہ غیر ظالم کو نبوت ضرور ملے گی تو کیا صحابہ کرام سے لے کر اب تک یہ امت ظلم کرتی رہی ہے۔ ہاں اگر حضور کے بعد نبوت جاری ہوتی تو غیر ظالم کو مل سکتی تھی۔ مگر خدائے لایزال نے فرمادیا ہے کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ ۲۲ ع ۲) (مرزا صاحب لکھتے ہیں) یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی اکرم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آوے گا (ازالہ اوہام ص ۱۱۸۱) حضرت ابراہیم نے دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی مگر حضور نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ساتویں دلیل

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ط حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا (پ ۲۴ ع ۹) (اے باشندگان مصر) تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام اس سے قبل روشن دلائل لے کر آئے پس تم اس سے جو وہ لے کر آئے شک ہی میں رہے حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہوگئے تو تم کہنے لگے کہ خداوند تعالیٰ اس کے بعد اب ہرگز رسول نہ بھیجے گا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت کو ختم سمجھتے تھے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے۔

جواب: یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تھے۔ انہوں نے ازروئے کفر منشا خداوندی کے خلاف ایک عقیدہ قائم کر لیا تھا کہ حضرت یوسف خاتم النبین ہیں حالانکہ خدا کے علم میں ابھی سینکڑوں انبیاء باقی تھے اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں خاتم النبین ہوں بخلاف اس

کے حضور خاتم النبین ہونے کے مدعی ہیں۔ جیسا کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ سے ظاہر ہے نیز یہ لوگ (آل فرعون) توحید خداوندی کے منکر تھے۔ یہ رسالت کے کس طرح قائل ہو سکتے تھے لہٰذا اہل اسلام کو کافروں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

ف : جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اس امر کا اثبات جس کے وہ مدعی نہ تھے (یعنی ختم نبوت) کافروں کا کام ہے ایسے ہی حضور سے اس امر کا سلب کرنا جس کے آپ مدعی ہیں کافروں کا کام ہے۔

آٹھویں دلیل

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا پ ۱۸، ع ۲)(ترجمہ) اے رسولو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ یہ جملہ اسمیہ ہے حال اور استقبال پر دلالت کرتا ہی اور لفظ رسل صیغہ جمع کم از کم ایک سے زیادہ رسولوں کو چاہتا ہے اور آنحضرت تو اکیلے رسول تھے آپ کے زمانہ میں کوئی اور رسول نہ تھا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ کے بعد رسول آئیں گے ورنہ کیا خدا وفات یافتہ رسولوں کو کہہ رہا ہے کہ اٹھو کھانے کھاؤ (پاکٹ بک مرزائیہ)

جواب : لفظ واحد کو جمع کے صیغے سے تعبیر کرنا صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے ہم اختصاراً ایک آیت نقل کرتے ہیں وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اور جب کہا ملائکہ نے (یعنی جبرائیل) نے اے مریم اس آیت میں جبرائیل واحد ہے مگر اس پر ملائکہ کا اطلاق کیا گیا ہے جو کہ جمع ہے نیز مرزائی اپنی شب و روز کی بول چال تحریر و تقریر میں مرزا کے واحد ہونے کے باوجود جب کبھی اس کا نام لیتے ہیں تو جمع کے صیغے سے لیتے ہیں اگر ان سے سوال کیا جائے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو یہی کہیں گے کہ ہم مرزا کا نام تعظیماً جمع کے صیغے سے لیتے ہیں۔

مرزائیو! شرم کا مقام ہے کہ مرزا پر تو جمع کا اطلاق تعظیماً صحیح ہو مگر سید کونین ﷺ پر ممنوع، شرم، شرم، شرم۔

جامی ارباب و فاجز رہ عشقش نہ روند
شرم باوا کہ ازیں راہ قدم باز کشی
(جامی)

چنانچہ علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں اِنَّہٗ خِطَابٌ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَحْدَہٗ عَلٰی دَابِ الْعَرَبِ فِیْ مُخَاطَبِ الْوَاحِدِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِلتَّعْظِیْمِ فِیْہِ اَبَانَہٗ لِفَضْلِہٖ وَقِیَامِہٖ مَقَامَ الْکُلِّ فِیْ حِیَازَۃِ کَمَا لَا تِہِمْ (تفسیر روح البیان ص ۸۷ ج ۲ آیت مذکورہ) ترجمہ: اس آیت میں لفظ جمع کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واحد تعظیماً مخاطب کیے گئے ہیں اور اس مخاطبہ میں حضور کے فضائل اور کمالات کا اظہار مقصود ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ حق جل مجدہ نے جتنے کمالات جمیع انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو انفرادی صورت میں عطا فرما دیے ہیں۔ وہ سب آپ میں موجود ہیں۔

؎ حسن یوسف دم عیسی ید بیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند توتنہا داری

ان دلائل سے اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ اس آیت میں حضور سے مخاطبہ فرمایا گیا ہے یہ آیت کسی جدید نبی کے آنے کی مقتضی نہیں۔

تحریف اول از احادیث: لَوْ عَاشَ اِبْرَاہِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا (ابن ماجہ) اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور وہ سچے نبی ہوتے (پاکٹ بک مرزائیہ ص ۲۵۱)

جواب: یہ حدیث ہی صحیح نہیں اس لیے کہ محدثین نے اس کی صحت میں ایک طویل کلام کیا ہے جہاں سے ... اس حدیث کو نقل کیا ہے یعنی ابن ماجہ اس

کے حاشیہ پر ہی لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا راوی ابوشیبہ بن عثمان ہے۔
شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ دہلوی مدنی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ صِحَّةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَمَا ذَكَرَهُ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّيْنِ الْمُحَدِّثُ یعنی بعض محدثین نے اس کی صحت میں کلام کیا ہے جیسا کہ سید جمال الدین محدث نے اس کو ذکر کیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ درسند ایں حدیث ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان (واسطی) است ووے ضعیف است(مدارج النبوہ ص ۲۶۷)

یعنی اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان واسطی ہے اور وہ ضعیف ہے۔
علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن عثمان کے متعلق فرماتے ہیں قَالَ اَحْمَدُ وَيَحْيٰى وَاَبُوْ دَاوُدَ ضَعِيْفٌ۔ احمد اور یحیٰی اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ ضعیف ہے وَقَالَ يَحْيٰى اَيْضًا لَيْسَ بِثِقَةٍ یحیٰی نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں وَقَالَ الْبُخَارِيُّ سَكَتُوْا عَنْهُ اور بخاری نے کہا ہے کہ محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ اور ترمذی نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے وَقَالَ النَّسَائِيُّ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ اور نسائی نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں وَفِيْ سَنَدِهٖ اَبُوْ شَيْبَةَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ (مرقاۃ، ص ۳۹۵ جلد ۵ ہکذا فی مواہب اللدنیہ ص ۲۰ ج ا) یعنی اس حدیث کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے اور مرقات کے اسی صفحہ پر ہے نیز مواہب الدنیہ کے ص ۲۰، ج ا پر وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ تَهْذِيْبِهٖ وَمَارُوِيَ عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ حَدِيْثٌ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا فَبَاطِلٌ یعنی نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تہذیب میں

فرماتے ہیں کہ بعض متقدمین سے جو حدیث روایت کی گئی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے یہ باطل ہے اور مرقات کے اسی صفحہ پر اور ابن ماجہ میں اس حدیث کے حاشیہ پر اور مدارج النبوۃ ص ۲۶۷ ج ۲ اور مواہب اللدنیہ کے ص ۲۰ پر ہے قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ لَا اَدْرِیْ مَا ھٰذَا میں ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیسی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں و در روضۃ الاحباب ایں را ایں چنیں نقل کردہ گفتہ کہ آنچہ از سلف منقول است کہ ابراہیم پسر پیغمبر ﷺ در حالت صغر وفات یافت اگرمی زیست پیغمبر میشود بصحت نرسید و اعتبارے ندارد (مدارج النبوۃ : ص ۲۶۷) روضۃ الاحباب میں ہے کہ وہ روایت جو سلف سے منقول ہے کہ حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم زمانہ طفولیت ہی میں رحلت فرما گئے اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے صحت کو نہیں پہنچی اور اعتبار نہیں رکھتی۔

مرزائیو اگر ساتھ والی حدیث جو کہ ابن ماجہ ہی میں آئی ہے اس کو بھی نقل کر لیتے تو کیا حرج تھا مگر نقل کرتے بھی کس طرح جب کہ منحوس وجود کی غرض و غایت ہی مخلوق خدا کو گمراہ کرنا ہے۔ لیجئے ہم اس حدیث کو نقل کرتے ہیں جس سے تمہاری آبلہ فریبی کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ حضرت اسمٰعیل بن خالد نے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ سے فرمایا اَرَاَیْتَ اِبْرَاھِیْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کیا آپ نے حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا مَاتَ وَھُوَ صَغِیْرًا وَلَوْ قُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ اَبْنُہٗ وَلٰکِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۱۰۹) وہ بچپن ہی میں رحلت فرما گئے اگر قضائے الٰہی میں یہ ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ہو تو البتہ وہ زندہ رہتے لیکن حضور کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں اس لیے ان کو زندہ نہیں

رکھا گیا۔ یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے ص ۹۱۴ یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ شیخ عبدالغنی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں اَلَّذِیْ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ بَابِ التَّسَمِّیْ بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ صَحِیْحٌ لَا شَکَّ فِیْ صِحَّتِهٖ وَقَدْ اَخْرَجَ الْمُؤَلِّفُ اَیْضًا بِهٰذَا الطَّرِیْقِ مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَیْرٍ---- برحاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲ یعنی اس حدیث کا بخاری نے باب تسمی باسماء الانبیا میں اخراج کیا ہے وہ صحیح ہے اس کی صحت میں کوئی شک نہیں اور حدیث کا محمد ابن عبداللہ بن نمیر سے اسی طریق سے ابن ماجہ نے بھی اخراج کیا۔ اس قدر تصریحات کے باجود مذکورہ حدیث سے جریان نبوت کی دلیل پکڑنی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہ کر نبی کیوں نہ ہوگئے حالانکہ ان کے متعلق حضور کا فرمان موجود ہے۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا۔

تحریف دوم

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (مجمع البحار ۸۵)
یعنی حضور کو خاتم الانبیاء تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں (الفضل)

الجواب: یہ قول بے سند ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں اس لیے کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اگر لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ کہنا ناجائز ہوتا تو حضور یہ کبھی نہ کہتے۔ یہ محض حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افترا و بہتان ہے۔ ان کا یہ قول ہرگز نہیں نہ ہی عقیدہ ہے کہ حضور کے بعد معاذ اللہ کوئی جدید نبی آ سکتا ہے اور یہ خیال فاسد کر بھی کس طرح سکتی تھیں جبکہ حضور سرور عالم نے کثیر التعداد احادیث میں فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا۔ میرے بعد جو مدعی نبوت ہوگا وہ

دجال اور کذاب ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

مرزائیو تمہیں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افترا باندھتے ہوئے شرم نہ آئی آخر آتی بھی تو کس طرح جبکہ تم اللہ اور رسول پر افترا باندھتے ہوئے نہیں شرماتے۔ سنیے ام المومنین کا وہی عقیدہ ہے جو کہ جمہور اہل اسلام کا ہے۔ حضرت صدیقہ ہی حضور سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقٰى بَعْدَهٗ مِنْ بَعْدِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْتُرٰى لَهٗ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔ سوائے مبشرات کے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں آپ نے فرمایا کہ اچھی خواب جو کوئی مسلمان دیکھے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے۔

تحریف سوم

فَاَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِيْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ (ترجمہ) میں آخر الانبیا ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے اگر حضور ﷺ کی مسجد کے بعد مسجدوں کا بننا آخر المساجد ہونے کے منافی نہیں تو آپ کے بعد نبی کا آنا آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے منافی کیوں ہوگا۔

جواب: حدیث کے صحیح الفاظ یہ ہیں اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِيْ خَاتَمُ الْمَسَاجِدِ الْاَنْبِيَاءِ (کنزالعمال) یعنی میں خاتم الانبیا ہوں اور میری مسجد انبیا کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے یعنی نہ کوئی نبی حضور کے بعد پیدا ہوگا اور نہ ہی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ فلاں نبی کی مسجد ہے۔

تحریف چہارم

عَنْ شِهَابٍ مُرْسَلًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِطْمَئِنَّ يَا عَمُّ فَاِنَّكَ خَاتِمُ الْمُهَاجِرِيْنَ اس حدیث میں حضور نے اپنے چچا حضرت عباس کو خاتم المہاجرین فرمایا ہے کہ اب ہجرت بند ہے جس طرح حضرت عباس کے بعد ہجرت کرنا ان کے خاتم المہاجرین ہونے کے منافی نہیں اسی طرح آنحضرت کے بعد کسی نبی کا آنا حضور کے خاتم الانبیا ہونے کے منافی نہیں۔

جواب : اس روایت کو اگر صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں بلکہ ہماری موید ہے اس لیے کہ حضور نے حضرت عباس کو جن مہاجرین کا ختم فرمایا ہے وہ وہی ہیں جنہوں نے خدا اور رسول کے ارشاد کے مطابق ہجرت کی تھی سب سے آخر حضرت عباس نے ہجرت کی تھی اس لیے حضور نے ان کو خاتم المہاجرین فرمایا۔ اس کی مزید وضاحت طبرانی ابونعیم ابن عساکر ابویعلی اور ابن نجار کی روایت میں یوں مرقوم ہے کہ حضرت عباس نے جب ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا یَا عَمُّ اَقِمْ مَكَانَكَ اَنْتَ بِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ كَمَا خَتَمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (ترجمہ) چچا آپ ابھی ہجرت نہ کریں اپنے مکان میں ٹھہریں عنقریب اللہ تعالیٰ اس ہجرت کے سلسلہ کو آپ سے ختم کرے گا جیسا کہ اس نے نبوت کے سلسلے کو مجھ پر ختم کیا ہے۔

دوسری روایت میں تفسیر صافی کی پیش کی ہے جس میں حضرت علی کو خاتم الاولیا کہا گیا ہے۔ یہ تفسیر چونکہ شیعہ کی ہے اس لیے اس روایت کی بھی وہی حیثیت ہے جیسے کہ لف حریر جیسی روایات لہذا اس کا جواب بھی انہیں سے طلب کیجئے اور اگر بالفرض والتقدیر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو یہ احادیث متواترہ کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتی لہذا قابل اعتبار نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ مرزائی کچھ عجیب

اوندھی کھوپڑی والے انسان ہیں۔ ان کی ہر حرکت عقل و دانش سے دور فہم و فراست سے بعید ہے۔ اگر کثیر التعداد احادیث متواترہ صحیحہ کے مقابل میں کوئی ایک آدھ بے سند اور غیر معتبر کتاب کی روایت مل جائے تو عقل کی بات ہے کہ اس بے سند روایت کے ایسے معنے کیے جائیں گے جو ان تمام احادیث صحیحہ کے مطابق ہوں مگر مرزائیوں کو بے سند روایت بھی مل جائے تو اس کے ایسے معنے کرتے ہیں جو تمام احادیث کے خلاف ہوں' بریں عقل و دانش بباید گریست

مرزا کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام

الفضل ۲۷ جولائی (صفحہ ۱۲ تا ۱۶) میں مرزا صاحب کی نبوت غیر تشریعی ثابت کرنے کے لیے بعض اکابر صوفیاء کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارات سے استدلال کیا ہے تحقیق مقام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے دعوئ نبوت پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے عجیب متضاد بیانات ہیں۔ کہیں تو مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب میں بھی انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ الخ

اس عبارت میں مرزا صاحب نے [illegible] نبی ہونے کا دعوئ کیا ہے

اب اس کے خلاف نبوت تشریعی کا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے۔

اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعوے بلا دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا ہے وہی صاحب الشریعہ ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی ص ۷۰۶ اربعین ۳۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو "صاحب الشریعت" کہا ہے۔ کہیں سرے سے مکر جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی نبوت کا صفایا کر دیتے ہیں فرماتے ہیں "نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو کہ بحکم خدا کیا گیا ہے" (ازالہ اوھام، طبع دوم، ص ۱۷۳)

لاہوری مرزائی عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا صاحب کی وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ اور قادیانی مرزائی عوام کو بہکانے کے لیے غیر تشریعی نبوت والی عبارتیں دکھا دیتے ہیں۔ مرزائی اگر مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں تو قطعی طور پر انہیں صاحب شریعت نبی مانتے ہوں گے کیونکہ اربعین کی عبارت منقولہ بالا میں مرزا صاحب نے غیر مبہم طور پر اپنے آپ کو صاحب شریعت قرار دیا ہے۔

لیکن ختم نبوت کے دلائل سے تنگ آ کر قادیانی مرزائی اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں۔ صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے۔ غیر تشریعی جاری ہے۔ نبوت کی دو قسمیں تشریعی و غیر تشریعی جن معنی میں مرزائیوں نے بیان کی ہیں وہ قرآن و حدیث اور دلائل شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب الشریعت نہ ہو [illegible] کے دعویٰ کی دلیل میں نہ کوئی

قرآن کی آیت ہاتھ آئی نہ کوئی حدیث البتہ حضرات صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمہ کی بعض عبارات سے انہوں نے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی اول تو مرزائیوں کو شرم و حیاءؑ سے کام لینا چاہیئے کہ جن صوفیائے کرام کو مرزا صاحب نے ملحد اور زندیق قرار دیا ہے ان ہی کے اقوال و عبارات کو وہ مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو "رسالہ تحریر اور خط" مرزا صاحب نے ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو وحدت الوجود کا حامی بتایا اور وحدت الوجود کے قائلین کو ملحد اور زندیق کہا۔

قبل اس کے کہ ہم ان حضرات صوفیاء کی عبارات پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کریں اور مرزائیوں کی افتراپردازی کا جواب لکھیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر صوفیاؑ کے مسلک اور ان کے مقاصد کو با وضاحت بیان کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی مقدس جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ تزکیہ باطن صفائی قلب کے بعد اپنے دل و دماغ اور روح کو انوار معرفت سے منور کریں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر خدائے تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کریں ظاہر ہے کہ یہ فیوض و برکات اور انوار و کمالات آفتاب نبوت ہی کی شعاعیں ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کی نبوت اور رسالت ہی کا فیض ہے اگر بارگاہ نبوت سے کسی کو فیض نہ پہنچے اور آفتاب نبوت کی شعاعیں کسی کے دل کو نہ چمکائیں تو اس کو ہرگز کوئی فضل و کمال حاصل نہیں ہو سکتا نہ اس کے دل میں کوئی نور پیدا ہو سکتا ہے۔ ہر فضل و کمال کا سرچشمہ صرف نبوت اور رسالت ہے۔

اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ نے باب نبوت کو مسدود فرما دیا تو شاید وہ تمام فیوض و برکات بھی بند ہو گئے جو بارگاہ نبوت سے وابستہ تھے اور نبوت کا دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے کسی کو مقام نبوت سے کسی قسم کا کوئی فضل و کمال [illegible] ختم نبوت کا یہی مفہوم

لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو جانے سے مقام نبوت کے تمام فیوض و برکات بند ہوگئے تو صوفیائے کرام کا ریاضت و مجاہدہ کرنا اور صفائی باطن اور تزکیہ نفس کر کے مقام نبوت کے فیوض و برکات اور آفتاب رسالت کے انوار سے مستفیض و مستنیر ہونے کی امید رکھنا بھی لغو و بے معنی ہوگا اور اس طرح صوفیائے کرام کا تمام سلسلہ تصوف اور جدوجہد سب بیکار اور لغو ہو جائے گی۔ اس شبہ کو دور کرنے اور مقصد تصوف کو کامیاب بنانے کے لیے صوفیائے کرام کا فرض تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ ختم نبوت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام نبوت اس طرح ختم ہوگیا کہ اب کسی کو کوئی فضل و کمال نبوت کے دروازے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ وسوسہ شیطانی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فیضان نبوت جاری ہے اور ہر صاحب فضل و کمال کو اس کی استعداد کے موافق جو کمال ملا ہے یا ملے گا اس کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے اور ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب نہیں کیا جائے گا اور شریعت نہیں دی جائے گی۔ اس کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب کرنا ہی تشریع ہے عام اس سے کہ وہ امر و نہی قدیم ہو یا جدید شریعت و نبوت میں کچھ فرق نہیں نبوت شریعت ہے اور شریعت نبوت کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی امر و نہی سے مخاطب نہ فرمایا ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ہر نبی تبشیر اور انذار پر مامور ہوتا ہے اور یہ ہی شریعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مقام نبوت کے فیوض و برکات بند ہوگئے لیکن فیوض و برکات جاری ہونے کا یہ مطلب لینا بھی غلط اور باطل ہے کہ فیضان نبوت سے کوئی نبی بن سکتا ہے۔ دیکھیے تمام عالم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمتوں سے مستفید ہو رہا ہے اور بارگاہ الوہیت سے ہر قسم کے فیوض و برکات بندوں کو حاصل ہو رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندے فیضان الوہیت سے الوہیت کا درجہ بھی پا سکتے ہیں حضرات صوفیائے کرام نے [illegible] حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ

فیضان نبوت کے جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر و نہی کا دروازہ قطعاً مسدود ہو چکا ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے اگر وہ احکام شرع کا مکلف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن مار دیں گے۔ ملاحظہ ہو الیواقیت والجواہر جلد دوم صفحہ ۳۴۔

فَاِنْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ بِفِعْلِ الْمُبَاحِ قُلْنَا لَہٗ لَا یَخْلُوْا اَنْ یَّرْجِعَ ذَالِکَ الْمُبَاحَ وَاجِبًا فِیْ حَقِّکَ اَوْ مَنْدُوْبًا وَذَالِکَ عَیْنُ نَسْخِ الشَّرْعِ الَّذِیْ اَنْتَ عَلَیْہِ حَیْثُ صَیَّرْتَ بِالْوَحْیِ الَّذِیْ زَعَمْتَہٗ الْمُبَاحَ الَّذِیْ قَرَّرَہُ الشَّارِعُ مُبَاحًا مَامُوْرًا بِہٖ یَعْصِیْ الْعَبْدُ بِتَرْکِہٖ وَاِنْ اَبْقَاہُ مُبَاحًا کَمَا کَانَ فِی الشَّرِیْعَۃِ فَاَیُّ فَائِدَۃٍ لِہٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ مَلَکُ وَحْیِ ہٰذَا الْمُدَّعِیْ۔ الخ۔

اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ امر دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہوگا یا مندوب یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں ناسخ قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے۔ اس لیے کہ جس کلام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا تو نے اسے اپنی وحی مزعوم کے ساتھ ماموربہ یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور اس امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔ وَقَالَ الشَّیْخُ اَیْضًا فِی الْبَابِ الْحَادِیْ وَالْعِشْرِیْنَ مِنَ الْفُتُوْحَاتِ مَنْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی

اَمَرَہٗ بِشَیْءٍ فَلَیْسَ ذَالِکَ بِصَحِیْحٍ اِنَّمَا ذَالِکَ تَلْبِیْسٌ لِاَنَّ الْاَمْرَ مِنْ قِسْمِ الْکَلَامِ وَصِفَتِہٖ وَذَالِکَ بَابٌ مَسْدُوْدٌ دُوْنَ النَّاسِ۔ الخ۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ کی اکیسویں فصل میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر وحی فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں یہ تلبیس ابلیس ہے اس لیے کہ امر کلام کی قسم سے ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فَقَدْ بَانَ لَکَ اَنَّ اَبْوَابَ الْاَمْرِ الْاِلٰہِیَّۃِ وَالنَّوَاہِیْ قَدْ سُدَّتْ وَکُلُّ مَنْ اِدَّعَاھَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَھُوَ مُدَّعٍ شَرِیْعَۃً اُوْحِیَ بِھَا اِلَیْہِ سَوَاءٌ وَافَقَ شَرْعَنَا اَوْخَالَفَ فَاِنْ کَانَ مُکَلَّفًا ضَرَبْنَا عُنُقَہٗ وَاِلَّا ضَرَبْنَا عَنْہُ صَفْحًا یہ بات تم پر بخوبی واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی شریعت ہے۔ عام اس سے کہ جن اوامر و نواہی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شرع کے موافق ہوں یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا۔ اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں گے ورنہ اس سے پہلو تہی کریں گے (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۴ طبع مصر۔)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب فتوحات مکیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمتہ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی شریعت ہے نیز یہ [illegible] کے معنی اللہ تعالیٰ کی

طرف سے امرو نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ اب مرزا صاحب کی تصریحات سامنے رکھ کر یہ دیکھ لیجئے کہ وہ من جانب اللہ امرو نہی پانے کے مدعی ہیں یا نہیں۔

اربعین نمبر ۲ ص ۷۰۶ کی یہ عبارت ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے فرمایا یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔

پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔

مرزا صاحب کی اس عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہوگئیں ایک یہ کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی نے شریعت کے جو معنی بیان فرمائے ہیں مرزا صاحب نے ان پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ دوسری یہ کہ مرزا صاحب حضرات صوفیاء کرام اور خود اپنی تصریح کے مطابق مدعی شریعت ہیں۔

اب میں ان مرزائی دوستوں سے دریافت کرتا ہوں جنہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی کی تصانیف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ان حضرات کے نزدیک نبوت تشریعی ختم ہوگئی۔ غیر تشریعی جاری ہے لہٰذا مرزا صاحب کا غیر تشریعی نبی ہونا درست ہوگیا کس حد تک ان عبارات سے آپ کو فائدہ پہنچا صوفیاً تو آپ کے لیے اغیار کا حکم رکھتے ہیں۔

خود مرزا صاحب جو آپ کے غم خوار ہیں اور جن کی نبوت غیر تشریعی کی خاطر آپ نے اس قدر پاپڑ بیلے انہوں نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا اور بول اٹھے کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور اس طرح میں صاحب شریعت ہوں۔

مدعی ست گواہ چست والا معاملہ ہے۔

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں مسلمانوں کو

دھوکا اور فریب دیتا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے منکرین کو جہنمی، نا مسلمان اور غیر ناجی کافر قرار دیا ہے۔

ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

مکتوباتِ مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم (حقیقتہ الوحی ص ۱۶۳)

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقتہ الوحی ص ۱۶۳)

(اے مرزا) جو شخص تیری پیری نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (ص ۸ رسالہ معیار الاخیار)

خدا تعالٰی نے تمام انسانوں کے لیے اس (میری وحی) کو مدار نجات ٹھہرایا۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۷)

ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر جہنمی قرار دیا۔ اب مرزا صاحب کی اس عبارت کو بھی پڑھ لیجئے نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالٰی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گزرے ہیں کہ وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلٰی شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب حاشیہ ص ۳۲۵ طبع دوم)

مرزا صاحب اپنے منکرین کو کافر بھی کہہ رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ صرف اس نبی کا منکر کافر ہوتا ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لائے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب احکام جدید [illegible] شریعت [illegible] احکام ازراہ انصاف بتائیں

کہ مرزا صاحب کی نبوت تشریعی کے دعوے میں اب بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔

پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبوت کے مدعی ہیں سراسر دجل و فریب نہیں تو کیا ہے۔

مزید تشریح:

ایک شہادت حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کرتے ہیں۔

(پس حصول کمالات نبوت مرتابعین را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت او نیست) یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لیے پیروی اور حصول کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت کے بعد اس کے خاتم ہونے کی منافی نہیں مرزائیوں کا اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرنا یا تو حماقت ہے یا دیدہ دلیری ہم حیران ہیں حماقت کہیں یا دیدہ دلیری خیر دونوں ہی کہہ لیتے ہیں۔

ناروا	کہیے	نا	سزا	کہیے
کہیے	کہیے	انہیں	برا	کہیے

عبارت بالکل صاف ہے۔ یعنی مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کمالات نبوت کا حصول حضور کی خاتمیت کے منافی نہیں اور مرزائی اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ حضور کے بعد نبی آ سکتا ہے۔ خدا جانے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ مرزائیو! اگر کوئی ادنیٰ درجہ کا فارسی داں بھی سن پائے گا تو تمہیں کیا کہے گا کیا کمالات نبوت حاصل کرنے سے انسان نبی بن سکتا ہے پھر تو اخلاق اللہ حاصل کرنے سے خدا بھی بن جائے گا اس لیے کہ ارشاد ہوتا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ یعنی اخلاق اللہ میں رنگے جاؤ۔ تو جو شخص اخلاق اللہ سے موصوف ہو جائے اسے خدا بن جانا چاہیے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ انسان کمالات نبوت حاصل کرنے سے نبی بن جاتا ہے تو ہم

آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کمالات نبوت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے حاصل کیے تھے کہ نہیں اگر کیے تھے اور یقیناً کیے تھے تو وہ نبی کیوں نہ بن گئے نیز مجدد صاحب یہ کمالات نبوت اپنے میں پائے جانے کے معترف تھے۔ انہوں نے دعویٰ نبوت کیوں نہ کیا۔

نیز ہم اجماع امت کے بیان میں امام شعرانی کی اصل عبارت نقل کر آئے ہیں جس میں امام موصوف فرماتے ہیں کہ حضور کے بعد مدعی نبوت اگر مراقی وغیرہ نہ ہو تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور اگر مراقی ہو تو معذور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہیے۔

علاوہ ازیں مرزائی حضرت محی الدین ابن عربی اور ملا علی قاری کی عبارات پیش کرتے ہیں مگر پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ بزرگ بھی ہر مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

ضروری نوٹ:

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر مذکورہ بالا بزرگوں کی کسی عبارت سے نبوت غیر تشریعی کا تاثر ملتا ہے تو ہم ان کو قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ خلاف شرع عبارتیں الحاقی ہیں۔ کسی یہودی یا عیسائی نے اسلام کی بنیادی تعلیم کو مسخ کرنے اور اولیاء امت سے لوگوں کو بدظن کرنے کے لیے ان کے نام سے ایسی خلاف شرع باتیں ان کی کتابوں میں درج کر دیں۔

جیسا کہ امام احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ رضویہ، ج۶، ص۳۰۸ پر تصریح فرمائی ہے۔

بہت سے اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں، جن کا مفصل بیان کتاب "الیواقیت و الجواہر" امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ میں ہے۔ خصوصاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی گنتی نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بھر

دیے ہیں۔ جس پر در مختار میں علامہ مفتی ابو السعود سے نقل کیا:

تَیَقَّنَّا اَنَّ بَعْضَ الْیَهُوْدِ اِفْتَرَا ھَا عَلَی الشَّیْخِ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ

"ہم کو یقین ہے کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ عبارتیں یہودیوں نے گھڑ دی ہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس لیے مرزائیوں کا ایسی عبارات سے (جو واقعۃً جعلی ہیں اور ان اولیاء کرام کی تصنیفات میں ایک سازش کے تحت درج کر دی گئی ہیں) مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف دلیل لانا غلط ہے۔ نیز سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کی تصریحات کے خلاف کسی بزرگ سے بزرگ ترین شخصیت کی طرف منسوب بات کو ہم قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ان بزرگوں کی طرف منسوب کردہ جو عبارات قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہوں، ناقابل استدلال قرار دی جائیں گی۔

"الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کا جواب:

"مسئلہ ختم نبوت" کی کتابت جاری تھی کہ مرزائیوں کے آرگن "الفضل" یعنی الدجل یا "الف ضل" نے مورخہ ۲۷ جولائی کو خاتم النبیین نمبر شائع کیا جس میں چند آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین کی غلط تفسیر و تاویل کر کے مسلمانوں کو گمراہ اور دین سے بے خبر عوام کو دھوکہ و فریب دینے کی کوشش کی گئی۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے رضوان کے ختم نبوت نمبر میں "الفضل" کے استدلات و شبہات کا نہایت متانت سے مدلل و مکمل جواب دیا ہے اور اس کی مکاری و کیادی کا پردہ چاک کیا ہے اور بوقت تردید احمدیہ پاکٹ بک کو بھی سامنے رکھا ہے جن مسلمانوں نے الفضل کا یہ نمبر پڑھا ہے اگر وہ انصاف و دیانت سے اور مرزائی تعصب و ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر ہمارے

مدلل و مسکت جوابات کو پڑھ لیں گے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ "الفضل" کے فریب سے بچ جائیں گے اور حقیقت ان پر منکشف ہو جائے گی۔ الفضل کا یہ نمبر ۲۴ صفحات کا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

الفضل:

۱۔ صفحہ ایک سے لے کر صفحہ ۹ تک نظمیں، نعتیں، ظفر اللہ کی تعریف، زمیندار پر لعن طعن۔ مرزا کے اقوال خبیثہ، خلیفہ کے خطبے وغیرہ درج ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ مرزا جی عاشق رسول تھے اور غیر تشریعی نبوت کے دعویدار تھے۔ شریعت والی نبوت کے متعلق تو وہ بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ ایسا نبی اب نہیں آ سکتا۔ چنانچہ الفضل نے اپنے اس نمبر میں اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور عوام کو سخت دھوکہ دیا ہے۔

۲۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ پر نہایت دھوکہ و فریب سے کام لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ شریعت والی نبوت منقطع ہے مگر غیر شریعت والی نبوت باقی ہے اور مرزا بھی غیر تشریعی نبوت کا دعویدار ہے۔

۳۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۶ پر آیات قرآنی کا غلط ترجمہ و تاویل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے بعد غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔

۴۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۷ تا ۱۸ پر بندگان دین ملا علی قاری محی الدین ابن عربی وغیرہ ذالک آئمہ دین کے اقوال کو توڑ موڑ کر تعین کر کے غیر تشریعی نبی کے آنے پر استدلال کیا گیا ہے۔

۵۔ الفضل صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۲۴ تک مختلف کارخانوں، کپڑوں کی دکانوں اور دوائیوں کے اشتہارات ہیں۔ شاید ان سے بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ

مرزا جی نبی تھے۔

۶- الفضل صفحہ ۸ پر ایک اشتہار اٹھراہ کی دوائی کا بھی ہے نامعلوم اس دوائی سے بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔

مسئلہ ختم نبوت:

۱- مرزا صاحب عاشق رسول تھے یہ تھے وہ تھے اس کی حقیقت تو آپ کو "مسئلہ ختم نبوت" کے ہر صفحہ سے معلوم ہو جائے گی ہاں یہ بات کہ مرزا جی غیر تشریعی نبوت کے قائل اور دعویدار تھے اس کے مدلل جواب کے لیے آپ **رسالہ ھذا** کا مضمون "مرزائی نبوت اور حضرات صوفیائے کرام" کو بغور پڑھیں اس میں ہم نے مرزا جی کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا جی نے غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ میں صاحب الشریعت نبی ہوں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر ہمارے اس مضمون کو اور نمبر کو مرزائی ٹھنڈے دل سے اور انصاف کی نظر سے پڑھ لیں گے تو الفضل کی مکاری و کیدی ان پر ظاہر ہو جائے گی۔

۲- الفضل کے اس دعویٰ اور استدلال کے رد کے لیے آپ "مسئلہ ختم نبوت" کے مضامین ختم نبوت از قرآن ختم نبوت از احادیث، ختم نبوت از اجماع، ختم نبوت از دلائل عقلیہ پڑھیے اس میں "الفضل" اور مرزائی پاکٹ بک کے تمام شبہات کا مفصل و مدلل اور جواب دیا گیا ہے۔

۳- اس کے مکمل و مدلل جواب کے لیے آپ مضمون اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جواب پڑھیے۔

۴- اس کے جواب کے لیے آپ مضمون مرزا صاحب کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام پڑھیے۔

۵- واقعی ان کے جوابات سے ہم بالکل عاجز ہیں

۶۔ اس کا تجربہ بھی مرزائی حضرات اور ان کی مستورات ہی کو ہوگا کیونکہ مستورات ہی اس گولی کو کھاتی ہیں۔

چوں چوں کا مربہ:

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے سب نے ایک سیدھا اور صاف دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ہوں اور امر واقعہ بھی یہ ہی ہے کہ ایک سچے نبی و رسول کے دعوئی میں کوئی اینچ پینچ نہیں ہوتا لیکن اس کے برعکس مرزا صاحب کے دعوئی کو دیکھیے کہ وہ شیطان کی آنت کی طرح لمبے چوڑے متضاد اور مختلف ہیں اور ان کے تنوع و ندرت کا یہ عالم ہے کہ ایک انسان ان کی فہرس دیکھ کر ہی پریشان ہو جاتا ہے اور دعاوی کی کثرت و اختلاف کی بنا پر وہ یہ معین ہی نہیں کر سکتا کہ مرزا جی کیا تھے۔

دعاوی کی فہرس:

(۱) منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

(تریاق القلوب صفحہ ۳)

(۲) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(اس بے شماری کے قربان)

اللہ ہوں:

میں نے نیند میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی اللہ ہوں پس میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور کہا ہم نے آسمانوں کو ستاروں سے سجایا ہے۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۵)

اللہ کا فرزند ہوں:

حقیقت الوحی کے صفحہ ۸۶ پر مرزا لکھتا ہے کہ اے اللہ نے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ اے مرزا تو میرے فرزند کی جگہ ہے۔

کرشن:

۲ نومبر ۱۹۰۴ء مرزا صاحب نے سیالکوٹ میں ایک لکچر دیا جس میں اپنے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز البشریٰ جلد اول صفحہ ۵۶ پر اپنے آپ کو (بے کرشن جی رودر گوپال) کہا ہے۔

اوتار

ہندوؤں کو مخاطب کر کے مرزا صاحب کتاب البشریٰ کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۱۶ پر لکھتے ہیں برہمن اوتار (مرزا جی) سے مقابلہ اچھا نہیں۔

آریہ:

کتاب البشریٰ جلد اول ص ۵۶ پر مرزا نے آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ابن مریم:

ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۸ پر لکھتے ہیں' نازل ہونے والا ابن مریم یہ ہی ہے۔

مسیح موعود:

ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۶۵ پر مرزا نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ظلی بروزی:

اس کے علاوہ مرزا جی نے نبوت' محمد' ظلی محمد' احمد' ظلی احمد' مسیح موعود' محمد مفلح' مجدد' محدث' مہدی جزوی ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے (مختلف کتب)

صور:

چشمہ معرفت کے ص ۷۶ پر لکھا ہے کہ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہیں۔

سنگ اسود:

البشریٰ جلد اول ص ۴۸ پر لکھا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا میں نے کہا سنگ اسود میں ہوں۔

عجیب دعویٰ:

البشریٰ جلد دوم ص ۱۱۸ پر مرزا جی نے دعویٰ کیا ہے امین الملک جے سنگھ بہادر۔

اب دعاوی کی تو انتہا نہیں ہے کہاں تک ضبط تحریر میں لایا جائے اتنے کثیر اور مختلف دعاوی کے ہوتے ہوئے یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ مرزا جی نبی نہیں بلکہ چوں چوں کا مربہ تھے۔

بد تر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے

نبوت کا ایک بہت بڑا عنصر اخلاق ہے اس دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے وہ خلق حسن کے پیکر اور اخلاق عالیہ کے حامل تھے لیکن اس کے برعکس اگر مرزا کے اخلاق اس کی سیرت اور اس کے کیریکٹر کو دیکھا جائے تو وہ ایسا ہے جس کے تصور سے جبین انسانیت عرق آلود اور چشم غیرت اشکبار ہے۔

باده عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعوی ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

پھر یہ بات ہم نہیں کہتے بلکہ خود امین الملک جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد نے بھی تسلیم کی ہے وہ درثمین اردو کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں۔

بد تر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

۲۔ کتاب ست بچن کے ص ۲۱ پر لکھتے ہیں:

"گالی دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

بجا فرمایا بے شک جو گالی دے' بدزبان ہو' وہ سفلہ ہے کمینہ ہے' بیت الخلاء ہے اور ہر ایک بد سے بد تر ہے۔ اسے نبی و رسول مسیح و مجدد ماننا تو درکنار ایک صالح انسان کہنا بھی غلط ہے آیئے مرزا صاحب کے اس فتوے کی روشنی میں خود مرزا صاحب ہی کو دیکھیے کہ ان کا دہن کبھی بد زبانی سے آلود ہوا ہے؟

مرزا کی بدزبانیاں:

۱- خدائے تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگادی۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳)

۲- جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہوگئے۔ (حیات احمدیہ' جلد اول نمبر ۳ ص ۲۵)

۳- آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے سمجھنے والے سمجھ لیں۔ (چشمہ معرفت ص ۱۱۶) لیجئے اب آپ مرزا صاحب کی پوری گوہر افشانی سنیئے۔

مسلمان حرام زادے کنجری کی اولاد:

الف - جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت و عناد کی راہ سے بکواس کرے گا۔۔۔ اور کچھ شرم و حیا کو کام میں نہیں لائے گا۔۔۔ اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔ حرام زادہ کی یہ ہی نشانی ہے۔ کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے (نور الاسلام ص ۳۰)

ب - كُلُّ مُسْلِمٍ يَقْبَلُنِيْ وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِيْ اِلَّاذُرِّيَّةَ الْبَغَايَا

(ترجمہ) ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوئی پر ایمان لاتا ہے مگر زناکار کنجریوں کی اولاد (آئینہ کمالات ص ۵۴۷)

شتر مرغ معلون شیطان:-

بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں۔ محض یاوہ گو ژاژ خا ہیں۔۔۔ مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ تا ۲۳ ملخصاً)

علماء کی ایسی تیسی:

اے بد ذات فرقہ مولویان کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۱)

ب۔ اے بے ایمانو نیم عیسائیو! دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو تمہاری ایسی تیسی۔ (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص ۵)

جہاں سے نکلے تھے:

جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف و گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ (حیات احمدیہ جلد اول، نمبر ۳، ص ۲۵)

مرشد وقت حضرت پیر مہر علی:

شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے حق میں مرزا صاحب لکھتے ہیں مجھے ایک کذاب کی طرف سے کتاب پہنچی ہے وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔ اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت تو معلون کے سبب ملعون ہو گئی۔ (اعجاز احمدی، ص ۷۵)

غزنوی جماعت پر لعنت:

مولوی عبدالحق غزنوی کا نطفہ ان کی بیوی کے پیٹ سے چوہا۔

الف۔ عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہیئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

ب۔ عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷ تا ص ۵۸)

مولوی ثناء اللہ عورتوں کی:

مولوی ثناء اللہ پر لعنت لعنت دس بار لعنت ایک بھیڑیے... اے عورتوں کی عار ثناء اللہ اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل۔ (اعجاز احمدی)

ناظرین کرام:

مرزا جی کی گوہر افشانیوں کی فہرس تو بہت لمبی ہے اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے تاہم ان مذکورہ بالا بد زبانیوں کو ذہن میں رکھ کر بنظر انصاف کہئے کہ جس کا ایسا کیریکٹر ہو جس کی زبان پر گالیوں کے سوا کچھ نہ ہو وہ نبی تو درکنار ایک مہذب انسان کہلانے کا بھی حقدار ہے یا نہیں؟

اس کے علاوہ:

خود مرزا جی کو اعتراف ہے اور انہوں نے یہ اعلان کیا ہے۔

۱۔ گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے (ست بچن ص ۳۰)

۲۔ بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بدزبان ہے (درثمین ص ۱۷) پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں۔

۱۔ بدی کا جواب بدی سے مت دو (نسیم دعوت، ص ۳)

۲۔ گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو۔ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے (دافع الوسواس ص ۲۲۵)

۳۔ خبردار نفسانیت تم پر غالب نہ آوے ہر سختی کے جواب کو برداشت کرو' ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔ (نسیم دعوت ص ۳)

لیکن اس کے باوجود وہ خود گالیاں دے رہے ہیں اور انہوں نے اپنی کتب میں دنیا بھر کے مسلمانوں اور اولیاء امت اور صلحائے قوم کو بندر' کتا' خنزیر' حرام زادہ' لعنتی ولد الحرام' گدھے' مشرک' یہودی' بے شرم' بے حیا' ذریۃ البغایا کنجریوں کی اولاد کہا ہے اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ مرزا جی۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بدزبان ہے۔

کے مصداق بنے ہیں یا نہیں اور جو شخص سفلہ ہو کمینہ ہو ہر ایک بد سے بدتر ہو وہ نبی و رسول کیونکر ہو سکتا ہے۔

مرزا کی عیسائیت

لم یلد و لم یولد

عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ قرآن پاک نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ' اولاد' بیوی اور تمام انسانی خصوصیات سے پاک و منزہ ہے وہ تو احد ہے صمد ہے اور باپ بیٹا روح القدس کا عقیدہ کفر ہے۔ عیسائیوں کے اس قول باطل کی تردید قرآن میں جا بجا موجود ہے مگر کتنی افسوس ناک اور درد ناک ہے یہ حقیقت کہ مرزا جی عیسائیوں کا رد تو کیا کرتے تھے مگر خود اللہ کے فرزند ہونے کے دعویدار ہو گئے۔ یہ ہی نہیں بلکہ انہوں نے بالکل صاف طور پر یہ اعلان کیا کہ میں خدا کی بیوی ہوں اور ان کے پیٹ میں جو حیض ہے' وہ اللہ کا فرزند بن گیا ہے۔ مرزا صاحب تتمہ حقیقت الوحی کے ص ۱۴۳ پر لکھتے ہیں۔

۱- بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے اور کسی پلیدی یا ناپاکی پر اطلاع پاوے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے الہامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ بن گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔

۲- اربعین جلد ۳ صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں' اللہ نے مرزا سے کہا اَنْتَ مِنْ مَّاءِنَا وَھُمْ مِنْ فَشَلٍ تو میرے نطفہ سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

مریم کی طرح موسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرا گیا اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا (کشتی نوح ص ۴۷)۔

پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردِ زہ ہوا تنہ کھجور کی طرف لے آئی (حوالہ مذکور)

بس مجذوب کی بڑ ہے جو چل نکلی ہے کہیں خدا بن رہے ہیں کہیں اس کے فرزند اور کہیں بابو الٰہی بخش سے کہا جا رہا ہے کہ تو میرا حیض نہیں دیکھ سکتا۔ وہ حیض تو اللہ کا بچہ بن گیا ہے اور کہیں اعلان ہے کہ میں اللہ کے نطفہ سے پیدا ہوں اور کہیں خدا کی بیوی بنا جا رہا ہے (العیاذ باللہ)

نوٹ : مرزائی آپ کو دھوکہ دے کر یہ کہیں گے کہ جہاں مرزا جی نے اللہ کی بیوی یا فرزند ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ مجازی و معنوی طور پر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق عیسائی بھی یہ نہیں کہتے ہیں کہ مریم اور خدا تعالیٰ میں جسمانی لحاظ سے زن و شوہر کے تعلقات تھے جس سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ عیسائی بھی روحانی استعاری اور مجازی طور پر ہی ایسا کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن نے ان کی تردید کی ہے۔ اس لیے مرزا صاحب کو اس کلیہ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مداری کی پٹاری:

قسم ہے قادیاں کے گلرخوں اور گلعذاروں کی:

غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی:

مرزا جی کے الہامات میں خاص بات یہ ہوتی تھی کہ وہ امرت دھارا کی قسم کے ہوتے تھے اور پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ ربڑی کی طرح پھیلنے بڑھنے کی ان میں پوری استعداد ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل کسی دوسرے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔ یہاں ہم مرزا جی کے الہامات کے متعلق ایک خاص بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مرزا جی کے خدا کو مرزا جی پر ایسی بے اعتمادی تھی کہ وہ الہام بھی ایسے لفظوں میں کرتا تھا جس کو خود مرزا جی سمجھنے سے قاصر تھے۔ چنانچہ وہ الہامات جن کے مفہوم و معنی خود مرزا جی نہیں سمجھ سکے اور خود انہوں نے اس کا اقرار کیا کہ میں اپنے الہام کے معنی ابھی تک نہیں سمجھ سکا ہوں کی مختصر تفصیل نذر ناظرین ہے۔

۱۔ ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس۔

(البشریٰ جلد اول ص ۳۶)

۲۔ شعنا نعسا۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶)

۳۔ پریشن۔ عمر پراطوس یا پلاطوس۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۶۸)

۴۔ ایک الہام البشریٰ جلد دوم ص ۱۹ پر یوں بیان کرتے ہیں۔۔۔ "پیٹ پھٹ گیا" (یہ دن کے وقت کا الہام ہے)۔

۵۔ خدا اس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے۔ (البشریٰ جلد ۲ ص ۱۱۹) خود کہتے ہیں یہ الہام نامعلوم کس کے حق میں ہے۔

۶۔ ایک اور پر لطف الہام اسی صفحہ پر ہے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۰ھ بروز پیر موت تیرہ ماہ حال کو۔

مرزا صاحب خود لکھتے ہیں قطعی طور پر معلوم نہیں کہ یہ الہام کس کے متعلق ہے۔

۷۔ البشریٰ جلد دوم ص ۱۲۵

بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں۔

مرزا صاحب کو خود تسلیم ہے کہ معلوم نہیں کس کے متعلق الہام ہے۔

۸۔ البشریٰ جلد دوم ص ۶۵، ۶۶ پر نہایت حیرتناک الہام دیکھئے۔ بعد ۱۱ انشاء اللہ۔

خود ہی فرماتے ہیں معلوم نہیں ۱۱ سے کیا مراد ہے۔

۹۔ البشریٰ جلد ۲ ص ۵۰ پر الہام درج ہے۔

غثم، غثم، غثم

۱۰۔ البشریٰ جلد ۲ ص ۱۰۷ پر الہام درج ہے۔

ایک دانہ کس کس نے کھایا۔

۱۱۔ البشریٰ کے صفحہ ۱۲۶ پر ایک الہام ہے۔

لاہور میں ایک بے شرم

۱۲۔ البشریٰ جلد اول ص ۴۳ پر ہے۔

ربنا عاج

۱۳۔ البشریٰ جلد دوم ص ۱۱۷ کے نیچے مرزا صاحب لکھتے ہیں آج رات مجھے الہام ہوا کہ ایک دن میں رخصت ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں ..... مگر معلوم نہیں کس کے حق میں ہے۔

الغرض:

ایسے عجیب و غریب اور بے مثل الہامات کی بہت طویل فہرس ہے جس کو پیش کرنا بڑا مشکل ہے تاہم یہ فہرس ان الہامات کی ہے جن کے متعلق خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ان کے معنی مفہوم مجھے معلوم نہیں ہیں۔

صحیح الہام کا معیار:

پھر مرزا صاحب نے خود ہی ایک معیار بھی مقرر کیا ہے کہ الہام وہ ہی صحیح ہوتا ہے جس کو نبی سمجھ سکے چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ تو بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کچھ اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو۔ (چشمہ معرفت ص ۲۰۹)

مرزا جی کے اس فتویٰ کو بھی ذہن میں رکھئے اور اب مرزا جی کا یہ اقرار بھی پڑھئے فرماتے ہیں۔

زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوئے جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔ (نزول المسیح ص ۷۵)

مرزا جی کے اس معیاری فتوے اور اس اقرار کو پڑھئے آپ اگر ذرا فکر سے کام لیں گے تو آپ پر روشن ہو جائے گا کہ

قسم ہے قادیاں کے گلرخوں اور گلعذاروں کی
غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی

پیپر منٹ:

اس تفصیل کے بعد صرف ایک الہام اور سن لیجئے اور کم از کم مرزا جی کو داد دیجئے۔ دیکھئے کیسا مزیدار الہام ہے جو نبی کو نہیں بلکہ بناسپتی نبی ہی کو ہو سکتا ہے۔

(اخبار الحکم قادیان' ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء) حضور مرزا جی کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی اس پر لکھا تھا۔ "خاکسار پیپر منٹ"۔

واقعی ناقص نبی کے لیے وحی کے جملے بھی ناقص ہی ہونے چاہیں خاکسار کا لفظ واقعی بڑا موزوں لگتا ہے (محمود رضوی)

عجائبات مرزا

مرزائیت کوئی مذہب نہیں' مذہب کی توہین ہے یہ اسلام کا فرقہ نہیں اسلام کا مضحکہ ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیمات' آپ کے ارشادات' آپ پر نازل شدہ وحی و الہامات پھر یہ عجائبات اور پھر ان سب پر یہ مستزاد کہ مجھے مانو۔ کافر مشرک اور ولد الزنا' کنجر زادے ہو کے نہ مرو۔ کیا یہ انسانیت سے مذاق اور تمسخر نہیں؟ در حقیقت مرزا صاحب نے دنیا کو بدھو بنانے کی کوشش کی ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے۔

کہ جب تک قوم بدھو ہے ہم ان کی کمائی سے یونہی کھاتے رہیں گے اور جب قوم سیانی ہو جائے گی اور تم سب بیرسٹر اور وزیر خارجہ بن جاؤ گے تو پھر میں نبوت کا دعویٰ کر دوں گا اور تم سے اور زیادہ لے کر کھاتا پیتا رہوں گا۔ کاش ہمارے "احمدی" دوست مرزا صاحب کے "ارشادات" کو بغور پڑھیں اور اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں کیونکہ یہ دین کا سوال ہے اور اسی پر آخرت کی نجات کا مدار ہے۔

مرغ، بلی اور چوہا:

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔ "رویا چند آدمی سامنے ہیں ایک چادر میں کوئی شے ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں اور ایک بکرا ہے۔ (چادر میں بکرا سبحان اللہ عجائبات در عجائبات) "رضوی" میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا تاکہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک بلی ملی جس کے منہ میں کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔ (وہ تو خیر گزری کہ بلی نے توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا صاحب بہادر مرغوں کو گھر تک سلامت کب لے جا سکتے اور بکرے بیچارے کی تو بلی تکا بوٹی کر دیتی) (رضوی)

(البدر نمبرا جلد ۲۰، ۱۹۰۵ء و مکاشفات ص ۴۲)

مرزا صاحب کے الہام کنندہ نے "بلی کو چوہے کی خواب" کی ضرب المثل سچ کر دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہادر اور خوفناک قسم کی بلی تھی کہ جس سے مرزا جی کے بکرے تک کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ قادیان اور امت مرزائیہ کو چاہیے کہ آئندہ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں اس بلی کے لیے ہدیہ تشکر کی قرار داد منظور کریں کہ اس بلی نے مرغوں بکرے اور خود مرزا صاحب کی طرف توجہ نہ کی اگر وہ حملہ آور ہوتی تو مرغوں بکرے اور خود جناب نبوت ماب کی خیر نہ تھی۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

مرغی کا الہام:

مرزا غلام احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"رویا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے وہ کچھ بولتی ہے، سب فقرات یاد نہیں

رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ ہے اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ اس کے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ"۔

(بدر جلد ۲ نمبرا' ۱۹۰۶ء مکاشفات ص ۴۷)

مرزائیو! شکر کرو کہ تمہارے "مسیح موعود" کی روائتی بلی کو اس الہام کرنے والی مرغی کا علم نہیں ہوا۔ اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ اس مرغی کو معہ الہام بغیر ڈکار لیے ہضم کر جاتی۔ لگے ہاتھ اتنا تو بتاؤ کہ جب مرزا جی کو سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے کے لائے ہوئے الہام کس طرح یاد رہتے ہوں گے؟

سور کو الہام:

میر محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔

"ایک جاہل شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نوکر تھا اس پر ایک دن الہام کا چھینٹا بہ برکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑ گیا وہ سو رہا تھا اسے الہام ہوا کہ اٹھ او سورا نماز پڑھ"

(اخبار الفضل قادیان ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۷)

سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے جیسے قادیانوں کے مسیح موعود ویسا نوکر' ویسی برکت' ویسا فرشتہ اور ویسا ہی الہام۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

کذاب فرشتہ:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں "رویا کوئی شخص ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہیں کرتا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مٹھی بھر کر روپے مجھے

دیے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کی طرح ہے مگر انسان نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیے تو وہ اس قدر ہوگئے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے ان کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے "ٹیچی""۔ (مکاشفات ص ۳۸)

مرزا جی کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں روپے عطا کرنے والا ٹیچی فرشتہ کذاب اعظم تھا۔ کسی عام انسان کے سامنے جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے مرزائیوں کے "ظلی و بروزی نبی" کی خدمت میں کذب بیانی کذاب اکبر کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے مرزا صاحب نے پہلی دفعہ اپنے محسن اعظم فرشتہ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے، تو اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی نام نہیں۔ مگر دوبارہ نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ مرزا جی کے فرشتے نے یا پہلی دفعہ جھوٹ بولا یا دوسری دفعہ۔

مرزائیو! جس نبی کے فرشتے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ اس نبی کی نبوت کا کیا اعتبار سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

مختاری فیل مسیح موعود:

پھر یہ بھی تو دیکھیے کہ فخر رسل سید الانبیاء محمد ﷺ سے بڑھ کر شان والے منشی غلام احمد خیر سے "کھوتا رام" جتنی قابلیت بھی نہیں رکھتے اور مختاری کا جو امتحان ہزاروں ہندو سکھ پاس کر لیتے تھے وہ حضرت صاحب پاس نہ کر سکے۔

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں۔

ڈاکٹر امیر شاہ صاحب استاد مقرر ہوئے مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب

نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص، ۴۳' و ص ۱۳۸)

چہ خوب! گویا امتحان میں کامیاب ہونا تو دنیوی اشغال کا پیش خیمہ تھا۔ مگر فیل اور ناکام ہونا مدارج نبوت کا ایک درجہ اور قصر مسیحیت کا ایک ضروری زینہ ۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

چھوٹے میاں "بشیر احمد" صاحب کا یہ آخری فقرہ انگور کھٹے ہیں کا مصداق اور بہت دلچسپ ہے، مگر اس سے زیادہ دلچسپ "بڑے میاں" محمود احمد صاحب کا ارشاد ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

افیمی استاد افیمی شاگرد:

حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے آپ فرمایا کرتے تھے میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا (الفضل ۲۹ - ۲ - ۵)

گویا "حضرت صاحب" اس استاد سے پڑھتے پڑھاتے نہیں تھے بلکہ اس سے جس فن میں وہ ماہر تھا اسی کا استفادہ کرتے تھے چنانچہ ذیل کی روایات سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

۱- میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا۔ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زاید تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے (الفضل ۲۹ - ۷ -

(۱۹

۲۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کونسا نہیں (الفضل ۳۵-۳-۲۲)

۳۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ..... آپ چابیاں آزار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی آزار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لیے ریشمی آزار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی آزار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۲)

۴۔ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی جوتا ہدیتہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸)

۵۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب

اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی پیر کی پشت پر آ جاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶)

۶۔ کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸)

۷۔ آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ (تتمہ براہین احمدیہ جلد اول نمبر ۶۷ مرتبہ معراج دین صاحب قادیانی)

۸۔ ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے (مرزا صاحب نے) اس کی خاطر سے پہن لیا مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے تھے آخر اس غلطی سے بچنے کے لیے ایک طرف بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔

(منکرین خلافت کا انجام ص ۹۶ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب)

۹۔ نئی جوتی جب پاؤں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے۔ اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ حضور کبھی تیل سر مبارک پر لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔ (اخبار الحکم قادیان ۳۵-۲-۲۱)۔

گو اس سلسلہ میں تفصیلات کا دامن زلف یار سے بھی دراز تر ہے تاہم اہل فکر و نظر کے لیے اتنا کافی ہے۔

دریائے خون بہانے سے اے چشم فائدہ

دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

یہ منہ اور مسور کی دال:

آہ! انسانیت کی بدقسمتی اور دین کی مظلومی! کہ جس ذات شریف کو دسترخوان پر بیٹھ کر روٹی کھانے' چابیاں سنبھالنے' اپنی شلوار کا آزار بند کھولنے' جراب اور جوتا پہننے' کاج میں بٹن دینے' استنجے کے ڈھیلے اور کھانے کے گڑ کو جدا جدا رکھنے حتیٰ کہ سیر کے وقت چلنے اور داڑھی مبارک کو تیل لگانے کی بھی تمیز نہیں وہ دعوئ کرتے ہیں تو صرف نبوت اور مسیحیت کے نہیں بلکہ افضل الانبیاء سے تخت نبوت و رسالت اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تاج رشد وہدایت چھیننے کے۔

بادہ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعوئ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل:

"الفضل" اور اللہ دتا اپنا لکھا پڑھا چاٹ سکتے ہیں اور رائے عامہ کے دباؤ اور پریس کی گرفت سے گھبرا کر اپنی بات سے مکر سکتے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا لیکن کیا اس بات کا بھی انکار ممکن ہے کہ ان مرزائیوں کے پیشوا خود مرزا جی "عشق رسول" کے مختلف مدارج تقابل و ہمسری' تفوق و برتری اور وحدت و عینیت طے کرنے کے بعد اب آخری منزل میں قدم رکھتے اور مقام مقصود پر آتے ہیں یعنی نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت و کرسی نبوت سے اٹھاتے اور خود ہدایت عالم کا تاج زیب بھر کر کے تخت خلافت پر براجمان ہوتے ہیں۔
سنئے اور جگر تھام کر سنئے مرزا جی کہتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں

کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی

کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں (اربعین نمبر ۴ ص ۱۷)

فرمایئے کیا اب بھی اس قسم کی بات میں کوئی کسر رہ گئی کیا اس تصریح کی بھی کوئی تاویل کی جائے گی؟ کیا مقام محمد ﷺ پر اس بے حیائی سے تبرا بازی کے بعد بھی غلام احمد کی "نبوت" کو محمد رسول اللہ کی اتباع کامل کا ثمرہ قرار دیا جائے گا؟

ارباب اقتدار سے:

ہم ارباب اقتدار سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ سرور کائنات کے دشمنوں کی تحقیر و اہانت اور تنقیص و مفضولیت کی خرافات اور بکواس سے گزر کر نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت سے اٹھا کر ہدایت عالم کے مقام محمود پر خود قبضہ کرنے کی ناپاک سعی کے باوجود اس کذاب اکبر اور دجال اعظم کو انسان اور اس کی مردود و ملعون لاہوری اور قادیانی امت کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

ہرگزم باور نمی آید زروے اعتقاد
ایں ہمہ ناگفتن و دیں پیمبر داشتن

(ماخوذ)

مرزا غلام احمد احادیث اور واقعات کی نظر میں:

آنجہانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تصدیق میں دو قسم کے دلائل سے کام لیا ہے نمبر۱ اپنے الہامات نمبر۲ بعض احادیث کی پیش گویاں۔ الہامات سے تو وہی لوگ متاثر ہو سکتے ہیں جو ان کو پیغمبر مانتے ہیں ورنہ غیر نبی کا الہام حجت شرعی نہیں

ہے۔ اس وقت مقصود یہ ہے کہ احادیث میں پیش آمد حوادث کے معیار پر آنجہانی کے دعاوی کو پرکھا جائے۔

احادیث کی پیش گوئیاں:

۱۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزول مسیح کے متعلق چند نشانات بتائے گئے ہیں مسیحیت کے مدعی کے لیے ان کی مطابقت ضروری ہے۔

الف۔ یضع الجزیہ حضرت مسیح نزول کے بعد جزیہ معاف کریں گے۔

ب۔ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ اس وقت مال اسقدر زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

ج۔ وَتَكُوْنُ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ایک سجدہ ایک رکعت پوری دنیا کے مال و دولت سے زیادہ مرغوب ہوگی۔

جزیہ معاف کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ کفر یکسر ختم ہو جائے تمام لوگ اسلام قبول کرلیں جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس مفہوم کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فَيُهْلِكُ اللّٰهُ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا مِلَّةَ الْاِسْلَامِ۔

حضرت مسیح کے وقت تمام مذاہب ہلاک ہو جائیں گے صرف اسلام رہ جائے گا۔

غرض حضرت مسیح اپنی قوت بازو سے تمام مخالفین کا خاتمہ فرما دیں گے۔ مرزا غلام احمد آئے ان کی ساری عمر رسمی مناظرات اور پیشہ ورانہ مباحثات سے مسلمانوں کا ایک طبقہ متاثر ہوا۔ ارتداد کے پے در پے حملے ہوئے۔ آنجہانی اور آپ کی جماعت نے یہ سب حوادثات دیکھے۔ حالانکہ حسب ارشاد سرور عالم ﷺ سچے مسیح کی زندگی میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کفر اتنا ذلیل ہو جائے کہ اس کے لیے مزید ذلت کی ضرورت نہ رہے بلکہ مسلمان اپنے مراحم خسروانہ سے انھیں جزیہ سے سبکدوش کر دیں۔ ان دونوں صورتوں کے لیے ضروری ہے کہ پہلے جنگ ہو تصادم کے بعد دشمن کی طاقت ختم ہو جائے مرزا صاحب نے نہ جنگ کی اور نہ ان کے دلائل اور قلم و دوات کی جنگ سے یہ صورت پیدا ہو سکی۔ جن کا تذکرہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے پہلی قسم کی جنگ تو شاید آنجہانی کے نزدیک ناجائز تھی لیکن ان کی خود ساختہ جنگ بھی نتائج کے لحاظ سے بیکار ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس مسیح کا ذکر احادیث میں آیا ہے وہ ابھی تک نہیں آئے۔ وہ یقیناً کوئی جنگی مسیح ہے۔ جن کے حملوں کی تاب خود جنگ بھی نہیں لا سکتی ارشاد ہے تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا۔ جنگ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ واقعات شاہد ہیں کہ چاپلوس اور متملق مسیح کے لیے احادیث میں کوئی مقام نہیں۔

۲۔ دوسرا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ حدیث میں حتی لا یقبلہ احد پر زور دیا گیا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے آنے پر مال کی طلب ختم ہو گئی؟ روح اتقاء نے لوگوں کو مال سے متنفر کر دیا؟ واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا خاندان چندوں کے لیے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قادیانی نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، بہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ، غرض تحصیل مال کے لیے کس قدر باطل راہیں تھیں، جھوٹے حیلے تھے جو اختیار کیے۔ معلوم ہوتا ہے اصل مسیح تاحال تشریف نہیں لائے۔ بھیس بدل کر کچھ ارباب ہوس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چل بسے۔ دولت مند مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے جو دنیا کو مال سے بے نیاز کر دے گا۔

۳۔ تیسرا نشان یہ ہے کہ مسیح کے وقت لوگ عبادت کو دنیا کے مال پر ترجیح دیں گے۔ یہ نشان بھی تاحال پورا نہیں ہوا۔ مسیحیت جدیدہ کے مبلغین کا کیریکٹر ہمارے

سامنے ہے نماز پنجگانہ تک کی پابندی مفقود ہے۔

نمبر۲ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَتُقَاتِلُنَّ الْیَھُوْدَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَجَرُ یَا مُسْلِمُ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ خَلْفِیْ تَعَالَ فَاقْتُلْہُ۔(متفق علیہ)

اس حدیث میں یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ یہود کی حکومت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کہیں پہلے تباہ ہو چکی تھی۔ اسلام کی فتوحات کا سیلاب دیکھنے سے تعجب ہوتا تھا کہ جو طاقت اپنے مخالفین کو روندتی جا رہی ہے یہودیوں کی برسوں کی پامال شدہ طاقت ان کے مقابلے کی تاب کہاں سے لائے گی وہ اس قدر مضبوط کیسے ہوں گے کہ اسلام سے آنکھیں ملا سکیں۔

آج قدرت کی نیرنگیوں کو دیکھیے کہ امریکہ برطانیہ اور روس کے عیارانہ مصالح نے فلسطین میں ایک اسرائیلی حکومت کی تقویت کے امکانات اجاگر کر دیے ہیں عرب روساء کی رقابت یا ذاتی مصالح یا کمزوری کی وجہ سے یہودی حکومت نے ابھرنا شروع کر دیا۔

اقوام عالم کے سالہا سال کے دجل و فریب کے بعد آج اس حکومت کا وجود تسلیم کر لیا گیا ہے۔ غالباً یہی وہ یہودی عساکر ہوں گے جو دجال کے ساتھ مل کر مسیح کا مقابلہ کریں گے اور حضرت مسیح اور ان کے مخلص رفقاء اپنی قوت بازو سے اس قوت کو پامال کر دیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد آئے اور چلے گئے نہ اس وقت کی کسی یہودی طاقت سے مرزا جی نے جہاد کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی کا مسیح ہونے کا دعویٰ باطل محض ہے۔

خاتم المرسلین

از مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب مزنگ لاہور

یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَ اَبْهَرُ مِنَ الْاَمْسِ (سورج سے زیادہ روشن اور کل گزشتہ سے زیادہ واضح) ہے کہ رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ دانائے کل غیوب سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات و التسلیمات نے تقریباً ۱۳۵۹ سال قبل ازیں پیشگوئی فرمائی کہ سَيَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ الخ (ابوداؤد ترمذی مشکوۃ باب الفتن) ضرور میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا انہیں جھوٹوں کا خوشہ چین مرزا قادیانی ہے۔ اس کے کذب پر ہزاروں علمائے کرام نے ہزاروں کتابیں رسالے شائع فرمائے ہیں۔ مندرجہ ذیل تحریر سے بھی اس کے کذب پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے تا نبی آخر الزمان ﷺ (روحی فدا) جتنے انبیاء و مرسلین گزرے ہیں ان کے نام کا پہلے کوئی شخص نہ تھا لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا (پ ۱۶ س مریم) اس پر شاہد مگر مرزا صاحب سے پہلے بیسوں غلام احمد گزرے ہیں۔ لہٰذا ان کا نام جھوٹوں کی فہرست میں درج ہے۔

۲۔ عموماً انبیاء علیہم الصلوۃ کے اسماء مفرد تھے مثلاً آدم، موسیٰ، عیسیٰ، یحییٰ، محمد علیہم الصلوۃ والسلام مگر مرزا صاحب کا نام مرکب ہے لہٰذا وہ کاذب ہے۔

۳۔ مرزا صاحب (بلکہ ان کا تمام خاندان بیوی بچے) مراق وغیرہ میں مبتلا تھے اور مراقی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی بات قابل اعتبار ہے۔ لہٰذا وہ کاذب ہے مراقی کا نبی نہ ہونا مرزا صاحب کی تصنیف کتاب البریہ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ اور ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۳۰ مصنفہ ڈاکٹر شاہ نواز مرزائی میں ہے۔ اور مرزا صاحب کا مراقی ہونا سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳ اور ریویو جلد نمبر ۵ ص ۲۶ میں موجود ہے۔

۴۔ بموجب اقوال صحیحہ نبی مرد ہی ہوئے ہیں اور وہ ہر عیب اور نقص سے مبرا و پاک تھے مگر مرزا صاحب میں حیض اور حاملہ ہونا اور درد زہ میں مبتلا ہونا پایا جاتا ہے آپ کشتی نوح ص ۴۷ میں فرماتے ہیں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور دس ماہ تک حمل رہا۔ الخ اور درد زہ تنے کھجور کی طرف لے گئی اور اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ اور حقیقت الوحی ص ۱۴۳ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان میں آپ کے حیض کا ثبوت ہے اور قاضی محمد یار مرید مرزا صاحب اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی میں فرماتے ہیں کہ آپ (مرزا صاحب) پر اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اللہ تعالٰی نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا (شرم، شرم، شرم) مرزا صاحب کا الہام کہ ربنا عاج (او کمال قال) ہمارا خدا ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے (افسوس غیرت) لہٰذا آپ راستباز انسان نہیں ہیں۔

۵۔ نبی ﷺ کا جہاں انتقال ہوا وہیں مدفون ہیں مگر مرزا صاحب نے لاہور کیلیانوالی سڑک کے قرب و جوار میں دنیا سے کوچ فرمایا۔ مگر ان کو خر دجال پر سوار کر کے ایسے ڈبہ میں جہاں عموماً آدمی سوار نہیں کیے جاتے۔ قادیان لے جایا گیا اور بوقت روانگی اسٹیشن لاہور ان پر وہ پھولوں کی بارش ہوئی کہ الامان، الامان کسی معمر لاہوری وغیرہ شخص سے اس کی تشریح پوچھ لو لہٰذا ایسا شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

کجا مہدی کجا دجال ناپاک
چہ نسبت خاک را باعالم پاک

۶۔ رسول اکرم ﷺ کا ام المومنین زینب اور عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے آسمان پر نکاح ہوا اور بحکم خداوندی آپ نے زمین پر بھی نکاح کر لیا مگر مرزا صاحب قادیانی نے ۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ، متبنی بن کر پیشگوئی کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہوگا آپ بقیہ عمر سرپٹک کر حیلے بہانے بنا کر دھمکیاں دے دے کر مرگئے مگر نکاح نہ ہوسکا اور نہ ہوا۔ اور اپنی حسرت دل میں ہی لے کر چلتے بنے (جیسات)

۷ - انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کی شان مبارک اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا سب راستباز اور پاکباز تھے ان کے آباؤاجداد بھی راستباز۔ امہ صدیقہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے مگر مرزا صاحب کے بیسیوں کذبات شمار کیے گئے اور پیشینگوئیاں غلط نکلیں لہٰذا آپ جھوٹے ہیں۔

۸ - انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب كَالشَّمْسِ فِي النَّهَارِ سچے ہوتے رہے مگر آپ کے خواب باوجود متبنی ہونے کے جھوٹے نکلے۔ مرزا صاحب کے ایک پٹھانکوٹی مرید مسمی ایم عبدالکریم ناقد مبلغ و کارکن جماعت مرزائیہ قادیانیہ اسی وجہ سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور حقیقت مرزائیت اور تحقیق ناقد ۱۳۶ صفحہ کی کتاب لکھی اس میں آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہادی بائیں کی آج تک کوئی خواب پوری نہیں ہوئی۔ سوائے ایک خواب کے جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ بخاری آپ کا ازار بند کھول رہا ہے" دو تین دفعہ بخاری نے ازار بند کھولا مگر حضرت والا نے پاجامہ نہ اترنے دیا۔ "الفضل" تفصیل دیکھو (تحقیق ناقد ص ۳ مطبوعہ ایکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ لاہور ۱۹۳۶ء)

۹ - انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فریضہ حج کو ترک نہیں کیا مگر مرزا صاحب نے باوجود اپنی پیشینگوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (بہ تحقیق ناقد) فریضہ حج ادا نہیں کیا بلکہ یہ کہہ دیا کہ اب مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا اور مقام حج قادیان بنا لیا ہے لہٰذا وہ کاذب اور دجال ہے۔

۱۰ - انبیاء کا کلام و خلق تمام خوبیوں کا حامل ہوتا تھا مگر مرزا صاحب کی دشنام طرازی و دریدہ دہنی اس کی کتاب براہین احمدیہ جس کو وہ قرآن کی طرح کہتا ہے ظاہر و باہر ہے۔ الامان۔ لہٰذا وہ کاذب ہے۔ تلک عشرۃ کاملہ۔ تفصیلات مفصلات میں ہے یہ مختصر مشتے نمونہ از خروارے واند کے از بسیارے ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت

(از مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب
خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ)

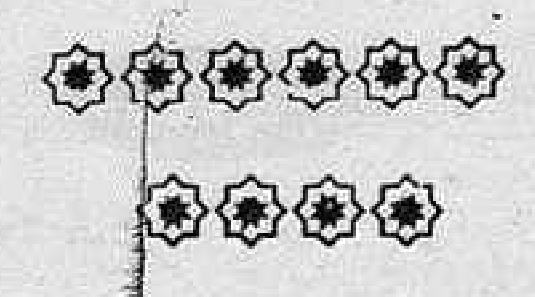
؎ خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے آخری نبی ہونے پر قرآن پاک کی آیات کثیرہ اور بیشمار احادیث نبویہ شاہد و دال ہیں۔ خصوصاً آیہ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قرآن کی نص قطعی ہے جس میں انکار و شک اور احتمال و توہم کی بالکل گنجائش نہیں۔ خداوند قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت جاری رہنے کی خبر دی جیسا کہ کئی آیات سے ظاہر ہے وہاں اپنے لاڈلے حبیب کے متعلق وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرما کر حضور پر باب نبوت مسدود فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم المرتبت ہستیاں گزریں مگر کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیسے جب کہ خود نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کے متعلق فرما دیا لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (مشکوٰۃ) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا البتہ عمر ہوتا تو حضرت عمر نبی نہیں ہوئے کیونکہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہی نہیں اور یہی نہیں بلکہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (متفق علیہ) یعنی اے علی تو میری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں تو مولا علی

باوجودیکہ حضور کے بھائی اور نائب ہیں لیکن حضور نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر اس وہم نبوت کو دور کر دیا جو کہ حضرت علی کے بمنزلہ ہارون ہونے سے پیدا ہو سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وَلَوْ قُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ عَاشَ ابْنُہٗ وَلٰکِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (بخاری شریف، جلد ثانی) اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔ اہل ایمان غور فرمائیں کہ جب سیدنا فاروق اعظم و سیدنا مولا علی و سیدنا ابراہیم فرزند نبی کریم نبی نہیں ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ تابعین اور ان کے بعد والے اکابرین امت مثلاً حضرت امام اعظم و حضرت غوث اعظم وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنھم مقام نبوت تک نہیں پہنچ سکے تو بھلا مرزائے قادیانی جو کہ اپنی زبانی کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت ہے اور اپنے آدم زاد ہونے کا ہی انکار کرتا ہے اور کبھی حائضہ و حاملہ ہونا بیان کرتا ہے غرضیکہ جسے سو سو دفعہ پیشاب آئے دن رات پیشاب کرنے میں گزریں جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو اور اس سے نہ صرف خلاف منصب نبوت بلکہ خلاف انسانیت حرکات سرزد ہوں وہ نبوت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں امت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت دجال، کذاب مرتد خارج از اسلام ہے وہ اور اس کے ماننے والے جہنم کا ایندھن ہیں بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا حضور کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ آئمہ دین کے صریح ارشادات اس بارے میں موجود ہیں چنانچہ "اعلام بقواطع الاسلام" میں ہے قَالَ الْحَلِیْمِیُّ لَوْ تَمَنّٰی فِیْ زَمَنِ نَبِیِّنَا اَوْ بَعْدَہٗ اَنْ لَّوْ کَانَ نَبِیٌّ فَیَکْفُرُ فِیْ جَمِیْعِ ذٰلِکَ وَالظَّاہِرُ اَنَّہٗ لَافَرْقَ بَیْنَ تَمَنِّیْ ذٰلِکَ بِاللِّسَانِ اَوِالْقَلْبِ اھ مُخْتَصَرًا۔ امام حلیمی نے فرمایا ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا اور

صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ وہ تمنا زبان سے ہو یا دل میں۔ سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہو جاتا ہے تو ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (جزاء اللّٰہ عدوہ) اور پھر مدعی نبوت پر ایمان لانا تو علیحدہ رہا حضور کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے۔ اسی "اعلام بقواطع السلام" میں ہے۔ "وَاضِحٌ تَکْفِیْرُ مُدَّعِی النُّبُوَّۃِ وَیَظْھَرُ کُفْرُ مَنْ طَلَبَ مِنْہُ مُعْجِزَۃً لِاَنَّہٗ بِطَلَبِہٖ لَھَا مِنْہُ مُجَوِّزٌ لِصِدْقِہٖ مَعَ اسْتِحَالَتِہٖ الْمَعْلُوْمَۃِ مِنَ الدِّیْنِ بِالضَّرُوْرَۃِ" مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورت معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں (جزاء اللہ عدوہ) اب خود ہی خیال فرمائیے کہ مسئلہ ختم نبوت کس قدر نازک ہے اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ڈبل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی یا اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا مجدد ماننا اپنا امام و پیشوا جاننا تو درکنار ایسوں کو ادنیٰ مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

؎ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے



ضمیمہ

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری

حیات عیسیٰ علیہ السلام

اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں لیکن مرزا کذاب قادیانی کا یہ فاسد دعویٰ تھا کہ مسیح ابن مریم علیہم السلام زندہ جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں کی طرف نہیں اٹھائے گئے بلکہ یہود سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کشمیر چلے گئے اور کشمیر میں ہی وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

اپنے ثبوت کے لئے اس نے اردو خواں طبقہ کو وہ آیتیں دلیل میں پیش کیں جن میں توفّی کا لفظ استعمال ہوا ہے کیونکہ اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے کے لئے جو آیتیں پیش کرتے ہیں ان میں توفّی کا لفظ ہے اور لفظ توفّی کا تیئس جگہ قرآن کریم میں معنی موت ہے۔

اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ارواح مقربین بعد الوفات جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کے بعد نکلنا ناممکن ہے۔ اس لئے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور روحانی طور پر انہیں اٹھایا گیا۔

مرزا کذاب قادیانی کا خیال تھا کہ زندہ جسد عنصری کا آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا محال ہے۔ اس لئے دوبارہ نزول کا عقیدہ ہی جھوٹا ہے۔ کسی جسد عنصری بشری کا بغیر کچھ کھائے پیئے اتنا عرصہ تک آسمانوں پر زندہ رہنا ناممکن ہے اور انسانی جسم کس طرح آگ کے کروں سے گزر گیا۔

نیز اوپر خلاء ہے اور زندہ انسان وہاں سانس ہی نہیں لے سکتا تو پھر زندہ کس طرح رہ سکتا ہے۔

اس لئے رفع روحانی ہے نہ کہ جسمانی۔

سورۃ مریم پ ۱۶ آیت نمبر ۳۱ میں ہے۔

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○ اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ آسمانوں پر نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہیں اور آسمانوں

پرتو کوئی انسان ہی نہیں تو پھر زکوۃ کسے دیتے ہوں گے؟ اس لئے یہی مراد ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اب ہم باری باری مرزا کذاب قادیانی کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں تا کہ اہل اسلام پر حق واضح ہو۔

سب سے پہلے میں لفظ توفّی کے متعلق عرض کروں گا کیونکہ اس کا ہمارے جواب سے اہم تعلق ہے۔ آئمہ لغت اور مفسرین کرام کے مطابق توفّی کے حقیقی معنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینے کے ہیں اور توفّی کے مجازی معنی موت کے ہیں کیونکہ اس میں انسان کی روح کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔ ویسے تو روح نیند کے دوران بھی علیحدہ ہو جاتی ہے لیکن اس کا جسم کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے اور جب موت آتی ہے تو روح کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے پھر اس کا انسان کے جسم سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ توفّی کے ساتھ موت کا اور اس کے لوازم کا ذکر ہو تو اس جگہ توفّی سے مراد موت لی جائے گی۔

سورۃ الزمر پ ۲۴ آیت نمبر ۴۲ میں ہے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۝

اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے (یعنی اس جان کو اس جان کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا) اور دوسری (جس کی موت مقدر نہیں فرمائی اس کو) ایک معیاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

سورۃ الانعام پ ۷ آیت نمبر ۶۰ میں ہے۔

وَ ھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ

اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ توفّی اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔ توفّی کا لفظ نیند کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور جہاں توفّی کے ساتھ موت اور اس کے لوازم کا ذکر ہو اس جگہ توفّی سے موت مراد لی جائے گی۔

سورہ السجدہ پ ۲۱ آیت نمبر ۱۱ ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ — تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے۔ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

اس جگہ ملک الموت کے ذکر کی وجہ سے توفّی سے موت مراد لی جائے گی۔

الغرض نیند اور موت کی توفّی میں فرق ہے اور ان دونوں قسموں میں صرف روح کا توفّی ہوتا ہے نہ کہ جسم کا اور توفّی کی ایک قسم وہ ہے جس میں جسم اور روح دونوں کا توفّی ہو یعنی جسم اور روح دونوں کو پورا پورا اٹھا لیا جائے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا توفّی ہوا۔

الغرض توفّی ایک جنس ہے اور اس کی مختلف نوع اور قسمیں ہیں اور ہر دفعہ توفّی سے موت مراد نہیں لیجا سکتی۔ اگر توفّی سے ہر جگہ موت ہی مراد لی جائے تو یہ قرآن پاک کی آیات کے صریح خلاف ہے اور قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی موت کا ذکر ہوا ہے تو اس کے مقابلہ میں حیات کا ذکر فرمایا گیا ہے اور کہیں بھی توفّی کا ذکر حیات کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا ہے۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ توفّی اور چیز ہے اور موت اور چیز ہے۔ دونوں کی حقیقت ایک جیسی نہیں۔ اگر توفّی اور موت کی حقیقت ایک جیسی ہوتی تو جس طرح قرآن پاک میں موت کے مقابل حیات کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح توفّی کے مقابل میں بھی حیات کا ذکر کیا جاتا۔ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں کہ جن میں موت کے مقابل حیات کا ذکر کیا گیا ہے۔

سورہ البقرہ پ ۱ آیت نمبر ۲۸ میں ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ — بھلا تم کیونکہ خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ تھے۔ اس نے تمہیں جلایا (زندہ کیا) پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔

"سورۃ البقرہ پ ۳ آیت نمبر ۲۵۹ میں ہے۔

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

یا اس کی طرح (حضرت عزیر علیہ السلام) جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑی تھی۔ اپنی چھتوں پر، بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد، تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا۔ فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا، عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم، فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہوا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

سورہ آل عمران پ ۳ آیت نمبر ۲۷ میں ہے۔

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی دے۔

سورۃ الانعام پ ۷ آیت نمبر ۹۵ میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے۔ زندہ کو مردہ سے نکالنے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا، یہ ہے اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو

سورۃ المومنون پ ۱۸ آیت نمبر ۸۰ میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○	اور وہی جلائے اور مارے اور اسی کیلئے ہیں رات اور دن کی تبدیلیاں تو کیا تمہیں سمجھ نہیں

سورۃ النحل پ۱۴ آیت نمبر ۲۰، ۲۱ میں ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ○	اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

یہ آیات بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ انہیں انبیاء، اولیاء پر چسپاں کرنے والے تحریف قرآن کرنے والے ہیں۔ قرآنی آیات کی من مانی تفاسیر کرنے والے ہیں۔

سورہ المائدہ پ۷ آیت نمبر ۱۱۰ میں ہے۔

"جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! یاد کر میرا احسان، اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر میں ہو کر، اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔"

الغرض انبیاء علیہم السلام اللہ کے حکم سے سب کچھ بنا سکتے ہیں اور بت، پتھر، مورتیاں کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔

نوٹ: اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نزول فرمائیں گے کیونکہ کہولت (پختہ عمر) کا وقت آنے سے پہلے آپ اٹھا لئے گئے، نزول کے وقت آپ ۳۳ سال کے جوان کی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے اور بمصداق اس آیت کے کلام کریں گے اور جو پالنے میں فرمایا تھا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وہی فرمائیں گے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

الغرض ثابت ہو گیا توفّی اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔ توفّی کے حقیقی معنی کس چیز کو پورا پورا لے لینے کے ہیں اور لغت کی کسی کتاب میں نہیں ہے کہ توفّی کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑا شریف اپنی کتاب ''شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام'' کے صفحہ ۳۰ اور ۳۱ پر فرماتے ہیں۔

''اب ہم لفظ توفّی کا معنی سوائے معنی موت کے قرآن کریم اور لغت سے ثابت کر کے تطبیق بین الآیات بیان کرتے ہیں۔ توفّی ماخوذ ہے وفا سے۔ وفا کا معنے پورا ہونا کہتے ہیں۔

فلانی شے کافی وافی ہے یعنی پوری۔ ایفاء کا معنے پورا کرنا اور توفّی تَفَعُّل ہے بمعنے استفعال کے یعنے استیفاء، جس کا ترجمہ پورا لینا۔ لغت کی کتابیں مثل صحاح اور صراح اور قاموس وغیرہ اور ایسا ہی تفاسیر سب متفق ہیں معنے مذکور پر۔ اور یہ امر بھی نہایت ہی قابل غور ہے کہ لغت اور تفاسیر میں مستعمل فیہ کو بیان کرتے ہیں گو کہ موضوع لہٗ نہ بھی ہو بلکہ فرد ہی اس کا ہو۔ یا کسی نوع کا علاقہ معنے موضوع لہٗ سے رکھتا ہو جیسا کہ لفظ اِلٰہ جس کا معنے معبودِ مطلق ہے۔ واجب ہو یا ممکن اور الٰہہ بمعنے معبودات مطلقہ کے۔ کواکب ہوں یا بت یا آدمی، حالاں کہ بہت اہل لغت اور مفسرین بھی تفسیر الٰہ کی اصنام کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ صراح وغیرہ کتب لغت کو اِلٰہ کے متعلق دیکھیں۔ اور تفسیر ابن عباس کو متعلق اَمْوَات'' غَیْرُ اَحْیَاءٍ کے ملاحظہ فرمائیں کہ اَمْوَات''۔ اَصْنَام'' لکھتے ہیں۔ ہر سلیم الطبع پر ظاہر ہے کہ اصنام یعنی بت معنی موضوع لہٗ لفظ الٰہ کا نہیں بلکہ ایک فرد ہے معنی موضوع لہٗ کا جو معبودات مطلقہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ بودے لوگ اردو خواں زعمی مولوی ایسے مقامات کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں یعنی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بیان معنے وضعی کا ہے بلکہ اسی کو حصر کے طور پر بہ نسبت اس مطلق کے موضوع لہٗ قرار دیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مطلق کو فرد سے ممتاز نہیں کر سکتے۔ الغرض الفاظ مشتقہ میں معنے حقیقی کبھی اور ہوتا ہے اور مستعمل فیہ اور۔ ما نحن فیہ میں بھی مرزا صاحب اور ان کے اتباع کو یہی دھوکا لگا ہوا ہے۔ لغت کی کتابوں میں جو دیکھا کہ توفّی کا معنے موت بھی ہے اور صحیح بخاری میں مُتَوَفِّیْکَ کی تفسیر ابن عباسؓ نے مُمِیْتُکَ سے کی تو اس اشتباہ مذکور میں پڑ گئے۔

میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ اِلٰہ اور اموات کا معنے اصنام ہی خیال کرتے ہوں گے ورنہ توفّی سے معنے موت ہی کا لینے میں ایسے متحکم نہ ہوتے۔ فی الواقع یوں ہے کہ توفّی اور استیفاء میں بجز پورا لینے کے اور کچھ ماخوذ نہیں۔ توفّی نے جس کے ساتھ تعلق پکڑا ہے۔ دیکھا جائے گا وہ کیا چیز ہے۔ روح ہوگی یا غیر روح۔ اگر روح ہے تو پکڑنا روح کا پھر منقسم ہے۔ دو قسموں پر۔ ایک تو اسکا پکڑنا مع الامساک یعنی پکڑنے کے بعد نہ چھوڑنا اس کا نام موت ہے۔ موت کے مفہوم میں دوام

توفّی کے مفہوم سے علاوہ اعتبار کئے گئے۔ایک روح، دوسرا امساک۔دوسرا قسم توفّی کا نیند ہے جس کے مفہوم میں قید روح اور ارسال یعنی چھوڑ دینا ماخوذ ہے۔الحاصل۔

موت اور نیند دونوں فرد ہوئے توفّی کے (تفسیر کبیر، ابن کثیر، شرح کرمانی، صحیح بخاری) اور متعلق توفّی کا اگر غیر روح ہو تو وہ بھی یا جسم مع الروح ہوگا جیسا کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ یا اور چیز جیسا کہ توفیت مالی (قاموس) بیان اس امر کا مذکور ہو چکا ہے۔یعنی توفّی کا معنی فقط کسی شے کو پورا لے لینا ہے۔عام اس سے کہ وہ شے روح ہو یا غیر روح۔اور بر تقدیر روح ہونے کے مقید بارسال ہو یا بامساک نص سے بھی ثابت ہے یعنی قرآن کریم کی اس آیت سے جس سے خداوند کریم کو اظہار تصرف اور قدرت اپنی کا اسی پیرایہ میں منظور ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو بعد القبض کہیں تو بند کر رکھتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا ہے۔اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا الخ اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے۔ارواح کو حالت موت اور نیند میں فقط اتنا ہی فرق ہے کہ موت میں امساک اور نیند میں ارسال ماخوذ ہے۔اس آیت میں تو استعمال لفظ توفی کا مشترک میں ظاہر ہے یعنی فقط قبض اور ارواح مدلول ہے۔لفظ انفس کا اور آیت وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ الخ میں مستعمل ہے۔نیند میں جو فرد ہے مفہوم توفّی کا یعنی قبض کا۔اور آیت وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الخ وغیرہ آیات میں مدلول اس کا موت ہے جو منجملہ افراد اسی توفّی کے ہے۔یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ میں اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں بھی معنی موت کا مطابق بعض نظائر قرآنیہ اور غیر قرآنیہ کے جیسا کہ توفی اللہ زیدًا اتوفی اللہ عمروا توفی اللہ بکرا وغیرہ وغیرہ لیا جاتا ہے۔اگر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کی رفع جسمی مسیح بن مریم پر شہادت نہ دیتی جیسا کہ لکھ چکا ہوں یا آیات وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ اور وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ اور احادیث صحیحہ جو دال ہیں اس رفع جسمی پر استلزاما وارد نہ ہوتیں۔

کیونکہ جب ایک شخص کا بخصوصہ نص سے حکم معلوم ہو جائے تو عموم آیات میں جو برخلاف اس حکم کے ہوں داخل نہیں ہوتا اور نہ وہ لفظ جو مستعمل اس کے بارہ میں ہے محمول ہوتا ہے۔اپنے نظائر پر دیکھو آدم علیہ السلام کی پیدائش کا خال جب نص خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ سے معلوم ہو چکا تو پھر اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ اور ایسا ہی خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ سے مستثنیٰ ہے۔

اور قول قائل کا خلق اللہ آدم محمول نہ ہوگا اپنے نظائر پر۔یعنی خَلَقَ اللّٰهُ زَیْدًا خَلَقَ اللّٰهُ بَكْرًا

وغیرہ وغیرہ جو کروڑ ہا سے زائد ہیں یعنی یہ نہ کہا جائے۔ کہ کیفیت خلقت آدم وغیرہ بنی نوع یکساں ہے۔ ایک معنی کا بکثرت مستعمل فیہ ہونا دلیل ارادہ اس کی در صورت قیام قرینہ صارفہ کے جو یہاں پر نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ کی ہے نہیں ہو سکتی۔ اب ہر ایک صاحب فہم اور منصف پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں تَوَفِّیْ سے معنی موت کا لینا اور تقدیم تاخیر نہ کہنی اور معنی موت کے ارادہ پر شہادت نظائر مثل وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وغیرہ وغیرہ پیش کرنی۔ منشاء اس کا بغیر از جہالت اور کیا قرار دیا جائے۔ تعجب ہے کہ جناب مرزا صاحب ازالہ اوہام اور ایام الصلح میں کہیں تو استعمال تُوَفِّی کو حسب محاورہ قرآن کریم کے معنی موت ہی میں منحصر کہتے ہیں اور کہیں وجہ اطلاق توفّی کی نیند پر النوم اخ الموت کو قرار دیتے ہیں۔

ایک تو دھوکا موضوع لہٗ کے فرد کو عین موضوع لہٗ سمجھنے کا کھایا اور دوسرا اطلاق المطلق علی افرادہ کو از قبیل اطلاق الفرد علی الفرد سمجھ لیا۔ ازالہ ص ۳۳۲ اور پھر بعد دعویٰ حصر مذکور کے قائل باستعمال تُوَفِّی نیند میں حسب محاورہ قرآن کریم ہوئے۔"

قرآن مجید فرقان حمید میں تُوَفِّی کے ساتھ رفع کا ذکر بھی ہے۔ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں۔ اگر جس شے کا رفع ہو رہا ہے وہ جسمانی شے ہو تو اس سے اس جسم کا رفع مراد لیا جائے گا۔ اگر جس شے کا رفع ہو رہا ہو وہ مرتبہ، درجہ، رتبہ وغیرہ ہے تو یہاں مرتبہ، درجہ، رتبہ کے رفع کے معنی ہی مراد لئے جائیں گے۔ ہم اس کی وضاحت مثالوں سے کرتے ہیں تاکہ آپ پر واضح ہو۔

رفع اجسام کی مثالیں:

(۱) سورہ البقرہ پ ا آیت نمبر ۶۳ میں ہے۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ — اور تم پر طور کو اونچا کیا۔

یعنی بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد شکنی کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر قدر قامت فاصلہ پر معلق کر دیا۔

(۲) سورۃ البقرہ پ ا آیت نمبر ۱۲۷ میں ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ — اور جب اٹھاتا ابراہیم اس گھر کی نیویں۔

(۳) سورہ یوسف پ ۱۳ آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ اور (حضرت یوسف علیہ السلام) نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا۔

(۴) سورۃ الرعد پ ۱۳ آیت نمبر ۲ میں ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو

رفع درجہ ومرتبہ واعمال کی مثالیں:

(۱) سورۃ زخرف پ ۲۵ آیت نمبر ۳۲ میں ہے۔

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی۔

(۲) سورہ الم نشرح پ ۳۰ آیت نمبر ۴ میں ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔

(۳) سورہ فاطر پ ۲۲ آیت نمبر ۱۰ میں ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ وَ الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے اور وہ جو برے داؤں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور انہیں کا مکر برباد ہوگا۔

اب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے اور ان کے وہاں اب تک حیات ہونے کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

پ ۶ سورہ النساء ۴ آیت نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ میں ہے۔

وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا اور وہ جو اس کے

اِتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۝ بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہاں بل رفع اللہ علیہ سے رفع روحانی مراد ہے۔

رفع کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں اس لئے آپ پر حق بالکل واضح ہے کہ یہاں روحانی رفع مراد نہیں بلکہ جسم کا رفع مراد ہے اور ہر انسان جو وفات پاتا ہے اس کی روح کا رفع اوپر کی طرف ہی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کوئی خاص علمی نکتہ نہیں جو مرزا کذاب قادیانی نے نکالا ہے۔

بَل کے ماقبل اور مابعد متضاد ہوتے ہیں۔ بل کا ترجمہ بلکہ ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل مثالوں سے ہوتی ہے۔

(۱) سورہ الانبیاء پ ۱۷ آیت نمبر ۲۶ میں ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے۔

ولدیت اور عبودیت ایک دوسرے کے منافی ہیں۔

(۲)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ۔

(۳) ”زید کو میں نے مارا نہیں بلکہ اس کو عزت دی۔“

مارنا اور عزت دینا باہم متضاد ہیں۔

(۴) عمر کو میں نے بھوکا نہیں چھوڑا بلکہ پیٹ بھر کے کھلایا ہے۔

بھوک اور سیری باہم متضاد ہیں۔

اس لئے اس آیت میں:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

قتل کرنا اور اوپر اٹھالینا باہم متضاد ہیں۔

اس لئے ضرور بالضرور رفع جسمانی مراد لینا پڑے گا کیونکہ مسیح کے قتل جسمی اور رفع جسمی میں

تضاد ہے۔

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم مبارک پہلے بحفظ وامان آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور اس کے بعد یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ جو ایک فرد پر ڈال دی گئی تھی اس کو قتل کر دیا۔

اگر رفع سے مراد رفع روح بمعنی موت ہے تو یہاں قتل اور صلب کی نفی کیوں کی گئی ہے؟ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ خیال فاسد ہے کہ یہاں رفع سے رفع روحانی مراد ہے۔

اور مَاقَتَلُوْهُ میں مرجع ضمیر کا چونکہ جسم مع الروح ہے اس لئے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں وہی مجموع مرجع ہوگا نہ فقط روح۔

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا۔

یعنی یہودیوں نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھالیا اور ایک شخص کا چہرہ آپ کی طرح کا کر دیا اور یہودیوں نے اس شبیہ کو مصلوب اور قتل کیا اور وہ یہودی خود شبہ میں پڑ گئے کہ یہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا ان کا کوئی ہم شکل۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مقتول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور بعض کہتے کہ چہرہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اور جسم عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں لہٰذا یہ وہ نہیں۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ "شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام" کے ص ۱۱ پر فرماتے ہیں۔

"القصہ اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے خبر دی کہ یہود اس قول میں کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مفتری ہیں اور یقینی طور پر اِنَّا قَتَلْنَا نہیں کہتے بلکہ اس میں متشکک ہیں اور واقعی امر تو یہ ہے کہ مسیح کو انہوں نے مقتول اور مصلوب نہیں کیا بلکہ اس کے شبیہ کو اور مسیح کو تو ہم نے ان کی ایذا سے بچانے کے لئے آسمان پر اٹھالیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا یعنی یہ خیال مت کرو کہ جسم عنصری آسمان پر کس طرح جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا نام عزیز ہے باعزت اور باغلبہ اور ہم اس رفع جسمی پر غالب ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی بڑی بات نہیں۔ حَكِيْمًا یعنی ہم باحکمت ہیں۔ کوئی کام ہمارا حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ اس مسیح کے اٹھانے اور بقیہ ایام حیوٰۃ پورے کرنے میں بھی ایک حکمت ہے۔ وہ کیا؟ ان کو ہم اپنے حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام اور خلفاء سے بنائیں کیونکہ اس نے یہ منصف ہماری بارگاہ سے بنالہائے نیم شبی اور دعاہائے سحری مانگا ہوا ہے

گو کہ ہم زمین میں بھی اس کے محفوظ رکھنے اور بچانے پر ایذاء یہود سے قادر ہیں مگر ہماری حکمت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر چیز کے ساتھ معاملہ حسب استعداد مادہ فطرتی اس کے کیا جائے۔

نفخ روح القدس مریم کے گریبان میں چونکہ منجملہ اس کے اسباب فطرتی کے تھا اور تشبہ بالملائکہ ممتاز طریق پر اس کو حاصل تھا لہٰذا آسمان پر رہنا اس کا موجب تعجب اور خلاف حکمت نہیں۔"

حضرت پیر صاحب نے اپنی کتابوں میں جسمانی طور پر اوپر اٹھائے جانے کی اور بھی دلیلیں پیش کی ہیں مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام کا جسمانی طور پر آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا (سورہ مریم پ ۱۶ آیت نمبر ۵۶، ۵۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے من وسلویٰ اترنا (پ ۷ سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۱۲ تا ۱۱۵) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اڑنا۔ حضرت عامر بن فہیرہ غلام ابی بکرؓ غزوہ بیر معونہ کے دن شہید ہوئے اور ان کا آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا۔

اسی طرح وہ اللہ تبارک تعالیٰ جو حضرت آدم علیہ السلام کو کرہ نار (آگ کا کرہ) اور کرہ زمہریر (ٹھنڈک کا کرہ) سے گزار کر زمین پر لاسکتا ہے تو وہ ذات باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ اٹھا کر اوپر آسمانوں کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔ یہ معلومات پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۱۰۵ پر اور دوسرے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی صاحب کے اعتراض کہ کوئی انسان بغیر طعام خوردنی گندم وغیرہ کے زندہ نہیں رہ سکتا ہے کہ جواب میں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۲۱۷ پر فرماتے ہیں۔

"کسی انسان کا بغیر طعام کے زندہ رہنا نہیں ہوسکتا مگر اہل ارض کے لئے طعام گندم وغیرہ ہے۔ اہل سماء کے لئے تسبیح وتہلیل۔ جس ملک میں کوئی جاتا ہے اسی ملک کی غذا سے مایہ حیات حاصل کرتا ہے۔ زمینی آدمی جب تک زمین میں ہے اہل زمین کی غذا کھائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کو اس کا آسمان پر لے جانا منظور ہے تو اس کو ملائکہ کی طرح تسبیح وتہلیل سے زندہ رکھتا ہے۔ آسمان پر لے جانے کے وقت اس سے اشتہا اس غذا زمینی کی سلب کی جاتی ہے۔ کما صرح بہ المحققون اہل زمین میں سے زمانہ آئندہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی غذا تسبیح وتہلیل ہوگی۔ فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَجْزِ يْهِمْ مَا يُجْزِئُ اَهْلَ السَّمَآءِ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دن کھانے پینے کا سامان دجال کے ساتھ ہوگا اس دن مومنین کا حال کیا ہوگا۔"

آپ نے فرمایا۔ اس دن اہل آسمان کی طرح ان کو تسبیح و تہلیل مایہ حیات ہوگی اور نیز آیۃ (وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ) کا معنی یہ نہیں کہ انسان ہر وقت اور بغیر اشتہا کے بھی کھاتا رہے۔ بلکہ کھانا پینا اشتہا پر مبنی ہے اور چونکہ مرفوع الی السماء کی اشتہا سلب کر دی جاتی ہے لہٰذا اس کا نہ کھانا اور نہ پینا آیت مذکورہ کے منافی نہ ہوا۔

نوٹ: (وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ) سورہ الانبیاء پ ۱۷ آیت نمبر ۸ ہے۔

جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ''اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں''۔

قرآن مجید سے اصحاب کہف کا تین سو سال سے زیادہ عرصہ میں بغیر کھانے پینے کے زندہ رہنا ثابت ہے کیونکہ مطابق (وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا) کے وہ سو رہے ہیں۔ اتنے عرصہ میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ پیا''

اور حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق سورہ الصّٰفّٰت پ ۲۳ آیت نمبر ۱۴۳، ۱۴۴ میں ہے۔

''تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا تو ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے''۔

اس کی مزید تفصیل شمس الہدایہ فی حیات المسیح کے ص ۴۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب ایام الصلح میں فرماتے ہیں کہ آیۃ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ دال ہے۔ وفات عیسیٰ پر کیونکہ حسب مفاد اس آیت کے جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچتا ہے۔ اس کو نکوس اور واژگوئی بہ نسبت پہلی حیات کے پیدا ہوتی ہے تو کیسا حال ہوگا اس شخص کا جو دو ہزار سال تک زندہ رہے۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں شمس الہدایہ کے ص ۴۷ پر فرماتے ہیں۔

''اسی یا نوے سال کی قید جو آپ نے لگائی ہے۔ یہ کون سے کلمہ قرآن کا مدلول ہے۔ برائے خدا تحریف کلام الٰہی سے باز آئیں۔ آپ نے آیۃ (وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا) قرآن کریم میں نہیں دیکھی۔ اگر وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ کا مفہوم اسی یا نوے سال تک عمر کے محدود ہونے کا ہے تو پھر یہ آیت وَلَبِثُوْا الخ تین سو نو برس تک اصحاب کہف کو کس طرح سلا رہی ہے۔ اور نوح علیہ السلام کی عمر (۱۴۰۰) ایک ہزار چار سو سال اور حضرت آدم علیہ السلام کی ۹۳۰ سال [illegible] السلام کی ۹۱۲ سال اور حضرت ادریس علیہ

السلام کی ۳۵۶ سال اور حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی ۱۲۰ سال اور حضر ابراہیم علیہ السلام کی ۲۲۳ سال کیسے مدلول آیت قرآنی وقوع میں آئے۔ یہ سب کمال تیزی فہم اور طلاقت لسانی کا ہے۔ ہادی ہدایت دے۔"

مرزا قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل ہے وفات مسیح پر کیونکہ اگر مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہوں اور آخر زمانہ میں نزول فرماویں تو آپ کے بعد بھی اور نبی آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتابوں میں اس سوال کا جواب دیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

آپ کی آمد کے بعد کسی اور کا نبی بننا ممکن نہیں رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمادیا کہ لانبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔)

انبیاء علیہم السلام کی تعداد مکمل ہو چکی ہے۔ قصر نبوت تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس میں کسی نئی اینٹ کا اضافہ نہیں ہوسکتا۔ اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو کیا اس قصر نبوت کی اینٹوں میں اضافہ ہوگا یا تعداد وہی رہے گی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہوجائے گا۔

آج تک کے مسلمان علماء، مفسرین کرام ان احادیث اور نزول مسیح کے متعلق جانتے تھے۔ انہوں نے تو کبھی اعتراض نہ اٹھایا کہ اس طرح ایک نبی کا اضافہ ہوگا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات موجود ہیں کہ وہ آپ کے امتی، خلیفہ اور اس امت کے آخری مجدد ہوں گے۔ وہ دین اسلام پر عمل پیرا ہوں گے اور دین اسلام کی ہی تبلیغ کریں گے۔ اپنی شریعت کی تبلیغ ہرگز نہیں کریں گے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کی مہر سے نبی بنتے رہیں گے تو جواباً عرض ہے کہ اگر ختم نبوت کے یہ معنی لئے جائیں تو پھر قصر نبوت کی تکمیل مکمل نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کی مہر لگ لگ کر تو کئی اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں اور کئی اور قصر نبوت تعمیر کیے جاسکتے ہیں۔ جو قادیانیوں کو ہی مبارک ہوں۔ اس طرح تو آپ نبوت کو ختم کرنے والے نہ ہوئے بلکہ نبوت کے سلسلہ کو شروع کرنے والے ہوئے۔

خاتم نبوت کے معنی ویسے بھی لغو ہیں کہ خاتم المہاجرین کے معنی ہوئے کہ جس کی مہر سے مہاجر

بننے لگیں۔ خاتم اولاد کے معنی ہوئے کہ جس کی مہر سے اور اولاد بننے لگے۔ اگر کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو آپ یہ نہ فرماتے کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ کیونکہ عمرؓ نبی نہیں اس لئے کسی اور نبی کے آنے کے بھی گنجائش قطعاً قطعاً باقی نہیں۔

یا اللہ قادیانیوں کو ہدایت دے۔

اور مرزا صاحب کے اعتراض بحکم آیت وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا (اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں) چاہئے کہ مسیح بن مریم آسمان پر صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں گے حالانکہ آسمان پر جیسے خورد و نوش سے فارغ ہیں ایسا ہی باقی لوازم جسمیت سے۔ علاوہ اس کے اداء زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں اپنی کتاب شمس الہدایہ کے ص ۴۸ پر فرماتے ہیں۔

"حضرت عیسیٰ تو دنیا میں بھی بباعث زہد و فقر کے مالک نصاب نہیں ہوئے۔ ادائے زکوٰۃ میں تو نصاب ہونا شرط ہے۔ آپ زمین پر ان کا ادائے زکوٰۃ ثابت کر دیں بعد اس کے آسمان پر ہم ثابت کر دیں گے۔ یہ اعتراض تمسخر ہے ساتھ مسیح بن مریم کے۔"

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیۃ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ (سورہ الزمر پ ۲۳ آیت نمبر ۳۰) صریح ہے وفات عیسیٰ بن مریم میں۔ کیونکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کی وفات کا ذکر ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں شمس الہدایہ کے ص ۴۹ پر فرماتے ہیں

"یہ دونوں یعنی اِنَّكَ مَیِّتٌ اور ایسا ہی وَاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں نہ دائمہ مطلقہ یعنی تحقیق تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہونے والا ہے۔ اپنے وقت معین میں اور وہ انبیاء سابقہ بھی اپنے اپنے اوقات معینہ میں مرنے والے ہیں۔ اب فرمایئے کہ مسیح ابن مریم کو بعد نزول سب اہل اسلام اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ میں داخل سمجھتے ہیں یا نہ۔ نزول آیت کے وقت اگر مر جانا ان کا ضروری ہو تو چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وقت نزول آیت داخل موت ہو گئے ہوں۔"

اعلیحضرت امام احمد رضا خان نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

"بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔"

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا ہے کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے۔

اس صورت میں سوال ہی وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی جواب کی کوئی ضرورت۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیۃ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (سورہ ال عمران پ ۴ آیت نمبر ۱۴۴) صاف شہادت دیتی ہے وفات عیسیٰ بن مریم پر کیونکہ اس آیت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے رسول وفات پا چکے ہیں جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”آپ نے خَلَتْ کے معنے توفت (فوت ہو گئے) سمجھے ہیں تب ہی خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیت سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ (سورہ الفتح پ ۲۶ آیت نمبر ۲۳) اور دوسری آیت وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا (سورہ الاحزاب پ ۲۲ آیت نمبر ۶۲) میں تناقض صریح ہوگا کیونکہ پہلے کا مفادیہ ہوا۔ سنت خداوندی مر چکی اور معدوم ہو گئی اور دوسری کا مفادیہ کہ سنت الہیہ متغیر نہیں ہوتی یعنی ہمیشہ اپنے حال پر باقی رہتی ہے۔

حضرت من اینجا خَلَتْ مشتق ہے خَلْوٌ سے جس کا معنے تنہا ہونا ہے جیسا کہ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ (اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں) اور دوسرا معنی گزرنا بھی ہے اور یہ معنی صفت زمانہ کی بالذات ہوتا ہے کہتے ہیں سال گزشتہ اور قرون ”خالیۃ“ اور زمانیات کی بالعرض یعنی جو اشیاء کہ زمانہ میں موجود ہیں ان کو بھی بعلاقہ ظرفیت اور مظروفیت کے موصوف کیا جاتا ہے۔ اب معنی آیت کا یہ ہوا۔ گزر چکے ہیں قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول۔ اور یہ دو طرح پر صادق ہوتا ہے۔ جو مر گئے ہوں اور جو زندہ ہوں۔ مگر رسالت سے فارغ ہیں جیسا کہ مسیح بن مریم۔ محاورہ۔ فلاں حاکم شہر میں تحصیلدار ہو گزرا ہے۔ یہ ہر دو صورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا جب بھی اور اگر ملازمت صیغہ تحصیلداری سے علیحدہ ہو کر زندہ موجود ہو جب بھی۔

اور یہ اعتراض بھی ہے کہ آیۃ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (سورۃ الاعراف پ ۸ آیت نمبر ۲۵) یعنی اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں اٹھائے جاؤ گے۔ تو پھر مسیح بن مریم آسمان پر کس طرح بقیہ ایام حیوۃ بسر کر رہا ہے؟

جواب: اصل تو یہی ہے کہ انسان کے رہنے کی جگہ زمین ہی ہے لیکن عارضی طور پر کسی کو

آسمانوں پر رب تعالیٰ خود رکھے تو اس میں کیا حرج ہے؟ جیسا کہ ملائکہ کا اصل رہنے کا مقام آسمان ہے لیکن ان کی آمد و رفت زمین پر بھی رہتی ہے جب فرشتوں کا زمین پر آنا جانا منع نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا کیونکر منع ہو سکتا ہے؟

اس سے واضح ہوا کہ آیت میں حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔ یعنی بنسبت استقرار اصلی کے ہے اور دوسری آیت وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ (اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے) سورۃ الاعراف پ ۸ آیت نمبر ۲۴۔

سے بظاہر جو کچھ آ رہا ہے کہ اس میں لام تخصیص کا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمہارا زمین میں رہنا خاص ہے۔ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ تمہارا رہنے کا مقام زمین کو بنایا گیا ہے لیکن یہ بھی لازم نہیں کیونکہ ایک چیز کو کسی کے لئے بنایا گیا ہو تو ضروری نہیں کہ وہ اس سے جدا نہ ہو۔ جیسا کہ "وجعل اللیل لباسا وجعل النھار معاشا" رب نے رات کو لباس بنایا اور دن کو معاش۔ یعنی رات سونے کے لئے بنائی ہے اور دن روزی کمانے کے لئے حالانکہ بعض اوقات انسان رات کو کام کرتا ہے اور دن کو سوتا ہے۔ تو مقصد یہ نکلا کہ عموی طور پر رات سونے کے لئے اور دن روزی کمانے کے لئے ہے لیکن کبھی کبھی اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ ایسے ہی زمین رہنے کے لئے عمومی طور پر مختص ہے لیکن کسی کو رب تعالیٰ خود آسمانوں پر ٹھہرا لے تو اس میں کسی کو کلام کرنے کی کیا مجال ہو سکتی ہے۔ (ماخوذ از شمس الہدایہ ص ۵۱)

اب ہم قرآن مجید فرقان حمید سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں چند اور دلائل پیش کر دیتے ہیں تاکہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

سورہ النساء کی جو دو آیات ہم نے پہلے بیان کی ہیں ان سے اگلی آیت میں ہے۔

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (سورہ النساء آیت نمبر ۱۵۹)

کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔

اس آیت میں بھی آپ کے آسمانوں سے اترنے اور آپ پر اہل کتاب کے ایمان لانے کا ذکر ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمتہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے اترنے کے وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو آپ کی وفات

سے پہلے آپ پر ایمان نہ لائے۔ یعنی سب ایمان لے آئیں گے۔ تمام دین ختم ہو جائیں گے اور صرف ایک دین ہو جائے گا۔ (روح المعانی)

حضرت سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "قریب قیامت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے مطابق حکم کریں گے اور اسی دین کے ایک امام کی حیثیت میں ہوں گے اور نصاریٰ نے ان کی نسبت جو گمان باندھ رکھے ہیں ان کا ابطال فرمائیں گے۔ دین محمدی کی اشاعت کریں گے۔ اس وقت یہود و نصاریٰ کو یا تو اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل کر ڈالے جائیں گے۔" (خزائن العرفان)

سورہ زخرف پ ۲۵ آیت نمبر ۶۱ میں ہے۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) پیرو ہونا یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ آپ کے اترنے کو علم کہا گیا ہے کیونکہ آپ کے اترنے سے قیامت کا علم حاصل ہو جائے گا کہ قیامت اب آ رہی ہے۔ (ابوالسعود)

علامہ آلوسی نے بھی ان الفاظ سے ہی روح المعانی میں تفسیر کی ہے۔ جن الفاظ سے ابوالسعود نے کی ہے۔

اس آیت سے بھی واضح ہو گیا کہ آپ ابھی تک زندہ آسمانوں میں موجود ہیں اور قیامت کے قریب اتریں گے۔

سورہ آل عمران پ ۳ آیت نمبر ۴۶ میں ہے۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

اور لوگوں سے بات کرے گا پنگھوڑے میں اور پکی عمر میں۔

یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بچپن کی وہ عمر جس میں عام بچے کلام نہ

کرتے ہوں۔ اس وقت کلام کرنا تو معجزہ ہے لیکن پکی عمر میں تو ہر انسان کلام کرتا ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کیسے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

"پکی عمر میں کلام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخر زمانہ میں آسمانوں سے اتریں گے۔ اس وقت آپ کی عمر پکی ہوگی اور آپ لوگوں سے کلام فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ آیت واضح طور پر نص ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔"

سورہ الرعد پ۱۳ آیت نمبر ۳۸ میں ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً۔ — اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کیلئے بی بیاں اور بچے کئے۔

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کی بیبیوں اور بچوں کا ذکر ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ ابھی زندہ ہوں اور آسمانوں سے نازل ہو کر شادی کریں اور ان کی بی بیاں اور بچے ہوں اور ایسا ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

سورہ ال عمران پ۳ آیت نمبر ۵۴ میں ہے۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ — اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی۔

علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خفیہ تدبیر فرمائی یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی یعنی ایک اور شخص کو آپ کے مشابہ کر دیا جسے سولی دے دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔"

سورۃ ال عمران پ۳ آیت نمبر ۵۵ میں ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَىَّ — یاد کرو جب اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا اور تیرے پیروؤں کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا

مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ پھر تم سب میری طرف پلٹ آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرمادوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو۔

"تَوَفّی کا حقیقی معنی کسی چیز کا پورے کا پورا لے لینا اور اس سے کچھ باقی نہ رہنے دینا ہے۔"

تَوَفّی کی اقسام اور اس کی پوری وضاحت اس مضمون کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ تَوَفّی کا یہاں معنی موت مراد ہے اور مفسرین نے بھی اس کے حقیقی معنوں کو ہی مدنظر رکھا ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے "اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی مقررہ مدت تک زندہ رکھے گا اور تمہیں قتل سے بچائے گا۔"

امام ابن جریر لکھتے ہیں۔ "میرے نزدیک صحیح ترین قول یہ ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے زمین سے قبض کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے یہی چیز ثابت ہے کہ آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔" (ضیاء القرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے ایسے ہی نہیں چھوڑوں گا کہ یہ یہودی تمہیں پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیں بلکہ میں تمہیں آسمانوں کی طرف جسم مع الروح اٹھالوں گا اور تمہیں ان سے محفوظ رکھوں گا کہ یہود تم پر قادر ہو سکیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تیرے پیروکاروں کو قیامت تک ان یہودیوں پر غلبہ عطا فرماؤں گا۔ یہ ان کے محکوم ہو کر رہیں گے اور اس چیز کا مشاہدہ ہر ذی شعور شخص کر سکتا ہے کہ نصاریٰ ہر جگہ یہود پر غالب اور حکمران ہیں اور اس وقت تک مغلوب رہیں گے جب تک کہ قیامت قریب نہ آ جائے۔

نوٹ: حیات عیسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔

(۱) شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

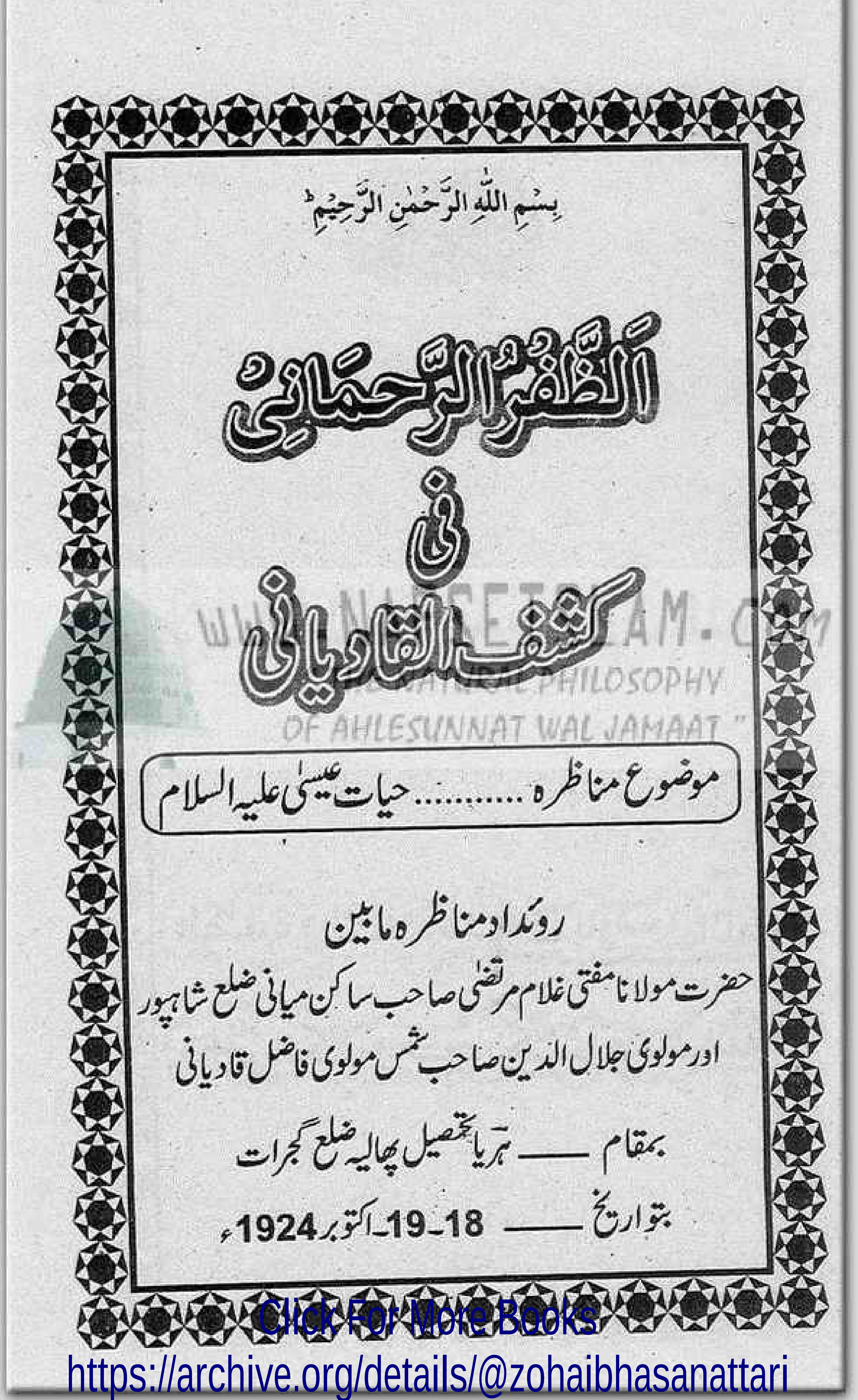
(۲) سیف چشتیائی — از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب۔

(۳) مہر منیر سوانح حیات — حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

(۴) تذکرۃ الانبیاء — حضرت علامہ عبدالرزاق بھترالوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ۔

(۵) مقیاس النبوت — حضرت مولانا ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) حیات المسیح علیہ السلام — حضرت خواجہ ڈاکٹر محمد شوکت علی قادری چشتی دلداری۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلظَّفَرُ الرَّحْمَانِی فی کشف القادیانی

موضوع مناظرہ .... حیات عیسیٰ علیہ السلام

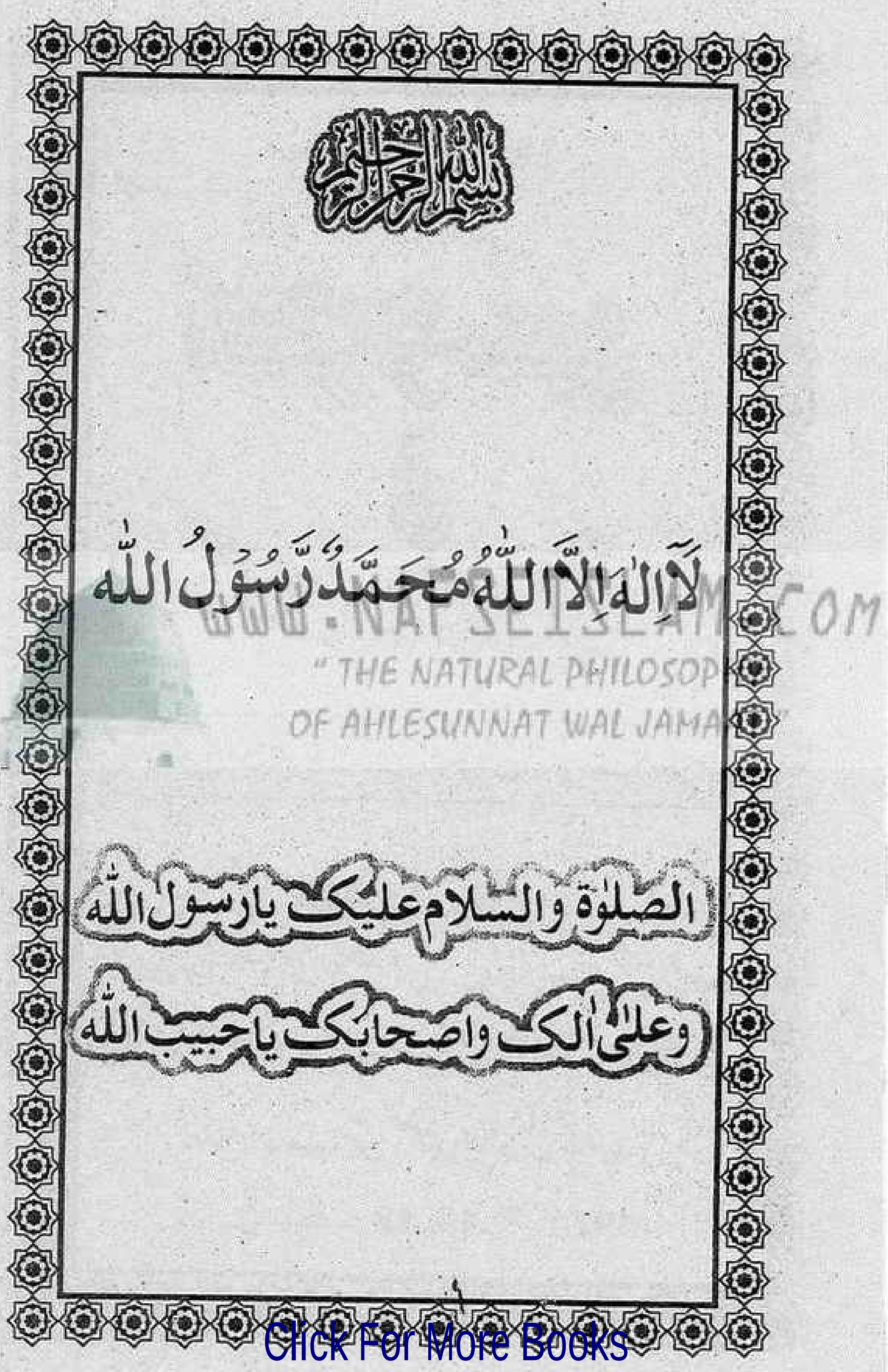
روئداد مناظرہ مابین

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی ضلع شاہپور

اور مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی

بمقام —— ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

بتواریخ —— 18-19 اکتوبر 1924ء


بسم اللہ الرحمن الرحیم
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ باھدی والدین الکامل المبین علی سائر اھل الملل کلھم اجمعین. والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ النبیین و علیٰ الہ و صحبہ و خلفائہ الراشدین للھدیین۔

ترجمہ: واضح ہو کہ اسلامی جماعت کی خدمت میں عموماً اور قادیانی جماعت خدمت میں خصوصاً درخواست ہے کہ آپ ہر ایک صاحب اس کتاب کو ابتداء تا اخیر نہایت غور سے سمجھ کر پڑھیں۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کو کسی لائق عالم سے سمجھ لیں اور پھر ایمان کے دائرہ کے اندر کھڑے ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ ہر دو مناظروں میں سے کون مناظر ایمان کے مقتضا کے اندر رہ کر فاتح و کامیاب ہوا ہے اور کون مناظر ایمان کے مقتضا سے خارج ہو کر مفتوح و ناکام ہوا۔

سببِ مناظرہ

جو لوگ حضرت مولانا مفتی غلام مرتضٰی صاحب کے مشرب و مذاق سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مفتی صاحب کو مناظرہ کے ساتھ انس و دلچسپی نہیں۔ نہ اس وجہ سے کہ ان میں کوئی علمی کمزوری ہے۔ بلکہ اس لیے کہ آج کل کے مناظرے درحقیقت مناظرے نہیں ہوتے بلکہ مجادلے یا مکابرے ہوتے ہیں لیکن قادیانی امت کے بعض افراد نے مفتی صاحب کے اس تنفر کو اس رنگ میں بیان کرنا شروع کر دیا کہ چونکہ مفتی صاحب کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں اس لیے وہ میدان مناظرہ میں نہیں آتے اور اس ذکر کو عرصہ دراز تک جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اسلامی جماعت کے کثیر التعداد آدمی مضطرب العقائد و متردد الایمان ہو گئے۔ جب مفتی صاحب نے اسلامی جماعت میں یہ اضطراب و تردد محسوس کیا۔ تو انھوں نے اپنے دل میں یہ ناطق فیصلہ کر لیا کہ اسلامی جماعت

کے ایمان وعقیدہ حقہ کی حفاظت کرنے کے لیے اب منجانب اللہ تیرا مناظرہ کرنا لازمی فرض ہو چکا ہے اور مفتی صاحب نے بڑے زور سے اعلان کر دیا کہ میں مناظرہ کرنے پر ہر طرح سے تیار ہوں۔

تعیین موضوع مناظرہ

کئی سال سے قادیانی جماعت کے بعض افراد مفتی صاحب کے پاس آتے رہے اور جب وہ اپنے قادیانی مذہب کی تائید میں طول طویل تقریریں کرتے اور مفتی صاحب اخیر میں ایک ہی فاضلانہ فقرہ سے سب کی تردید کر دیتے تو وہ قادیانی آدمی گھبرا کر مفتی صاحب کو کہتے کہ تم ہمارے عالم کے ساتھ مناظرہ کیوں نہیں کرتے۔ کبھی تو مفتی صاحب سکوت فرماتے اور کبھی یہ فرماتے کہ اگر تمھارا کوئی عالم یہاں آجائے تو ہم مضامین مفصلہ ذیل میں تبادلہ خیالات کریں گے۔ ختم نبوت۔ مرزا صاحب کی نبوت۔ مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا۔ مرزا صاحب کے منکروں کی تکفیر۔ مرزا صاحب کا اسلام وکفر۔ مرزا صاحب کی صداقت و تکذیب۔

لیکن قادیانی آدمی ہر بار اس بات پر زور دیتے کہ ہمارا عالم پہلے مسیح ابن مریم کی حیات ووفات پر مناظرہ کرے گا۔ بلحاظ وجہ مذکور مفتی صاحب نے بھی مسیح ابن مریم کی حیات ووفات پر مناظرہ کرنا تسلیم کر لیا۔ اور قادیانی جماعت کے اس مضمون پر زور دینے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نبی مرزا صاحب نے بھی اس مسئلہ حیات ووفات مسیح ابن مریم پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق وکذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر

وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔
اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۶۔)

اور واقعی اسلامی جماعت کے علماء اس موضوع پر مناظرہ کرنے سے کسی قدر جھجکتے تھے۔ لیکن جب زبدۃ المحققین ورئیس العارفین مرکز الہدایت ومحور الولایت مولانا ومرشدنا حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب لازالت فیوضاتہم نے کتب ذیل شمس الہدایہ۔ حجۃ اللہ البالغۃ علی الشمس البازغۃ۔ فیوضات مہریہ۔ تالیف فرمائیں تو اس وقت سے اسلامی جماعت کے علماء کے بازو اس موضوع یعنی حیات ووفات مسیح ابن مریم پر مناظرہ کرنے کے لیے ہمیشہ کے واسطے قوی ہو گئے ہیں۔ کیونکہ مرشدنا الممدوح نے حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے ایسے طرق استدلالات واستنادات بیان فرمائے ہیں جن کے جواب دینے سے مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے مریدین آج تک عاجز ہیں۔ اور ان کی حقیقت پر مطلع ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ طرق استدلالات واستنادات موہوبی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب مرشدنا الممدوح بغرض مناظرہ لاہور تشریف لے گئے اور قریباً ہفتہ عشرہ وہاں قیام فرمایا تو مرزا صاحب مناظرہ کے لیے نہ آئے بلکہ انکار کر دیا۔ اور نیز یہی وجہ ہے کہ چونکہ اسلامی مناظر یعنی مفتی صاحب مرشدنا الممدوح کے مریدین مستفیضین میں سے ہیں اس لیے قادیانی مناظر نہ ان کی تردید کر سکا اور نہ ہی کوئی دلیل تام التقریب پیش کر سکا۔ اور مناظرہ ختم ہونے کے بعد علامہ دہر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی پریزیڈنٹ اسلامی جماعت دوسرے دن اسٹیشن میانی سے ریل پر سوار ہو کر بمقام گولڑہ شریف پہنچے۔ اور وہاں مرشدنا الممدوح کے حضور میں مناظرہ کے تمام واقعات عرض کیے جس پر مرشدنا الممدوح نے اسلامی مناظر کو یہ خط لکھا جس کے الفاظ بعینہا حسب ذیل

ہیں۔

مخلصی فی اللّٰہ مفتی غلام مرتضیٰ حفظکم اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام و دعا کے الحمد للہ ای لمنہ کہ او سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو توفیق اظہار حق بوجہ اتم عنایت فرمائی۔ مخلصی مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔ بل کے بل سے سب بل مبطلین کے نکال دیئے۔ اللھم و فقنا لما تحب و ترضی و صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و الحمد لک اولاً و آخرا۔ سب احباب سے مبارک بادی۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللّٰہ المدعو بہ مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ۔ ۱۲۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء

شرائط مناظرہ

بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۲۴ء کسی اپنے خاص کام کے لیے مفتی صاحب نے ایک ہفتہ کا سفر اختیار کیا۔ اور قادیانی جماعت کے لوگ اپنے ایک مولوی صاحب مسمی جلال الدین شمس کو قادیان سے میانی لائے۔ اور اس قادیانی مولوی نے بتاریخ ۲۷ اگست ۱۹۲۴ء گنج منڈی میانی میں تقریر کی۔ اور بعد اختتام تقریر ایک قادیانی نے کہا کہ یہ مولوی صاحب کل وفات مسیح ابن مریم پر دلائل پیش کریں گے۔ اگر کسی نے مناظرہ کرنا ہے تو میدان میں آئے۔ یہ بات سن کر بوجہ عدم موجودگی مفتی صاحب اسلامی جماعت میں سخت اضطراب پیدا ہوا۔ لیکن مطابق الاسلام یعلو و لا یعلی خدا تعالیٰ نے یہ اتفاق پیدا کر دیا کہ مفتی صاحب کو سفر میں گرمی محسوس ہوئی۔ اس وجہ سے وہ ارادہ سفر ملتوی کر کے بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۴ء صبح کی گاڑی پر براستہ بھیرہ واپس میانی پہنچ گئے۔ جس پر اسلامی جماعت میں نہایت سرور و خوشی ہوگئی اور قادیانی جماعت کے اندر اضطراب ہوا۔ وتلک الایام ندا

ولھابین الناس ۔اور مفتی صاحب نے قادیانی جماعت کو کہلا بھیجا کہ تم نے اسلامی جماعت کو مخاطب کر کے مناظرہ کے لیے دعوت دی ہے اس لیے میں بتائید اللہ مناظرہ کرنے پر تیار ہوں۔آپ میرے ساتھ شرائط مناظرہ طے کریں چنانچہ بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۴ء مابین مولانا مفتی غلام مرتضٰی صاحب۔ساکن میانی و مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی بموجودگی ہر دو فریقین شرائط مفصلہ ذیل باتفاق فریقین طے ہوئیں

المناظر فیہ حیات و وفات مسیح

۱۔ ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔علاوہ ازیں مناظر جماعت اسلامیہ سے جماعت اسلامیہ احمدیہ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔

۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔(۱) قرآن کریم۔(۲) حدیث صحیح۔(۳) اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔(۴) لغت عرب (۵) صرف (۶) نحو۔(۷) معانی (۸) بیان (۹) بدیع۔اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔

۳۔ کل پرچے پانچ ہوں گے پہلے دن ہر ایک مناظر اپنے دعویٰ کے دلائل تحریری طور پر پیش کرے گا۔اور ہر ایک تقریر کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ وقت ہوگا۔ اور قبل از شروع اس تمام تقریر کو تحریر میں لا کر دوسرے مناظر کو دے دے گا۔اور ہر ایک مناظر تحریر کردہ مضمون کے علاوہ اور کوئی مضمون بیان نہیں کرے گا۔ہاں توضیح اور تشریح کر سکتا ہے۔اور تردید کے تحریر کرنے کے لیے دو گھنٹہ کا وقت ہوگا

اور آدھ آدھ گھنٹہ ان کے سنانے کے لیے ہوگا۔ ان کے سنانے کے بعد پہلے دن کا اجلاس ختم ہوگا۔ دوسرے دن ہر ایک مناظر کی طرف سے تین تین پرچے ہوں گے۔ ہر ایک پرچے کی تحریر کے لیے ایک ایک گھنٹہ وقت مقرر ہوگا اور تقریر کے آدھ آدھ گھنٹہ ہوگا۔ پہلے دن کے پہلے پرچہ کے علاوہ کسی پرچہ میں کوئی نئی دلیل پیش نہ کی جائے گی۔

۴۔ ہر ایک دن کا اجلاس صبح ۸ بجے سے شروع ہوگا۔ تحریر اور تقریر کے علاوہ جو وقت صرف ہوگا وہ وقت مناظرہ میں شمار نہ ہوگا۔

۵۔ مناظر پرچہ خود لکھے گا۔ اس کی دوسری کاپی کرنے کے لیے ایک معاون ہوگا ہر ایک مناظر کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا پرچہ معہ اس کے دستخطوں کے پرچہ سنانے سے پہلے دوسرے مناظر کو دیا جائے گا۔ اور ہر دو پریزیڈنٹوں کے دستخط اس پر ثبت ہوں گے۔

۶۔ ہر ایک مناظر کسی غیر سے اثنائے مناظرہ میں کسی قسم کی امداد نہ لے گا۔

۷۔ تاریخ مناظرہ ۱۸۔۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء مقرر ہے یعنی بروز ہفتہ و اتوار۔

۸۔ مناظرہ بمقام میانی متصل سرائے بڑ کے درخت کے نیچے ہوگا۔

۹۔ فریقین میں سے کسی کو ضم ضمیمہ کا اختیار نہ ہوگا۔ مگر فریقین کو علیحدہ علیحدہ اس مباحثہ کی اشاعت لازمی ہوگی۔

۱۰۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک پریزیڈنٹ ہوگا جن کا کام وقت کی پابندی کرانا ہوگا۔ اگر کوئی مناظر خلاف تہذیب گفتگو کرے گا تو پریزیڈنٹ روک دیں گے۔

۱۱۔ مناظرین اور ہر دو پریزیڈنٹوں کے بغیر کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۲۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے پہلے اس مناظرہ کے لیے اجازت لی جائے گی۔

۱۳۔ فریقین کی طرف سے جو مناظر ہوں گے ان پر مذکورہ بالا شرائط کی پابندی لازمی ہوگی۔

بقلم خود نبی محمد سیکرٹری انجمن احمدیہ میانی وگھوگھیاٹ 28/8/24

نوٹ: جب شرط نمبرا۔ کا یہ فقرہ یعنی ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔ طے ہو چکا تو مفتی صاحب نے کہا کہ میں قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال بھی بطور حجت والزام پیش کر سکوں گا۔ اس پر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال ہم پر حجت نہیں۔ بڑے تعجب وحیرانگی کی بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جماعت کے پیغمبر تو کہتے ہیں۔

آنچہ دادہ ست ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام

یعنی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کے تمام کمالات مجھے عطا کیے ہیں۔ اور قادیانی امت یہ کہتی ہے کہ ہم کو اپنے پیغمبر کے خلیفوں کے اقوال نامنظور ہیں۔ حالانکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔ (مشکوۃ ص ۲۲) یعنی "جیسا کہ میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے ویسا ہی میرے خلیفوں کی فرمانبرداری تمھارے اوپر لازم ہے۔" اور پھر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا

صاحب کے اقوال بھی علی الاطلاق ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ وہ اقوال جو دعویٰ نبوت کے بعد کئے ہوں۔ یہ عجیب پیغمبر ہے اور عجیب اس کی امت ہے۔

شرط نمبر اول و دوم

شرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے شرط نمبر ا۔ و شرط نمبر ۲۔ نہایت قابل غور ہیں۔ اور در حقیقت یہی دو شرطیں فتح و شکست کا معیار و میزان ہیں۔ اور نیز یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم و حدیث کا عربی ہونا لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے ان ہر دو شرطوں کے عین مطابق اور تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ ''حیات مسیح ابن مریم'' ثابت کر دیا۔ اور قادیانی مناظر کے تمام خیالات کی تردید کی۔ لیکن قادیانی مناظر باوجود ان ہر دو شرطوں سے متجاوز ہونے کے بھی اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ثابت نہ کر سکا اور نہ ہی اسلامی مناظر کی تردید کر سکا جیسا کہ روئیداد مناظرہ سے روشن ہے۔

اسلامی قاعدہ متعلق مناظرہ

اگر ہر دو مناظر اہل اسلام میں سے ہوں تو ان کا لازمی فرض ہے کہ وہ اس حکم اور قانون پر فیصلہ کریں جو قرآن کریم یا حدیث کے الفاظ سے مفہوم ہے۔ اور اس حکم اور قانون کی حکمت کا نہ دریافت کرنا ضروری ہے اور نہ بیان کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ حکم اور قانون قطعی و یقینی ہے اور حکمت ظنی ہے۔ اور بوقت مناظرہ قطعی و یقینی امر کو ترک کر کے ظنی امر کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل و نقل ہے۔ خلاف عقل ہونا تو ظاہر ہے۔ دیکھئے اگر صاحب جج کسی مقدمہ میں ڈگری دے دیں تو مدعا علیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس قانون کے رو سے آپ نے ڈگری دی ہے میں اس قانون کو تو مانتا ہوں لیکن مجھ کو خود اس میں یہ کلام ہے کہ یہ قانون مصلحت کے

خلاف ہے۔ اس لیے آپ اس کا راز بتلا دیں۔ اور اگر وہ ایسا کہے بھی تو اس کو توہین عدالت اور جرم سمجھا جائے گا اور اس پر صاحب جج کو حق ہوگا کہ توہین عدالت کا اس پر مقدمہ کرے۔ اور اگر مقدمہ بھی قائم نہ کیا تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ کان پکڑ کر اس کو عدالت سے باہر کر دے گا۔ اور اگر اس وقت اس کی طبیعت میں حکومت کی بجائے حکمت غالب ہوئی تو یہ جواب دے گا کہ ہم عالم قانون ہیں واضع قانون نہیں۔ مصالح واضع سے پوچھو۔ تو کیا کسی عقلمند کے نزدیک یہ جواب نامعقول جواب ہے یا بالکل عقل کے موافق۔ اور نقل کے خلاف ہونا اس آیت سے ثابت ہے قال اللّٰہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنو اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللّٰہ والرسول انکنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر (سورہ نساء) (یعنی اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (محمد ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے سے صاحب امر لوگوں کی پھر اگر کسی چیز میں باہم تنازع کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو) دیکھو کہ اولی الامر کے ساتھ اطیعوا نہ لانے میں یہ ایماء ہے کہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ اور پھر فردوہ الی اللّٰہ والرسول میں اولی الامر کا ذکر نہ کرنا اس میں قرآن کریم نے یہ صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ تنازع فیہ امر میں فیصلہ کن دو ہی چیزیں ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث۔ تیسری چیز کوئی نہیں۔ اور پھر انکنتم تومنون باللّٰہ والیوم الآخر فرما کر یہ بتلا دیا کہ اگر تم مومن ہو تو متنازع فیہ امر کے فیصلہ کے لیے قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرو گے ورنہ تم مومن نہیں۔ ناظرین غور کریں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیت فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللّٰہ والرسول انکنتم

تـومنون باللہ والیوم الاخر کے عین مطابق مناظرہ کیا ہے۔اور قادیانی مناظر نے اس آیت کے خلاف اپنے مناظرہ میں کثیر التعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً ''توریت کا پیش کرنا۔اور یہ کہنا کہ مسیح ابن مریم کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا اور ساتویں آسمان پر کیوں نہیں لے گیا ان میں کوئی نقص باقی تھا۔وغیرہ وغیرہ'' جو روئداد مناظرہ سے روشن ہے۔اس طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت زبانی تو مدعی ایمان بالقرآن والحدیث ہے لیکن ان کے قلوب کی حالت دگرگوں ہے۔صاحبو! یہ نہ سمجھئے کہ اسلامی جماعت کے علماء وفضلا اسلامی احکام وقوانین کے اسرار وحکم کو نہیں جانتے۔ان کے پاس سب کچھ ذخیرہ موجود ہے۔لیکن۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

اور اگر مناظرین میں سے ایک مسلم ہے اور دوسرا غیر مسلم ہے تو اس صورت میں مناظر مسلم کا فرض ہے کہ اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے عقلی دلائل پیش کرے۔

شرط نمبر ۹

چونکہ قادیانی جماعت نے شرط نمبر ۹ کو توڑ کر پہلے ایک اشتہار شائع کیا اور پھر روئداد مناظرہ کے ساتھ نئے مضامین جن کا نام چند ضروری باتیں رکھا گیا اور حواشی ضم کر دیئے اس لیے ہم نے بھی بعد میں اشتہار شائع کیا اور حواشی وغیرہ بغرض توضیح وتشریح ملا دیئے۔

شرط نمبر ۸

بتاریخ ۱۴ یا ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع شاہپور کا حکم صادر ہو کر پہنچا کہ فی الحال مناظرہ نہ کیا جائے۔ اس حکم کے پہنچنے پر قادیانی جماعت کو از حد خوشی حاصل ہوئی۔ اور مفتی صاحب کے ذمہ یہ اتہام لگایا کہ انھوں نے صاحب بہادر کے ساتھ کوشش کر کے مناظرہ رکا دیا ہے۔ اس پر اسلامی جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ ضلع شاہپور کی حد سے باہر مناظرہ کیا جائے لیکن قادیانی جماعت نے اس سے بھی گریز کی۔ جب مفتی صاحب نے یہ حالت دیکھی تو مضطربانہ صورت میں سربسجود ہو کر دعا کی کہ ''اے خدایا اجلاس مناظرہ منعقد فرما کر اہل اسلام کے ایمان و عقائد حقہ مستحکم کرا اور مجھے اس جھوٹے اتہام سے بری فرما۔'' اس مجیب الدعوات و مسبب الاسباب نے ایسا اتفاق کیا کہ بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۴ء میاں شاہ محمد صاحب ساکن واڑہ عالم شاہ صبح کی گاڑی پر میانی پہنچ گئے۔ ان کی خدمت میں یہ بات بیان کی گئی کہ قادیانی جماعت مناظرہ سے گریز کر رہی ہے اور آپ بڑے لائق ہیں۔ ان کے ساتھ مناظرہ کرانے کے لیے کوشش کریں۔ چنانچہ میاں صاحب ممدوح قادیانی جماعت کے پاس گئے اور واپس آ کر کہنے لگے کہ وہ مناظرہ پر تیار ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کس وجہ سے تیار ہو گئے ہیں۔ بعد اختتام مناظرہ میاں صاحب ممدوح نے مفتی صاحب کے آگے موضع دریالہ جالپ کو جاتے ہوئے بیان کیا کہ میں نے قادیانی جماعت کو یہ جا کر کہا تھا کہ میرا بھی مرزائیت کی طرف میلان ہے اور مفتی صاحب گھبراہٹ میں ہیں وہ میدان مناظرہ میں کبھی نہ آئیں گے۔ آپ تیار ہو جائیے آپ کی بلا محنت فتح ہے۔ اس پر قادیانی جماعت تیار ہو گئی۔ اور بتاریخ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء صبح کی گاڑی پر سوار ہو کر ہر دو فریق موضع ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پہنچے۔ اور وہاں دو دن یعنی بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء مناظرہ ہوا۔ اور ہم چودھری غلام حیدر خان صاحب نمبردار ہریا کا خصوصاً اور دیگر باشندگان ہریا کا عموماً نہایت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی سعی بلیغ کی وجہ سے ہر دو دن کا مناظرہ نہایت باامن و سکوت سامعین ہوا۔ علاوہ ازیں چودھری غلام حیدر خان صاحب و دیگر باشندگان

ہریانے باوجودیکہ وہ اہل اسلام میں سے تھے دو دن ہر دو فریق یعنی اسلامی جماعت وقادیانی جماعت کونہایت باعزت کھانا دیا اور چار پائی وغیرہ کا بہت عمدہ انتظام کیا۔ حالانکہ ہر دو دن مجمع کثیر التعداد تھا۔

المناظرین

اسلامی جماعت کی طرف سے مناظر حضرت مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی اور قادیانی جماعت کی طرف سے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی تھے۔

صدر جلسہ

ہر دو دن یعنی ۱۸، ۱۹، اکتوبر ۱۹۲۴ء اسلامی جماعت کی طرف سے مجلس مناظرہ کے پریزیڈنٹ جامع الفنون العقلیہ والنقلیہ فہامہ دہر وعلامہ عصر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوٹہ ضلع ملتان تھے۔ اور قادیانی جماعت کی طرف سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء کے پریزیڈنٹ کرمداد صاحب دولمیال تھے اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حاکم علی صاحب تھے۔ معلوم نہیں کہ دوسرے دن کرمداد صاحب کو عہدہ پریزیڈنٹی سے کیوں معزول کیا گیا۔

۱۸۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء

پرچہ نمبر اول

دلائل حیات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب

اسلامی مناظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبۡحَانَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمِ۔

حیات مسیح علیہ الصلوۃ والسلام پر پہلی دلیل

قولہ تعالیٰ و قولھم ؎ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ و ما قتلوہ و ما صلبوہ ولکن شبہ لھم و ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ و کان اللّٰہ عزیزاً حکیماً۔

؎ حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے اسلامی جماعت کے پاس دلائل بکثرت ہیں۔ مثلاً (۱) و انہ لعلم للساعۃ (۲) و ان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہ. (۳) ویکلم الناس فی المھد و کھلاً (۴) واذ کففت بنی اسرآئیل عنک (۵)وما قتلوہ وما صلبوہ .(۶)بل رفعہ اللّٰہ الیہ. (۷) انی متوفیک و رافعک الی. (۸) ومن المقربین. (۹) ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم (۱۰)ولنجعلک ایۃ للناس. (۱۱) وجعلنی مبارکاً این ماکنت. (۱۲) لیظھرہ علی الدین کلہ. اور یہ قرآنی دلائل ایسے ہیں جن میں سوائے لیظہر علی الدین کلہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر ذکر ہے۔(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یعنی یہود اس قول کی وجہ سے بھی ملعون ہوئے کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ انھوں نے اس کو نہ قتل کیا اور نہ ہی دار پر اس کو چڑھایا لیکن ان کے لیے تشبیہ واقع کی گئی اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا البتہ وہ اس سے شک میں ہیں ان کو اس کا کوئی علم نہیں سوائے اتباع ظن کے اور انھوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اوپر اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب کامل القدرۃ حکمت والا ہے۔

اس آیت میں فقرہ بل رفعہ اللّٰہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل

(بقیہ) اور حدیثی دلائل تو کثیر التعداد ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنا دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے قرآنی دو دلیلوں پر اکتفا کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی مناظر کو ہر ایک دلیل کے متعلق پورا اطمینان اور یقین تھا کہ اس دلیل میں حیات مسیح ابن مریم کے اثبات میں تقریب تام ہے۔ اور تقریر کے لیے وقت معین تھا۔ ان وجوہات کے لحاظ سے مفتی صاحب اسلامی مناظر نے قرآنی دو دلیلوں کو انتخاب کر کے ان کی طرز استدلال کو شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اس قدر تحریر کیا جو وقت معین میں بذریعہ تقریر بیان ہو سکے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ قادیانی مناظر کوئی جواب صحیح نہ دے سکا۔ مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریانے بعد اختتام مناظرہ بطرز اظہار رائے فرمایا۔

حیات مسیح دی ثابت کیتی واہ حدیث قرآنوں ‏ ‏ نازل ہوئی وچہ زمانے آخر سچ پچھانوں

جسدم عالم قادیانوالا کردا سی تقریراں ‏ ‏ سننے والیاں تائیں ہرگز ہون نہ کیں تاثیراں

نال تحمل اتے نال مفتی صاحب بولن ‏ ‏ خوش الحانی اتے مومن جند جاناں سب گھولن

علم بیانوں مفتی صاحب خوب بیان سنایا ‏ ‏ علم کلام معانی اندر ابلق تیز چلایا

مسئلہ نحو محقق کیتا متن متین دکھایا ‏ ‏ جتھے قدم مبارک رکھیا کسے نہ پیر اٹھایا

(مرتب)

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔
کیونکہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی معنی اوپر کی طرف اٹھانا ہے۔رفع برداشتن
وھو خلاف الوضع (صراح جلد ۲ ص ۱۶) رفعہ کمنعہ ضد وضعہ (قاموس
ص ۵۱۲) رفعہ رفعاً بالفتح برداشت آنرا خلاف وضع (منتہی الارب ص
۱۷۶) اور آیت و رفع ابویہ علی العرش (یوسف) سے بھی یہی معنی ظاہر
ہوتے ہیں۔یعنی حضرت یوسف نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر چڑھایا۔پس
رفع اجسام میں حقیقی طور پر اوپر کی طرف حرکت اپنی اور انتقال مکانی مراد ہوگی۔
اور رفع معانی میں مناسب مقام۔اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد
نہیں ہو سکتی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور بلحاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام
مکانوں اور تمام مکینوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔بلکہ رفع الی اللہ سے مراد
آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقر ہے جن کی شان میں لا
یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون۔(التحریم) شہادت خداوندی
ہے (یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور جو کچھ انہیں حکم ملتا ہے
کرتے ہیں) اور حدیث عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل و ملائکۃ بالنھار و یجتمعون فی
صلوۃ الفجر والعصر ثم یعرج الیہ الذین باتوا فیکم فیسألھم وھو
اعلم بھم کیف ترکتم عبادی فقالوا ترکنا ھم یصلون و اتیناھم
یصلون۔(بخاری جلد ۱ ص ۴۵۷) اسی معنی کے مراد ہونے کو ثابت کرتی ہے۔
(یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ فرشتے آگے پیچھے آتے ہیں کچھ رات کو اور کچھ دن کو اور نماز صبح اور
عصر میں دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر چڑھ جاتے ہیں طرف اللہ کی وہ فرشتے

جنھوں نے رات گزاری تمھارے میں۔ پھر اللہ سوال کرتا ہے حالانکہ وہ اعلم ہے کس حالت میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا۔ اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔)

کیونکہ اس حدیث میں عروج الی اللہ سے عروج الی السماء مراد ہے۔ اور عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ اور حدیث یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار (صحیح مسلم جلد اول ۹۹) ''یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف عمل رات کے اٹھائے جاتے ہیں پہلے عمل دن کے'' اسی معنی کے مراد ہونے کے لیے موئد ہے بلکہ یہ حدیث آیت الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ کی تفسیر ہے (یعنی اللہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں کلمے پاک اور عمل نیک کو اللہ اٹھا لیتا ہے) اور مرزا صاحب آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ''رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھائے جانا ہے جیسا کہ وفات کے بعد ہو جب نص قرآن اور حدیث صحیح کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔''

اگر یہ سوال ہو کہ کتاب ازالہ اوہام دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہے اور شرط نمبر ا کے مطابق اسلامی مناظر مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر سکتا ہے جو دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تاریخ دعویٰ نبوت جو مرزا صاحب اور ان کے مرید بیان کرتے ہیں وہ بیان ہم پر حجت نہیں کیونکہ ہم مرزا صاحب کو مفتری اور ان کے مریدوں کو مفتری کے مرید اعتقاد کرتے ہیں۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ اس کتاب ازالہ اوہام میں کوئی ایسا فقرہ ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو پیغمبر زعم کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مرزا صاحب اسی کتاب ازالہ اوہام ص ۶۷۳ طبع اول میں لکھتے ہیں۔ ''میں وہ احمد ہوں'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے حق میں بشارت دی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ کتاب ازالہ اوہام کے اقوال پیش کرنے شرط نمبر ا کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہیں۔ ۱۲ مرتب

(ازالہ اوہام ص ۱۰۴۹) اور نیز مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "جیسا کہ مقربین کے لیے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۱۴۵) اور نیز لکھتے ہیں "بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔" (ازالہ اوہام ص ۹۹۴)

ان عبارات منقولہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی رفع الی اللہ سے مراد آسمان کے اوپر اٹھائے جانا ہے کیونکہ آپ جب ارواح کے اٹھائے جانے کے قائل ہیں۔ اور ارواح کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ آپ بھی اسے علیین اور آسمان کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں تو آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں آسمان کی طرف حقیقی طور پر اٹھائے جانا آپ کے نزدیک مسلم ٹھہرا۔ پس تنازع و اختلاف اس بات میں ہے کہ فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ میں حضرت عیسیٰ کے زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہونے کا بیان ہے یا بعد موت ان کے روح کے مرفوع ہونے کا ذکر ہے۔ اب ہم چند وجوہ سے رفع روحانی فقط کا ابطال کرتے ہیں اور رفع جسمانی و روحانی معاً کا اثبات کرتے ہیں۔

۱۔ پہلی وجہ

یہ کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم میں قتلنا کا مفعول بہ یعنی جس پر

شرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے دو شرطیں یعنی شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ قابل غور ہیں بلکہ یہی دو شرطیں فتح اور شکست اور ہار جیت کا معیار ہیں۔ شرط نمبر ۱۔ ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا علاوہ ازیں اسلامی مناظر قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ بقیہ اگلے صفحے پر

بزعم یہود قتل کا وقوع ہوا ہے وہ المسیح ہے اور یہ امر نہایت روشن ہے کہ قتل کے قابل نہ فقط جسم ہے اور نہ یہ فقط روح۔ بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ انسان۔ پس ثابت ہوا کہ یہود کا یہ زعم ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ جو قبل از قتل زندہ تھا یعنی اس کے جسم اور روح کے درمیان بذریعہ قتل تفریق کر دی ہے۔ اور چونکہ و ما قتلو وما صلبوہ اور وما قتلوہ یقیناً یہود کے مزعوم باطل کی تردید ہے۔ اس لیے نفی قتل اور نفی صلیب اسی بعینہ مسیح سے ہوگی جو عبارت جسم مع الروح سے ہے۔ یعنی زندہ مسیح۔ اور ہر سہ ضمیریں منصوب متصل جو ما قتلوہ وما صلبوہ اور وما قتلوہ یقیناً میں ہیں ان کا مرجع وہی مسیح زندہ ہوگا۔ اور یہ بات بالکل مہر نیمروز کی طرح روشن ہے کہ ضمیر منصوب متصل جو بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں ہے اس کا مرجع بھی وہی بعینہ مسیح زندہ ہے جو ہر سہ ضمائر منصوب متصل سابقہ کا ہے۔ پس ثابت بالدلیل ہوا کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نہ فقط روح۔

۱ دوسری وجہ

یہ کہ و ما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں بقرینہ قصر قلب و نفی کلمہ بل

(بقیہ) شرائط نمبر ۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔ قرآن کریم۔ حدیث صحیح۔ اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔ اور یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم اور حدیث کا عربی ہونا نیز لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر قادیانی مناظر اس پہلی وجہ کا کوئی جواب نہیں دے سکا جو عنقریب مفصل ہوگا۔ مرتب

۱ اس دوسری وجہ کا بھی قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر تا قیامت اس کا جواب نہ دے سکے گا۔

ابطالیہ ہے جو بعد نفی کے واقع ہے۔ اور بل ابطالیہ میں جو بعد نفی کے واقع ہو ضروری ہے کہ صفت مبطلہ اور صفت مثبتہ کے درمیان ضدیت ہو دیکھو ام یقولون بہ جنۃ بل جآءھم بالحق (مومنون) میں یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ ایک چیز کا جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا متعذر ہے۔ اور یہاں معنوی نفی ہے اور دیکھو ویقولون ائنا لتارکوا آلھتنا لشاعر مجنون بل جآء بالحق۔ (صافات) میں بھی یہ امر بالکل روشن ہے کہ ایک چیز کا شعر و جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا ناممکن ہے۔ اور دیگر نظائر قرآنی بھی بہت ہیں۔ پس اگر بل رفعہ اللہ الیہ سے رفع روحانی اور اعزاز مراد لی جائے تو صفت مبطلہ یعنی قتل المسیح اور صفت مثبتہ یعنی رفع المسیح کے درمیان ضدیت متصور نہ ہوگی۔ کیونکہ قتل اور رفع روحانی و اعزاز کا جمع ہونا ممکن ہے جب مقتول مقربین سے ہو۔ اور اگر یہ مراد لی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہوئے تو ضدیت متصور ہوگی۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہیں تو پھر زندہ بجسدہ العنصری مرفوع نہیں ہو سکتے۔ اور اگر زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہوئے تو پھر مقتول نہیں۔ اور نیز وقولھم انا قتلنا المسیح سے ظاہر ہے کہ یہود کا اعتقاد جو مخاطب ہیں متکلم کے یعنی خدائے کریم کے برعکس ہے۔ اس لیے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں بروئے تحقیق اہل معانی گو یہ لازمی نہیں کہ دونوں وصفوں کے درمیان تنافی و ضدیت ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسری وصف کا ملزوم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد برعکس متکلم متصور ہو۔ اور یہ امر بدیہی ہے کہ رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقربین سے ہو۔ پس ثابت بالدلیل ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری زمانہ گذشتہ میں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نہ فقط روح۔

خلاصہ

یہ ہے کہ اس آیت میں فقرہ بل رفعہ اللّٰہ الیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسدہ العصری مرفوع الی السماء ہونے پر ایک زبردست اور محکم دلیل ہے۔ کیونکہ اس فقرہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام اور ذکر ہے اور صیغہ ماضی کا ہے اور جملہ خبریہ تنجیزیہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب بھی وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اثبات کے لیے قرآن کریم کا ایسا ہی فقرہ پیش کریں گے جو ان تمام صفات مذکورہ کا جامع ہو۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمایا ہے وکان اللّٰہ عزیزاً یعنی اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہے گو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے تو صعود الی السماء کے ناممکن ہونے کا خیال گزرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لحاظ سے وہ بالکل ممکن ہے اسی لیے بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں رفع کا فاعل خود اللہ تعالیٰ ہے اور اسی وجہ سے اسم اللہ کا لایا گیا ہے جس کے معنی ذات مستجمع صفات کاملہ ہیں۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ جب دیگر رسولوں کو زمین میں محفوظ رکھا گیا تو

ا یہ آیت واقعی حسب اعتقاد اسلامی مناظر حیات مسیح ابن مریم پر زبردست اور محکم دلیل ثابت ہوئی۔ کیونکہ قادیانی مناظر اس کا کوئی جواب نہیں دے سکا۔ باوجودیکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس موقعہ پر یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ انشاء اللہ قیامت تک میرا مقابل مناظر اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور باوجود استدعا اسلامی مناظر کے قادیانی مناظر وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم کا کوئی ایسا فقرہ نہیں پیش کر سکا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام و ذکر ہو اور صیغہ ماضی کا ہو اور جملہ خبریہ تنجیزیہ ہو ۱۲۔ مرتب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا جواب بھی خود اللہ تعالیٰ نے حکیماً کے ساتھ دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر زمینی اسباب منعقد نہیں ہوئے بلکہ آپ کی پیدائش نفخ روح القدس سے عالم الامر میں کلمہ کن سے ہے جیسا کہ ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا (مریم) سے ظاہر ہے پس آپ کو کمال تشبہ بالملائکہ حاصل ہے۔ لہٰذا بلحاظ فطرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکمت ایزدی کا یہی اقتضاء ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھا جائے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں فقرہ بل رفعہ اللّٰہ الیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے سوائے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جا سکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو مضر نہیں ہے کیونکہ عربی لفظوں کے لیے عام طور پر مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو کہ قرآن کریم میں عموماً لفظ مصباح سے مراد کوکب یعنی ستارہ ہے لیکن لفظ مصباح جو سورۂ نور میں ہے اس سے مراد چراغ ہے۔ اور دیکھو صلوٰۃ سے مراد عموماً عبادت یا رحمت ہے مگر بیع و صلوات سے مراد مقامات ہیں۔ وقس علیٰ ھذا۔

اب میں ایک اور قاعدہ مسلمہ اسلامیہ سے اس مسئلہ حیات کو حل کرتا ہوں جو قرآن کریم نے صاف لفظوں میں بیان فرمایا۔ [1] انزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (یعنی ہم نے قرآن کریم تجھ پر اس لیے اتارا ہے کہ تو (اے نبی) اس کا مطلب واضح کر کے لوگوں کو سمجھا دے)

[1] اسلامی مناظر کا یہ بھی کمال ہے کہ حدیث کو براستہ قرآن کریم پیش کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

اس آیت سے ایک عام قانون ملتا ہے کہ قرآن کریم کے کسی مجمل مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس کی تشریح و توضیح حدیث سے ہونی چاہیے۔ اس لیے میں ایک حدیث بھی سناتا ہوں جس سے آفتاب نیمروز کی طرح مسئلہ حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ ہو جائے گا اور اس حدیث کو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله و یمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبرٍ واحدٍ بین ابی بکرٍ و عمر (مشکوۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲) یعنی حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے ان کی اولاد ہو گی اور وہ پینتالیس سال زندہ رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں میرے پاس دفن ہوں گے۔ پھر قیامت کے روز میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک مقبرے سے اٹھیں گے اس طرح کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے درمیان ہوں گے۔ نزول فرود آمدن۔ (صراح جلد ۲ ص ۲۴۲)۔ نزلهم و بهم و علیهم نزولاً و منزلاً کمجلس و مقعد فرود آمد نزد ایشاں (منتہی الارب جلد ۴ ص ۲۸۶) اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ روکتا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے۔ اور یہ مضر نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اگر کہا جائے کہ جو الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز و استعارہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فن بلاغت و بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت متعذر ہو (ملاحظہ ہو مطول بحث حقیقت و مجاز ص ۳۲۸) اب ہم دکھاتے ہیں کہ ان الفاظ کی حقیقت کی بابت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں آئے ہیں مرزا صاحب

کیا فرماتے ہیں۔ کیا ان کی حقیقت کو محال جانتے ہیں یا ممکن۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں "بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس عبارت میں مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

گو مرزا صاحب کے اقرار کے بعد کسی شہادت کی حاجت نہیں تاہم ایک گواہ ایسا پیش کیا جاتا ہے جس کی توثیق جناب مرزا صاحب نے خود اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ "مولوی نور الدین صاحب بھیروی کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔" (ازالہ اوہام ص ۱۲۲۰) یہی مولوی نور الدین صاحب ہیں جو مرزا صاحب کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اول ہوئے۔ وہی مولوی نور الدین صاحب اصولی طور پر ہماری تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "ہر جگہ تاویلات و تمثیلات سے استعارات و کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد۔ منافق۔ بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الٰہی کلمات طیبات کو لا سکتا ہے۔ اس لیے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضرور ہے"۔ (ضمیمہ ازالہ اوہام طبع اول ص ۸ و تصنیفات سلسلہ احمدیہ

جلد ۳ ص ۱۳۱۷)

پس ثابت ہوا کہ ایسی حدیثوں میں مجازات اور استعارات مراد لینا جائز نہیں۔

اب میں ایک اور طریق سے بھی مختصر اعرض کرتا ہوں کہ ۲حیات حضرت عیسیٰ کا مسئلہ مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات حضرت عیسیٰ کا مسئلہ مذہب اسلام کے نامناسب کیونکہ عیسائیت کے اصول میں سے کفارہ ہے یعنی ایک شخص (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جو بے گناہ تھا چونکہ دشمنوں کے ہاتھ سے مصلوب ہو کر دنیا کی لعنتیں اس نے اٹھالیں اور اس کے تین دن دوزخ میں رہنے سے اب وہ سارے لوگ جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں ہمیشہ کے لیے دوزخ سے نجات پا گئے۔ جس کی مذہب اسلام نے یوں تردید کی ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی دوسرے کا بوجھ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ عقیدہ کفارہ کو جڑ سے کاٹنے کو فرمایا بل رفعہ اللہ الیہ۔ مسیح تو مرا نہیں اس کو خدا تعالیٰ نے اٹھالیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں تو کفارہ کہاں؟ نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اگر کوئی حربہ اہل اسلام کے پاس ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ہے۔ جس سے عقیدہ کفارہ کی بنیاد کھوکھلی نہیں بلکہ

۱اس حدیث کا بھی قادیانی مناظران دو شرطین مذکورین کے تحت میں رہ کر جواب نہ دے سکا۔ ۱۲ مرتب

۲مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس تقریر میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مذہب اسلام کے مناسب ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مذہب اسلام کے نامناسب ہے، اور قادیانی مناظر اس کی تردید نہیں کر سکا ۱۲ مرتب

جڑ سے اکھڑ جاتی ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں فتنہ صلیبی کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اس کا فرض اولین ہونا چاہیے تھا کہ وہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرے۔ واللہ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے اس کی الوہیت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ الوہیت کی تائید اس صورت میں ہوتی جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے زندہ بذاتہٖ اعتقاد کرتے۔ اور جب ہم قیامت سے پہلے ان کی وفات کے قائل ہیں تو پھر تائید الوہیت کیسی؟ اور نیز مجھے حیرانگی آتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے عیسائیوں کا خدا مر جاتا ہے۔ اور عیسائی مذہب ہمیشہ کے لیے مغلوب ہو جاتا ہے۔ کیا عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا نہیں ہے؟ کیا عیسائیوں میں سے اس بات کے قائل نہیں کہ عیسیٰ نے چلا کر جان دی؟ پھر جو بات خود عیسائی مانتے ہیں اس سے ان کے مذہب کی موت اور مغلوبیت کیسی؟ یہ فقط ایک جی خوش کرنے والی بات ہے۔ ''دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔'' ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے انکار کر دیا جائے۔ اور ان کو زندہ تسلیم کیا جائے جیسا کہ قرآن کریم کا منشاء ہے تو عقیدہ کفارہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

دوسری دلیل

قولہ تعالیٰ و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ و یوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً ۔ (نساء) یعنی ''اور نہیں ہو گا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لے آئے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر شاہد ہو گا'' یہ آیت اس بات پر زبردست دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آئندہ زمانہ میں بعینہٖ نہ بمثیلہ نزول فرمائیں گے۔ کیونکہ لیومنن میں نون تاکید کا

ہے۔ اور تمام نحویوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نون تاکیدی مضارع کو خالص استقبال کے لیے کر دیتا ہے۔ اور تمام محاورات قرآنی اور حدیثی اسی کی شہادت دیتے ہیں۔ اور نیز اس میں لام تاکید کا ہے اور جس وقت نون تاکیدی خبر پر داخل ہو تو ضروری ہے کہ اول جز میں کلمہ تاکید ہو۔ مثلاً لام قسم۔ نون التاکید خفیفة و ثقلية تختص بمستقبل طلبٍ او خبرٍ مصدرٍ بتاکیدٍ (متن متین ص ۲۹۹) بلکہ قرآن کریم میں الحمد سے والناس تک جتنے صیغے معہ لام القسم و نون التاکید آئے ہیں سب سے مراد استقبال ہی ہے۔ چونکہ لیومنن میں نون تاکید ثقیلہ اور لام قسم ہے اس لیے ثابت ہوا کہ یہ لیومنن به قبل موته جملہ خبریہ استقبالیہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کے بعد اور موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے وہ تمام ان پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ امر صاف طور پر روشن ہے کہ ضمیر بہ اور ضمیر موتہ دونوں کا مرجع وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ اولاً اس وجہ سے کہ سیاق کلام اسی کو چاہتا ہے۔ اور ثانیاً اس وجہ سے کہ مولوی نورالدین صاحب نے جن کی توثیق مرزا صاحب نے اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی ہے اس آیت کا اس طرح ترجمہ کرتے ہیں۔ "اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ (فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب جلد۲ ص ۸۰) اور ثالثاً اس حدیث کے بیان سے عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسرا لصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزية و یفیض المال حتی لایقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیهما ثم یقول ابو هریرة فاقرأوا ان شئتم

و ان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته، الآیه متفق علیه (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۱) یعنی ابو ہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اللہ پاک کی بہت جلد ابن مریم منصف حاکم ہو کر تم میں اتریں گے پھر وہ عیسائیت کی صلیب کو (جسے وہ پوجتے ہیں اسے) توڑ دیں گے اور خنزیر (جو برخلاف شریعت عیسائی کھاتے ہیں اس) کو قتل کرائیں گے اور کافروں سے جو جزیہ لیا جاتا ہے اسے موقوف کر دیں گے اور مال بکثرت لوگوں کو دیں گے یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک سجدہ ان کو ساری دنیا کے مال ومتاع سے اچھا معلوم ہوگا (حدیث کے یہ الفاظ سنا کر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم اس حدیث کی تصدیق قرآن کریم میں چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ وان من اهل الکتاب الخ دیکھو حضرت ابو ہریرہ کی یہ روایت بالتصریح پکار رہی ہے کہ وہ سب صحابہ کے درمیان آیت وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته میں موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو شخصی طور پر قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں۔ اور اس تصریح نزول کے موقعہ پر کوئی صحابہ نہ تو نفس مضمون یعنی نزول حضرت مسیح علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے۔

شاید یہ وسوسہ پیدا ہو کہ ”جو الفاظ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی بابت آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز مراد ہے۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ فن بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت محال ہو۔ حالانکہ مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ فرماتے ہیں بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری

الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ چونکہ اس آیت میں لیومنن مع لام قسم اور نون تاکید ثقیلہ کے ہے اور موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ ابن مریم بعینہ ہیں اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجودہ وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔

اور اس آیت کا ارتباط ماقبل سے یہ ہے کہ جب اثناء ذکر برائیوں یہود کے اس بدی کا ذکر کیا وقولهم انا قتلنا المسيح الخ اور اس بدی سے دو امر مترشح ہوتے تھے۔ ایک یہ کہ یہود کا زعم باطل قتل مسیح کا ہے اور دوسرا یہود کا افتخار جیسا لفظ رسول اللہ سے ظاہر ہے۔ تو حسب اقتضاء بلاغت و مطابق حکمت خدائے کریم نے پہلے ان کے زعم باطل کی تردید و ماقتلوه الی بل رفعه الله اليه سے کی اور پھر اس آیت سے ان کے افتخار کو توڑا کہ تم یہودی تو فخر کرتے ہو کہ ہم نے رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں تمہارے ہم ملت یہود یہودیت کو ترک کر کے اسی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ اور نیز بل رفعه الله اليه سے سوال پیدا ہوتا تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہوئے تو اتریں گے

اس دلیل قرآنی اور دلیل حدیثی کا بھی قادیانی مناظران دونوں شرطین مذکورین کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہ دے سکا ۱۲ مرتب

بھی یا نہ تو خداوند کریم نے فرمایا کہ موت سے پہلے تشریف لائیں گے اور دین اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا جیسا کہ آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله سے ظاہر ہے یعنی ابھی تک ذکر بدیوں کا ہو رہا ہے لیکن چونکہ اس بدی کا یہ مقتضا تھا کہ اس کے ساتھ ہی یہ مضمون بیان کیا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بلاغت وحکمت کو پورا کیا۔ اور اس آیت میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے کہ بوقت ثبوت محمول پہلے موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔ اور موتہ قرأت متواترہ ہے جس کا قرأت شاذہ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور جناب مرزا صاحب بھی ایک زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (براہین احمدیہ ص ۴۹۸)

میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بتلانا ہے کہ جن دنوں مرزا صاحب کو الہام اور مجددیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں حالانکہ قرآن دانی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت کے قرآن ہی سے دینے کے ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اگر مسئلہ حیاتِ مسیح علیہ السلام اس قسم کا غلط ہوتا کہ اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان اور قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر میدان مناظرہ میں نہ آتا۔

نوٹ

چونکہ بوقت تحریر شرائط مناظرہ میرے فریق مخالف نے فرمایا تھا کہ مرزا

صاحب کے خلیفوں یعنی مولوی نورالدین صاحب و جناب میاں صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہ ہوں گے۔ اس لیے میں نے مولوی نورالدین صاحب کے اقوال اس حیثیت سے پیش نہیں کئے کہ مولوی صاحب ممدوح مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس لحاظ سے پیش کئے ہیں کہ مولوی صاحب ممدوح کی جناب مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ مجھے حیرانگی آتی ہے کہ جب مرزا صاحب نبی امتی ہیں اور بوجہ کمال اتباع محمدی وہ تمام کمالات محمدیہ کے مظہر ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مطابق حدیث فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۲۲) مرزا صاحب کے معتقدین مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال کو اپنے اوپر حجت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتی ہیں۔ اور مرزا صاحب کے کلمات اسی حیات کی تائید کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید جو سابقہ اہل کتاب کی اصلاح کے لیے آیا ہے وہ اصلاح بھی اسی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو مانا جائے تا کہ اہل کتاب کا وہ غلط اور گمراہ کن عقیدہ جس کو کفارہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا سے رخصت ہو جائے۔ وقت کی پابندی ہے لہذا یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں۔

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری۔

دستخط

مفتی غلام مرتضیٰ (اسلامی مناظر)

دستخط

غلام محمد بقلم خود۔ از گھوٹہ متصل ملتان پریزیڈنٹ اسلامی جماعت

۱۱۸ کتوبر ۱۹۲۴ء

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء — پرچہ نمبر اول

دلائل وفات مسیح ۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم — داخل جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اس کو فرقاں سر بسر — اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر

وہ نہیں باہر رہا اموات سے — وہ گیا ثابت یہ تیس آیات سے

اوفات مسیح پر جو قادیانی مناظر یعنی مولوی جلال الدین صاحب نے قرآن کریم کی آیات پیش کی ہیں ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں کہ جن کے عموم سے کوئی حکم ثابت کیا جاتا ہے۔ ابن مریم کی شخصیت کا کوئی ذکر نہیں جیسے ویوم نحشر ھم جمیعاً ثم نقول للذین اشرکوا الخ۔ اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ۔ اور والذین یدعون من دون اللہ الخ۔ اور فیہا تحیون و فیہا تموتون الخ۔ اور ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔ اور الم نجعل الارض کفاتاً الخ۔ اور ومن نعمرہ ننکسہ الخ۔ اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر الخ۔ اور ان تمام آیتوں کا پرچہ نمبر ۵ میں اسلامی مناظر یعنی مفتی غلام مرتضی صاحب نے اجمالی و اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے۔ جس کی توضیح یہ ہے کہ عام دلیل خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مثلاً آیت والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء یعنی مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض ہے۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ اور شوہر دیدہ اور شوہر نادیدہ اور حائضہ اور غیر حائضہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیض ثابت ہوتی ہے اور آیت یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ میری مد مقابل جناب مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اور باقی غیر احمدی علماء اور عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری آسمان پر بجسدہ العصری زندہ اٹھائے گئے اور ابتک بغیر خورد نوش کے زندہ ہیں اور رہیں گے اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مگر راقم اور باقی جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری اسی طرح وفات پا چکے ہیں جس طرح کہ باقی رسولوں نے وفات پائی اور آنے والا مسیح آچکا اور وہ ۱جناب

(بقیہ) یعنی اے ایمان والو جب تم ایمان والی عورتوں کو نکاح کرو اور پھر قبل مس ان کو مطلقہ کر دو تو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں یہ آیت مطلقہ شوہر نادیدہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے۔ اور و اللئی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر و اللئی لم یحضن و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن یعنی وہ عورتیں جن کی بوجہ کبرسنی کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی عدت تین مہینہ ہیں اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے۔ دیکھو یہاں عام دلیل خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکی بلکہ اس عام دلیل کے حکم سے شوہر نادیدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی دلالت کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اور قرآن کریم میں ویسی مثالیں بہت ہیں ویسا ہی چونکہ آیت و ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اور آیت و ان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی حیات کے لیے خاص منطوق دلیل ہے اس لیے یہ عام دلائل پیش کردہ قادیانی مناظر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ۱۲ مرتب

۱افسوس کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات ابن مریم ہے اور قادیانی مناظر نے مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے مسئلہ کا بھی ذکر کر دیا جو ایک علیحدہ بحث ہے ۱۲

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ''مسئلہ وفات مسیح پر بحث کرنے کا فائدہ۔'' اس مسئلہ پر بحث کرنے کے دو فائدے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے پتہ لگ جائے گا کہ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یا وفات پا گئے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صدق و کذب ظاہر ہو جائے گا کہ آیا آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا جھوٹے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود تحفہ گولڑویہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ۲یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔ (تحفہ گولڑویہ ایڈیشن دوم ص ۱۶۶۔) علاوہ ازیں اگر غور کیا جائے تو ہمیں مسیح ناصری کی وفات ثابت کرنے کے لیے دلائل دینے کی

۲؎ اس مناظرہ سے یہ نہایت روشن ہے کہ اسلامی مناظر نے شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح علیہ السلام قرآن کریم سے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظر شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کے تحت میں آ کر کوئی تردید نہیں کر سکا۔ پس حسب فیصلہ جناب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہوئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں۔ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا۔ اور مرزا صاحب کا تمام مسائل مختلف فیہا میں سے فقط مسئلہ حیات و وفات مسیح کو ہی اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دینا اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ پورا اطمینان تھا کہ میرا فریق مخالف اس مسئلہ میں کبھی کامیاب نہ ہوگا لیکن الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ حق کے انوار نے ایسی روشنی کی کہ شمس کو مکسوف کر کے حیات مسیح ثابت کر دکھایا۔ ۱۲ مرتب

بھی ضرورت نہیں ہمارا صرف یہ کہہ دینا کہ وہ ایک انسان نبی تھے اس لیے بشرط زندگی ان کا ارذل عمر تک پہنچنا اور عمر طبعی کے دائرہ کے اندر فوت ہو جانا ضروری تھا۔ لہذا وہ بھی باقی انسانوں اور دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں۔ کافی ہے کسی اور دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ وہ شخص جو اس بات کا مدعی ہے کہ مسیح ابن مریم انسان ہو کر اور تمام انسانوں کے خواص اپنے اندر رکھ کر اب تک خلاف نصوص قرآنیہ وحدیثیہ و برخلاف قانون فطرت کے مرنے سے بچا ہوا ہے اس کے ذمہ ہے کہ وہ اس کی حیات کا ثبوت دے۔ مثلاً ایک شخص جو تین چار سو سال سے مفقود الخبر ہے اس کی نسبت جب دو شخص کسی قاضی کی عدالت میں اس طور پر بحث کریں کہ ایک اس کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور دوسرا یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے تو ظاہر ہے کہ قاضی ثبوت اس سے طلب کرے گا جو خارق عادت زندگی کا قائل ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو شرعی عدالتوں کا سلسلہ درہم برہم ہو جائے پس مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ اگر قرآن مجید میں وفات مسیح کی ایک دلیل بھی نہ پائی جاتی تو پھر بھی وفات مسیح ثابت تھی جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قرآن مجید سے نہ پیش کی جاتی۔ اور آپ کی وفات دیگر سوا لاکھ انبیاء کی وفات کی طرح تسلیم کرنی پڑتی۔ مگر ہمارا قادر عالم الغیب خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے مخالفین اس بات پر زور دیں گے اور عیسائیوں کے معبود کی زندگی کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اس قول سے عیسائیوں کی حمایت کریں گے اور فتنہ برپا کریں گے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کو لوگوں کی ہدایت کے لیے اس نے اتارا مسیح ناصری کی وفات پر ایک دلیل نہیں بلکہ کئی دلائل بیان فرمائے چنانچہ ان دلائل میں سے چند دلائل میں صاحبان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

پہلی دلیل: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ او اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم الی و کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما تو فیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ (مائدہ رکوع آخری) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مسیح سے سوال کرے گا کہ یہ جو لاکھوں کروڑوں انسان تجھے اور تیری والدہ کو پوجتے رہے اور معبود سمجھتے رہے۔

ا یہ پندرہ بلحاظ صورت دلائل ہیں اور در حقیقت مغالطات ہیں جیسا کہ رُوئداد مناظرہ سے واضح ہے۔ اور یہ آیت تمام اس طرح ہے و اذقال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللّٰہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب. ماقلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم و کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم و انت علی کلی شئی شھید. ان تعذ بھم فانھم عبادک و ان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم. (مائدہ) یعنی اور جب اللہ نے کہا یا کہے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سواء دو معبود بنا لو۔ کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے کیونکہ تو غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمھارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے توفی دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخشدے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اس دلیل کی اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس آیت کے الفاظ کے مفہوم کے لحاظ سے تردید کی ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کیا تو نے ان کو یہ تعلیم دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا مدلل جواب دیتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس شرک کا الزام تین ذاتوں پر لگ سکتا ہے۔ خدا پر کہ شاید اس نے یہ تعلیم دی ہو تو اس کی تردید تو لفظ "سبحانک" میں کر دی کہ شرک کرنا تو ایک گناہ اور بدی ہے اور جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مسیح کو جو خدا

(بقیہ) نے فرمایا ہے اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمی (الزمر پ ۲۴) یعنی اللہ تعالیٰ جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو مرے نہیں ان کی نیند میں پھر روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم کیا ہوتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کے معنی اور موضوع مطلق قبض ہے نہ موت۔ ورنہ "الانفس" کے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور نیز بلحاظ والتی لم تمت فی منامھا اجتماع ضدین لازم آئے گا جو باطل ہے اور جو مستلزم باطل ہو وہ خود باطل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ لفظ توفی کے معنی اور موضوع لہ مطلق قبض ہے نہ موت۔ ہاں موت اور نیند توفی کے دو نوع ہیں۔ اور آیت فلما توفیتنی پیشگوئی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ کے وقوع کا بیان ہے اس لیے ہم پہلے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ کی تفسیر کرتے ہیں اور پھر آیت فما توفیتنی کی تشریح کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ۔ (آل عمران پ ۳) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے توفی دینے والا اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنھوں نے تیری پیروی کی انہیں ان پر جنھوں نے انکار کیا فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ یہ آیت مانند آیت و ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ

تسلیم کرتے ہیں تو منشاء الٰہی کے ماتحت یہ غلط ہے کیونکہ اے خدا تو ہر ایک بدی سے پاک ہے۔ پس تیرا تمام نقائص اور بدیوں سے پاک ہونا اس خیال کی تردید کے لیے کافی دلیل ہے۔ اس کے بعد دوسرے درجہ پر حضرت مسیح تھے کہ شاید انھوں

(بقیہ) حضرت عیسیٰ بن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ۔ اس وجہ سے کہ متوفیک سے مراد منیمک ہوگی یعنی میں تجھے سولانے والا ہوں۔ یا ممیتک ہوگی یعنی میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ اور یہ امر صاف ظاہر ہے کہ نیند اور موت زندہ انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چہار ضمیروں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہٖ ہے۔ کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے۔ بلکہ بعد ضمیر متکلم اعرف المعارف ہے۔ اور بوجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے بعینہٖ حضرت عیسیٰ زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ اسم فاعل آئندہ زمانہ کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو انا لجاعلون ما علیھا صعیداً جرزاً (کہف) یعنی اور ہم یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت یا عیسیٰ انی متوفیک کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے مراد منیمک لیں تو مطلب صاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو سوتے ہوئے اٹھا لیا تاکہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ اور اگر متوفیک کے معنی ممیتک کیے جائیں تو ہر چہار ضمیروں خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زندہ بعینہٖ ہونے کے لحاظ سے تقدیم تاخیر کا قول کہا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں کیونکہ تمام نحویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ واؤ عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں۔ اور محاورات

نے خود ہی شرک کی تعلیم دی ہو تو اس کے لیے فرماتے ہیں مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق کہ میں یہ تعلیم دے ہی کیسے سکتا تھا جبکہ میں نبی ہوں اور نبی تو وہی بات کہا کرتا ہے جس کا اسے حق ہوتا ہے اور یہ کلمہ کہنا کہ مجھے معبود مانو کسی نبی

(بقیہ) قرآنی بھی اس عدم وجوب ترتیب کی شہادت دیتے ہیں۔ دیکھو واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لاتعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ (نحل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا۔ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمھیں کان اور آنکھوں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واو عاطفہ ہے اور مضمون اخراج من بطون الامھات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے۔ اور مضمون جعل لکم السمع والابصار و الافئدۃ ذکر میں موخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔ اور دیکھو وادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ (بقرہ) وقولوا حطۃ وادخلوا الباب سجدا (اعراف) سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بدخول الباب ذکر میں مقدم ہے اور مضمون امر بقول حطۃ ذکر میں موخر ہے۔ اور سورہ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر برعکس ہے اور ہر دو آیتوں میں واؤ عاطفہ ہے۔ اگر واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری تسلیم کیا جائے تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا وھو کما تری۔ اگر کہا جائے کہ پھر متوفیک ذکر میں کیوں مقدم ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو فرقوں کو افراط و تفریط تھا۔ ایک نصاریٰ کہ ان کو الٰہ مانتے تھے۔ دوسرے یہود کہ ان کو غیر طاہر جانتے تھے۔ اور نصاریٰ کی غلطی یہود کی غلطی سے بڑی ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر الٰہ کو الٰہ ماننا زیادہ بعید ہے نبی کو غیر نبی جاننے سے اگرچہ کفر دونوں میں ہے۔ اس لیے متوفیک کو جبکہ بمعنی ممیتک ہو مقدم کیا کہ اس میں ابطال ہے عقیدہ نصاریٰ کا کیونکہ موت منافی ہے الوہیت کے پھر رد فرمایا عقیدہ یہود کو اس طرح سے کہ ان کے لیے رفع الی

کا حق نہیں چنانچہ فرمایا ما کان لبشرٍ ان یوتیہ اللّٰہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللّٰہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون. ولا یامرکم ان تتخذو الملٰئکۃ والنبیین ارباباً ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ۔ (آل

(بقیہ) السماء ثابت کیا جو مستلزم ہے طہارت جسمانی کو اور تطہیر مطلق ثابت کی جو مستلزم ہے طہارت روحانی کو۔ اس طرح دونوں فرقوں پر رد ہو گیا اور متوفیک کی تقدیم مناسب ہوئی۔ چونکہ آیت فلما توفیتنی پیشگوئی انی متوفیک ورافعک الی الخ کے وقوع کا بیان ہے اس لیے توفیتنی یا بمعنی انمتنی ہو گا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اس سوال و جواب میں زمانہ رقابت زیر تنقیح ہے۔ علم تثلیث زیر بحث نہیں۔ اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔ سوال یوں ہو گا کہ کیا آپ نے اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر نگرانی کہہ کر تثلیث پھیلائی تھی تو آپ جواب دیں گے۔ کہ جب سوتے ہوئے تو نے میرا رفع جسمانی کیا تو میری رقابت اور ذمہ داری ختم ہو چکی اور اپنی ڈیوٹی پوری کر چکا۔ بعد کی حالت کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ زمانہ تجدید اسلام میں بنی اسرائیل بلکہ کسی کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ صرف تجدید و ترقی اسلام آپ کا فرض ہو گا اس لیے یہ زمانہ زیر بحث نہ ہو گا۔ اور اگر توفیتنی بمعنی امتنی ہو تو یہ واقعہ قیامت کو ہو گا جیسا کہ قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط گوئی کا الزام قرآن کریم کے الفاظ پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوال علم سے نہ ہو گا۔ بلکہ صرف یہ سوال ہو گا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو جیسا کہ انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللّٰہ سے ظاہر ہے۔ پس دراصل اسی سوال کا جواب دینا حضرت عیسیٰ کے ذمہ ہو گا اس سے زائد نہیں چنانچہ وہ بھی صرف اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا تھا جیسا کہ قال سبحانک ما یکون

عمران) کسی انسان کے لیے یہ بات شایاں نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم میرے بندے بنو۔ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا پرست ہو کر رہو اس لیے کہ تم لوگ دوسروں کو کتاب الٰہی پڑھاتے رہتے ہو اور خود بھی پڑھتے رہے ہو اور وہ تم سے کبھی بھی نہیں کہے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو خدا مانو بھلا ایسا ہو سکتا ہے جب تم اسلام لا چکے ہو۔ پھر وہ تمھیں کفر کرنے کو کہے۔ اور اگر میں نے یہ بات کہی ہے تو تو اس کو جانتا ہے۔ تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے مگر میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے۔''

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اچھا اگر صراحۃً آپ نے یہ تعلیم نہیں دی۔ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی تعلیم دی ہو جس سے وہ سمجھتے ہوں کہ تو الوہیت کا مدعی ہے اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ماقلت لھم الا ما امرتنی بہ کہ میں نے تو ان کو وہی بات کہی جس کا تو نے حکم دیا یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے اس پر یہ سوال ہو سکتا تھا کہ تم نے اگر ایسی بات بھی نہیں کہی جس سے غلط فہمی

(بقیہ) لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ماقلت لھم الا ما امرتنی الخ۔ سے ظاہر ہے۔ اور فقرات ان اقول اور ان کنت قلتہ اور ما قلت قابل توجہ ہیں۔ رہی زائد بات۔ اس کا جتلانا نہ ان پر واجب نہ مفید اس لیے خاموشی اختیار کر کے استظہار بالرحمۃ کی طرف توجہ فرمائیں گے جس کی بناء رحمتی وسعت کل شئی اور ان رحمتی سبقت غضبی پر ہے اور کہیں گے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم یعنی ان نالائقوں کو اگر تو بخش دے تو کون تجھ کو روک سکتا ہے۔ سبحان اللہ اسلامی مناظر نے تو اس آیت کے مرکز سے جواب نکالا ہے لیکن قادیانی مناظر نے اس دلیل کی طرز استدلال میں صرف اپنے خیالات سے کام لیا ہے۔ ۱۲ مرتب

لگ سکے تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بخود اپنی مرضی سے تجھے پوجنے لگے ہوں اور تو نے انہیں روکا نہ ہو۔ تو اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کہ ایسا بھی نہیں ہوا کیونکہ میں جب تک ان میں رہا تو میں ان کے عقائد اور اعمال سے غافل نہیں رہا بلکہ ہر وقت ان کی نگرانی اور محافظت کرتا رہا۔

میری موجودگی میں یہ عقیدہ ان میں نہیں آیا۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ پھر یہ عقیدہ ان میں کب آیا تو فرمایا فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم یعنی مجھے کچھ علم نہیں اگر بگڑے ہوں گے تو میری وفات کے بعد بگڑے ہوں گے کیونکہ میری وفات کے بعد تو ہی ان پر نگران تھا وفات کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں۔ پس فقرہ و کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی سے ہم دو طریق پر وفات مسیح پر استدلال کرتے ہیں۔ ایک تو اس طرح کہ مسیح علیہ السلام اقرار کرتے ہیں کہ نصاریٰ کا بگڑنا اور مجھے معبود بنانا اگر ہوا تو میری وفات کے بعد ہوا نہ کہ میری موجودگی میں اور آیت لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا بنا چکے تھے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ مسیح نے اس آیت میں اپنی دو حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران اور محافظ ہونے کی۔ اور دوسری ان کے اندر عدم موجودگی اور ان پر نگراں نہ ہونے کی حالت اور ان دونوں کے درمیان حد فاصل توفی ہے۔ اور تیسری کوئی حالت آپ پر نہیں گزری۔ پس یا تو مانو کہ حضرت عیسیٰ نصاریٰ میں موجود ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔ پہلی شق تو باطل ہے کیونکہ آپ خود بھی مانتے ہیں کہ وہ اس وقت ان میں موجود نہیں ہیں پس دوسری شق ثابت

ہوئی اور وہ وفات کی حالت ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ مسیح نے اپنی تیسری حالت کوئی بیان نہیں کی۔ صرف دو ہی حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک مادمت فیھم کی اور دوسری کنت انت الرقیب علیھم کی اور یہ دوسری حالت توفی کے بعد کی ہے۔ پس اگر وہ زندہ ہیں تو ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران و محافظ ہونا ضروری ہے۔

مگر ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگرانی آپ کے نزدیک بھی باطل۔ پس جو مستلزم باطل ہو وہ بھی باطل۔ اور دوسری حالت جو عدم موجودگی کی ہے وہ وفات کے بعد کی حالت ہے۔ پس مسیح کی وفات ظاہر ہے۔ چنانچہ یہی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمائی ہے جیسا کہ بخاری میں آیا ہے کہ حشر کے دن چند صحابہ پکڑ کر لے جائے جائیں گے تو آپ فرمائیں گے کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو جواب دیا جائے گا لاتدری ما احدثوا بعدک تجھے نہیں معلوم کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا باتیں کیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ افاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم یعنی میں بھی کہوں گا جس طرح مسیح نے کہا

اس کا جواب اسلامی مناظر نے اس طرح دیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس کی توضیح یہ ہے کہ التشبیھہ ان یدل علی مشارکۃ امر الآخر فی معنی (مطول ص ۲۸۶) یعنی تشبیہ سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں۔ مثلاً زید کالاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کسی وصف میں مشارک ہوں جیسی شجاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں مشارک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کالاسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوائے ماہیت کے تمام عوارض شیر میں اس کا مشارک ہو۔ وھو کما تری۔ پس فاقول کما قال العبد الصالح۔ الخ

ہے کہ میں بھی ان پر نگراں تھا جب تک کہ میں ان میں تھا مگر جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگران تھا فیقال ان ھولآء لم یزا الوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم (بخاری۔ کتاب التفسیر) کہ تیری وفات کے بعد جبکہ تو ان سے جدا ہوا ان کی یہ حالت رہی کہ وہ مرتد بنے رہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی دو ہی حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک اپنی قوم میں موجودگی۔ اور دوسری قوم سے عدم موجودگی۔ تیسری حالت آپ پر بھی کوئی نہیں۔ پہلی حالت میں تو صحابہ نہیں بگڑے جن کو کہ حشر کے دن پکڑا گیا ہے اسی لیے آپ نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ تو میرے پیارے صحابہ ہیں۔ ان کا بگڑنا چونکہ آپ کی عدم موجودگی میں وفات کے بعد ہوا تھا اس لیے آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کہ اے خدا جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگراں تھا مجھے اس وقت کا علم نہیں۔ اس آیت کے پڑھنے کے بعد جواب دیا گیا کہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں حالتوں اور اپنی امت کے چند لوگوں کے مرتد ہونے کو مسیح کی دونوں حالتوں اور ان کی قوم

بقیہ۔ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشبہ ہے اور قول عیسٰی علیہ السلام مشبہ بہ ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول عیسٰی علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں تو ضرورت سے زیادہ ان الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی مشارکت ہے کیونکہ اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قول توفیتنی سے مراد ان تتی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں مشارکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الارسال مراد لے جائے گی۔ اور اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قول توفیتنی سے اتنی مراد ہو تو پھر ایک زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب

کے مرتد ہونے کے مطابق بیان فرمایا ہے اور اپنے متعلق وہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو مسیح نے اپنے متعلق کہے۔ پس جس طرح کہ چند اصحاب کے بگڑنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اسی طرح عیسائی قوم کے بگڑنے سے پہلے مسیح کی وفات ہو چکی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں عدم موجودگی آپ کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے اسی طرح مسیح کی عدم موجودگی اپنی قوم میں ان کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے۔ فافہم۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلما توفیتنی سے مراد یہ نہیں کہ جب تو نے مجھے وفات دی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے آسمانوں پر اٹھا لیا تو یہ مندرجہ بالا وجوہ سے باطل ہے۔ (۱) مندرجہ بالا حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے حق میں استعمال فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس طرح مسیح اپنی قوم سے وفات پا کر جدا ہوئے ویسے ہی میں بھی وفات پا کر اپنی قوم سے جدا ہوا۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام علماء و فضلاء کو بدیں الفاظ چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ باب تفعل سے خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی مثلاً قبض جسم کر کے آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کرا کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کے کمالات حدیث دانی و قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ اس چیلنج پر تیئس سال کا عرصہ گزر جانا اور اس لمبے عرصہ میں اس کا

جواب کسی سے نہ ہوسکنا اور تمام علماؤں کا عاجز آجانا اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ اس چیلنج کے مطالبہ کو کوئی شخص پورا کر سکتا۔ اگر مفتی صاحب کو اپنی قابلیت اور علمیت جتلانا مقصود ہے تو وہ لغت عرب نظم ونثر قصائد عرب و دیگر کتب عربی و قرآن مجید واحادیث سے ایک ایسی مثال تو پیش کریں کہ جس میں ا؎ توفی باب تفعل کا کوئی مشتق استعمال ہوا ہو اور اس کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر وہ قبض روح کے علاوہ آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہو۔ مگر کیا مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں گے۔ نہیں ہر گز نہیں (۳) لغت عرب میں کوئی ایک بھی ایسی مثال موجود نہیں ہے کہ جس میں توفی کا لفظ باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر اس

ا؎ اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ لفظ توفی کا معنی موضوع لہ مطلق قبض ہے نہ موت۔ ورنہ ان قیود کی کیا ضرورت تھی کہ فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو۔ بے شک موت اور نیند وغیرہ توفی کے انواع ہیں جیسا کہ آیت اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا الخ سے ظاہر ہے۔ اور یہ زور دینا کہ توفی باب تفعل کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں ضرور مراد معنی قبض روح ہوں گے۔ ایسا ہے جیسا کہا جائے کہ مصدر خلق کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول آدم اور حوا نہ ہوں تو اس جگہ خلق سے ضرور مراد نطفہ سے پیدا کرنا ہوگی تو اس بنا پر یہ کہنا کب صحیح ہوسکتا ہے کہ خلق کے معنی نطفہ سے پیدا کرنا ہے بلکہ خلق کا موضوع لہ مطلق پیدا کرنا ہے۔ اور نیز جب توفی بمعنی موت تسلیم کرنے سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔ تو پھر اس بات پر کیوں زور دیا جاتا ہے کہ توفی بمعنی موت ہے۔ اور اس زور دکھلانے میں قادیانی مناظر کو کیا فائدہ ہے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتی ہے۔ ۱۲ مرتب

کے معنی قبض روح کے نہ ہوں۔ توفی اللّٰہ زیداً جب بھی بولا جائے گا تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نے زید کی روح قبض کر لی اور وہ مر گیا۔ ملاحظہ ہو (۱) توفی اللّٰہ فلانا قبض روحہ (اقرب الموارد) (۲) توفاہ اللّٰہ اماتہ الوفات الموت (المصباح) (۳) توفاہ اللّٰہ ای قبض روحہ (صحاح۔ قاموس) (۴) توفاہ اللّٰہ اذا قبض نفسہ (لسان العرب) (۵) توفاہ اللّٰہ عزوجل اذا قبض نفسہ (تاج العروس) (۶) توفاہ اللّٰہ تعالیٰ ای قبض روحہ (منتہی الارب) (۴) قرآن مجید میں یہ لفظ زیر بحث آیتوں کے علاوہ اسی طریق پر تیس جگہ استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی کسی جگہ بھی قبض جسم مع الروح کے نہیں ہیں بلکہ قبض روح کے ہی ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں (۱) توفنا مع الابرار (آل عمران) (۲) توفنا مسلمین (اعراف) (۳) توفنی مسلما والحقنی بالصالحین (یوسف) (۴) واما نرینک بعض الذی نعدھم اونتوفینک (یونس) (۵) حدیث میں جہاں کہیں مذکورہ بالا تحریر پر توفی کا لفظ وارد ہوا ہے تو وہ بھی آسمان پر لے جانے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو مفتی صاحب کوئی مثال پیش کریں۔ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے اس سے تو مفتی صاحب ناواقف نہیں ہوں گے کیونکہ اس میں بھی یہ لفظ قبض روح کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔

پس مذکورہ بالا آیت قطعی اور یقینی طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔

دوسری دلیل: خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم۔ اور لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ۔ (مائدہ) کہ وہ لوگ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور تثلیث کے

قائل ہیں کافر ہیں۔ ان دونوں آیات سے ظاہر ہے کہ مسیح ناصری کو معبود من دون اللہ مانا جاتا ہے۔ دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ویوم نحشرھم جمیعاً ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاء کم فزیلنا بینھم وقال شرکائھم ماکنتم ایانا تعبدون فکفی باللہ شھیداً بیننا و بینکم ان اکنا عن عبادتکم لغافلین (یونس) "اور جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکین کو یہ حکم دیں گے کہ تم اور جن کو تم نے خدا کا شریک بنایا تھا ذرا اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے پس اب ہمارے اور تمھارے درمیان بس خدا ہی شاہد ہے۔ ہم کو تو تمھاری پرستش کی مطلق خبر نہیں۔" ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں ورنہ اگر انہیں زندہ مانا جائے اور پھر دوبارہ انہی کا نزول ہو اور آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا جاتا ہے اور ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ پھر حشر کے دن خدا تعالیٰ کے حضور کہیں کہ مجھے تو ان کی عبادت کرنے کی بالکل خبر نہیں۔ صریح

ا یہ عجیب استدلال ہے۔ نہ اس دلیل میں حضرت عیسیٰ کا شخصی طور پر ذکر ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کا مفہوم موت ہو۔ اور اس استدلال کی بناء استغراق پر ہے جو بالکل صحیح نہیں ہو سکتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقنوم ثالث ہے وہ ان کے شرک سے بے خبر ہو۔ وھو کما تری۔ اور نیز یہ عام دلیل ہے جو خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ عام دلیل خلقہ من تراب خاص دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہی وجہ ہے کہ مولوی نور الدین صاحب جن کی مرزا صاحب نے توثیق کی ہے لکھتے ہیں۔ لفظ جمع کا ہو تو اس سے مراد کلھم اجمعون نہیں ہوگا جب تک کہ تصریح نہ ہو بلکہ مراد بعض سے ہوتی ہے۔ (اخبار بدر مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء ص ۱۴) ۱۲ مرتب

جھوٹ ہے جو کسی نبی کی شان کے شایاں نہیں۔ خدا تعالیٰ تو سچا ہے کہ وہ یہ جواب دیں گے۔ اور مسیح ناصری کا یہ جواب بھی صحیح ہوگا کیونکہ وہ وفات پا چکے ہیں جیسا کہ دلیل اول میں ہم بتا چکے ہیں کہ مسیح ناصری نے ایسی بات سے لاعلمی ظاہر کی ہے کہ انہیں خدا کے سوا معبود بنایا گیا ہے اور بتایا ہے اگر بنایا بھی ہو تو میری وفات کے بعد بنایا ہوگا جس کا مجھے علم نہیں۔ پس مسیح تو اس بات میں سچے ہیں لیکن وہ علماء اپنے دعوے میں سچے نہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح زندہ ہیں۔ اور باوجود عیسائی قوم کو دیکھتے ہوئے کہ وہ ان کو خدا بنا رہے ہیں قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے کہ مجھے تو ان کی عبادت کی بالکل خبر نہیں۔

تیسری دلیل: ۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض رسول ہیں آپ سے پہلے جو بھی رسول تھے وہ گزر گئے اگر آپ بھی مر جائیں یا قتل کئے جائیں تو تم کو اپنی ایڑیوں پر نہیں پھر جانا چاہیے۔ اور اسلام کو نہیں چھوڑ دینا

۱؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس تیسری دلیل کا تفصیلی جواب بھی اس طرح دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ خلت بمعنی ماتت نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ ہر دو فقرے قرآنی یعنی سنة اللّٰہ التی قد خلت ولن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلاً متعارض ہوں۔ بلکہ خلت خلو سے ہے جس کے معنی نقل مکانی ہے و اذا خلوا الی شیاطینهم یا زمانے کا گزرنا بما اسلفتم فی الایام الخالیة اور خلو ذی مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتی ہے۔ پس بہر تقدیر آیت زیر بحث کے معنی یہ ہوں گے کہ جگہ خالی کر گئے یا گزر چکے ہیں پیشتر اس کے کئی رسول اور یہ معنی زندوں اور مردوں دونوں میں صادق آسکتے ہیں۔ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں کہ اس شہر میں سے کئی حاکم ہو گزرے ہیں۔ یہ فقرہ اس حاکم کو جو مر گیا ہو اور اس حاکم کو جو تبدیل ہو گیا ہو اور اس حاکم کو جو بعد اختتام میعاد نوکری گھر میں چلا گیا ہو شامل ہے۔ ۱۲ مرتب

چاہیے۔ پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر رسول تھے فوت ہو گئے ہیں۔ پس اس آیت سے مسیح کی وفات بین طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک رسول تھے۔ اور لفظ خلت کیا بلحاظ لغت۔ خلا فلان ای مات (لسان العرب تاج العروس) اور کیا بلحاظ قرینہ فقرہ آیت افان مات اوقتل موت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دوسرے رسول فوت ہو گئے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ (شان نزول) یہ آیت جنگ احد میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ کو قمہ ممارثی

اسلامی مناظر نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سالبہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے۔ جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ خلت بمعنی ماتت ہے تو پھر ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ جنگ احد میں جب یہ غلط خبر اڑ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سالبہ کلیہ کا مصداق ہے اور ارتداد کا راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراقی نہیں بلکہ جنسی اور جنس لابشرط شئے کے مرتبہ میں ہوتی ہے نہ بشرط لا کے مرتبہ میں۔ اور قد خلت من قبله الرسل قضیہ موجبہ مہملہ ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بصیغہ جمع باالف ولام موجود ہے اور یہاں استغراق افراد قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے آئین پر کئی رسول بھیجے نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ سب سے پہلے رسول نہیں ہیں بلکہ کئی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور کئی آپ کے بعد ۱۲ مرتب

بائے پتھر مارا جس سے آپ کے دو دانت شہید ہو گئے اور آپ کا خود آپ کے سر میں گھس گیا۔ اور آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے تو کفار نے یہ مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تب مسلمان گھبرائے اور بعض نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت یہ آیت مومنوں کی تسلی کے لیے نازل ہوئی اور اس میں یہ بتایا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خدا تعالیٰ پر قیاس کیا ہے کہ آپ کو مرنا نہیں چاہیے حالانکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں اس لیے آپ کو رسولوں پر قیاس کرنا چاہیے پس جس طرح کہ پہلے رسولوں کا خلو ہو چکا ہے اسی طرح اُن کا بھی ہو جائے تو تمھیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ پس آپ کی الوہیت کی تردید اور رسالت کا اثبات لفظ خلو سے کیا ہے اور خلو کی تفسیر موت اور قتل سے کی ہے کیونکہ افان مات او قتل کی جگہ اگر لفظ خلا رکھا جائے تو معنی ایک ہی ہوں گے۔ اور ان کا ایک ہی مفہوم ہوگا۔ لیکن اگر لفظ قد خلت من قبلہ الرسل میں خلو کا ایک طریقہ آسمان پر چلے جانا بھی تسلیم کیا جائے تو نہ ہی مات او قتل کہنا درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی صحابہ کے خیال کی تردید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح پر فلاں رسول زندہ ہے ویسے ہی آپ کو بھی زندہ رہنا چاہیے۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تائید و تصدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ سے ہوتی ہے جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پڑھا۔ جس میں آپ نے فرمایا

۱؎ اسلامی مناظر نے اس کا جواب اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات الخ پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقعہ پر یہ آیت بھی پڑھی انک میت و انھم میتون اور اس کی توضیح یہ ہے کہ قد خلت من قبلہ الرسل سالبہ کلیہ کی تردید ہے بلکہ حضرت ابو بکر کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے ممکن ہونے کے لیے افان مات الخ پر ہے اس وجہ کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابو بکر نے اس وقت حاضرین کو پڑھ کر سنائی تھی۔ وہ آیت یہ ہے انک میت و انھم میتون یعنی اے پیغمبر تو (اپنے وقت مقررہ پر) مرنے والا ہے اور یہ کفار بھی اپنے اپنے اوقات مقررہ پر مرنے والے ہیں۔ ۱۲ مرتب

من کان یعبد محمدا فان محمدا قدمات و من کان یعبد اللّٰہ فان اللّٰہ حی لایموت

کہ جو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا معبود خیال کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے ہیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی تلاوت فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق جو استعجاب صحابہ کرام کے دلوں میں پیدا ہوا تھا اسے سابقہ رسول کی موت سے دور کر دیا اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت ہونا کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ اس سنت میں وہ سب رسول داخل ہو چکے ہیں جو آپ سے پہلے ہو گزرے پس حضرت ابوبکر کے اس خطبہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کا پہلا[1] اجماع جس بات پر ہوا وہ یہی تھی کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے جس قدر بھی رسول تھے خواہ موسیٰ خواہ عیسیٰ علیہ السلام سب فوت ہو گئے ہیں اور

[1] یہ قادیانی صاحبان کا عجیب اجماع ہے۔ یہ اجماع صحابہ نہیں بلکہ صحیح اجماع صحابہ وہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا میں لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت بالتصریح پکار رہی ہے کہ وہ صحابہ کے درمیان آیت و ان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہ میں موتہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو شخصی طور پر قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں اور اس تصریح نزول کے موقع پر کوئی صحابہ نہ نفس مضمون یعنی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ کے ضمیر موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے پس صحابہ کا اجماع حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا نہ کہ وفات پر کیونکہ آیت و ان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شخصی طور پر مذکور ہیں اور آیت قد خلت من قبلہ

الرسل کا الف لام بقرینہ لفظ قبل استغراق کا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت

بات بالکل صاف ہے کہ عام دلیل خاص منطوق شخصی دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

سبحان اللہ کیا کہئے۔ جناب من! آیت قد خلت من قبله الرسل میں من قبلہ قرینہ اس بات کا نہیں کہ الرسل میں الف لام استغراقی ہے بلکہ یہ من قبلہ اس امر پر قرینہ قطعیہ ہے کہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں ہے جیسا کہ اسی مضمون کی طرف اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اشارہ کیا ہے کہ اگر ہم بخوشنودی مناظر صاحب ان کے معنی لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ پس موجبہ کلیہ نہ ہوا۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم بالفرض تسلیم کر لیں کہ خلت بمعنی ماتت ہے تو پھر ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ الرسل میں الف لام استغراقی ہے۔ بلکہ ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ یہ الف لام استغراقی نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ بالرسل کی لغت نحوی ہوگی یا الرسل سے حال نحوی ہوگا۔ اور یہ دونوں شقیں باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نحویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نحوی منعوت نحوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحو حال اپنے ذوالحال پر ذکر میں اس وقت مقدم کیا جانا چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور مانحن فیہ میں الرسل معرفہ ہے پس معلوم ہوا کہ من قبلہ خلت کے متعلق ہے۔ قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قد خلت من قبله الرسل کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد ﷺ سے پہلے فوت ہو چکے ہیں اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے ما محمد الا رسول ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور فقرے قد خلت من قبله الرسل سے بوقت استغراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) رسول نہیں۔ وهل هذا الا تناقض فی القران و هو بدیهی البطلان۔ پس ثابت ہوا کہ من قبلہ اس بات کا قرینہ قطعیہ ہے کہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں۔ ۱۲ مرتب

صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل کے رسولوں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں اور اگر الرسل سے مراد بعض رسول ہوتے تو ال کے لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ اس صورت میں ال کا لانا مخل مطلب ٹھہرتا ہے اور نہ استدلال صحیح ہو سکتا تھا اور نہ ہی جنگ احد کے دن صحابہ کے دلوں میں پیدا شدہ شبہ کا ازالہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ جب تمام کے لیے خلو بالموت یا قتل ضروری نہیں اور بعض اس سے مستثنیٰ ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان بعض مستثنیٰ میں کیوں داخل نہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اس بات پر کس طرح صبر کرتے تھے۔ کہ مسیح تو آسمان پر زندہ موجود ہو اور رسول کریم فوت ہو جائیں۔ وہ اس گھاٹے سودے پر کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے سوا کسی کی پرواہ نہیں تھی جیسا کہ آپ کے مرثیہ میں حسان بن ثابت لکھتے ہیں۔

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

اور نیز وہ بات کہ آپ محض ایک رسول ہیں خدا نہیں ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگر خلو کی ایک صورت آسمان پر زندہ جانا بھی مان لی جائے۔ لیکن اگر الرسل سے مراد تمام رسول ہوں اور خلو موت اور قتل سے ہی مانا جائے تو اعتراض بھی اٹھ جاتا ہے۔ اور پیدا شدہ شبہ کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور نیز یہی آیت مسیح کے لیے بھی استعمال ہوئی ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرمایا ہے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پس جس طرح کہ اس آیت میں قد خلت من

ل اس آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں بھی الف لام استغراقی نہیں ہو سکتا ورنہ بروئے قواعد نحویہ مذکورہ لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ وھو کماتری ۱۲ مرتب

قبلہ الرسل سے مسیح سے پہلے کے تمام رسول مراد ہیں اسی طرح ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول جن میں مسیح بھی شامل ہیں۔ مراد ہے۔ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی اور صرف ما المسیح ابن مریم الا رسول کی ہی آیت ہوتی تو کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ مسیح الرسل میں شامل نہیں اس لیے انھوں نے وفات پائی نہیں خدا تعالیٰ نے ما محمد الا رسول والی آیت نازل کر کے مسیح کو جو پہلی آیت سے باہر تھا اس کو بھی مردوں میں شامل کر دیا فتفکر فیھا حق التفکر۔

چوتھی دلیل:۔ آیت لقد کفر الذین قالوا اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم اور لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ سے ثابت ہے کہ مسیح کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانا جاتا ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور سورۂ نحل رکوع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یبعثون کہ وہ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں اور ان کی طرف خلق

ا سبحان اللہ یہ کیا عجیب دلیل ہے نہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کے معنی موت کے ہوں۔ مناظر اسلامی نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل کا تفصیلی جواب دیا ہے کہ ویسا ہی آیت والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں اور نیز آیت انک میت وانھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور توضیح اس کی یہ ہے کہ قضیہ مطلقہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم کیا جائے کہ محمول موضوع کے لیے کسی وقت ثابت ہے یا محمول موضوع سے کسی وقت مسلوب ہے اور اموات غیر احیاء اس آیت میں مطلقہ عامہ کا محمول ہے اور مطلب آیت کا

منسوب کرتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود عالم خلق سے ہیں یعنی ان کو خدا تعالیٰ نے خلق کیا ہے وہ مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ موت کے بعد قیامت کے دن کب اٹھائے جائیں گے۔ پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری وفات پا گئے ہیں کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانا جاتا ہے اور آیت اموات غیر احیاء سے ثابت ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانے جاتے ہیں جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ مردہ ہیں زندہ نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح ناصری بھی وفات پا گئے ہیں زندہ نہیں ہیں۔ فافہم۔

پانچویں دلیل: ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل و امه صدیقة کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لهم الآیات ثم انظر انی یوفکون۔ مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہی ہیں آپ سے

(بقیہ) یہ ہے کہ جو معبودات باطلہ اللہ کے سوا پرستش کیے جاتے ہیں وہ کسی وقت میں مرنے والے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ تمام معبودات باطلہ مر چکے ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقنوم ثالث ہے فوت ہو چکا ہو تو پھر مرزا صاحب کی نبوت کا سلسلہ کیسا جاری رہا۔ اور نیز آیت انک میت وانھم میتون سے اموات غیر احیاء کے قضیہ مطلقہ عامہ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت زندہ تھے اور بعد میں بھی زندہ رہے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین جن کو میتون کہا گیا زندہ تھے اور زندہ رہے۔ ۱۲ مرتب

۱؎ قادیانی مناظر نے اپنے دعویٰ وفات مسیح پر بہت دلائل پیش کیے ہیں جن سے ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ سامعین پر اچھا اثر پڑے کہ انھوں نے بکثرت دلائل پیش کیے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ در حقیقت قادیانی مناظر نے ایک بھی ایسی دلیل نہیں بیان کی کہ جو بروئے

پہلے رسول گزر چکے ہیں اور آپ کی والدہ صدیقہ ہیں۔ آپ اور آپ کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس آیت سے پہلے عیسائیوں کا قول پیش کیا ہے کہ عیسائی مسیح کو خدا بناتے ہیں حالانکہ مسیح خدا نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں۔ اس کے تین دلائل بیان فرمائے ہیں۔ (۱) قد خلت من قبله الرسل (۲) امه صديقة (۳) كانا ياكلان الطعام۔ اس وقت میں جس سے وفات مسیح

(بقیہ) قواعد و محاورات عربیت دعویٰ وفات مسیح کو ثابت کر سکے۔ بلکہ سب مغالطات ہیں جیسا کہ اس مناظرہ سے اظہر من الشمس ہے اور اس دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ایسا ہی آیت کانا یا کلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے کانت من القانتین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن مریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث سنائیں گے لست کاحد کم اولست کھیئتکم انی یطعمنی ربی و یسقینی۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ کانا صیغہ مذکر کا ہے اور مذکر کو مونث پر غلبہ دے کر دونوں لیے یعنی عیسیٰ اور مریم سے مذکر کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ جیسا کانت من القانتین میں۔ اور کانا کی ماضویت حضرت عیسیٰ کی ماں کی وجہ سے ہے یعنی حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں مریم صدیقہ بہ ہیئت مجموعی زمانہ گذشتہ میں کھانا کھایا کرتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جیسا کہ مریم صدیقہ فوت ہو چکی ہیں ویسا ہی حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہوں مثلاً جب یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب اور ان کی بیوی صاحبہ دونوں مل کر زمانہ گزشتہ میں باغ کی سیر کیا کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر بالفرض ان دونوں میں سے ایک صاحب فوت ہو جائیں تو دوسرے صاحب بھی ضرور فوت ہو جائیں۔ اگر سوال کیا جائے کہ اب حضرت عیسیٰ آسمان پر کیا کھاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ طعام ما یطعم بہ کا نام ہے یعنی جو طعم اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ اور طعام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ حبوب ارضی وغیرہ ہی ہوں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو صوم الوصال سے نہی فرماتے ہیں۔

پر استدلال کرنا چاہتا ہوں وہ آخری فقرہ ہے اس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مسیح اور آپ کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے اور سب لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے اور کیوں کھانا کھانے کا محتاج ہے۔ اس میں اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسر بدل ما یتحلل ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی غذا جو کھائی جاتی ہے اس کا بھی روح پر اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی روح کو یک دفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنی بشاشت اور چمک چہرہ پر بھی نمودار ہوتی ہے۔ اور کبھی جسم کے ہنسنے رونے کے آثار روح پر بھی پڑتے ہیں۔ اب جبکہ یہ حال ہے تو کس قدر مرتبہ خدائی سے یہ بعید ہوگا کہ اپنے اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اڑتا رہے اور سات برس کے بعد اور جسم آئے اور ماسوا اس کے کھانے کا محتاج ہونا بالکل اس مفہوم کے مخالف ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلم ہے اب ظاہر ہے کہ مسیح ان تمام حاجت مندیوں سے بری نہ تھے جو تمام انسانوں کو لگی ہوئی ہیں۔ پس آپ کی حالت کا متغیر ہونا آپ کے حدوث کی دلیل ہے کہ آپ حادث اور کھانے کا محتاج ہونا اور بیرونی و اندرونی عوارضات سے متاثر ہونا اس بات کی دلیل ہے

(بقیہ) اور صحابہ عرض کرتے ہیں کہ انک تواصل یارسول اللہ آپ پھر کیوں صوم الوصال رکھتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لست کاحد کم اولست کھیئتکم انی یطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد اول ص ۲۹۳) یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے اللہ تعالیٰ طعام دیتا ہے اور پلاتا ہے۔ اس حدیث میں حبوب ارضی وغیرہ کے سوا کسی اور طعام کا بیان ہے۔ ۱۲ مرتب

کہ مسیح خدا نہیں۔ پس اس آیت میں مسیح کے کھانے اور اس کے حالات کے متغیر ہونے کو اس کی الوہیت کے بطلان کی دلیل بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی بصیغہ ماضی بیان کر کے ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اب نہیں کھاتے۔ پس دو ہی صورتیں ہیں کہ وہ زندہ ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں پس اگر پہلی صورت تسلیم کی جائے تو ایک تو اس کی الوہیت ثابت ہوگی اور دوسرے خدا تعالیٰ نے جو دلیل دی ہے وہ صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب وہ کھانے کا محتاج نہیں ہوگا تو غیر متغیر ہوگا اور اس کا کھانا کھانا اور متغیر ہونا ہی اس کی الوہیت کو باطل کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے پیش کیا تھا۔ لیکن وہ دونوں باتیں اس کی زندگی میں نہیں پائی گئیں۔ اس لیے وہ صرف رسول ہی نہ ہوئے بلکہ خدا بھی ثابت ہوئے۔ اور نیز یہ آیت وما جعلنا ھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین کے بھی خلاف ہوگی۔ چونکہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کی طرف خدا تعالیٰ وحی کرتا ہے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے جو کھانا نہ کھاتے ہوں پس زندگی کی حالت میں اس آیت کے مطابق کھانا ضروری ہوا۔ اور قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت کھانا نہیں کھاتے۔ تیسرے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ولا مستغنی عنہ ربنا (بخاری) کہ اے ہمارے خدا ہم اس کھانے سے مستغنی نہیں ہیں۔ پس کھانے سے پاک اور مستغنی صرف خدا تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ پس اگر مسیح کو زندہ مان کر کہا جائے کہ وہ کھانا کھانے سے مستغنی ہیں اور کھانا نہیں کھاتے تو وہ ان کی الوہیت کی دلیل ہے۔ اب دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ وفات پا گئے ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اس کے سوائے تیسری صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔ پس آیت کانا یاکلان الطعام سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

چھٹی دلیل: او اوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا (مریم) مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تاکیدی حکم دیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھتا رہوں اور زکوۃ دیتا رہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ زکوۃ دیتے ہیں تو کس کو؟ آیا فرشتوں کو یا خدا کو؟ اگر کہو کہ ان کے پاس تو مال نہیں وہ زکوۃ کیسی دیں۔ تو ہم کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کا خاص طور پر انہیں حکم دینا کہ جب تک تم زندہ رہو زکوۃ دو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زکوۃ دینے کے قابل تھے ورنہ خاص طور پر ان کو حکم نہ دیا جاتا۔ دوسرے ہم کہتے ہیں کہ آسمان کا عرصہ تو دو ہزار برس کا تو قریباً ہو چکا ہے اور آسمان میں مستحقین کا وجود بھی نہیں پایا جاتا پس اس لیے مادمت حیا کی قید کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے تو مادمت علی

۱اس چھٹی دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ نماز کے آسمان پر ادا ہونے میں تو کوئی اشکال نہیں۔ کیا آسمان جائے عبادت نہیں اور شب و روز فرشتے تسبیح و ذکر الٰہی میں مشغول نہیں رہتے۔ اور زکوۃ کے متعلق دو جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ زکوۃ سے مراد پاکیزگی و طہارت ہے جیسا کہ پیشتر اس کے حضرت یحییٰ کے ذکر میں فرمایا و حنانا من لدنا و زکوۃ (مریم) یعنی ہم نے یحییٰ کو اپنے پاس سے نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی ہے اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیشتر بشارت دی گئی ہے۔ لاھب لک غلاماً زکیا (مریم) یہاں بھی لڑکا پاکیزہ مراد ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم کیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں نماز ادا کرتا رہوں اور پاکیزہ رہوں۔ دوسرا جواب یہ کہ زکوۃ سے مراد صدقہ مفروضہ ہے۔ لیکن فرضیت ادا، زکوۃ اس وقت ہے جب انسان صاحب نصاب ہو۔ میرے قادیانی مناظر صاحب پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن کریم یا صحیح حدیث سے صاحب نصاب ہونا ثابت کریں پھر ہم زکوۃ کا مصرف بتائیں گے۔ ۱۱ مرتب۔ اللھم اغفر الکاتبہ ولوالدیہ وللمومنین۔

الارض کہنا ہی صحیح ہو سکتا تھا۔ مادمت حیا۔ پھر اس کے علاوہ سوال یہ ہے کہ وہ کونسی نماز پڑھتے ہیں۔ اسرائیلی نماز یا محمدی؟ اگر کہو اسرائیلی تو ماننا پڑے گا کہ ابھی پہلی شرائع منسوخ نہیں۔ حالانکہ جمیع مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلی شرائع منسوخ ہو گئی ہیں۔ اور اگر کہو محمدی نماز تو پھر یہ سوال ہے کہ ان کو کس نے بتائی۔ اگر کہو کہ نبی کریم یا صحابہ نے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان میں سے آسمانوں پر کوئی نہیں گیا۔ اور اگر کہو کہ معراج میں بتائی ہو گی تو اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ کیونکہ نمازوں کے فرض ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیح سے ملاقات ثابت نہیں۔ اور اگر کہو کہ وہ ان کو الہاماً بتائی گئی تو اس سے حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نزول کو تسلیم کر کے ماننا پڑے گا کہ وہ تشریعی نبی ہیں۔ کیونکہ شریعت کا ایک حصہ دونوں پر نازل ہوا۔ پس حضرت عیسیٰ اس وجہ سے نماز پڑھیں گے کہ وہ حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور ایسا ہونا آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے پھر علاوہ ازیں یہ سوال ہو گا کہ آیا حضرت عیسیٰ دارالعمل میں ہیں یا دارالجزاء میں؟ اگر کہو دارالعمل میں تو ان کو سب اعمال کا بجالانا ضروری ہے اگر کہو کہ وہ ایسی جگہ ہیں کہ جہاں وہ یہ اعمال بجا نہیں لا سکتے تو اس پر یہ سوال ہو گا کہ آیا وہ ایسے مقام پر بخوشی خاطر اپنے ارادہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں یا مجبوری؟ اگر کہو کہ اپنے ارادہ سے تو یہ غلط ہے۔ اگر کہو کہ بمجبوری تو پھر یہ سوال ہو گا کہ آیا شریعت محمدیہ کے احکام پر عمل کرنے سے تقویٰ اور تقرب الی اللہ میں ترقی ہوتی ہے۔ یا تنزل۔ اگر کہو تنزل تو یہ فریقین کے نزدیک باطل ہے۔ اگر کہو ترقی ہوتی ہے تو مسیح کو اس ترقی سے کیوں محروم کیا گیا ہے۔ اگر کہو کہ دارالجزاء میں ہیں تو دارالجزاء میں جانا وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اور دارالجزاء کا نام ہی جنت ہے اور جنتیوں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ و ما ھم منھا بمخرجین کہ وہ جنت سے نکالے

نہیں جائیں گے۔ اس لیے مسیح دنیا میں نہیں آسکتے اور اگر کہو کہ وہ اس دارالجزاء سے پھر دوبارہ دارالعمل میں بھیجا جائے گا تو اس سے مسئلہ تناسخ کو صحیح ماننا پڑے گا۔ پس سوائے اس کے کہ اعمال نہ کرنے کا باعث وفات کو تسلیم کیا جائے اور مانا جائے کہ وہ زندہ نہیں ہیں اس لیے اب ان سب اعمال کے بجالانے کے مکلف نہیں ہیں اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ فافہم۔

ساتویں دلیل: والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا مسیح علیہ السلام اپنی سلامتی کے تین دنوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ایک تو پیدائش کے دن دوسرے موت تیسرے بعث بعد الموت کے دن کا۔ حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو اس وقت جبکہ تمام یہود آپ کے قتل کے درپے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو جان سے ماردیں تو اس وقت آپ کو آسمان پر اٹھالینا ایک بڑا سلامتی کا دن تھا مگر اس کا آپ ذکر تک نہیں کرتے اس کا ذکر نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہوتا تو ضرور اس کا بھی ذکر کرتے کہ اس دن بھی سلامتی ہے جس دن کہ مجھے آسمان پر اٹھایا جائے گا اور اس دن بھی سلامتی ہے

اس ساتویں دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ عدم ذکر شے اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۴۵) اور نیز اس آیت سے پیشتر رفع اور نزول کا ایک فقرہ وسیعہ کے ساتھ ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا وجعلنی مبارکا این ما کنت یعنی حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت والا کیا ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ ہم مقابلۃً چند برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور برکات مرزا صاحب ذکر کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: دشمنی۔ حسد بغض کا دور ہو جانا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔

ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲)

جس دن کہ میں دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گا اور ان تین مواقع میں تو سب نبی ان کے شریک تھے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ کے لیے بھی یہی تینوں باتیں خدا تعالیٰ نے فرمائی ہیں۔ پس جن دو اہم اور عظیم الشان واقعات کی مسیح کے ساتھ خصوصیت ہے یعنی آسمان پر جانا اور آسمان سے واپس آنا۔ یہ سلامتی کے ساتھ ذکر کرنے کے زیادہ قابل تھے۔ خصوصاً جبکہ یہ کلام وحی الٰہی کے ماتحت تھی۔

(بقیہ) مرزا صاحب کی برکت: بغض کی آگ لگ جانی اور ایسی عداوت کا پیدا ہو جانا جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلق بلکہ قطع رحم نتائج نکل رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: مال کا کثرت سے ہو جانا حتی کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے و یفیض المال حتی لا یقبله احد (مشکوٰۃ ص ۴۷۱)

مرزا صاحب کی برکت: مسلمانوں کا سخت محتاج اور فقر کی حالت میں ہونا۔ اگر ایک شخص خیرات کا دروازہ کھولے تو اس کثرت سے فقراء کا جمع ہو جانا کہ اسے دروازہ بند کرنا پڑے۔ اور بعض کا افلاس کے مارے ارتداد کی طرف مائل ہونا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: دلوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی کا پیدا ہو جانا۔ حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیھما (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۷۱)

مرزا صاحب کی برکت: لالچ اور طمع نفسانی کا بڑھ جانا حتی کہ حلال و حرام کی تمیز نہ رہنا۔ رشوت ستانی اور خیانت اور غبن کا کثرت سے وقوع میں آنا۔ اور بعض کا لالچ کے مارے بے دینی اختیار کر لینا۔ عاقبت کو بھلا دینا۔ اور دنیوی فائدوں کو پیش نظر رکھنا۔

آٹھویں دلیل: خدا تعالیٰ بنی آدم کے لیے ایک قانون بیان فرماتا ہے۔ فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون کہ اے بنی آدم تم اسی زمین میں ہی زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔ پس یہ ایک عام قانون ہے جو ہر ایک فرد بشر پر حاوی ہے تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسیح فیھا تحیون کے صریح خلاف آسمان پر زندگی بسر کریں۔ چنانچہ دوسری آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً ولکم فی الارض مستقر و

(بقیہ) **حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت:** کثرت سے بارش کا ہونا ور دودھ اور پھلوں کا معمول سے زیادہ ہونا اور جو امر عام خلق اللہ کے حق میں مضر ہوں ان کا رک جانا۔

مرزا صاحب کی برکت: خشک سالی اور ہر جنس کی گرانی خصوصاً گھی دودھ کا کم ہو جانا اور آئے دن نئی بیماریاں اور وبائیں اور طاعون اور زلزلے اور بہت سی مصیبتیں دنیا میں عام طور پر بدامنی اور بے آرامی کا ہونا۔

خلاصہ جواب: یہ کہ القرآن کلمۃ واحدۃ ہے لہٰذا آیت بل رفعہ اللّٰہ الیہ اور آیت رافعک الی اور آیت وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ اور آیت وجعلنی مبارکاً این ماکنت قابل غور ہیں۔ ۱۲ مرتب

اس آٹھویں دلیل کا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ آیت فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون اور آیت ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین وغیرہ سے وفات عیسیٰ بن مریم ثابت نہیں کیونکہ یہ حصر بلحاظ مقر طبعی و اصلی کے ہے یعنی انسان کے لیے طبعی اور اصلی مقر زمین ہے لیکن عارضی طور پر آسمان میں رہ سکتا ہے خاص کر وہ انسان جس کو فرشتوں کے ساتھ کمال مناسبت ہو۔ جیسا کہ فرشتوں کا مقر طبعی و اصلی آسمان ہے۔

متاع الی حین کہ تمہارے لیے زمین ہی قرارگاہ ہے اور ایک وقت تک نفع اٹھانا ہے۔ پھر اسی طرح خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً و امواتاً کہ جاندار و غیر جاندار اور مردوں اور زندوں کے لیے ہم نے زمین کو قبض کرنے والی اور سمیٹنے والی اور اپنے ساتھ ملائے رکھنے والی بنایا ہے اس آیت میں خداتعالیٰ نے مسئلہ کشش ثقل کا بیان فرمایا ہے کہ زمین میں یہ ایک خاصیت ہے کہ وہ اپنی چیز کو باہر نہیں ٹھہرنے دیتی۔ اور اگر کسی مانع کی وجہ سے اس سے اوپر کوئی چیز چلی جائے تو پھر وہ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کو اگر فرشتے آسمان کی طرف اٹھا کر لے گئے تو آسمان پر رہنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ فرشتے انہیں پکڑے رکھیں۔ دوسری یہ کہ آسمان کو بھی زمین کی طرح قرار دیا جائے یا زمین کے اس حصہ کی جس کے مقابلہ میں مسیح علیہ السلام ہو وہ خاصیت ہی ماری گئی ہو۔ بہرحال جو بھی صورت اختیار کی جائے اس کا ثبوت دینا ضروری ہے لیکن موت کی صورت میں ان سوالات میں سے کوئی سوال بھی وارد نہیں ہوتا خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان زندہ ہو یا مردہ اس کے لیے زمین ہی رہنے کی جگہ ہے۔ پس مسیح زندہ ہو یا مردہ تو اس کے لیے زمین میں ہی رہنا

(بقیہ) لیکن زمین پر بھی عارضی طور ان کی آمدورفت رہتی ہے اور نیز جہاں جعل تکوینی پایا جائے وہاں مجعول الیہ الزم نہیں ہوتا بلکہ عارضی۔ دیکھو وجعلنا اللیل لباساً و جعلنا النہار معاشاً میں یہی صحیح مطلب ہے کہ آرام اور نیند کا اصلی وقت رات ہے مگر عارضی طور دن کو بھی آرام و نیند کر سکتے ہیں۔ اور معاش کا اصلی وقت دن ہے لیکن عارضی طور پر رات کو بھی کما سکتے ہیں۔ ۱۲۔ اللھم اغفر لکاتبہ والدیہ ولاستاذیہ۔

ضروری ہے۔ پہلی شق تو آپ کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ وہ زمین پر زندہ ہوں۔ پس دوسری شق ہی صحیح ہے کہ وہ وفات پا گئے ہیں اور زمیں میں ہی مدفون ہیں۔

نویں دلیل: او اذقال عیسیٰ ابن مریم یا بنیٓ اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جآء ھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین۔ بقول آپ کے اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح ناصری نے اپنی موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی ہے لیکن اگر ان کی حیات کو تسلیم کیا جائے اور مانا جائے کہ وہ پھر دوبارہ نزول ہوں گے تو اس آیت کا صریح خلاف ہو گا۔ اور ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشگوئی کے مصداق نہیں کیونکہ اس وقت یہ صادق آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ کے قبل مبعوث ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ آپ کے بعد میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی صداقت مسلمہ فریقین ہیں۔ پس مسیح کا زندہ ہونا باطل ہو گیا اور ان کی وفات متعین ہو گئی۔

۱؎ اس نویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ بعدی دونوں صورتوں یعنی بعد الموت و بعد الغیوبت کو شامل ہے۔ دیکھو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ تبوک کے موقع پر اہل وعیال کی خبرگیری کے لیے مدینہ میں چھوڑا تو اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی۔۱۲

دسویں دلیل: و من نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں تو اس کی بناوٹ میں اس کو الٹاتے گھٹاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً۔ (حج ع ۱) اور تم سے وہ ہے جس کو وفات دی جاتی ہے اور تم میں سے وہ بھی ہیں جن کو ارذل ترین عمر (انتہائی بڑھاپا) کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جاننے کے بعد نہ جاننے والا بن جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے۔ کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو انتہائی درجہ کا بڑھاپا پانے سے پیشتر وفات پا جاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن پر انتہائی درجہ کا بڑھاپا آتا ہو جس کی وجہ سے ان کے تمام اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں اور علم وغیرہ بھی باقی نہیں رہتا۔ پس مسیح بھی اس قانون سے باہر نہیں رہ سکتے پس یا تو ان کو ان دونوں قسموں میں شامل کرو ورنہ مانو کہ وہ انسان نہیں بلکہ کچھ اور ہیں۔ اور اگر تم ان کو دوسری قسم میں شامل کرو تو دو ہزار سال کی عمر میں سمجھ لو کہ ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ یا پہلی قسم میں شامل کرو کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ تیسری کوئی صورت خدا تعالیٰ نے بیان نہیں کی۔ پہلی صورت تو آپ کو بھی منظور نہیں اور نہ آپ تسلیم

اس دسویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ان آیات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد کرتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ فوت ہو کر میرے مقبرے میں میرے پاس مدفون ہوں گے۔ ۱۲ مرتب

کرتے ہیں۔ پس دوسری صورت ہے کہ وفات پا گئے ہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔

گیارھویں دلیل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی (ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۴۶ والیواقیت والجواہر وغیرہ) کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس حدیث میں تو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی وفات کا اکٹھا ذکر کیا۔ اور دو اور حدیثیں ہیں جن میں سے ایک میں تو صرف موسیٰ کا نام آیا ہے اور ایک میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چنانچہ حضرت موسیٰ کے متعلق فرمایا ہے لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی اور تیسری حدیث جس میں صرف حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے جو فقہ اکبر مطبوعہ مصر ایڈیشن اول کے ص ۱۰۰ پر ہے۔

ویقتدی بہ لیظھر متابعتہ لنبینا علیہ صلی اللہ کما اشار الی ھذا المعنی صلعم

ا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں بلکہ مشکوٰۃ میں بروایت جابر اس طرح ہے ولو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ اور نیز مشکوٰۃ میں ایک اور جگہ یہ حدیث یوں مذکور ہے ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی۔ اور اس میں نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ خلاصہ یہ کہ غیر مستند حدیث کیوں پیش کی جاتی ہے۔ اس کا راوی کون ہے۔ احادیث مستندہ صحیحہ کے خلاف ایک منکر حدیث کو پیش کرنا کونسا اسلام ہے۔ اور الیواقیت والجواہر نے فتوحات مکیہ کا حوالہ دیا ہے۔ اور فتوحات مکیہ میں صرف لو کان موسیٰ حیاً مذکور ہے۔ اور نیز وہ حدیث جس میں عیسیٰ کا ذکر ہے بلحاظ شرط نمبر ۲ بوجہ اس کے کہ نص قرآنی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے صحیح نہیں اور اگر اس حدیث کے ان الفاظ کو بالفرض صحیح تسلیم کیا جائے تو تعارض بین الاحادیث کو دور کرنے کے لیے اس کا یہ معنی ہوگا۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین علی الارض الخ۔ ۱۲ مرتب

لو کان عیسیٰ حیا ما وسعه الا اتباعی یعنی مسیح موعود مہدی کی اقتدا کریں گے تا کہ ظاہر کریں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اس مدعا کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا۔ پس ان کا پیروی نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اس دلیل کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں جو یہ ہے مثلاً ایک سائل ہم سے ایک روپیہ مانگے اور ہم جواب میں اسے یہ فقرہ کہیں کہ اگر ہمارے پاس روپیہ ہوتا تو ہم دے دیتے تو اس فقرہ کا نتیجہ اور مقصود اور مآل یہ ہے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے وہ میری پیروی کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔

بارھویں دلیل۔ انه اخبرنی ان عیسیٰ ابن مریم عاش مائة و عشرین سنة والاارانی الا ذاهبا علی راس ستین (حجج الکرام ص ۴۲۸ و حاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت متوفک مطبوعہ دہلی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مستدرک میں حاکم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا ہے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور میری عمر

ا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث اس وجہ سے کہ نص قرآنی اور احادیث مستندہ صحیحہ کثیرہ کے متعارض ہے غیر صحیح بلکہ موضوع ہے ورنہ مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ اگر بالفرض صحیح تسلیم کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ عیسیٰ بن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارہ کیا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ بداں زیست نمائیند (منتہی الارب جلد ۳ ص ۲۲۸) ۱۲ مرتب

ساٹھ برس کی ہوگی۔ اور مصنف حجج الکرام نے اس حدیث کو روایت کر کے لکھا ہے رجالہ ثقات کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور پھر جلالین کے حاشیہ پر جو یہ حدیث بیان ہوئی ہے تو وہ ابن الجزر نے روایت کی ہے۔ یہ حدیث بالوضاحت دلالت کرتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ برس کی عمر پا کر وفات پا جائیں گے ویسے ہی مسیح ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا گئے ہیں۔ اور اگر انہیں زندہ تسلیم کیا جائے تو ان کی عمر آپ کے وقت میں ایک سو بیس نہیں بلکہ سات سو برس کے قریب ہونی چاہیے۔ کیونکہ کسی کی زندگی میں جو زمانہ گزرتا ہے وہی اس کی عمر ہوتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا اور اپنی مرض الموت میں فرمایا تا کہ یہ بات بطور وصیت کے لوگ یاد رکھیں کہ حضرت عیسیٰ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ برس کی عمر پا کر وفات پا گئے۔

تیرھویں دلیل:[1] المعراج کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

[1] مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ میرے مناظر صاحب کو معراج کی تمام حدیثوں پر احاطہ نہیں۔ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللہ ابن مسعود قال لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ فتذاکروا الساعۃ فبدأ و ابابراھیم فسالوہ عنھا فلم یکن عندہ منھا علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عندہ منھا علم فرد الحدیث الی عیسیٰ ابن مریم فقال قد عھد الی فیما دون و جبتھا فاما و جبتھا فلا یعلمھا الا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلہ الحدیث (سنن ابن ماجہ ص ۳۰۹) یعنی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا اس رات آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی۔

وسلم نے مسیح ناصری اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو ایک جگہ اکٹھے دیکھا ہے۔ بعض حدیثوں میں تو دوسرے آسمان میں اور بعض احادیث میں چوتھے آسمان میں اب سوال یہ ہے کہ مردوں کا مقام زندوں کا کیسے ہوسکتا ہے۔ البتہ مردوں میں وہی رہ سکتا ہے جو مردہ ہو نہ کہ زندہ۔ اب اس مقام کے متعلق ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ مقام جنت تھا یا برزخ۔ اگر کہو مقام برزخ تو پھر بھی مسیح نہیں آسکتے اور نہ ہی وہ زندہ ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ مقام برزخ مردوں کے لیے ہے نہ کہ زندوں کے لیے۔ اور مقام برزخ میں رہنے والا دنیا میں نہیں آسکتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

حتی اذا جآء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا و من ورآئھم برزخ الی یوم یبعثون۔ پس جو برزخ مقام میں پہنچ گیا قیامت کے دن تک اس کا ٹھکانا برزخ ہی ہے نہ کہ دنیا اور اگر کہو کہ جنت میں ہیں تو جنت ہی مرنے کے بعد حاصل ہوتی

(بقیہ) تو ان سب میں قیامت کی بابت ذکر چلا۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ کو قیامت کے وقوع کی بابت کوئی خبر نہ تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ آپ کو بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو آپ نے کہا کہ ہاں قیامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مجھ سے عہد ہے لیکن قیامت کے واقع ہونے کا وقت سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور کہا پھر میں نازل ہوں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ دیکھو اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی نزول ثانی کو بیان فرماتے ہیں۔ اس حدیث سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرب قیامت میں نازل ہونے کی بابت ذکر کر رہے ہیں اس حدیث کی تصریح کے مقابلہ میں قادیانی مناظر کی وہمی اور خیالی باتوں کا کچھ اثر نہیں۔ ۱۲۔ اللھم اغفر لکاتبہ ووالدیہ واستادہ و من سعی فیھا۔

ہے اور پھر جو جنت میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو پھر وہاں سے نکالا نہیں جاتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما هم منها بمخرجين ۔ پس کوئی صورت اختیار کرو معراج کی حدیث سے مسیح کی وفات اور اس کا دوبارہ دنیا میں نہ آنا ثابت ہے۔

چودھویں دلیل:۱؎ طبقات کبیر محمد بن سعد جو کہ حالات شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالات صحابہ کرام بلکہ ابتدائی اسلامی تاریخ کی جڑ ہے اس کے جلد ثالث ص ۲۶ پر بھیرہ بن مریم سے روایت کی ہے کہ لما توفي على ابن ابى

۱؎ گو اس چودھویں دلیل کا جواب دینا اسلامی مناظر کا فرض نہیں تھا کیونکہ بروئے شرط نمبرا قادیانی مناظر کا فرض تھا کہ قرآن کریم اور حدیث کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کرتا اور اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کا قول تاریخی رنگ میں پیش کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اسلامی مناظر نے جواب دیا ہے۔ جس کی توضیح یہ ہے کہ بلحاظ آیت فنفخنا فيها من روحنا (الانبياء) و آیت فارسلنا اليها روحنا (مریم) اور بلحاظ حدیث شفاعت ولكن عليكم بعيسى فانه روح الله بعالى (الشفاء ص ۲۶۶ جلد ۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ ہونے میں خصوصیت ہے اور اسی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم سے روح کے ساتھ تعبیر فرمائی ہے اور اضافت روح کی طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اضافت بیانیہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عرج فيها بالروح الذى هو عيسىٰ ابن مريم الخ۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فقرہ ولقد قبض استعمال فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے لیے لفظ عرج فیہا بولا ہے۔ اور اسی کتاب طبقات ابن سعد کی یہ عبارت اس مضمون کی تائید کرتی ہے عن ابن عباس و ان الله رفعه بجسده و انه حى الآن و سيرجع الى الدنيا فيكون فيها ملكاً ثم يموت كما يموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ا ص ۲۶) یعنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری اٹھالیا ہے۔ اور وہ اس وقت زندہ ہے اور عنقریب دنیا میں دوبارہ آئے گا پھر اس میں بادشاہ ہوگا پھر وہ فوت ہوگا جیسا اور لوگ فوت ہوتے ہو۔ ۱۲ مرتب

طالب قام الحسن بن علی فصعد المنبر وقال ایها الناس قد قبض اللیلة رجل لم یسبقه الاولون ولقد قبض فی اللیلة التی عرج فیها بروح عیسیٰ ابن مریم لیلة سبع و عشرین من رمضان بھیرہ ابن مریم نے کہا کہ جب علی ابن ابی طالب فوت ہوئے تو حسن بن علی علیہما السلام کھڑے ہوئے اور ممبر پر چڑھ کر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو آج رات وہ شخص فوت ہوا ہے جس سے نہ تو پہلے بڑھے اور نہ پیچھے آنے والے لوگ ان کو پہنچیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جنگ پر روانہ فرماتے تھے تو حضرت جبرئیل ان کی داہنی طرف اور حضرت میکائیل ان کی بائیں طرف سے اسے گھیر لیتے تھے۔ تو آپ نہیں واپس ہوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح دیتا تھا۔ اور واللہ یقیناً وہ اس معرف ومشہور رات میں فوت ہوا ہے۔ جس کو تم جانتے ہو کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اوپر چڑھائی گئی تھی اور رمضان کی ستائیسویں رات ہے پس اس حدیث میں صاف طور پر مسیح کے رفع روح کی خبر دی گئی ہے۔ پھر اس کی خاص تاریخ اور خاص وقت بھی بتلایا گیا ہے اور وہ بھی ایسے الفاظ کے ساتھ جن کے کوئی اور معنی نہیں ہو سکتے۔ پھر ایسی طرز سے کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سب مخاطبین صحابہ اور تابعین اس وقت اور اس تاریخ کو اس وصف کے ساتھ پہلے سے جانتے تھے کہ حضرت مسیح کی روح اس میں اٹھائی گئی۔ پھر مجمع بھی کوئی تھوڑا نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا موقعہ ہے اور اس اجتماع کے موقعہ پر امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اٹھائی گئی نہ کہ جسم اور وہ ستائیسویں رمضان کی ہے۔ اور اس وقت کوئی صحابیہ کوئی تابعی کوئی عالم بھی یہ نہیں

کہتا کہ حضور آپ کیا فرمار ہے ہیں وہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور پھر اس پر طرفہ یہ کہ ہم کو بھی ساتھ شریک کرتے ہیں کہ یہ بھی اس کو جانتے اور مانتے ہیں کہ وہ فلاں رات میں فوت ہوئے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں بولتا اور سب سکوت اختیار کر کے ان کی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھ لو دنیا کی اصلاح کے لیے دو قدرتیں مبعوث ہوا کرتی ہیں۔ قدرت اولیٰ۔ وہ نبی کا وجود ہوتا ہے اور قدرت ثانیہ اس کے جانشین ہوتے ہیں۔ قدرت اولیٰ کی وفات ہوتی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس وقت قدرت ثانیہ کا پہلا فرد اٹھتا ہے اور آیت **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** اور **انک میت و انهم میتون** اور آیت **ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فهم الخالدون** ۔ وغیرہ آیات پڑھ کر مسیح کی وفات

ایک فقرہ ہے جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر ذکر نہیں۔ اجماع صحابہ نکالنا ایک خیالی امر ہے بلکہ اجماع صحابہ درحقیقت وہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے حدیث **والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم** الخ ذکر کر کے فرمایا **فاقرؤا ان شئتم و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته** اور اس تصریح نزول ابن مریم کے موقعہ پر کوئی صحابی نہ تو نفس مضمون یعنی نزول ابن مریم سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ضمیر قبل موتہ کا مرجع ابن مریم کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ ہی آپکے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے اور قدرت ثانیہ کے چوتھے فرد کے فوت ہونے پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا **ولقد قبض فی اللیلة التی عرج فیها بروح عیسیٰ ابن مریم** الخ اور اس عبارت کا صحیح مطلب وہی ہے جو گزر چکا ہے تو اس لحاظ سے اس موقعہ پر بھی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہونے پر اجماع صحابہ ثابت ہوا نہ کہ جیسا قادیانی مناظر نے زعم کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

ثابت کرتا ہے اور سب لوگ اپنی خاموشی سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر خلفاء اربعہ میں سے یعنی قدرت ثانیہ کا چوتھا فرد جب فوت ہوتا ہے تو موجودہ خلافت راشدہ کا آخری فرد بھی اٹھ کر حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کرتا ہے اور اس کا اعلان کرتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری بجسمہ العنصری آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ ان کی روح کا رفع ہوا ہے اور وہ وفات پا گئے ہیں۔

پندرہویں دلیل:۔ [1] امام بخاری اپنی صحیح میں کتاب بداء الخلق کے باب واذکر فی الکتاب مریم میں چند احادیث لائے ہیں جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا ابن مریم اور ہے جو امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔ چنانچہ پہلے وہ دو حدیثیں لائے ہیں (۱)

[1] مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ لفظ مسیح کے دو مصداق قرار دینا مرزا صاحب کی ساخت و پرداخت ہے۔ کسی اسلامی کتاب میں۔ کسی امام۔ صحابی اہل مذہب کا کوئی قول موید نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو علم حدیث اور اصول حدیث کی واقفیت نہ تھی ورنہ خود محدثین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مختلف حلیوں کی تطبیق دی ہوئی ہے، وہ یہ کہ گندم گون رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے بال قدرے جبودت کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ آپ کی تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں کانہ خرج من دیماس گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسیح آپ نے سمجھ لیے اور کہہ دیا کہ ایک میں دو حلیے جمع نہیں ہو سکتے ہیں مگر بجکم۔ "منم مسیح زمان و منم کلیم خدا، منم محمد و احمد کو مجتبیٰ باشد" حضرت موسیٰ و حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور نیز صحیح بخاری جلد اص ۴۸۹ میں ہے۔

عن ابن عمر قال قال النبی ﷺ رایت عیسیٰ و موسیٰ و ابراھیم فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر (بخاری جلد۲ص ۱۵۵مطبوعہ مصر) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ وعیسیٰ وابراہیم علیہم الصلوۃ والسلام کو دیکھا حضرت عیسیٰ کا حلیہ یہ تھا کہ وہ سرخ رنگ کے ہیں اور بال گھنگریالے اور سینہ چوڑا ہے۔ (۲) عن نافع قال عبد اللّٰہ ذکر النبی ﷺ وارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کا حسن مایری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ و فی الحدیث الثانی فاذا رجل آدم سبط الشعر رجل الشعریقطر راسہ ما و اضعایدیہ علی منکبیے رجلین یطوف بالبیت قلت من ھذا فقالوا المسیح ابن مریم الحدیث۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے کعبہ کے پاس خواب میں دکھایا گیا کہ ایک آدمی جو گندم گوں ہے اور بہت عمدہ رنگ ہے اس کے بال شانوں کے درمیان تک ہیں۔ کنگھی کیے ہوئے بالوں والا ہے۔ دوسری روایت میں جو اس کے ساتھ متصل آئی ہے یہ ہے کہ وہ گندم گوں ہے اور اس کے سر کے بال سیدھے ہیں اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مسیح سے آگے دجال طواف کر رہا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو لا کر امام بخاری نے یہ سمجھایا ہے کہ ابن مریم دو ہیں اور ان دونوں

(بقیہ) حدثنا احمد قال سمعت ابراھیم عن ابیہ قال لاواللّٰہ ماقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعیسی احمر الخ۔ اس سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ احمر اور آدم سے مراد ایک شخص ہے۔ کیونکہ اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جا سکتا تو پھر حلفی نفی کا کیا معنی۔ ۱۲ مرتب

حدیثوں میں اس پر دو دلیلیں دی ہیں۔ پہلی دلیل تو امام بخاری نے حلیتین سے دی ہے کہ ابن مریم کے دو حلیے بتائے گئے ہیں۔ ایک میں سرخ رنگ دوسرے میں گندمی۔ ایک میں سیدھے بال دوسرے میں گھنگریالے بال۔ پس اختلاف حلیتین اس بات پر دال ہے کہ ابن مریم دو ہیں ایک نہیں۔ کیونکہ ایک شخص کے دو حلیے نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایک نام دو شخصوں کا ہو سکتا ہے۔ دوسری دلیل یہ دی ہے کہ پہلے ابن مریم یعنی مسیح ناصری کو تو معراج کی رات مردوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ اور دوسری حدیث میں جس میں ابن مریم کا ذکر ہے اس کو آئندہ آنے والے دجال کے پیچھے۔ پس زندہ مردوں میں نہیں جا سکتا اور مردہ زندوں میں نہیں آ سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن مریم دو ہیں۔ معراج کی رات جسے دیکھا وہ اور ہے اور جس کو دجال کے پیچھے دیکھا وہ اور ہے۔ اس کے بعد اس ترتیب سے وہ دو حدیثیں لاتے ہیں۔

ایک تو وہ حدیث جس میں فاقول کما قال عبد الصالح و کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور دوسری حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم۔ پہلی حدیث میں تو پہلے ابن مریم کی جسے معراج کی رات میں دیکھا وفات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور آیت کی بجائے حدیث پیش لائے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث بیان کرنے میں ایک مزید فائدہ تھا وہ یہ کہ علماء جو توفیتنی کے معنی رفعتنی کے کرتے ہیں غلط ہیں۔ پس حدیث پیش کر کے بتا دیا کہ توفیتنی کے معنی اماتنی کے ہیں اور انہی معنوں میں مسیح نے استعمال کیا ہے جن معنوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دوسری حدیث میں امام بخاری نے بتایا ہے کہ وہ ابن مریم جس کو آپ نے دجال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا ہے اور جس کا کام اس حدیث سے پہلی حدیث میں کسر صلیب اور قتل خنزیر بتایا گیا ہے وہ تم میں سے پیدا ہو گا کہیں باہر سے نہیں

آئے گا بلکہ وہ امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔

پس[۱] اماکم منکم ہی بتایا کہ وہ مسیح اسرائیلی جس کی وفات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے وہ نہیں آئے گا بلکہ آنے والا مسیح اس امت محمدیہ سے ہی ہوگا چنانچہ وہ مسیح آ گیا اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور آپ نے باآواز بلند پکار کر کہا۔

[۲] چوں مرا نورے پے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
سوئے من اے بدگماں از بد گماں تنہا مبیں
فتنہ ہا بنگر چہ قدر اندر ممالک زادہ اند
میدرخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہم افتادہ اند

[۱] مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر۲ میں اس حدیث یعنی کیف انتم اذنزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم کا یہ جواب دیا ہے کہ وامامکم منکم حال ہے جس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ کیف تھلک امتہ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اخرھا (مشکوٰۃ ص ۵۷۵) ۱۲ مرتب

[۲] قادیانی مناظر عجیب لیاقت کا آدمی ہے کہ جابجا مرزا صاحب کے اشعار پیش کرتا ہے حالانکہ اسلامی مناظر جس کے مقابلہ پر یہ اشعار پیش کیے جاتے ہیں وہ مرزا صاحب کو مفتری اور متنبی سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو یہ نور بھی نرالا دیا گیا کیونکہ مرزا صاحب کے انوار کے چمکار ہر طرف سے ایسے نمودار ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً صائب کہتا ہے۔

بشنوید اے طالباں کز غیب بکنداین ندا
مصلحے باید کہ درہر جا مفاسد زادہ اند
صاد قم وارظرف مولیٰ بانشانہا آمدم
صدور علم و ہدیٰ بروئے من بکشادہ اند

پیارو! غور کرو فکر کرو۔ دیکھو یہود نے مسیح ناصری کے وقت کہا کہ جب تک ایلیا آسمان سے نہ آئے تب تک ہم تجھے نہیں مانیں گے۔ کیا کوئی ایلیا آسمان سے اتر آیا نہ مطابق حدیث السعید من وعظ بغیرہ نصیحت پکڑو اور ڈر جاؤ۔ اور اس بات پر مت زور دو کہ جس کی خرابی تم پر عیاں ہو چکی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہوا ہے کہ میری امت بھی یہود کا طریق اختیار کرے گی۔

(بقیہ)

ارے خود غرض و خود کام مرزا — ارے منحوس نافر جام مرزا
غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو — رسول حق باستحکام مرزا
مسیح و مہدی موعود بن کر — بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصارے میں باآخر — مسیحائی کا یہ انجام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے — ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا
تری تکذیب کی شمس و قمر نے — ہوا حجت کا خوب اتمام مرزا
ڈبویا قادیاں کا نام تو نے — کہیں کیا اے بد و بدنام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیشینگوئی — جو تھا شیطان کا الہام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مر تو — بظاہر اس میں ہے آرام مرزا

مطابق شرط نمبر ۲ ہم نے مذکورہ بالا پندرہ دلائل وفات مسیح پر قرآن مجید وحدیث ۲ صحیح سے لکھے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند انسان صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

دستخط پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ

کرم داد۔ از دولمیال

دستخط جلال الدین شمس مولوی فاضل۔ مناظر منجانب جماعت احمدیہ از قادیان

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء

۱ پندرہ دلائل کو غور سے پڑھا اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے جو ان کی تردید کی ہے وہ بھی نہایت تدبر سے ذہن نشین کی۔ جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کے طرز استدلال کو شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر ایسا توڑا اور بے اصل ثابت کیا کہ قادیانی مناظر کی کسی دلیل کا طرز استدلال وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہ کر سکا۔ بلکہ قادیانی مناظر نے جو قرآنی دس دلیلیں ذکر کی ہیں ان میں سے سوائے پہلی دلیل کے کسی دلیل میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی وفات کا ذکر ہی نہیں۔ اور پہلی دلیل کے متعلق خود قادیانی مناظر نے تسلیم کیا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اور قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ قادیانی جماعت بڑے فخر سے یہ کہتی تھی کہ ہم وفات مسیح ابن مریم قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور حیات مسیح ابن مریم پر ہمارے مخالف فریق کے پاس کوئی قرآنی دلیل نہیں بلکہ اگر پیش کرتے ہیں تو حدیث۔ اس مناظرہ میں ان کا یہ مصنوعی فخر بخوبی ٹوٹ گیا ہے اور قادیانی مناظر کو اپنے دلائل پر ایسی بے اعتباری اور بے اطمینانی تھی کہ اس نے زرہ دلائل میں چند ایسی احادیث بیان کر دیں۔ جن کا حال گزر چکا ہے اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر حیات مسیح ابن مریم کو قرآن کریم سے ثابت کیا جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہ دے سکا۔ اگر حیات مسیح ابن مریم کو حدیثوں سے تلاش کیا جائے تو فن حدیث اس مضمون سے لبریز ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء　　　　　　　　　　　　　　　　　　پرچہ نمبر ۲

تردید دلائل وفات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لاعلم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم. فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللّٰه و الی الرسول۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم　آسماں ثانی پہ ہے وہ محترم
وہ ابھی داخل نہیں اموات میں　ہے یہی مضمون بیس آیات میں

میں ا نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے کوئی دلیل قرآنی یا حدیثی پیش نہیں کی جس سے وفات ابن مریم ثابت ہو۔ اپ قرآن کریم کے الفاظ میں غور کریں۔ آپ نے کوئی فقرہ ایسا پیش نہیں کیا جس سے بلحاظ الفاظ و قواعد عربیت وفات ابن مریم ثابت ہو۔ مثلاً آیت واذقال اللّٰہ یعیسیٰ ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی الخ کیونکہ اس کے لفظوں پر غور کرنے سے اتنا ہی ثابت ہوا کہ لما توفیتنی وعدہ انی متوفیک ورافعک الی کے وقوع کا بیان ہے۔ اب اگر بلحاظ آیت اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها۔ توفیتنی سے انمتنی مراد لی جائے تو اس سوال و جواب میں زمانہ رقابت زیر تنقیح ہے۔ علم تثلیث زیر بحث نہیں اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔ سوال یوں ہوگا کہ کیا آپ اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر نگرانی کہہ کر تثلیث پھیلاتے تھے تو آپ جواب دیں گے کہ جب سوتے ہوئے میرا رفع

ا اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے دلائل وفات مسیح ابن مریم اپنے زعم کے مطابق پیش کیے ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو بلحاظ الفاظ وقواعد عربیت وفات ابن مریم کو ثابت کرے۔ ۱۲ مرتب

جسمانی ہوا تو میری ذمہ داری اور رقابت ختم ہو چکی اور اپنی ڈیوٹی پوری کر چکا۔
اور اگر توفیتنی سے امتی مراد لی جائے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا اور اذ
استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف یعلمون اذا الاغلال فی اعناقهم۔
اور مولوی نور الدین صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں "اور جب کہے گا
اللہ۔" (فصل الخطاب ص ۱۷۸) پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ابن مریم
قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور ابن مریم
کی غلط گوئی کا الزام قرآن کریم کے الفاظ پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔
کیونکہ سوال علم سے نہیں ہوگا۔ بلکہ سوال صرف یہ ہوگا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو
کہہ کر تثلیث پھیلائی تھی۔ چنانچہ وہ اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں
کہا۔ رہی زائد بات۔ اس کا بتلانا نہ ان پر واجب نہ مفید اس لیے خاموشی اختیار
کر کے استظہار بالرحمۃ کریں گے اور کہیں گے ان تعذبهم فانهم عبادک و ان
تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم اور فاقول کما قال العبد الصالح
میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو۔ اور قال کا
ماضی ہونا۔ اس کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ ماضی بمعنی مضارع بکثرت قرآن
کریم میں وارد ہے ونفخ فی الصور. واشرقت الارض ووضع الکتاب.
جیئ بالنبیین. قضی بینهم میں قال بمعنی یقول ہو سکتا ہے اور ایسا ہی آیت

رہا یہ امر کہ ماضی سے کیوں تعبیر فرمایا۔ سو گو بیان نکتہ کو اصل مقصود میں کوئی دخل نہیں مگر تبرعاً بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی حکایات بیان فرمائیں کہ میں قیامت میں اس طرح کہوں گا۔ اس بیان سے پہلے صحابہ یہ آیت سن چکے تھے و اذقال اللہ یا عیسیٰ ءانت قلت للناس الی ان تعذبهم فانهم عبادک الآیۃ پس مقتضا بلاغت کا ہوا کہ حکایت کے ماضی ہونے کو بمنزلہ محکی عنہ کے ماضی ہونے کے ٹھہرا کر صیغہ ماضی استعمال فرمایا۔ یا یوں کہا جائے کہ قیامت کے

قد خلت من قبله الرسل الخ کیونکہ خلت کا معنی ماتت نہیں۔ دیکھو سنة اللّٰہ التی قد خلت اور دیکھو لن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلاً۔ بلکہ خلو کے معنی نقل مکانی ہے و اذا خلوا الی شیاطینھم یا زمانے کا گزرنا بما اسلفتم فی الایام الخالیة اور ذی مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتا ہے۔ اور جنگ احد کے واقعہ میں سالبہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے اور حضرت ابوبکر کی نظر افان مات الخ پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقعہ پر یہ آیت بھی پڑھی انک میت و انھم میتون اور ویسا ہی آیت و الذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئًا و ھم یخلقون اموات غیر احیاء قضیہ مطلقہ عامہ ہے ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں۔ اور نیز آیت انک میت و انھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی آیت کانا یا کلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے کانت من القانتین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن مریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث

(بقیہ) روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پہلے ہو چکے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صادر ہوگا تو حضور کے قول کے وقت چونکہ وہ قول ماضی ہو چکا ہے۔ اس لیے صیغہ ماضی سے تعبیر فرمایا۔ قرآن کریم میں بھی اس کی نظیر ہے۔ قال تعالیٰ یوم یاتی بعض ایات ربک لا ینفع نفسًا ایمانھا لم تکن امنت من قبل (الانعام) یہ یقینی بات ہے کہ تکلم کے وقت کے اعتبار سے لم تکن امنت مستقبل ہے مگر باعتبار وقت لا ینفع کے ماضی تھا اس لیے ماضی لائے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بعض جگہ تو مستقبل سے مستقبل کو بھی ماضی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ قال تعالیٰ و علی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم ونادوا اصحاب الجنة (الاعراف) اس میں یقیناً ندا بعد معرفت کے ہے پھر یعرفون کو مستقبل لائے اور نداجو اس مستقبل سے بھی مستقبل ہے اس کو ماضی سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲ مرتب

سنائیں گے لست کا حد کم اور لست کھنیتکم انی یطعمنی ربی و یسقینی اور ایسا ہی آیت و اوصانی بالصلوۃ الخ کیونکہ نماز کے آسمان پر ادا ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور زکوۃ کے متعلق یہ جواب ہے کہ زکوۃ سے مراد پاکیزگی ہے جیسا وحنانا من لدنا و زکوۃ اور نیز لاھب لک غلاما زکیا قابل غور ہے۔ اور اگر زکوۃ سے صدقہ مفروضہ مراد لیا جائے تو پہلے میرے مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن یا حدیث سے ثابت کریں پھر ہم مصرف بتا دیں گے۔ اور ایسا ہی آیت والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت الخ کیونکہ عدم ذکر شئے سے اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا مرزا صاحب کہتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۴۵) اور نیز لفظ وسیع اس سے پیشتر مذکور ہے۔ وجعلنی مبارکا اینما کنت اور ایسا ہی آیت ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور آیت فیھا تحیون و فیھا تموتون۔ کیونکہ یہ حصر بلحاظ مقر طبعی کے ہے مانند ملائکہ کی۔ اور نیز جعل تکوینی میں یہ لازم نہیں کہ مجعول الیہ لازم ہو۔ وجعلنا اللیل لباسا و جعلنا النھار معاشا اور ایسا ہی مبشرا برسول الخ کیونکہ بعدی ہر دو صورتوں یعنی بعد الموت اور بعد الغیبوبت کو شامل ہے۔ دیکھو حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی بوقت غیبوبت فرمائی گئی۔ اور ویسا ہی آیت و من نعمرہ ننکسہ اور آیت ومنکم من یتوفی و من مریرد الی ارزل العمر کیونکہ ہم ابن مریم کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد کرتے اور ویسا ہی حال احادیث کا ہے۔ مثلاً لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین الخ کیونکہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں بلکہ مشکوۃ میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ یہ حدیث اس طرح پر ہے لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی الخ (رواہ احمد)

اور نیز بلحاظ شرط نمبر ۲ بوجہ خلاف قرآن ہونے کے غیر صحیح ہی اگر مانی جائے تو اس کا معنی بقرینہ تطبیق بین الاحادیث حیین علی الارض ہوگا۔ اور ایسا ہی حدیث ان عیسیٰ ابن مریم عاش مائة و عشرین سنة کیونکہ بصورت صحت اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارہ کیا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ بداں زیست نمانند (منتہی الارب جلد ۳ ص ۸۷۲)۔ اور حدیث معراج کے متعلق یہ گزارش ہے کہ میرے مناظر صاحب نے معراج کی تمام حدیثوں پر نظر نہیں کی۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللّٰہ ابن مسعود قال لما کان لیلة اسری برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لقی ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ فتذاکروا الساعة فبدأ وبابراهیم فسألوا عنها فلم یکن عنده منها علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عنده منها علم فرد الحدیث الی عیسیٰ ابن مریم فقال قد عهد الی فیما دون وجبتها فاما وجبتها فلا یعلمها الا اللّٰہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتله الحدیث۔ اور روایت طبقات ابن سعد کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ بوجہ خصوصیت روح اللہ ہونے کے ابن مریم سے بالروح تعبیر کی گئی ہے اس کی تائید اسی طبقات ابن سعد میں ہے یحیی عن ابن عباس و ان اللّٰہ رفعه بجسده وانه حی الآن و سیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکا ثم یموت کما یموت الناس۔ ایسا ہی احادیث حلیہ۔ کیونکہ گندم گوں رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور سیدھے بال قدرے جعوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن مریم کا حلیہ تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا۔ چنانچہ بیان فرماتے ہیں کانه خرج من دیماس گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسیح آپ نے

سمجھ لے۔ مگر بحکم۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا   منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

حضرت موسیٰ وحضرت محمد علیہما الصلوۃ والسلام کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم میں امامکم منکم حال ہے جس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کیف تھلک امتہ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اخرھا (مشکوۃ)

دستخط: مفتی غلام مرتضیٰ۔ اسلامی مناظر

دستخط: مولوی غلام محمد پریزیڈنٹ اسلامی جماعت

از گھوٹہ ضلع ملتان

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء

پرچہ نمبر ۲

تردید دلائل حیات مسیح۔ از جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پہلی دلیل حیات مسیح پر جو مفتی صاحب نے پیش کی ہے وہ آیت بل رفعہ اللّٰہ الیہ ہے۔ اس آیت کے فقرہ بل رفعہ اللّٰہ سے مفتی صاحب استدلال کرتے ہیں کہ وہ آسمان پر بجسمہ العنصری زندہ اٹھائے گئے۔ اور اس بات کے ثبوت میں لفظ رفع کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی معنی "اوپر کی طرف اٹھانا" ہے۔ آگے آپ نے مثالیں دی ہیں۔ مگر میں مفتی صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ لغت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع ان معنوں میں استعمال نہیں ہوتا جیسا کہ لسان العرب میں لکھا ہے۔ و فی اسما اللّٰہ

الرافع اے الذی یرفع المومنین بالاسعاد و اولیاء بالتقریب اس کے سوا اور کوئی معنی خدا تعالیٰ کے نام رافع کے نہیں جبکہ مفعول ذی روح انسان ہو اور رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو تو اس کے معنی سوائے تقریب اور اسعاد کے نہیں ہوتے۔ اور اگر ہوتے ہوں تو مفتی صاحب کوئی ایک مثال پیش کریں۔ پس مسیح کے لیے جو لفظ رفع کا استعمال ہوا ہے وہ اسی طریق پر ہوا ہے کہ اس کا فاعل خدا تعالیٰ ہے

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بل رفعه الله الیه میں بلحاظ سیاق وسباق و بروئے قواعد عربیت ایسی رفع جسمانی مراد ہے جس کو اعزاز لازم ہے اور اعزاز بوجہ لازم ہونے کے معنی کنائی ہوں گے اور فن بیان کا قانون ہے کہ معنی حقیقی اور معنی کنائی دونوں معاً مراد لیے جا سکتے ہیں۔ لان الکنایة مستعملة فی غیر ما وضعت له مع جواز ارادته (مطول بحث حقیقت ومجاز ص ۳۲۸) ۱۲ مرتب

قادیانی مناظر نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح انسان ہو تو اس کے معنی سوائے تقرب اور اسعاد کے نہیں ہوتے بلکہ قادیانی مناظر نے ایک پرچہ کی تقریر میں یہ ظاہر کیا کہ اگر مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح انسان ہو اور معنی مراد سوائے تقرب اور اسعاد کے ہوں تو میں مفتی صاحب کو پچاس روپیہ انعام دوں گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بعد ختم ہونے زور و جوش قادیانی مناظر کے اس کی تردید یوں کی کہ حدیث میں ہے ثم رفعت الی سدرة المنتهی (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۵۴۹)۔ دیکھو اس فقرہ میں رفعت گو ماضی مجہول الفاعل ہے لیکن جیسا کہ خلقت میں خلق ایسا فعل ہے جس کا فاعل در حقیقت خدا تعالیٰ ہے پس اس فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح انسان ہے اور معنی مراد سدرة المنتهی پر اٹھائے جانا ہے۔ اگرچہ بطور کنایت اس رفع کو تقرب لازم ہے۔ اس موقعہ پر بعض فضلا نے کہا کہ اب قادیانی مناظر سے پچاس ص ۵۰ روپیہ وصول کرو۔ لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ میں قادیانی کا روپیہ لینا پسند نہیں کرتا۔ ۱۲ مرتب

اور مفعول ذی روح انسان ہے۔ اور اس طریق پر ایسی امثالیں بھی موجود ہیں کہ ان میں باوجود سماء کا لفظ ہونے کے بھی آسمان پر لے جانے کے معنی نہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے اذا تواضع العبد رفعه اللّٰه الی السماء السابعة (کنز العمال) کہ جب کوئی بندہ خاکساری کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ساتویں آسمان تک اس کا رفع کرتا ہے اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے ما تواضع احد الا رفعه اللّٰه اسی طرح قرآن مجید سے مثالیں ملاحظہ ہوں

ولو شئنا لرفعناه بها ولکنه اخلد الی الارض (۲) فی بیوتٍ اذن اللّٰه ان ترفع اور حدیث میں ان اللّٰه یرفع بهذا الکتاب اقواماً و یضع به اخرین (ابن ماجہ) ان مثالوں سے واضح ہے کہ جب خدا تعالیٰ رفع کا فاعل ہو اور مفعول کوئی انسان ہو جیسا کہ مسیح کے لیے وارد ہوا ہے تو اس کے معنی مع الجسم اٹھانا نہیں ہوتے۔

۲ دوسری بات جو آپ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ الیہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھانا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ ہر ایک جگہ ہے تو اس کی تعیین آپ کس

ا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا میں یہ لکھا ہے کہ بلحاظ سیاق و سباق و بروئے قواعد عربیت مجوزہ فریقین اس آیت میں فقرہ بل رفعه اللّٰه الیه سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسده العنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے سوائے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جا سکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو مضر نہیں کیونکہ عربی لفظوں کے لیے مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں الخ۔ اب قادیانی مناظر کا اس مضمون کو پڑھ کر اور سن کر پھر ایسی مثالیں پیش کرنا اس کی کم علمی کا نتیجہ ہے۔ اور نیز ان مثالوں میں ایک بھی رفع الی اللہ کی مثال نہیں اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اسی طریق سے تردید کی ہے۔ ۱۲ مرتب ۲ قادیانی مناظر کی علمی لیاقت پر افسوس کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا میں یہ مضمون درج کیا ہے اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور بلحاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام مکانوں اور تمام مکینوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔ بلکہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقر ہے جن کی شان میں لا یعصون اللّٰه ما امرهم و یفعلون ما یؤمرون (تحریم)

قرینے سے کرتے ہیں کہ اس سے مراد ضرور آسمان ہی ہے اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کیا جائے تو معلوم ہوا کہ الی ۳ انتہاء غایت کے لیے آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے متعلق استوی علی العرش قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے۔ تو پھر کیوں یہ نہ تسلیم کیا جائے کہ وہ ساتویں آسمان پر خدا تعالیٰ کے دائیں طرف بیٹھا ہے جو کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کیوں دوسرے اور تیسرے یا چوتھے آسمان پر ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر مثال چاہیں تو ثم اتموا الصیام الی اللیل پر غور کر لیں۔ اور نیز ہم بتا چکے ہیں کہ رافع کے معنی جبکہ خدا تعالیٰ فاعل ہو بجسمہ العنصری اٹھانا ہوتے ہی نہیں بلکہ رفع روحانی ہوتا ہے۔ تو آسمان وغیرہ کا جھگڑا ہی نہیں رہتا اور جو آپ نے مثالیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی ہماری شرائط پورے طور پر نہیں پائی جاتیں۔ اور احضرت مسیح موعود کی

(بقیہ) شہادت خداوندی ہے الخ۔ اس مضمون میں اسلامی مناظر نے آسمان کی تعیین کا قرینہ اور دلائل بیان کر دیئے ہیں اب قادیانی مناظر کا طلب قرینہ جہالت محضہ ہے۔ ۱۲ مرتب ۳ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ الرحمن علی العرش استوی سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش مکان ہے۔ جیسا کہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ رحمان من حیث الرحمانیت عرش پر مستوی ہے جیسا کہ حدیث قدسی ان رحمتی سبقت غضبی سے ظاہر ہے۔ اور چونکہ رفع الی اللہ سے رفع الی السماء مراد ہونا مدلل ہو چکا ہے اس لیے بلحاظ اس امر کے کہ الی انتہاء غایت کے لیے ہوتا ہے فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ کا یہ مقتضا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں نہ یہ کہ ساتویں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور پھر قادیانی مناظر نے جو مثال یعنی ثم اتموا الصیام الی اللیل اپنی تائید میں پیش کی ہے وہ مثال درحقیقت ہماری تائید کرتی ہے کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے اور رات کا شروع ہو تو اسی وقت روزہ افطار کیا جائے اور اس میں ہماری تائید ہے۔ اور حسب تقریر قادیانی مناظر اس آیت کا یہ مطلب ہونا چاہیے کہ جب تمام رات گزر جائے تو اخیری جزو رات میں افطار کیا جائے۔ وھو کما تری۔ ۱۲ مرتب

ا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ مرزا صاحب کی عبارتوں سے صرف یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد مرزا صاحب کے نزدیک بھی آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہے اور رفع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے بل کو میدان

عبارتیں جو پیش کی گئی ہیں ان سے بھی یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ رفع کے معنی بجسمہ العنصری زندہ اٹھا لینا مراد ہے بلکہ رفع روحانی جو دوسرے لفظوں میں تقرب کے معنی ہیں مراد ہے۔ اور مرنے کے بعد روحوں کا علیین میں جانا رفع کے منافی نہیں۔ اور روح کا مرنے کے بعد آسمان پر جانا مسلمانوں کا عقیدہ ہے اس لیے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مطابق آیت وھو اللّٰہ فی السموات وفی الارض زمین و آسمان میں ہے اس لیے مسیح کا رفع زمین کی طرف بھی ہوا اور آسمان کی طرف بھی۔ یعنی جسم چونکہ زمینی چیز تھی اس لیے وہ زمین میں چلا گیا اور روح چونکہ آسمانی چیز تھی وہ آسمان پر چلا گیا۔ اور روح و جسم کے درمیان تفریق کا نام ہی موت ہے۔

اور پھر عجب بات یہ ہے کہ جیسے کہ جسم زمینی اور مادی چیز ہے اس کے اٹھانے والے بھی انسان ہیں۔ اور روح چونکہ لطیف اور آسمانی چیز ہے اس لیے اس کے اٹھانے والے اور لے جانے والے بھی فرشتے ہیں جو لطیف ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اور آپ کی یہ وجہ کہ چونکہ یہود جسم مع الروح کو قتل کرنا چاہتے تھے اس بات کی دلیل ہے

(بقیہ) مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا جیسا کہ قادیانی مناظر نے شکست کھائی ہے اور مرزا صاحب نے صراحۃً آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ اور فقرہ بل رفعہ اللّٰہ الیہ بلحاظ سیاق آیت وقواعد عربیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے جانے کو ثابت کرتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ زمینی چیز زمین میں چلی گئی اور آسمانی آسمان میں چلی گئی۔ یہ خیالی اور وہمی ڈھکوسلے ہیں جو بل رفعہ اللّٰہ الیہ کے مدلول قطعی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور نیز قادیانی مناظر نے ان خیالی اور وہمی باتوں کے پیش کرنے کی وجہ سے دو شرطیں مذکورین نے تجاوز کی ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی تردید یوں کی ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ بل ابطالیہ میں ضمیر صفت مبطلہ اور ضمیر صفت مثبتہ دونوں کا مرجع ایک شے بعینہٖ ہوگی اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء میں صفت مبطلہ امواتا ہے اور صفت مثبتہ احیاء ہے اور ان دو صفتوں کے ضمیروں کا مرجع من یقتل فی سبیل اللّٰہ بعینہٖ ہے نہ فقط من کیونکہ

کہ بل رفعہ اللہ میں جسم مع الروح ہی مراد ہے۔ غلط ہے کیونکہ قتل تو اخراج الروح من الجسد کا نام ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو ایک جگہ مراد ہو۔ دوسری جگہ ضمیر سے بھی وہی مراد ہو۔ یہ غلط ہے کہ جب دو ضمیروں کا مرجع ایک ہو تو ضروری ہے کہ ایک ہی حیثیت سے اس کی طرف دونوں ضمیریں پھیری جائیں۔ قرآن مجید میں اس کے برخلاف مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۔ اور اسی طرح انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کیونکہ اسی جسم اور روح کے ساتھ ہم خدا تعالیٰ کی طرف جانے والے نہیں ۔ اور اعربی زبان میں جائز ہے کہ ایک چیز کی طرف ضمیر اور معنوں کے لحاظ سے اور دوسری ضمیر دوسرے معنوں کے لحاظ سے پھیر دی جائے اور ایسا کرنے کا نام علم بدیع میں صنعت استخدام ہے۔ چنانچہ مختصر معانی میں اس کی مثال نسقی الغضا

(بقیہ) الموصول ما لا یتم جزاء الابصلة و عائد ۔ ایسے مغالطے اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کو دیا کریں ۔ اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون میں پہلے تو بل ابطالیہ نہیں اس لیے یہ استشہاد مع الفارق ہے اور نیز یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ دونوں ضمیریں متکلم مع الغیر سے ایک شے بعینہٖ مراد ہے۔ ۱۲ مرتب الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ صنعت استخدام کے اختیار کرنے میں یہ ضروری ہے کہ وہ مقتضا حال اور وضوح دلالت کے منافی نہ ہو۔ دیکھو۔ علم البدیع ھو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعایة المطابقة و وضوح الدلالة (مطول) اور نیز ایک مرجع بعینہٖ قرار دینے سے قرینہ مانع ہو جیسا کہ وسعی الغضاد الساکنیہ و ان ھم. شبو لا بین جوانح و ضلوع پہلی ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری سے بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں صنعۃ استخدام اختیار کرنا مقتضا حال اور وضوح دلالت کے منافی ہے جیسا کہ پرچہ نمبر ا میں مفصل گزر چکا ہے اور نیز اس آیت میں ایک بعینہٖ مرجع مراد لینے سے کوئی قرینہ مانع نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے کسی سے طوطے کی طرح صنعۃ استخدام کا قصہ پڑھ لیا ہے اور اصل ماہیت کا کچھ پتہ نہیں ورنہ اس آیت میں صنعۃ استخدام کا ذکر نہ کرتا (۱۲ مرتب)

والساکنیه وانهم. شبوه بین جوانحی و ضلوعی دی گئی ہے۔ پس اگر صرف رفع روحانی بھی لیا جائے تو عربی قواعد کی رو سے کوئی بھی اشکال لازم نہیں آتا۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جو اس کے معنی کرتے ہیں تو وہ مقرب کے کرتے ہیں۔ یہود کا مقصد قتل سے یہ تھا کہ وہ ثابت کریں کہ وہ نعوذ باللہ ملعون ہیں۔ کیونکہ استثناء ۲۳/۲۱ میں لکھا ہے کہ جو پھانسی دیا جاتا ہے وہ ملعون ہے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ملعون نہیں بلکہ میرا مقرب ہے۔

اور دوسری وجہ کا یہ جواب ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم نے صلیب پر لٹکا کر قتل کر کے ملعون ثابت کر دیا مگر خدا تعالیٰ ان کی اس بات کی تردید کرتا ہے کہ انھوں نے ملعون ثابت نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنا مقرب بنایا ہے پس یہاں پر قصر قلب بھی مانیں تو انکے خیالات میں ہو سکتا ہے۔ مخاطب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ملعون کیا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انھوں نے قتل نہیں کیا کہ وہ

قادیانی مناظر نے توریت باب ۲۱ وغیرہ کو پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے اور بل ابطالیہ اور قصر قلب کے مقتضا پورا ہونے کی کوشش کی لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس کی دو طریق سے تردید کی۔ اول یہ کہ بلحاظ آیت فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون توریت کی طرف رجوع اس وقت جائز ہوتا جب ہم کو قرآن کریم سے یہود کا وہ اعتقاد جس کی وما قتلوه تردید ہے معلوم نہ ہوتا۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہود کے اس اعتقاد کو ان لفظوں میں وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول الله واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ دوم یہ کہ قادیانی مناظر نے قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت سے متجاوز ہو کر توریت کے ساتھ جا کر پناہ لی جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے لیکن توریت محرف منسوخ شدہ کتاب نے بھی اس بیچارے قادیانی مناظر کی امداد نہ کی۔ کیونکہ توریت میں یہ نہیں کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے بلکہ توریت کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور قرآن کریم میں ہے۔

ملعون ہو بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے۔

اور تائید میں جو کان اللّٰہ عزیزاً حکیماً کو پیش کیا ہے وہ کسی طرح بھی مفتی صاحب کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ عزیز تو وہ ہوتا ہے جو غالب ہو۔ مگر مسیح کو آسمان پر لے جانے سے عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف ہونا؟ کیونکہ طاقتور غالب اپنی چیز کو مقابلہ کے وقت چھپایا نہیں کرتا۔ اور پھر اس سے تو اتنا ضعیف ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کو آسمان پر اٹھا لیا۔ پھر بھی اسے فکر پڑی کہ کہیں یہودی آسمان پر بھی آ کر مسیح کو نہ لے جائیں۔ اس لیے اس کی بجائے مسیح کی شکل کسی اور کو دی تا کہ وہ اسے پھانسی پر لٹکا دیں۔ پس بتاؤ کہ اس طرح وہ عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف۔ بلکہ عزیز ہونا اس کا تب ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام

(بقیہ) انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا ویصلبوا و تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف اوینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا و لھم فی الاخرۃ عذاب عظیم (مائدہ) پس اس سے واضح ہے کہ عند اللہ ملعون وغیر ملعون ہونے کا سبب صلاح وفساد ہے نہ قتل وصلب۔ قادیانی مناظر نے توریت کے پیش کرنے میں ایک تو دو شرطیں مذکورین سے تجاوز کیا ہے اور دوسرا اس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق کوئی جواب نہیں۔ ۱۲ مرتب

۱؎ قادیانی مناظر کے یہ خیالی اور وہمی مضامین ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے مقدورات کو محدود و معدود سمجھ لیا ہے اور درحقیقت مطابق ان اللّٰہ علی کل شیئ قدیر اللہ تعالیٰ کے مقدورات غیر محدود و غیر معدود ہیں۔ کسی کو یا نار کونی برداً و سلاما کہہ کر نجات دیتا ہے اور کسی کو ہجرت کا حکم دے کر غلبہ دیتا ہے اور کسی کو دریا سے پار اتار کر۔ اور اس کے دشمن کو غرق کر کے نجات عطا کرتا ہے اور کسی کو بوقت حملہ دشمنان آسمان پر اٹھا کر محفوظ کرتا ہے اور اس کے دشمنوں میں سے ایک شخص پر اس کی شکل ڈال کر باقی دشمنوں سے اس کو قتل کراتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب کان اللّٰہ عزیزاً کے نتائج ہیں ۱۲

تدبیریں کر گزریں مگر خدا تعالیٰ اس کو بچا لے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت کیا مخالفوں نے آگ میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا یا نار کونی برداً وسلاما علی ابراھیم اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا و اذیمکربک الذین کفروا الی لیخرجوک انک انھوں نے آپ کو مکہ سے نکال دیا لیکن خدا تعالیٰ نے پھر ان پر غلبہ اور فتح عطا فرمائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کوئیں میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے انہیں بچالیا۔ بس یہ عزیز ہونے کا ثبوت ہے۔ اور حکیم کہ وہ اس طرح اپنی حکمت سے دشمنوں کے پنجہ سے بچالیا کرتا ہے اور مطابق وعدہ کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسولی رسولوں کو دنیا میں غلبہ دیتا ہے۔ اور جو حکمت آپ نے بیان فرمائی ہے اہل علم تو ضرور اس کی داد دیں گے۔ جناب مفتی صاحب! اگر مسیح کی پیدائش کلمہ کن اور نفخ روح سے ہوئی تو کیا باقی آدمیوں کی پیدائش نفخ روح سے نہیں ہوا کرتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فیرسل اللّٰہ الملک فینفخ فیہ اور ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ میں ہر انسان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نفخ روح ہوتا ہے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو آپ کو کامل خدا تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ اس میں تو خدا تعالیٰ نے خود روح پھونکی۔ جیسا کہ فرمایا و نفخت فیہ من رُوحی دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بلحاظ فارسلنا الیھا روحنا (مریم) اور بلحاظ لم یمسسنی بشرولم اک بغیا (مریم) کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے ان کو فرشتوں کے ساتھ ایک خاص تشابہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکیما فرما کر یہ اشارہ کیا کہ حکمت ایزدی کا یہی اقتضا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مناسب فطرت جگہ دی جائے ۱۲ مرتب

کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ۔ مسیح کی پیدائش کو کوئی عجیب قسم کی پیدائش خیال نہ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف غور کر کے سمجھ لو کہ اس کی پیدائش میں اس سے بڑھ کر کون سی بات پائی جاتی ہے۔

پھر! آپ نے حدیث پیش کی ہے۔ اور اس میں ایک تو لفظ نزول سے استدلال کیا ہے۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس سے ظاہر طور پر مع الجسم اترنا ہی مراد نہیں ہوتا۔ دیکھو قرآن مجید سے اس کی مثالیں۔ ان من شیئی الا عندنا خزآئنہ و ما ننزلہ الا بقدرٍ معلوم ۔ اور انزل الیکم من الانعام ثمانیۃ ازواجٍ اور قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً ۔ قد انزلنا علیکم لباساً اور انزلنا الحدید فیہ باس شدید۔

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی فرود آمدن مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ روکتا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے اور یہ مفقود نہیں الخ قادیانی مناظر کی عجیب لیاقت ہے کہ جن مضامین کی تردید میرے پرچہ نمبر ۱ میں موجود ہے۔ ان مضامین کو اس نے پھر بھی درج کر دیا ہے۔ دیکھو مثلاً انزلنا الحدید وغیرہ میں بقرینہ الحدید معنی پیدا ہونے کے لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث فینزل عند المنارۃ البیضا شرقی دمشق بین مہزودتین واضعا کفیہ علی اجنحۃ ملکین (مسلم جلد ص ۴۰۱) کے معنی استغفر اللہ یہ ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ دو رنگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے اول تو یہ مطلب کیسا مہمل ہے۔ پھر افسوس کہ مرزا صاحب مدعی مسیحیت میں یہ صفت بھی نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ مرتب

اور۱ اس حدیث کے ظاہری معنی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے۔ ایک تو اس لیے کہ کون بے غیرت مسلمان ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودے جبکہ کوئی اپنے باپ کی قبر کو بھی کھودنا گوارا نہیں کرتا۔ اور من قبر واحد اور معی فی قبری بتا رہے ہیں کہ مسیح آپ کے ساتھ دفن ہوگا۔ اور۲ حضرت عائشہ سے موطا امام مالک میں حدیث ہے کہ آپ نے اپنے حجرہ میں تین چاند دیکھے نہ کہ چار اور فتح الباری میں لکھا ہے۔ قول عائشة فی قصة عمر کنت اریده ولا و ثرنه

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قبر سے مراد گورستان ہے اور یہ اعتراض جو قادیانی مناظر نے کیا ہے یہ تو نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر۔ ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی تردید کی ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خواب کی صحیح تعبیر نہیں سمجھی۔ اور صحیح تعبیر یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خواب میں اپنے حجرہ میں تین چاند دیکھے۔ نہ آفتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ مستنیر و مستفیض ہیں بمنزلہ آفتاب ہیں اور شیخین اور حضرت مسیح مجدد وقت ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے اور آپ کے نور سے مستنیر ہونے کی وجہ سے آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ چاند کے ہیں و بیان جمیع ذالک ان جرم القمر فی نفسه کمدا رزق مظلم غیر نورانی کثیف صقیل انما یستضیی بضیاء الشمس (شرح چغمینی ص ۹۰)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند ہی نہیں بلکہ آفتاب اور دو چاند یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی قبریں حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں ہو چکی ہیں اس لیے تیسرا چاند یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہونی اور ان کا اس حجرہ میں مدفون ہونا باقی ہے۔ اور نیز اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی صورت میں دکھائی دیتے تو آپ کے دفن کے وقت یہ حدیث کیوں پیش کی جاتی کہ انبیاء

اليوم على نفسي يدل على انه لم يبقى الا موضع قبر واحد بس حضرت عمر کے فوت ہونے کے بعد وہاں اور قبر کی جگہ نہیں۔ اور نقشہ قبور پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کی قبروں کے درمیان ان کی قبر نہیں ہو سکتی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کہ انا سید ولد ادم و اول من تنشق عنه الارض (ابوداؤد) باطل ہو جاتی ہے۔

اور[1] آپ کی یہ تقریر کہ علماء بلاغت کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت محال ہو۔ یہ تقریر تو آپ نے مولوی ثناء اللہ کی کتاب شہادات مرزا سے نقل کر دی مگر کاش! آپ نے کمالات مرزا بجواب اشتہادات مرزا بھی پڑھ لیا

(بقیہ) جہاں فوت ہوتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خواب کا جائے ظہور نہ مرزائیوں کو کچھ آیا ہے اور نہ خود مرزا صاحب کو...... گرہمیں مکتب است ایں ملا ☆ کار طفلاں تمام خواہد شد ☆ اور نقشہ قبور کا دو شرطین مذکورین سے تجاوز ہے۔ اور نیز قادیانی مناظر کا یہ کہنا قابل اعتبار نہیں۔ کیونکہ نہ مرزا صاحب کو مدینہ طیبہ میں جانا نصیب ہوا۔ اور نہ ہی مرزائیوں کو اور حدیث انا اول من تنشق منه الارض اور حدیث فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم الخ میں تعارض نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پہلے منشق ہوگی اور پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم بھی اسی گورستان سے مبعوث ہوں گے۔ ۱۲ مرتب

[1] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ کمالات مرزا بجواب شہادات مرزا۔ مرزا صاحب یا اس کے کسی مرید کی تحریر ہے اور مرزا صاحب یا اس کے مرید کی تحریر قادیانی مناظر میرے مقابلہ میں نہیں پیش کر سکتا کیونکہ میں مرزا صاحب کو مفتری و متنبی اعتقاد کرتا ہوں۔ اور نیز مرزا صاحب کی تحریر پیش کرنی دو شرطین مذکورین سے تجاوز ہے۔ اور اسلامی مناظر نے فن بیان کا قانون پیش کیا ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت متعذر ہو تو اس کے جواب میں یہ کہنا کہ مولوی ثناء اللہ کی کتاب شہادات مرزا سے نقل کر دی ایک نہایت جاہلانہ جواب ہے کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ قانون بیان کرنا اس بات کا موجب نہیں کہ یہ قانون قابل اعتبار نہ رہے۔ ۱۲ مرتب

ہوتا۔ سنئے! پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہوسکتی ہے۔ دیکھئے نہایہ ابن اثیر میں جعل منهم القردة و الخنازير کے ماتحت لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ وہ حقیقی طور پر بندر بن گئے ہیں اور یہ بھی ہے کہ مجازی طور پر ان کو بندر اور سور کہا گیا ہو۔ اور پھر قسطلانی جلد ۵ ص ۴۹۹ میں یکسر الصلیب کے معنی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حقیقۃً کسر صلیب بھی ہوسکتی ہے اور عقیدہ صلیبی بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے خیال کے ہی لوگ ہوتے تو پیشگوئی اسرعکن لحوقابی اطولکن یدا کو جھٹلا دیتے اور کہہ دیتے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ حقیقت متعذر نہیں تھی۔

۲؎ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کا آپ مطلب نہیں سمجھے۔ آپ یہ

۱؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس طرح تردید کی ہے کہ فن بیان میں ہے اما المجاز المفرد فهو الكلمة المستعملة في غير ما وضعت له في اصطلاح به التخاطب على وجه يصح مع قرينة عدم ارادته اى ارادة ما وضعت له (مطول ص ۳۲۸) اس تعریف مجاز سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حقیقت اور مجاز مطلقاً جمع نہیں ہوسکتے نہ پیشگوئیوں میں اور نہ غیر پیشگوئیوں میں۔ تو قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہوسکتے ہیں ثمرۂ جہالت ہے۔ اور ابن اثیر اور قسطلانی کی تحریر کو پیش کرنا ایک تو دونوں شرطین مذکورین سے تجاوز ہے۔ اور دوسرا ان کی تحریر کا یہ مطلب ہے کہ حقیقت مراد ہے اور اگر حقیقت کا مراد لینا متعذر ہو تو مجاز مراد ہوسکتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲؎ مرزا صاحب کی یہ عبارت ہے۔ "بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں" (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) قانون فن بیان اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان اور ملحوظیت دو شرطین مذکورین نے قادیانی مناظر کو عاجز کر دیا ہے۔ ۱۲ مرتب

نہیں مانتے کہ حقیقی طور پر وہی مسیح ناصری دنیا میں واپس آئے گا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ ہاں ان کی یہ خاص مراد کشفاً والہاماً وعقلاً وفرقاناً مجھے پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ کہ وہ لوگ سچ مچ کسی دن حضرت مسیح بن مریم کو آسمان سے اترتا ہوئے دیکھیں گے۔ سو اس بات پر ضد کرنا کہ ہم تب ہی ایمان لائیں گے کہ جب مسیح کو اپنی آنکھوں سے آسمان سے اترتا ہوا مشاہدہ کریں گے ایک خطرناک ضد ہے۔ اور یہ قول ان لوگوں کے قول سے ملتا جلتا ہے جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وہ حتی نری اللّٰہ جھرۃً کہتے رہے اور ایمان لانے سے بے نصیب رہے (ازالہ ص ۲۰۰) پھر ص ۱۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "مجھے اس بات کے ماننے اور قبول کرنے سے معذور فرمایئے کہ وہی مسیح ابن مریم جو فوت ہو چکا ہے اپنے خاکی جسم کے ساتھ پھر آسمان سے اترے گا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح اول[1] کا جو قول پیش کیا گیا ہے اس میں محض لوگوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ دیکھئے "ہر جگہ استعارات وغیرہ نہیں لینے چاہئیں"۔ ہر جگہ سے مراد آپ نے عبادات اور تمدن اور معاشرت کے مسائل کو لیا ہے (ضمیمہ ازالہ اوہام) اور پیشگوئیوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ "مگر جو کچھ پیشگوئیوں میں مذکور ہے اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام کے مکاشفات اور رویا صالحہ میں نظر آتا ہے وہ عالم مثال میں ہوا کرتا ہے...... پس ایسے موقعہ پر علوم ضروریہ یقینیہ الہامات صادقہ ومشاہدات و حقائق نفس الامریہ اور قواعد شرعیہ ان نصوص کو لامحالہ ظاہر سے اور معنوں کی طرف لے جائیں گے"۔ اور مسئلہ متنازعہ فیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ "یاد رکھو کہ مجھ بہچیرز

[1] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ مولوی نور الدین صاحب کا فقرہ (ہر جگہ) آپکو کوئی تاویل کرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ الاعتبار لعموم اللفظ لا لخصوص المورد۔ چونکہ اسباب حقہ اور موجبات قویہ حقیقت کے مراد ہونے کو چاہتے ہیں اس لیے حقیقت مراد ہوگی اور مجاز مراد نہیں لی جا سکتی۔ ۱۲ مرتب

کو آگاہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا قصہ بدوں کسی قسم کی تاویل اور کسی قسم کے استعارہ و مجاز کے کسی قوم نے تسلیم نہیں فرمایا۔ یہ میری بات سرسری نہ سمجھو۔ نمونہ کے طور پر دیکھ لو کہ ہمارے اکثر مفسرین حضرت مسیح کے قصہ میں انـــــی متوفیک ورافعک میں کیا کچھ ہیر پھیر نہیں کرتے۔" اب معاملہ صاف ہے پس حضرت خلیفۃ المسیح اول کا قول ہماری تائید میں ہے نہ کہ تردید میں۔ اور یہ آپ نے خلاف شرط کیا ہے۔ ہم نے ا؎ دوسرے ائمہ کے حوالہ جات موت مسیح کے متعلق مثلاً یہ کہ حضرت امام مالک کا مذہب ہے کہ مسیح وفات پا گئے ہیں اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہ اپنے سکوت سے ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی وفات کے قائل ہیں۔ پیش نہیں کئے لیکن آپ نے خلاف شرائط بہت سی باتیں پیش کی ہیں۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ خلفاء مسیح موعود کی نیک بتائی ہوئی بات یا ان کے عقائد کے خلاف ہمارے عقائد ہیں۔ یا ان کی واجب الاتباع بات ہم ماننے کے

ا؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک کا کسی طرح سے ذکر کرنا دو شرطین مذکورین سے تجاوز ہے اور پھر ان ائمہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر قادیانی مناظر کو مفید بھی نہیں بلکہ مضر کیونکہ امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ و خروج الدجال و یاجوج و ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السمآء و سائر علامات یوم القیمۃ علی ماوردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کائن (فقہ اکبر) اور یہی مذہب ہے کل ائمہ شافعیہ کا یعنی سب اسی عیسیٰ ابن مریم بعینہٖ نہ بمثیلہ کے نزول پر متفق ہیں چنانچہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔ اور ائمہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ شیخ الاسلام احمد نفراوی المالکی نے فواکہ دوانی میں تصریح کردی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اشراط ساعت سے ہے۔ ۱۲ مرتب

لیے تیار نہیں ہرگز نہیں۔

۱ پھر جناب والا کو معلوم رہے کہ وفات مسیح ماننے سے عیسائیت کو تقویت نہیں پہنچتی بلکہ اس کی بیخ کنی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح تھوڑی سی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا۔ اور آپ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مسیح آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اور تفسیروں میں ایسے کئی اقوال موجود ہیں کہ چند گھنٹے مسیح نے وفات پائی اور پھر وہ آسمان پر اٹھایا گیا۔

۲ سنیے جناب! اس عقیدہ کو ماننے سے حضرت مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ماننا پڑتا ہے۔ اور عیسائیوں کی تائید ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جتنی

---

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حیات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے نامناسب اور ناظرین کو غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کیونکہ قادیانی مناظر نے یہاں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا۔ تو اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک موت اور معبودیت میں منافات نہیں۔ ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات تسلیم کی جائے تو عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کے یہ وجوہات بروئے قرآن کریم و حدیث نہیں بلکہ خیالی اور وہمی ڈھکوسلے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بروئے قرآن کریم اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر ہونا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ قرآن کریم اور حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

کسی کو پیاری اور محبوب چیز ہو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ مگر تکلیفوں کے وقت مسیح

(بقیہ)یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً و انزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم (الآیۃ (بقرہ پ۱) اس آیت میں خداوند کریم نے انسان کو عبادت کا امر فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر ربکم اپنی صفت بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ میری صفت ربوبیت یعنی کمال تک پہنچانا اس وقت کام کرتی ہے۔ جب انسان اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگ جاتا ہے۔ اور پھر اپنی چند صفات بیان کر کے اخیر میں صفت و انزل من السمآء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم کو ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ زمین جو پستی کا مظہر ہے بوجہ پست ہونے کے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بلند سے بلند ہستی ہے رحمت و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے۔ اسی قدر زیادہ عند اللہ مقرب ہوتا ہے اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک لہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک لہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی کی ہے۔ دیکھو سبحان الذی اسری بعبدہ اور فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ میں باوجود مقامات اعزاز ہونے کے خدا تعالیٰ نے عبد کی اضافت اپنی طرف کر کے سمجھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا بلکہ ترقی ہوئی ہے۔

کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آنحضرت کو زمین پر چھوڑا۔ آپ نے پتھر کھائے۔ ایڑیوں سے خون بہا۔ دو دانت شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح خدا تعالیٰ کو

(بقیہ) ورنہ میں اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ اور اسی کمال عبودیت کا نتیجہ ورفعنا لک ذکرک ہے۔ اور اسی کمال عبودیت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین بلکہ افضل الملائکۃ المقربین ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرب الٰہی اور رفعت منزلت میں بدرجہا فوقیت ہے اور اسی کمال عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ ازابتداء پیدائش تا وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا رنگ رہے جو عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر زمینی اسباب منعقد ہوئے اور تمام حیاتی زمین پر بسر کی اور زمین پر ہی فوت ہوئے اور زمین میں ہی مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

ملک افلاک پر قرباں زمیں پر نازنیں صدقے — جہاں کے خوبرو قرباں زمانہ کے حسیں صدقے
زماں قرباں زمیں صدقے مکاں قرباں مکیں صدقے — میرا دل ہی نہیں قرباں میری جاں ہی نہیں صدقے
نیاز و انکساری پر الٰہ العالمیں صدقے — اور حدیث میں ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ ۱۲ مرتب

ایسے ہی ڈھکوسلے ہیں قرآن کریم کا تو یہ ارشاد ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون اور بلحاظ آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیراً (جزو ۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ کاملہ ہیں اس لیے حکمت ایزدی کا یہ اقتضا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء سے سخت ترین مصائب نازل کی جائیں تا کہ صبر کا ظہور بھی بے نظیر رنگ میں ہو ۱۲ مرتب

آپ سے زیادہ محبوب ہے دوسرے اس کو اعلیٰ مقام پر پہنچایا گیا اور اپنے پاس لا بٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر سلایا۔ بتاؤ ان میں سے افضل کون ہوا۔ تیسرے آپ نے مانا کہ مسیح کی پیدائش میں زمینیت کا کوئی دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے ان کا آسمان پر جانا صحیح ہوا۔ مگر بتائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آسمان پر نہ گئے اس لیے ان میں زمین کا دخل ہوا۔ چوتھے وہ دو ہزار برس سے بغیر کھانے پینے کے زندہ اور پھر اسی کو دوبارہ بھیجا جائے گا۔ اور قاعدہ ہے کہ جس کا کام اچھا رہا ہو اس کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ افضل ہیں اور ان میں روحانیت اور قدوسیت زیادہ ہے اس لیے ان کا دوبارہ بھیجا جانا تجویز کیا گیا۔ پانچویں وہ اپنے آسمان پر جانے اور ہزاروں برس زندہ رہنے اور پیدائش میں زمینیت سے پاک ہونے کی وجہ سے تمام بنی آدم سے نرالے ہیں۔ بتاؤ یہ عقائد صلیبی عقائد کی تائید کرتے ہیں یا ہمارے عقائد کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ سچ ہے۔

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند ۲ — مگر مدفون یثرب را نداوند ایں فضیلت را
زبوئے نافہ عرفاں چو محروم ازل بودند — پسندیدند درشان شہ خلق ایں مذلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند — دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

پس وفات ماننے سے صلیبی عقائد پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اس کی حیات ماننے سے اسے پورا خدا مان لینا پڑتا ہے۔

۱؎ اس عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کا خدا کے مکین ہونے کا اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ لامکان ہے۔ ۱۲ مرتب

۲؎ ایسے اشعار اسلامی مناظر کے مقابلہ پر پیش کرنے جن کے شاعر کو وہ مفتری سمجھتا ہے کمال درجہ کی جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

دوسری دلیل: آپ نے اس آیت میں ایک تولیومنن پر زور دیا ہے کہ اس کے معنی سوائے استقبال کے ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ دعویٰ سے فرماتے ہیں کہ ''تمام محاورات قرآن وحدیث اس کی شہادت دیتے ہیں۔'' فی الحال میں آپ کے اس دعویٰ کو توڑنے کے لیے وہ مثالیں پیش کرتا ہوں غور سے پڑھیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان منکم لمن لیبطئن فان اصابتکم مصیبۃ قال قد انعم اللّٰہ علی اذلم اکن معھم شھیداً. ولئن اصابکم فضل من اللّٰہ لیقولن کان لم تکن بینکم و بینہ مودۃ یا لیتنی کنت معھم فافوز فوزاً عظیماً۔ اس کے معنی بھی وہی پیش کرتا ہوں جو مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے کئے۔ ''اور تحقیق بعضے تم میں سے البتہ وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں نکلنے ہیں۔ پس اگر پہنچ

۱؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ وان منکم لمن لیبطئن وغیرہ میں بھی بلحاظ قاعدہ نحوی اتفاقی جو ہم نے پیش کیا ہے۔ استقبال ہی مراد ہے۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید و نون ثقلیہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کبھی خلاف واقع امام مالک کا ذکر کیا جاتا ہے اور یہی حال لنھدینھم سبلنا کا ہے کیونکہ بر تقریر تسلیم استمرار استمرار استقبالی مراد ہوگا اور قادیانی مناظر نے جو قرآن کریم کا اس موقعہ پر یہ فقرہ یعنی ولئن اصابکم فضل من اللّٰہ لیقولن الخ پیش کیا ہے اس سے بھی اس کی جہالت ٹپکتی ہے کیونکہ ایک تو لیقولن پر لام تاکید اور نون ثقیلہ داخل ہے اور دوسرا شرط پر حرف ان داخل ہے جو نیز استقبال کے لیے آتا ہے فان للاستقبال وان دخلت علی الماضی (کافیہ ابن حاجب) کیا فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللّٰہ والرسول کے طریق پر مباحثہ کرنا اسی کا نام ہے ۱۲ مرتب

جاتی ہے تم کو مصیبت۔ کہتا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر میرے جس وقت کہ نہ ہوا میں ساتھ ان کے حاضر۔ اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے کہ گویا نہ تھی درمیان تمھارے اور درمیان اس کے دوستی۔" پھر آیت والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا میں استمرار کے معنی ہیں۔ خالص استقبال کے لیے نہیں۔

اور(۱) خلیفہ اول کا جو قول آپ نے پیش کیا ہے وہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ اس جماعت میں شامل نہیں تھے۔ اور ان معنوں پر مجھے مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں۔

ا۔ کیا(۲) وجہ ہے کہ جب مجاہد اور ابن عباس جیسے بزرگ تابعی اور صحابی نے قبل موتہ سے مراد کتابی کی موت لی ہے وہ صحیح نہیں۔ وجہ بیان کریں۔ اور لکھا ہے

(۱) اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ مولوی نور الدین وہ شخص ہے جس کی مرزا صاحب نے جو آپ کے پیغمبر ہیں توثیق کی ہے۔ اور توثیق کے بعد بھی مولوی نور الدین صاحب نے اس معنی میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ ۱۲ مرتب

(۲) اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ مجاہد تابعی ہے جیسا کہ قادیانی مناظر نے لکھا ہے اور قرآن کریم کی تفسیر میں تابعی کا قول پیش کرنا شرط نمبر ۲ سے تجاوز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق قادیانی جماعت کا حال مانند افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض ہے ورنہ ہم اور قادیانی جماعت مانحن فیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر فیصلہ کریں۔ عن ابن عباس وان اللہ رفعه بجسده و انه حی ن الآن وسیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکاً ثم یموت کمایموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ا ص ۲۶) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری اٹھالیا ہے اور وہ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے پھر بادشاہ ہوں گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اور لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب

کہ کوئی یہودی نہیں مرتا مگر وہ حضرت عیسیٰ پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان لاتا ہے اس روایت سے تفسیریں بھری پڑی ہیں۔ اور ایسے ایمان کے لیے مسیح کی زندگی کی ضرورت نہیں۔

۲۔ قبل ان موتھم کی قرأت آپ کے معنوں کی تردید کرتی ہے۔ آپ کہتے ہیں شاذہ قرأت قراء کی ہے۔ معلوم ہے یہ کس شخص نے روایت کی ہے۔ یہ ابی کی روایت جو عالم بالقرآن تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے قرآن سنا کرتے تھے۔ بہر حال قرأت شاذہ لغو اور متروک نہیں ہو سکتی۔ وہ قرأت مشہورہ کی تفسیر ہوا کرتی ہے۔

۳۔ یہ[۲] معنی کہ سب اہل کتاب ایمان لے آئیں گے آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة اور آیت واغرینا بینھم

---

[۱] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ مضمون درج کیا ہے اور موتہ قراءۃ متواترہ ہے۔ جس کا قراءۃ شاذہ مقابلہ نہیں کر سکتی اور قادیانی مناظر کی علمی لیاقت پر افسوس ہے کہ جن باتوں کا مکمل طور پر جواب پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے اس سے چشم پوشی کر کے پھر بھی طوطے کی طرح سیکھی ہوئی بات پیش کی جاتی ہے۔ ۱۲ مرتب

[۲] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ وجاعل الذین الخ میں الی یوم القیامة جاعل الذین کے متعلق نہیں بلکہ بروئے قواعد عربیت ہر چہار واقعات مسیحیہ کے متعلق ہے۔ اور اگر اسی کے متعلق ہو تو نیز مضر نہیں۔ کیونکہ فوقیت اور غلبہ کا کمال اسی صورت میں ہے کہ کفر معدوم ہو جائے جیسا کہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اس آیت کا مرزا صاحب یوں بیان کرتے ہیں یعنی خدا وہ خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول کو کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔

العدواۃ والبغضاء کے خلاف ہیں کیونکہ اس میں فرمایا ہے کہ مسیح کے متبعین اور منکرین دونوں قیامت تک رہیں گے۔

۴۔ سیاق اسباق کے خلاف ہے کیونکہ پہلے اس کے فرمایا فلا یومنون الا قلیلاً۔ کہ یہودی ایسے شریر ہیں کہ ان میں سے تھوڑے ہی ایمان لائیں گے۔ اور پھر کہہ دیا کہ سب ہی ایمان لے آئیں گے۔

۵۔ یہ معنی عبارۃ النص کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ یہاں یہودیوں کی شرارتوں کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اور یہ ان کی شرارتیں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس کے آگے بھی ان کی شرارتوں کا بیان ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے شرارت بیان کر کے پھر اس کی تعریف کر کے پھر کہہ دیا کہ یہ بڑا بدمعاش ہے۔ بتاؤ یہ طریق کلام شریفوں کا ہوا کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ بھی ان کی شرارت ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ یہ اہل کتاب مانتے رہیں گے کہ ہم نے اسے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو ان کا مذہب باطل ہوتا ہے۔ ان میں سے جو نیک تھے ان کا آگے لـــکـــن

(بقیہ) اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا (چشمہ معرفت ص ۸۳،۸۲) پس آیت اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء سے مراد طول زمان ہے ورنہ یہ آیت اور آیت ھو الذی ارسل رسولہ الخ متعارض ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں جو آیت وقولھم انا قتلنا المسیح الخ اور آیت و ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کے درمیان ارتباط بیان کیا ہے۔ اس مضمون ارتباط میں غور کرنے سے یہ اعتراضات وارد نہیں ہوتے۔ تو پھر قادیانی مناظر کا ان اعتراضات کو درج کرنا کمی علم کا نتیجہ ہے۔ ۱۲ مرتب

الراسخون میں لکن کے لفظ علیحدہ بیان کیا ہے۔

۶۔ اور اگر خدانخواستہ اہل کتاب نے سمجھوتہ کرلیا کہ ہم نہیں مانتے تو خدا تعالیٰ کو بھی مشکل پڑ جائے گی۔ کیونکہ اگر وہ مارتا ہے تو اس آیت کے خلاف ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح کا مرنا اور اہل کتاب کا مرنا ان کے ایمان لانے پر موقوف ہے۔

اور۲ جو استشہاد ابو ہریرہ کا پیش کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ ان کا دوسرا استشہاد کہ ما من مولود یولد الا نخسه الشیطان وقت ولادته الا مریم و ابنها عیسیٰ پر آیت فافرأ وا ان شئتم انی اعیذ ها بک و ذریتها من الشیطان الرجیم ۔صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں مس شیطان کا وقت ولادت کا ذکر ہے۔ اور حضرت مریم کی والدہ نے جو دعا کی تھی تو وہ ان کی پیدائش کے بعد کی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ کے مس شیطان سے محفوظ رہنے کا باعث مندرجہ بالا دعا قرار دینا بالکل غلط ہے اور اصول والوں نے لکھا ہے۔" القسم الثانی من

۱ یہ بھی خداوند کریم کے ساتھ استہزا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک ۱۲ مرتب۔

۲ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے کپڑے کو بچھائے گا پس وہ نہ بھولے گا اس بات کو جو میرے سے سنی ہے۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرماتے رہے پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چسپاں کر لیا اس کے بعد جو حدیث میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے سنی ہے اس کو بھولا نہیں۔ سبحان اللہ ابو ہریرہ پر جو ایسا جلیل القدر صحابی ہے محض اس وجہ سے کہ اس کی روایت قادیانی مناظر کے مخالف ہے اعتراض کیے جاتے ہیں اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد نہیں عجیب لیاقت ہے اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں حقیقت ومجاز کا قانون بیانی بیان کر کے اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان حقیقت ظاہر کر کے ایسی حدیثوں سے مجازات مراد لینے کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں مجازات مراد ہیں یہ محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور دونوں شرطین مذکورین سے تجاوز ہے۔ ۱۲ مرتب

الرواة هم المعروفون بالحفظ والعدالة دون الاجتهاد والفتویٰ کابی هریرة وانس ابن مالک" (ملاحظہ ہو اصول شاشی)

پس ابو ہریرہ کا یہ استشہاد صحیح نہیں۔ اور اسی آیت کے ماتحت نووی میں لکھا ہے کہ اکثر علماء نے موتہ کا مرجع کتابی کو ٹھہرایا ہے اور جو حدیث ہے اس میں مجاز ہی مجاز مراد ہے۔ اول تو اس کا راوی ابو ہریرہ ہے۔ جو حقیقی معنوں میں ابو ہریرہ مراد نہیں ہے۔ اور اسی طرح منکم۔ انتم۔ فیکم۔ اما منکم میں کم کے حقیقی مخاطب صحابہ ہیں اور مجازی طور پر ہم۔ اور اسی طرح ابن مریم بھی حقیقی نہیں۔ بلکہ مجازی مراد ہے۔

اور ۱؎ جو آپ نے براہین احمدیہ سے عبارت پیش کی ہے وہ خلاف شرائط ہے کیونکہ وہ آپ کے دعویٰ سے پہلے کی ہے۔ مگر پھر بھی میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

۱؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا خلاف شرائط نہیں کیونکہ مرزا صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں: معلوم نہیں یہ کتاب کہاں اور کب ختم ہوگی۔ اس کتاب کا ظاہر و باطن متولی خدا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں براہین احمدیہ کی یہ عبارت پیش کر کے یہ لکھا ہے کہ میں نے اس عبارت کو بطور الزام نہیں پیش کیا بلکہ یہ بتلانا ہے کہ جن دنوں مرزا صاحب کو الہام و مجددیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں حالانکہ قرآن دانی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت کے قرآن ہی سے دینے کے ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اگر مسئلہ حیات مسیح اس قسم کا غلط ہوتا کہ اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر میدان مناظرہ میں نہ آتا اور قادیانی مناظر مرزا صاحب کا کوئی قول ہمارے مقابلہ پر پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم بوجہ اس اعتقاد کے کہ مرزا صاحب مفتری ہیں یہی سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو عقیدہ براہین احمدیہ میں ظاہر کیا ہے وہ نیک نیتی سے ہے اور جو دعاوی بعد میں کئے ہیں وہ بوجہ لالچ و طمع نفسانی کے ہیں ۱۲ مرتب

آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔" اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ رہے۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لیے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود علم غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ خود نہ سمجھا دے۔" (کشتی نوح ص ۴۷) پس جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے قابل استناد نہیں مانتے۔ اور اصولی طور پر بھی قابل استناد نہیں۔ کیونکہ استصحاب[1] یعنی الابقاء ما کان علیہ حجت نہیں ہوتا۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ وہ اسے پیش کرے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص[2] فول وجھک شطر المسجد الحرام کے نزول کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کو بطور سند پیش کر کے کہے کہ آپ اس لیے رسول آخر الزماں نہیں ہیں کہ اس کا قبلہ مکہ ہونا تھا۔ اور آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ اسی طرح[3] امام ربانی مجدد الف ثانی کے متعلق روضۃ القیومیہ ص ۸۰ میں لکھا ہے۔

مکتوب نمبر ۲۰۶ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحید وجودی وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے ہیں جب

[1] استصحاب کا ذکر بھی دو شرطیں مذکورین سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

[2] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مسئلہ حیات مسیح ابن مریم اعتقادیات سے ہے اور تحویل قبلہ عملیات سے۔ اور نیز تحویل قبلہ والا معاملہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہے جس کو سب اہل اسلام نبی برحق اعتقاد کرتے ہیں۔ اور پہلے حیات مسیح ابن مریم کا قول کرنا اور پھر وفات کا قول کرنا۔ مرزا صاحب کے ذریعہ ہے جن کو تمام اہل اسلام مفتری اعتقاد کرتے ہیں ۱۲ مرتب

[3] امام ربانی کا ذکر بھی دو شرطین مذکورین سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

مجھے کام کی اصل حقیقت معلوم ہوئی تو جو کچھ ابتداء اور وسط میں لکھا گیا اس پر شرمندہ اور مستغفر ہوا۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ طے ہو چکا تھا کہ قبل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلاف شرائط اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔ فافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل۔ دستخط کرمداد دوالمیال۔ پریذیڈنٹ

۱۱۹ کتوبر ۱۹۲۴ء　　　　　　　　　　　　　　　　پرچہ نمبر ۳

ازمولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

وقت تحریر پرچہ ایک گھنٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رب اشرح لی صدری و یسرلی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔

ا۔ آپ نے لکھا ہے۔''وہ ابھی داخل نہیں اموات میں ہے یہی مضمون تمیں آیات میں'' آپ تمیں ا آیات ہی نقل کر دیں جن میں یہ لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہیں مردوں میں شامل نہیں۔ اگر آیات نہیں لکھ سکتے تو صرف سیپارہ سورۃ رکوع وغیرہ ہی لکھ دیں۔

۲۔ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر پیش نہیں کی۔ مگر بعد میں پھر خود ہی میرے دلائل پیش کردہ کی تردید بھی کرتے

ا۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام قرآن کریم سے وفات ابن مریم ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن کریم سے حیات مسیح ابن مریم ثابت ہے۔ اور کوئی قرآنی آیت حیات کے خلاف نہیں ۱۲ مرتب

۲۔ اگر قادیانی مناظر اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۲ کا مطلب سمجھتا تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ کیونکہ اسلامی مناظر کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق دلائل وفات مسیح ابن مریم پیش کیے ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو بلحاظ الفاظ وقواعد عربیت وفات ابن مریم کو ثابت کرے جیسا کہ تردید سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں۔ تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر پیش نہیں کی کیونکہ صحیح ہوسکتا ہے۔

۳۔ا آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفیتنی سے مراد انمتنی ہے۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح کی صرف دو حالتیں ہیں۔ اور دونوں کے درمیان حد فاصل توفی ہے اس سے ثابت ہوا کہ پہلی حالت میں کبھی توفی نہیں پائی گئی۔ اور پہلی حالت کا اختتام توفی سے ہوا۔ جس کے معنی حسب تفسیر آپ کے یہ ہوئے کہ مادمت کے زمانہ میں کبھی نہیں سوئے۔ اور یہ قرآن مجید کے الفاظ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ کا ترجمہ ہے جو مادمت کی حالت میں ان میں الوہیت کو ثابت کرتا ہے دوسرے توفی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک نیند اور دوسری موت۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ نیند کی توفی ایسی ہے جو بار بار آتی ہے۔ اور موت کے وقت جو توفی ہوتی ہے وہ ایسی ہے جو ایک ہی دفعہ ہوتی ہے۔ اور یہ آیت بتاتی ہے کہ یہ توفی ایسی ہے جو ایک ہی بار ہوئی۔ کیونکہ یہ دو حالتوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور دونوں حالتوں کو علیحدہ علیحدہ کرتی ہے۔ اس لیے وہ موت ہی ہے نہ کوئی اور۔

۴۔۲ آپ لکھتے ہیں کہ تثلیث زیر بحث نہیں ہے۔ اس کے لیے علم ہونا یا نہ

ا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی تردید کی طرف یوں اشارہ کیا ہے کہ مطابق آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا توفیتنی سے معنی انمتنی مراد لینے صحیح ہیں۔ اور قادیانی مناظر حد فاصل کہہ کر محض عوام کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتا ورنہ معاملہ صاف ہے کیونکہ جب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے کہ توفیتنی پیشگوئی انی متوفیک ورافعک الی کے وقوع کا بیان ہے تو نیند مع الرفع مراد گی جو حد فاصل بھی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ اس مضمون کی تردید ہو چکی ہے لیکن اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں بھی قادیانی مناظر کو یوں ہدایت کی ہے کہ آیت التخاطب تمام اس طرح ہے۔ و اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من

ہونا دونوں برابر ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسیح نے جواب میں یہ بات کہی ہے یا نہیں۔ اگر بغرض تسلیم مان بھی لیا جائے کہ وہ اس سوال سے باہر تھی۔ مگر مسیح نے جو جواب میں اس کا ذکر کیا۔ تو ان کا کہنا یہ جھوٹ تھا یا سچ۔ اگر جھوٹ تھا تو (نعوذ باللہ) نبی جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ اگر سچ تھا تو ان کی وفات ثابت ہے۔ کیونکہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

۵۔ توفیتنی کے معنی نیند کرنا بالکل اغلط ہیں۔ کیونکہ نیند کے معنی توفی کے اس وقت ہوتے ہیں جب کوئی قرینہ منا یا لیل وغیرہ ہو۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہے اور پھر

(بقیہ) دون اللہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحقٍ ان کنت قلتہ وقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب۔ ماقلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم و کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم و انت علی کل شئی شھیدا۔ ان تعذبھم فانھم عبادک و ان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم۔ (مائدہ) اور آیت کے الفاظ میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث قول ہے نہ علم۔ دیکھو انت قلت للناس اور دیکھو مایکون لی ان اقول اور دیکھو ان کنت قلتہ اور دیکھو ما قلت لھم الا ما امرتنی یہ امر نہایت روشن ہے کہ سوال قول سے ہے۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ قول کے متعلق جواب دینا ضروری تھا نہ علم کے متعلق اور علم کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اور اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے علم کی نفی کی ہے۔ ۱۲ امرتب

قادیانی مناظر کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ توفی نیند کے معنی میں مجاز ہے بوجہ ضرورت قرینہ کے اور اماتت کے معنی میں حقیقت ہے بوجہ عدم ضرورت قرینہ کے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا بالکل باطل ہے کیونکہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت و یرسل الاخری الی اجلٍ مسمی سے ثابت ہے کہ توفی کا حقیقی معنی اور موضوع لہ مطلق قبض ہے۔ نہ اماتت کیونکہ اگر توفی کا موضوع لہ اماتت ہوتو

سوال یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ اور توفی باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی انسان ہو تو اس کے معنی سوائے اماتت کے کوئی نہیں ہوں گے۔ اگر ہوتے ہیں تو کوئی مثال پیش کرو۔ اور ہم پہلے پرچے میں اپنے معنوں کی تائید میں آیات اور لغت کے حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ توفنی مسلماً اور توفنا مع الابرار اور اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک وغیرہ۔

۶۔ آپ لکھتے ہیں اگر توفیتنی سے مراد امتنی لی جائے نہیں معلوم کہ جناب

(بقیہ) پھر حین موتھا لغو ٹھہرے گا اور والتی لم تمت اس لحاظ سے کہ یہ الانفس پر معطوف ہے۔ اجتماع ضدین یعنی موت اور عدم موت لازم آئے گا وھو باطل۔ پس ثابت ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی مطلق قبض ہے اور نیند اور موت اس کے انواع ہیں۔ نہ بالخصوص موت موضوع لہ ہے اور نہ ہی نیند اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ توفی باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول انسان یا روح ہو تو اس جگہ معنی قبض روح یا اماتت کے ہوتے ہیں۔ اس امر کا اعتراف ہے کہ توفی کے حقیقی معنی اماتت کے نہیں ورنہ ان قیود کی کیا ضرورت تھی۔ اس بات پر بڑی حیرانگی و تعجب آتا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے اس امر پر بڑا زور و جوش ظاہر کیا ہے اور کرتے ہیں کہ توفی باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح ہو تو اس جگہ قبض روح کے معنی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس زور و جوش ظاہر کرنے سے مرزائیت کو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر متوفیک بمعنی ممیتک تسلیم کیا جائے تو پھر بھی بروئے قواعد عربیت یہ آیت توفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر قطعی دلیل ہے اور اگر توفیتنی بمعنی امتنی مانا جائے تو پھر بھی بروئے الفاظ جیسا کہ یہ آیت تخاطب حیات ابن مریم پر دلیل نہیں ایسا ہی یہ آیت تخاصب ابن مریم کی وفات پر دلیل نہیں اور آیت توفی اور آیت تخاطب کے متعلق مفصل تقریر بیان ہو چکی ہے۔ پھر مرزائیوں کو اس زور و جوش سے کیا فائدہ ہوا۔ ۱۲ مرتب

۱؎ قادیانی مناظر نے ہر دو دن کی تقریروں میں تلفظ عموماً بکثرت غلط کیا اور خصوصاً قرآن مجید کو ایسا غلط پڑھا کہ حفاظ بے اختیار بول اٹھے کہ اے قادیانی صاحب للہ قرآن مجید کو تو صحیح پڑھو۔

مفتی صاحب نے امیتنی کیسے لکھ دیا۔ ہم تو آپ کی شان سے بالکل بعید سمجھتے ہیں۔ غالباً انھوں نے امیت کو سقیت کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کسی سے سنا ہوگا کہ سقیت واحد مخاطب مذکر ماضی کا صیغہ ہے۔ انھوں نے اماتۃ سے بھی اسی وزن اماتۃ بروزن سقایۃ پاکر واحد مخاطب ماضی کا صیغہ امیت بنالیا۔ مگر جناب کو معلوم ہو کہ امامت میں ہمزہ زائدہ ہے اور سقایہ میں سین اصلی ہے۔ اس لیے یہ لفظ امیتنی نہیں بلکہ امتنی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مفتی صاحب نے غلطی سے لکھ دیا ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے تقریر میں بھی یہی بیان کیا تھا۔

(بقیہ) مگر وہ بیچارہ کیا کرے کہ صحیح پڑھنا تو اس کی طاقت سے باہر تھا۔ باوجود ایسے تلفظات کثیرہ کے مفتی صاحب اسلامی مناظر نے بلحاظ حدیث لکل امرا مانوی کوئی مواخذہ لفظی نہ کیا۔ اور اصل موضوع پر بلحاظ معانی مناظرہ کرتے رہے۔ لیکن قادیانی مناظر کو موضوع مناظرہ کے متعلق جب ناکامی ہوئی تو اس نے یہ مسئلہ امتنی وامیتنی کا چھیڑ دیا۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے دلائل وفات ابن مریم میں ایک دلیل فلما توفیتنی الخ بھی پیش کی جس کے جواب میں اسلامی مناظر نے کہا کہ اگر توفیتنی بمعنی انمتنی ہو تو اس کی یہ تردید ہے اور اگر توفیتنی بمعنی امیتنی ہو تو اس کی یہ تردید ہے۔ جس سے اسلامی مناظر کا یہ مطلب تھا کہ اگر توفی بمعنی نیند ہو تو یہ جواب ہے اور اگر بمعنی موت ہو تو یہ جواب ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ مواخذہ کرنا اس لحاظ سے کہ یہ مواخذہ لفظی موضوع مناظرہ سے چسپاں ہیں لیس من داب المحصلین والمناظرین بل من داب المجادلین والمکابرین۔ اور نیز یہ تلفظ ایسا نہیں جس کی لغت عرب میں صحت کی کوئی صورت نہ ہو۔ کیونکہ یہ صیغہ واحد مذکر مخاطب اصل میں امتتنی ہے۔ جس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہیں۔ اب اگر تاء کو تاء میں ادغام کیا جائے تو امتی پڑھا جائے گا اور اگر تاء کو یاء کے ساتھ بدل دیا جائے تو امیتنی پڑھا جائے گا۔ اور دو حرف ایک جنس میں سے ایک حرف کا یاء کے ساتھ بدل دینا تخفیف کے لیے لغت عرب میں بکثرت آیا ہے۔ فصول اکبری میں ہے۔ "و یا بدل مے آید از یکے از دو حرف یا سہ حرف تضعیف چوں دینار اصلہ دنّار و املیت اصلہ امللت و قصیت اصلہ قصصت انتہی۔"

۷۔ پھر آپ نے اذ قال کے معنی استقبال کے کرنے کے لیے مثال میں اذ الاغلال کو پیش کیا ہے۔ جناب مفتی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ اغلال فعل نہیں بلکہ اسم ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو کسی مولوی سے پوچھ لیجئے کہ آیا الاغلال اسم

(بقیہ) اور شافیہ میں ہے والیاء بدل من احد حرفی المضاعف نحو املیت و قصیت ۔ انتہی ۔ قادیانی مناظر نے یہ مجادلہ کے رنگ میں نہایت کمزوری دکھائی ہے۔ شجاعت تو یہ تھی کہ جیسا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے قرآن کریم کے فقرہ بل رفعه الله الیه کے ساتھ بروئے بل ابطالیہ و قصر قلب دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح ابن مریم ایسا ثابت کر دیا ہے جس کے جواب دینے سے قادیانی مناظر ہی نہیں بلکہ کل کی کل قادیانی جماعت عاجز ہو گئی ہے ویسا ہی قادیانی مناظر بھی ایک فقرہ قرآن کریم کا ایسا پیش کرتا جس کے ساتھ دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ایسا ثابت کرتا جس کے جواب سے کم از کم اسلامی مناظر ہی عاجز ہو جاتا اور تمام حاضرین پر روشن ہے کہ قادیانی مناظر کے طول و طویل خیالی و وہمی ڈھکوسلوں کو اسلامی مناظر نے دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر مختصر فقروں کے ساتھ رد کر دیا ہے۔ واقعی اسلامی مناظر مناظرہ کرتا رہا اور قادیانی مناظر مدعی مناظرہ ہو کر حقیقت میں مجادلہ یا مکابرہ کرتا رہا۔ ۱۲ مرتب

ا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کا عقل کہاں گیا۔ کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح لکھا ہے۔

اور اذ استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف یعلمون اذ الاغلال فی اعناقهم ۔ اس میری عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اذ الاغلال مثال کے اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے لیے۔ اور ماضی کا معنی استقبال آنے کے لیے میں نے اپنے اسی پرچہ نمبر ۲ میں نفخ وغیرہ کے ساتھ مثال دی ہے۔ پس قادیانی مناظر کا اذ الاغلال میں ماضی کا ذکر کرنا نرالی جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

ہے یا فعل۔ اور نیز اس بات کی ضرورت کیا تھی۔ ہم نے خود استقبال کے معنی کیے تھے۔ آپ ہماری دلیل کو بغور پڑھیں کہ انھوں نے قیامت کے دن اپنی بریت کرتے ہوئے اپنی قوم کا بگڑنا اپنی موت کے بعد قرار دیا ہے۔ اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا ہے۔

پھر ۲؎ جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کل مشابہت

۱؎ جناب من اسلامی مناظر کا یہ مذاق نہیں کہ الزام پر اکتفاء کرے۔ بلکہ اس کا مذاق تحقیق ہے سبحان اللہ صداقت کا آفتاب اپنے انوار و تجلیات ظاہر کرنے سے کبھی نہیں رک سکتا دیکھو کہ قادیانی مناظر نے خود ہی تسلیم کرلیا ہے کہ یہ واقعہ اانت قلت للناس اتخذونی الخ قیامت کو ہوگا جس سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آج وفات ثابت نہیں ہوتی۔ مولوی گل احمد صاحب ساکن پنڈ دادنخان نے بعد اختتام مناظرہ فرمایا۔

شمس تیری چمک دیکھی اجالے میں اندھیرا ہے — منور کس طرح ہوگا جسے گردش نے گھیرا ہے
لڑائی باز کی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے — کوئی بٹیر جا ڈھونڈھو کہ تو بھی اک بٹیرا ہے
غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل — غلام مرتضٰی سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے

۱۲ مرتب

۲؎ یہ خیالی اور وہمی باتیں پھر پھر پیش کی جاتی ہیں حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کا جواب دے دیا ہے۔ اور پھر بلا ضرورت اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ تشبیہ میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس توضیح یہ ہے کہ التشبیہ ان یدل علی مشارکۃ امر لاخر فی معنی (مطول ص ۲۸۶)

ضروری نہیں ہوتی۔ صحیح مگر کیا آپ یہاں صرف لہجہ میں مشارکت مانتے ہیں کہ میں مسیح کے لہجہ میں کہوں گا۔ نہیں بلکہ آپ تو مسیح کی امت کے واقعات کو اپنی امت کے واقعات پر قیاس کر کے اپنا وہی جواب دیتے ہیں جو مسیح کا ہے اگر حدیث میں ان واقعات کی تشریح نہ ہوتی تو آپ یہ بات کہہ بھی سکتے تھے مگر اب تو حدیث میں جن واقعات میں مشارکت تھی تشریح کر دی گئی ہے۔

۹۔ اقد خلت کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ خلو کے معنی نقل مکانی کے ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آیت میں مکان کا تو ذکر نہیں۔ اس لیے نقل

(بقیہ) یعنی تشبیہ سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں مثلاً زید کالاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کسی وصف میں شریک ہوں۔ جیسی شجاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں شریک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کالاسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوائے ماہیت کے تمام عوارض شیر میں اس کا شریک ہو۔ وھو کما تری۔ پس فاقول کما قال العبد الصالح الخ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشبہ ہے اور قول عیسیٰ علیہ السلام مشبہ بہ ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول عیسیٰ علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں مانحن فیہ میں تو ضرورت سے زیادہ ان الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی شراکت ہے۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیتنی سے مراد امتنی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں شراکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الارسال مراد لی جائے گی اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیتنی سے امتنی مراد ہو تو پھر ایک اور زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب

ا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل قد خلت الخ کا جواب دیا ہے لیکن چونکہ قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں اس لیے اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ آیت سنۃ اللہ التی قد خلت۔

زمانی ہی خلو سے مراد ہو سکتی ہے۔ اور اس سے مراد یہی ہے کہ زندگی کا زمانہ گزار کر وفات پا گئے۔ نیز ہم نے لغت کے حوالہ جات سے ثابت کیا تھا کہ خلو کے معنی مرنے کے ہیں۔ اب میں ایک شعر بھی پیش کرتا ہوں جو یہ ہے۔

اذا سید منا خلا قام سید قول لما قال الکرام فعول

تمام شراح نے یہاں خلا کے معنی مات کے کئے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی آیات (۱) تلک امۃ قدخلت لھا ما کسبت اور آیت و ان من قریۃ الا خلا فیھا نذیر اور آیت قدخلت من قبلھا امم وغیرہ سب میں خلو سے

(بقیہ) کا قادیانی مناظر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اگر ہم قادیانی مناظر کو خوش کرنے کے لیے یہ تسلیم کر لیں کہ قدخلت من قبلہ الرسل میں خلت بمعنی مات ہے تو پھر بھی یہ دلیل وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں اس وجہ سے کہ قدخلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ یا الرسل کی لغت نحوی ہوگی۔ یا الرسل سے حال ہوگا۔ اور یہ دونوں شقیں باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نحویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نحوی منعوت نحوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی۔ اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحو حال کی تقدیم اس وقت ہونی چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور مانحن فی میں الرسل معرفہ ہے۔ پس معین ہوا کہ من قبلہ خلت کے متعلق ظرف لغو ہے۔ اور قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قدخلت من قبلہ الرسل کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے یعنی ما محمد الا رسول سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور فقرے قدخلت من قبلہ الرسل سے بوقت استغراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذالک رسول نہیں۔ وھل ھذا الا تناقض فی القرآن وھو بدیھی البطلان۔ پس ثابت ہوا کہ من قبلہ اس بات کا قرینہ قطعیہ ہے۔ کہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں بلکہ جنس کے لیے ہے جو لابشرط شے کے مرتبہ میں ملحوظ ہوتی ہے نہ بشرط لا کے مرتبہ میں۔ ۱۲ مرتب

مراد موت ہے۔ اور جو آیت و اذا خلوا الی شیاطینھم ہے اس میں صاف قرینہ نقل مکانی کا موجود ہے۔

۱۰۔ اے جناب نے لکھا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سالبہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہوسکتی ہے۔ مفتی صاحب اصطلاح تو لکھنا جانتے ہیں۔ مگر حقیقت سے واقف نہیں۔ مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ صحابہ تو صحابہ دنیا میں کوئی انبیاء کو ماننے والا اس بات کا قائل نہیں کہ کوئی نبی نہیں مرا۔ جو سالبہ کلیہ ہے بلکہ ان کو تو عیسائیوں کے قصہ کی وجہ سے یہ خیال ہوسکتا تھا کہ بعض نبی فوت نہیں ہوئے جو سالبہ جزئیہ ہے اور جس کی تردید موجبہ کلیہ سے ہونی چاہیے اور موجبہ کلیہ یہ ہے کہ

۱؎ افسوس کہ قادیانی مناظر نے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر۲ کی عبارت کو نہیں سمجھا یا عمداً یہ خیالی باتیں کی ہیں۔ کیونکہ اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر۲ کا یہ مطلب ہے کہ جنگ احد میں جب یہ غلط خبر اڑ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سالبہ کلیہ کا مصداق ہے اور ارتداد کا راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراقی نہیں بلکہ جنسی۔ اور جنس لابشرط شے کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔ نہ بشرط لا کے مرتبہ میں اور قد خلت من قبله الرسل قضیہ موجبہ مہملہ ہے جو قوۃ موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بصیغہ جمع بالف ولام موجود ہے اور یہاں استغراق افراد قطعاً باطل ہے کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے آئین پر کئی رسول بھیجے۔ نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے رسول نہیں لیا بلکہ کئی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور کئی آپ کے بعد۔ ۱۲ مرتب

قد خلت من قبلہ الرسل کہ سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پھر مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ موجبہ جزئیہ سے تردید ہونی چاہیے کیوں کیا موجبہ کلیہ سے تردید نہیں ہو سکتی۔ کل رسولوں کے فوت شدہ ہونے سے بعض رسولوں کا فوت شدہ ہونا بھی لازم آتا ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب نے یہ عدم علم کی وجہ سے لکھا ہے یا جان بوجھ کر۔ جان بوجھ کر تو میں کہہ نہیں سکتا۔

۱۱۔ آپ کا یہ لکھنا کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات پر تھی تو اس پر سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے تھے کہ آپ کو فوت نہیں ہونا چاہیے کیا وہ سمجھتے تھے کہ بعض زندہ ہیں یا سب؟ ظاہر ہے کہ وہ بعض کو زندہ مانتے تھے۔ پس انہیں کی تردید مقصود تھی۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی بھی زندہ نہیں تو انھوں نے مان لیا۔ اس لیے زیادہ تر نظر قد خلت من قبلہ الرسل پر ہی تھی۔

۱۲۔ آپ فرماتے ہیں والذین یدعون من دون اللہ الایۃ قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو گئے مگر جناب مفتی صاحب! آپ کو

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی تردید کی ہے اور اس نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں قادیانی مناظر کو ہدایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس لحاظ سے کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق اضطراب تھا اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے افان مکن او قتل کہہ کر ان کا اضطراب رفع کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس موقعہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ایھا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد رب محمد فان اللہ حی لا یموت (مواہب لدنیہ) ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل یعنی والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان یبعثون (نحل)

معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں ان معبودان باطلہ کا ذکر ہے جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور وہ عالم خلق سے ہیں نہ عالم امر سے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ پہلے روح القدس کے متعلق یہ تینوں صفات ثابت کر دیں پھر اعتراض کریں۔ ابباقی رہا یہ کہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے اس سے ان کا مرے ہوئے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی خوش

(بقیہ) کا جواب دیا ہے۔ اور پھر اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی قادیانی مناظر کی من گھڑت باتوں کا جواب دیا ہے کہ روح القدس جو تثلیث کا اقنوم ثالث ہے۔ ان معبودات باطلہ میں داخل ہے جن کا اس آیت میں بیان ہے کیونکہ والذین یدعون من دون اللّٰہ اور لا یخلقون شیئا اور وھم یخلقون یہ تمام صفات روح القدس میں پائی جاتی ہیں۔ اور اسم موصول میں عموم ہے۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ وہ عالم خلق سے ہے نہ عالم امر سے عجیب بات ہے کیونکہ جو چیز امر اللہ سے پیدا ہو گیا وہ عالم خلق اور مخلوق اللہ سے نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوند کریم نے معبودات باطلہ کی معبودیت کو کئی رنگوں میں باطل کیا ہے۔ اول اس طرح کہ لا یخلقون شیئا یعنی وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور معبود خالق ہوتا ہے۔ دوم اس طرح کہ وھم یخلقون یعنی وہ پیدا کیے جاتے ہیں اور معبود مخلوق نہیں ہوتا۔ سوم یہ کہ ان پر فی وقت من الاوقات موت آنے والی اور معبود پر موت کا آنا ناممکن ہے۔ چہارم یہ کہ ان کو علم نہیں کہ کب زندہ کیے جائیں گے اور معبود عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں یوں ہدایت کی ہے کہ چونکہ اس آیت میں معبودات باطلہ کی معبودیت باطل کرنا مقصود ہے اس لیے تاکیداً اموات غیر احیاء فرمایا۔ اور اگر یہ قضیہ مطلقہ عامہ نہ ہو تو اگر کوئی شخص یا کوئی قوم اس وقت کسی زندہ شخص کو معبود قرار دے۔ تو اس کو اس آیت کی رو سے جیتے جی کس طرح مردہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ پس آیت اپنے مطلب میں غیر کافی رہے گی جس سے قرآن کریم پاک ہے۔

نہی ہے۔ کیونکہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے بھی مان لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا اور یہاں محل موت مراد لینا بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ غیر احیاء اس کی تردید کر رہا ہے اور اس کے معنی کوئی نہیں بنتے بالکل مہمل کلام ہو جاتی ہے کہ "وہ مرنے والے ہیں زندہ نہیں۔" باقی رہا اس کی تائید میں انک میت پیش کرنا یہ صحیح نہیں ۔ بے شک کسی حافظ سے پوچھ لیں کہ اس میں انک میت غیر حی و انہم میتون غیر احیاءٍ نہیں ہے۔ اور نیز آیت اموات ۔ الذین کی خبر ہے۔ اور اسم ا موصول استغراق کے لیے ہوتا ہے اس لیے کوئی فرد اس سے باہر نہیں۔

۱۳۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ کانا یاکلان الطعام میں تغلیب مریم کی وجہ سے کی گئی ہے حالانکہ یہاں تردید ۲ صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے پہلی آیات پڑھ لیں۔

(بقیہ) اور قادیانی مناظر لکھتا ہے کہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے مان بھی لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا۔ افسوس کہ قادیانی مناظر کو خود تو مطلقہ عامہ کے مفہوم اور مصداق کے درمیان فرق معلوم نہیں اور خلاف تہذیب اسلامی مناظر کے متعلق لکھتا ہے کہ اصطلاح تو لکھ جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت سے واقفیت نہیں۔ ۱۲ مرتب

ا سبحان اللہ قادیانی مناظر کا کیا علم و فضل ہے کہ ایک مقام پر تو اس اسم موصول سے روح القدس کو خارج کر رہے ہیں جو معبودات باطلہ سے ہے اور اس مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اسم موصول والذین یدعون۔ استغراق کے لیے ہے کوئی اس سے فرد باہر نہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ قادیانی مناظر صاحب لکھتے ہیں۔ حالانکہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے۔ پہلی آیات پڑھ لیں۔ قادیانی مناظر کے علم پر رونا آتا ہے۔ دیکھو اس آیت کا سیاق سباق یوں ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثة و ما من الٰہ الا الٰہ واحد"

ل دوسرے تغلیب جب مذکر و مونث اکٹھے ہوں تو مذکر کی طرف سے ہوتی ہے جیسے القمران سورج چاند کے لیے کہا جاتا ہے شمسان نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ شمس عربی زبان میں مونث ہے اور کانت من القانتین تو بالکل آپ کے مدعا کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے تغلیب مونث کی مثال دی ہے۔ اور طعام کے متعلق تو

(بقیہ) و ان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم افلا یتوبون الی اللّٰہ و یستغفرونہ واللّٰہ غفور رحیم. ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یا کلان الطعام انظر کیف نبین لھم الایات ثم انظر انی یوفکون ۔(مائدہ) یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ ان آیات سے مقصود دو امر ہیں۔ اثبات توحید۔ ابطال الوہیت عیسیٰ اور مریم۔ اثبات توحید کے لیے فرمایا ما من الٰہ الا الٰہ واحد۔ اور ابطال الوہیت کے لیے فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یا کلان الطعام یعنی عیسیٰ اور مریم کی احتیاج الی الطعام ان کی الوہیت کو باطل کرتی ہے۔ اس آیت میں حضرت مریم کا ذکر اس لیے ہے کہ عیسائیوں میں سے بعض فرقوں کے نزدیک حضرت مریم بھی الوہیت کے مرتبہ تک پہنچ چکی ہیں جیسا کہ اسی سورۃ کے اخیر میں ہے ءانت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ (مائدہ) اس مضمون بالا سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کانا یاکلان الطعام میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم دونوں کی الوہیت کا ابطال مقصود ہے نہ صرف مسیح کی الوہیت کا۔ پس قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے جہل مرکب کا ثمرہ ہے۔ ۱۲ مرتب

ل اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ سبحان اللہ قادیانی مناظر نے کیا گل کھلایا ہے کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ (کانا یاکلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے) اور میری مراد اس سے یہ ہے کہ کانا صیغہ ماضی کا حضرت مریم کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ اس وقت طعام نہیں کھاتے۔ اور پھر میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں لکھا ہے (تغلیب ہے جیسے کانت من القانتین میں) اور اس سے مراد میری یہ ہے کہ مذکر و مونث اکٹھے ہو گئے۔

سوال یہ ہے کہ ایطعمنی ربی و یسقینی میں طعام مادی مراد ہے یا غیر مادی۔ ظاہر ہے کہ غیر مادی مراد ہے ورنہ وصال کا روزہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اور کانا یا کلان الطعام میں زیر بحث طعام مادی ہے۔ غیر مادی نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مادی کھانے کے متعلق فرماتے ہیں ولا مستغنی عنه ربنا۔ نیز اس کے متعلق ثابت کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو یہ کھانا کھلاتا ہے۔

۱۴۔ اوصانی بالصلوۃ والزکوۃ کے متعلق جو اشکال تھا اس کو پہلے پرچہ میں کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اور ۲ زکوۃ کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں صلوۃ اور زکوۃ اکٹھے آئے ہیں وہاں فریضہ زکوۃ مراد ہے نہ کہ محض پاکیزگی جیسے اقیموا الصلوۃ والزکوۃ۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ میں ان کے لیے

(بقیہ) جس میں تذکیر کو تانیث پر غلبہ دے کر مذکر کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے اور قادیانی مناظر ایسے الجہل المرکب ہیں کہ بات تو ہماری بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔ ۱۲ مرتب

۱ افسوس کہ قادیانی مناظر بے ربط اور بے اصل باتیں کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ طعام من حیث ھو ھو مایطعم بہ کو کہتے ہیں یعنی جو طعم اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ مادی ہو یا غیر مادی ہو جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے لست کاحد کم یطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد ا ص ۲۶۳) دیکھو یطعمنی جس کا اصل ماخذ طعام ہے اور کان یاکلان الطعام میں زیر بحث احتیاج الی الطعام ہے مادی ہو یا غیر مادی کیونکہ مطلق احتیاج الوہیت کو باطل کرتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ میں نے حنانا من لدنا و زکوۃ کو پیش کیا ہے۔ قادیانی مناظر نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ جہاں صلوۃ اور زکوۃ اکٹھے مذکور ہیں وہاں زکوۃ سے مراد صدقہ مفروضہ ہے۔ یہ استدلال استقرائی ہے۔ اور استقرائی ظنی دلیل ہوتی ہے یقینی نہیں ہوتی۔ پس اس سے اتنا تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ بے شک قرآن شریف میں اکثر جگہ ایسا ہی وارد ہے۔

نصاب اوران کا مالدر ہونا ثابت کروں عجیب بات ہے۔ یہ تو اِتب تھا کہ میں ان کو زندہ مانتا ہوتا۔ یہ تو آپ پر لازم آتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ صاحب مال نہیں تھے۔ تو ان کو تکلیف بالمحال کیوں دی تھی۔ اور ۲؎ جعلنی مبارکاً اینما کنت تو صلوۃ اور زکوۃ کو آسمان کے لیے بھی ثابت کر رہا ہے کہ ان کو یہ احکام بجالانے چاہئیں۔

۱۵۔ والسلام علی کی وجہ بیان کریں کیوں ان دو خاص دنوں کا ذکر نہ کیا۔ اگر جعلنی مبارکاً میں وہ دن آچکے ہیں تو کیا یوم اموت وغیرہ نہیں آچکے ان کی وجہ ذکر بیان کرو۔

۱۶۔ ۳؎ آیت ولکم فی الارض مستقر جب الیہ آپ کے نزدیک مقرطبعی پر دلالت کرتی تھی۔ تو مسیح مقرطبعی کو چھوڑ کر آسمان پر کیوں چلا گیا؟ اور فیھــــــا

(بقیہ) مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس جگہ نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر آئے اس جگہ خواہ مخواہ صدقہ مفروضہ ہی مراد لیا جاتا ہے۔ کیونکہ لغت اور عقل اس کی شہادت نہیں دیتے۔ ۱۲ مرتب

۱؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ پہلے میرے مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن کریم یا حدیث سے ثابت کریں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ ابن مریم کا کسی وقت صاحب نصاب ہونا ثابت کریں۔ ۱۲ مرتب

۲؎ یہ وہمی باتیں ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳؎ اس آیت کا کافی جواب گزر چکا ہے۔ اور قادیانی مناظر کے یہ خیالات وتوہمات یفعل ما یشاء اور ان اللہ علی کل شی قدیر کے خلاف ہیں۔ ۱۲ مرتب

تـمـوتـون بتا رہا ہے کہ یہاں میعاد کا ذکر ہے کہ موت تک زمین میں رہنا ہوگا۔

معلوم نہیں آپ اجعل کے جال میں کیوں پھنس گئے۔

۱۷۔ اور آیت برسول یاتی ۲؎ من بعدی اسمہ احمد میں بعد غیبوبت اور موت دونوں کو شامل ہے۔ اب سوال ہے کہ آیا منفرداً یا مجتمعاً اگر مجرد غیبوبت مراد ہے تو لانبی بعدی کو مثال میں پیش کر کے آپ نے ثابت کر دیا کہ آں حضرت کے بعد بھی نبی آسکتا ہے۔ اور نیز محض غیبوبت مراد لینے کے لیے کوئی آیت میں قرینہ بتانا چاہیے۔ اور اگر مجتمعاً تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔

۱۸۔ معمر سے مراد لمبی عمر پانے والا ہے نہ ہمیشہ کی عمر۔ کیونکہ منکس

۱؎ جب اجعل انگوٹھی قادیانی مناظر کو سمجھ نہ آیا تو کہہ دیا کہ آپ اجعل کے جال میں کہاں پھنس گئے۔ ۱۲ مرتب

۲؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ بعدی میں مطلق غیبوبت ہے اور غیبوبت بالموت اور غیبوبت بغیر الموت اس کے انواع ہیں۔ چونکہ لانبی بعدی میں نکرہ حیز نفی میں ہے اس لیے اس کا یہ مطلب ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبوبت بالموت کے وقت کوئی نبی ہوسکتا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبوبت بغیر الموت کے وقت کوئی نبی ہوسکتا ہے کیونکہ نکرہ حیز نفی میں مفید استغراق ہے۔ اس سے تو مرزا صاحب کی نبوت بروزی وغیرہ بھی باطل ہوگئی۔ اور یاتی من بعدی میں بعدی اثبات میں واقع ہے اور اثبات میں غیبوبت کے ایک نوع کا تحقق کافی ہے یعنی غیبوبت بالموت ہو یا غیبوبت اس طرح پر ہو کہ ابن مریم آسمان پر اٹھانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ ۱۲ مرتب

فی الخلق ہونے کے لیے یا ارذل العمر تک پہنچنے کے لیے دوامی زندگی کی شرط نہیں۔

۱۹۔ یہ ابھی آپ نے خوب کہی کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ چونکہ خلاف قرآن ہیں۔ اس لیے میں نہیں مانتا جب تک آپ اسے خلاف قرآن نہ ثابت کریں اس وقت تک آپ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ جبکہ اس حدیث کو بڑے بڑے آئمہ نے لکھا ہے۔ مثلاً الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۲۴ میں امام عبد الوہاب شعرانی نے اور مدارج السالکین میں امام ابن قیم نے اور تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر نے۔ تو صرف آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم کیونکر اسے درست مان لیں۔ اور آپ نے علی الارض کی قید بڑھا کر ثابت کر دیا کہ ہمارا مدعا ثابت ہے۔ اور اصل حدیث کے وہی معنی ہیں جو ہم نے کیے ہیں اور آپ صرف عن الظاہر کرتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام حمل علی المجاز ہے اور اس کے لیے کسی قرینہ کی ضرورت ہے وہ قرینہ پیش کریں۔ اور صحاح ستہ میں کسی حدیث کا بیان نہ ہونا کسی محدث نے وجہ ضعف کی قرار نہیں دی۔

۲۰۔ اور عمر[۲] والی حدیث کا بھی اس میں جواب آگیا ہے۔ اور نیز اس طرح

[۱] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین الخ آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے بالکل خلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور اگر حیین علی الارض مراد لی جائے تو یہی آیت و دیگر آیات و احادیث حیات قرینہ ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

[۲] اگر اس عمر والی حدیث کو حسب تشریح قادیانی مناظر لیا جائے تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ چونکہ قادیانی مناظر کے زعم میں مرزا صاحب نبی ہیں اس لیے مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ ۱۲ مرتب

تو ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساٹھ برس کی عمر زمین پر گزاریں گے۔ اور باقی کہیں اور۔ حدیث میں تو مقدار رہائش کا ذکر ہے نہ کھانے پینے کا۔ اور عمر کا بتانا مقصود ہے۔

۲۱۔ معراج کی حدیث کے متعلق جو ہم نے سوال کیا تھا وہ ایسے کا ویسا ہی قائم ہے جو صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث کے مطابق پڑتا ہے کہ وہ فوت شدہ انبیاء میں کیوں گئے۔ ان کا مردوں میں کیا کام۔

۲۲۔ طبقات کبیر کی روایت پر جو آپ نے جرح کی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ افسوس ہے کہ آپ نے روایت کے الفاظ پر غور نہیں کیا۔ اس میں مسیح کو روح سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ بلکہ[۲] روح کو مسیح بن مریم کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ آپ مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو بھی نہیں سمجھ سکے۔

پھر روح منہ میں مسیح کی روح کو کوئی خصوصیت نہیں۔ تمام پاک لوگوں کے ارواح خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں اور اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔

[۱] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ معراج کی حدیث جو سنن ابن ماجہ سے میں نے پیش کی ہے اس کے جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راوی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان کا نزول بعینہٖ نہ بمثیلہ بیان فرماتے ہیں۔ تو پھر اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ ۱۲ مرتب

[۲] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو جانتا ہوں کیونکہ اس عبارت یعنی عروج بروح عیسیٰ الخ میں حضرت عیسیٰ سے تعبیر بالروح کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں اضافت نہ ہو کیونکہ بروح عیسیٰ میں اضافت بیانیہ ہے یعنی عرج بالروح الذی ھو عیسیٰ الخ یہ قادیانی مناظر کا کمال ہے کہ لفظ تعبیر بالروح کو اضافت کے منافی سمجھتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی۔ ہم تو ایسے خیال سے بیزار ہیں۔ اور[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ درجہ جانتے ہیں کہ شعر

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن وان مسیح ناصری شد از دم او بیشمار

اور

تمت علیه صفات کل مزیة ختمت به نعماء کل زمان

اور والمهدی فی وسطها کو پیش کرنے سے تو[2] شیعوں کا عقیدہ ماننا پڑتا ہے کیونکہ ڈیڑھ ہزار برس امت کا زمانہ ہو تو ساڑھے سات سو برس ان کو زندہ ماننا پڑے گا۔ تب مسیح کو مل سکتے ہیں۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لیے میں اسی پر ختم کرتا ہوں۔ والسلام۔ مناظر منجانب جماعت احمدیہ

جلال الدین شمس۔ مولوی فاضل پریزیڈنٹ

چوہدری حاکم علی صاحب احمدی

---

[1] یہ سب تلمیعات ہیں ورنہ مرزا صاحب کے اس شعر پر غیرت نہیں آتی۔

منم مسیح زمان و کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

[2] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث و کیف تھلک امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اخرها میں میرے اوپر شیعوں کے ہم اعتقاد ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ جناب من ہر بات میں امامیہ کے مخالف نہیں بلکہ اس بات میں اتفاق ہے کہ حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے کہ اب پیدا ہو چکے ہیں۔ یا نہ ۱۲ مرتب

اللھم اغفر لکاتبه ولمن سعی فیه۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ طے ہو چکا تھا کہ قبل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلافت شرائط اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔ فافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس۔ مولوی فاضل

دستخط کرمداد دوالمیال۔ پریذیڈنٹ

....

۱۱۹ کتوبر ۱۹۳۴ء　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　پرچہ نمبر ۲

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.

فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ و الرسول۔

اللہ کا اسم رافع کا معنی اعزاز دہندہ رفع روحانی اور رفع جسمانی دونوں کو لازم ہے جو معنی کنائی ہے اور جس کا حقیقت کے ساتھ معاً مراد لینا جائز ہے اور اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء اور ولو شئنا لرفعناہ بھا اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع اور ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بھا اخرین وغیرہ میں رفع جسمانی مراد نہ ہونا ہم کو مضر نہیں اور اس کے خلاف نہیں کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں بلحاظ سیاق وسباق وبلحاظ قواعد عربیہ مجوزہ مناظرہ رفع جسمانی مراد ہو جیسا کہ پہلے پرچہ میں بیان کیا گیا۔ اور میرے مناظر صاحب نے کوئی مثال رفع الیہ یعنی الی اللہ کی نہیں پیش کی۔ اور الرحمن علی العرش استوی کا معنی

استوامن حیث الرحمانیت ہے اور آپ تحریف کر کے عیسائیت کے ہم عقیدہ ہونے کا الزام نہ لگادیں۔ اور ثم اتموا الصیام الی اللیل کا یہ مطلب ہے کہ رات تک روزہ کو پورا کرو اور رات ہوتے ہی افطار کیا جائے۔ اور مرزا صاحب کی عبارتوں سے فقط یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھائے جانا ہے۔ اور رفع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے بل کو میدان مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا۔ اور مرزا صاحب نے آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ جناب قرآن کے الفاظ میں بحث کریں دوسری باتوں کو چھوڑ دیں اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء میں صفت مبطلہ یعنی امواتا اور صفت مثبتہ یعنی احیاء دونوں کے ضمیروں کا مرجع ایک من یقتل ہے نہ من کیونکہ الموصول ما لا یتم جزاء الا بصلة و عائد اور صنعت استخدام میں یہ[1] ضروری ہے کہ وہ مقتضا حال اور وضوح دلالت کے منافی نہ ہو۔ اور نیز ایک معنی مراد لینے کو وہاں قرائن[2] سے متعذر ثابت کریں۔

[1] کیونکہ صنعت استخدام تحسین کلام کے وجوہ سے ہے اور تحسین کلام کے وجوہ میں یہ ضروری ہے کہ قواعد فن معانی و قواعد فن بیان کے منافی نہ ہوں جیسا کہ تعریف فن بدیع سے ظاہر ہے البدیع هو علم یعرف به وجوه تحسین الکلام بعدرعایة المطابقة و وضوح الدلالة (مطول) اور اگر وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً بل رفعه اللہ الیه میں صنعت استخدام اختیار کی جائے تو وما قتلوه یقیناً بل رفعه اللہ الیه میں جو بل ابطالیہ اور قصر قلب ہے ان کے منافی ہو گی۔ پس یہاں صنعت استخدام کا اختیار کرنا بروئے فن بدیع جائز نہیں۔ ۱۲ مرتب

[2] اور ما نحن فیہ میں یعنی وما قتلوه وما صلبوه و ما قتلوه یقیناً بل رفعه اللہ الیه میں ہر چہار ضمائر منصوب متصل سے ایک معنی یعنی عیسیٰ زندہ بجسدہ العنصری مراد لینے پر کوئی قرینہ روکتا نہیں۔

جیسا کہ [1] افسقی الغضا والساکنیہ و ان مم. شبوه بین جوانح وضلوع ۔ پہلے ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری ضمیر سے بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ قرآن کریم نے وقولھم انا قتلنا المسیح ۔ الخ کے ساتھ یہود کا اعتقاد بیان کر دیا تو اب تورات استثناء باب ۲۱ آیت ۲۲ وغیرہ کو پیش کرنے میں میرے مناظر صاحب نے [2] تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم اور قواعد عربیہ کے مطابق کوئی جواب نہیں بلکہ توریت میں بھی وہ مصلوب ملعون قرار دیا گیا ہے جو کسی جرم میں مصلوب ہوا اور [3] ولم یمسنی بشر ولم اک بغیاً کی خصوصیت کے لحاظ سے حکیماً کے معنی صحیح ہیں۔ میرے مناظر صاحب نے دیدہ دانستہ یا کسی وجہ سے دوسرے پرچہ میں ایسے مضامین درج فرمائے ہیں۔ جن کی تردید میرے

(بقیہ) بلکہ بل ابطالیہ اور قصر قلب قطعی طور پر اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ہر چہار ضمیروں سے مراد حضرت عیسیٰ زندہ بجسد ہو العنصری ایک ہی بعینہٖ ہیں۔ ۱۲ مرتب

[1] دیکھو اس شعر میں صنعت استخدام ہے کیونکہ ضمیر مجرور جو الساکنیہ میں ہے اور ضمیر منصوب جو شبوہ میں ہے دونوں کا مرجع الغضا ہے اور ضمیر مجرور سے مراد بقرینہ الساکنی مکان ہے اور ضمیر منصوب سے مراد بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور یہاں صنعت استخدام اختیار کرنا نہ قواعد معانی کے منافی ہے اور نہ ہی قواعد بیان کے۔ اور نیز یہاں قرائن موجود ہیں جو ایک معنی مراد لینے سے روکتے ہیں۔ ۱۲ مرتب۔

[2] کیونکہ بلحاظ آیت فاسئلوا اھل الذکر انکنتم لاتعلمون بھی توریت کی طرف رجوع اس وقت جائز ہوتا جب ہم کو یہود کا وہ اعتقاد جس کی وما قتلوہ الخ تردید ہے قرآن کریم سے معلوم نہ ہوتا جیسا کہ انکنتم لاتعلمون سے روشن ہے۔ اور قرآن کریم نے اپنے اس فقرے قولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کے ساتھ یہود کے اس اعتقاد کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے تو اب قادیانی مناظر کا قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت سے روگردانی کر کے توریت کو پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جواب دینے سے عاجز ہے۔ ۱۲ مرتب

[3] ترجمہ۔ اور حالانکہ نہ مجھے کسی نے نکاح کر کے چھوا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔ ۱۲ مرتب

پرچہ اول میں موجود ہے۔ مثلاً نزول انزلنا الحدید وغیرہ میں بقرینہ الحدید وغیرہ اور معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث ۱؎ فینزل عند المنارة البیضا شرقی دمشق بین مهزودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین کے معنی (استغفر اللہ) یہ ہوں گے کہ عیسیٰ دو رنگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے۔ اور قبر سے مراد گورستان ہے۔ یہ اعتراض تو (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خواب میں تین چاند دیکھنے کی تعبیر اس کی عظمت کو بالائے طاق رکھنے سے کی گئی ہے ورنہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور شیخین اور مسیح موعود بمنزلہ چاند کے ہیں۔ مرزا صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہیں ہو سکتے بلکہ آپ پر۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ حقیقت و مجاز جمع ہو سکتے ہیں بالکل فن بیان کے خلاف ہے۔ ہاں حقیقت اور معنی کنائی جمع ہو سکتے ہیں۔ کنایت اور مجاز میں شاید آپ فرق نہ سمجھتے ہوں گے۔ اور مولوی نور الدین صاحب کا فقرہ (ہر جگہ) آپ کو کوئی تاویل کرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ ۲؎ الاعتبار لعموم اللفظ لالخصوص المورد اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امام مالک وغیرہ کا نام لینا یہ آپ کی کمزوری ہے کیونکہ میں تو من حیث انا مسلم مناظر ہوں۔ پس بس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ کا آسمان پر ہونا اس سے حضرت عیسیٰ کا افضل ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ افضل یا غیر افضل ہونا ہم بروئے قرآن کریم اور صحیح حدیث کے سمجھیں گے۔ اور قرآن اور

۱؎ یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اس منارہ سفید کے پاس جو دمشق کی شرق کی جانب واقع ہے دو رنگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔ ۱۲ مرتب

۲؎ یعنی لفظ کا عموم معتبر ہوتا ہے اور خصوصیت نزول شان ملحوظ نہیں ہوتی۔ ۱۲ مرتب

حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے یایھا الناس اعبدو اربکم الذی خلقکم الیٰ وَ انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم اس آیت میں خداوند کریم نے انسانوں کو عبادت کا حکم فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر اپنے چند صفات ذکر کے اخیر میں صفت و انزل من السماء الخ کو بیان فرمایا ہے۔ اور اس میں یہ بتایا ہے کہ زمین جو پستی کا مظہر ہے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے اسی قدر عنداللہ زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک لہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک لہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی ہوئی ہے دیکھو۔

لہ یہ آیت تمام اس طرح ہے یا ایھا الناس اعبدو اربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذین جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم۔ (البقرہ) یعنی اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بنو۔ وہ جس نے زمین جو تمھارے لیے قرارگاہ بنایا اور آسمان کو عمارت اور اوپر سے پانی اتارا پھر اس کے ساتھ تمھارے لیے پھلوں سے رزق نکالا۔

۱۲ مرتب

۱؎ سبحان الذی اسری بعبدہ اور دیکھو ۲؎ فاوحی الی عبدہ ما اوحی ۔

۱؎ یہ کیا کمال اعزاز کا مقام ہے کیونکہ ملک الملوک ایک اپنے مقرب فرشتے جبریل کو براق دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتا ہے اور حسب ارشاد الٰہی دست بستہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ حضور براق پر سوار ہو کر آیات الٰہیہ کا معائنہ کیجئے۔ ایسے اعلیٰ اعزاز کے مقام میں یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کسی قسم کا نقص آ گیا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرایا اپنے بندے کو۔ دیکھو کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اور پھر عبد کو اپنی طرف مضاف کر کے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا ورنہ اس سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ ۱۲ مرتب

۲؎ یہ آیت ماقبل کے ساتھ یوں ہے دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ۔ یہ کیسا اعلیٰ اعزاز و اکرام کا مقام ہے۔ اور اس کا بیان یہ ہے کہ دنا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے قریب ہوئے اور اس کی صفات کے مظہر اتم ہوئے۔ فتدلی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات کے قریب ہوئے۔ فکان قاب قوسین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مقدار دو کمانوں کے ہوا۔ یعنی دائرہ وجود کو جب خط مستقیم نے قطع کیا تو دو کمانیں پیدا ہو گئیں۔ ایک کمان وجوب اور دوسری کمان امکان اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اتنا فرق رہا کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن الوجود او ادنی یہ فرق بھی نہ رہا۔ اب وہم پیدا ہوتا تھا کہ

اور دیکھو تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ ۔ اور ملاحظہ ہو اضافت عبد طرف اللہ کی اسی وجہ سے ورفعنا لک ذکرک ہے اور اسی کمال عبودیت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین ہیں اور آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرب الٰہی اور رفعت منزلت میں بدرجہا فوقیت ہے۔ اور اسی کمال عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ از ابتداء پیدائش تا وفات آپ کا ایسا رنگ رہے جو عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی پیدائش پر زمینی اسباب منعقد ہوئے اور تمام حیاتی زمین پر بسر کی۔ اور زمین پر ہی فوت ہوئے اور زمین میں ہی مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ملک افلاک ۳ پر قربان۔ الخ

اور دوسری دلیل کے متعلق جو یہ قول پیش کیا گیا ہے و ان منکم لمن

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عبودیت نہیں رہی بلکہ الوہیت آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ۔ اور عبدہ کے ساتھ شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں ۔

یہ آیت تمام اس طرح ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیراً ۔ یعنی برکت والی وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے (محمد) پر کتاب حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی نازل کی اس لیے کہ وہ تمام دنیا کی اصلاح کرے۔ یہ بھی اعلیٰ مقام اعزاز کا ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی واجعل لی لسان صدق ۔ اے خدایا لوگوں میں میرا ذکر خیر چلا دے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عبودیت کا یہ ثمرہ ہے کہ بغیر عرض کرنے کے خداوند کریم ان کو رفیع الذکر کر کے فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا ہم نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا۔ وہ خلیلی رنگ ہے اور یہ محبوبی رنگ ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ لکھنؤ کے ایک پنڈت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پڑھتے پڑھتے عشق محمدی نصیب ہوا۔ اور وہ پنڈت صاحب نہایت فصیح شاعر تھے۔ انھوں نے یہ اشعار بصورت مخمس فرمائے۔

لیبطئن وغیرہ۔ اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں مراد استقبال ہے بلحاظ قواعد نحو۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید ونون ثقیلہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہر گز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور امام مالک کا کبھی نام لیا جاتا ہے اور کبھی شاہ رفیع الدین کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا فان ا۔ تنازعتم الخ کے طریق پر بحث کرنا اسی کا نام ہے۔ اور یہی حال لنهدینهم سبلنا کا ہے۔ مولوی نور الدین صاحب کی مرزا صاحب نے جو آپ کے پیغمبر تھے توثیق کی۔ اور بعد توثیق بھی مولوی صاحب ممدوح نے اس معنی میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ جناب تابعی کا نام اور ذکر کیوں کرتے ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابی کو ہم ثالث تسلیم کرتے ہیں دیکھئے۔

(بقیہ)

ملک افلاک پر قرباں زمیں پر نازنیں صدقے	جہاں کے خوبرو قرباں زمانہ کے حسیں صدقے
زماں قرباں زمیں صدقے مکاں قرباں مکیں صدقے	میرا دل ہی نہیں قرباں میری جاں ہی نہیں صدقے

نیاز وانکساری پر للہ العالمین صدقے ۱۲ مرتب

؎ یہ آیت اس طرح ہے۔ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر یعنی اگر کسی چیز میں باہم جھگڑا کرو تو اسے اللہ (قرآن) اور رسول (حدیث) کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو۔ دیکھو قرآن کریم کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ امر متنازع فیہ اور مختلف فیہ میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے مطابق اس تنازع واختلاف کو رفع کرو ورنہ تم مومن نہ ہو گے۔ اور قادیانی مناظر نے نہ اس قرآنی فیصلہ کو ملحوظ رکھا ہے اور نہ ہی اپنے شرائط مجوزہ کا پاس خاطر کیا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

عن ابن عباس وان ۱ اللّٰـه رفعه بجسده و انه حی الآن و سیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکاً ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) اور الی یوم القیمة کا مطلب حسب قواعد عربیت یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے ہو جائیں گے۔ اور آیت اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء سے مراد طول زماں ہے ورنہ یہ آیت اس آیت کے متعارض ہوگی۔ ھو الذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله۔ کیونکہ مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے (چشمہ۲ معرفت) سبحان اللہ۔ جن باتوں کا جواب مکمل طور پر پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے اس سے چشم پوشی کر کے پھر بھی طوطے والی بات سیکھی ہوئی پیش کی جاتی ہے۔ اور واہ واہ۔ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد نہیں۔ اور براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا خلاف شرائط نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں۔ ''معلوم نہیں کہ یہ کتاب کہاں اور کب ختم ہوگی۔ اس کتاب کا ظاہر باطن متولی خدا ہے''۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور آپ مرزا صاحب کا کوئی قول مجھ پر حجت نہیں قائم کر سکتے۔ اور فول ۳ وجھک شطر المسجد

۱ ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری اٹھالیا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ پس بادشاہ ہوں گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اور لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب

۲ اس کتاب چشمہ معرفت میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ''اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔'' (ص ۳۱۷) ۱۲ مرتب

۳ یعنی پس اے محمد اپنے منہ کو مسجد حرام کی طرف کرو۔ ۱۲ مرتب

الحرام کا معاملہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ مسئلہ حیات مسیح اعتقادیات سے ہے اور تحویل قبلہ عملیات سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے مناظر صاحب شرائط مقررہ سے دور بمراحل جارہے ہیں۔ اور انھوں نے میرے پرچہ نمبرا کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر گھبرا کر تورات محرف کتاب کو اپنا بلحاظ قرار دیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ کتاب بھی ان کی امداد سے انکاری ہے۔

اور آیت حتی ا؎ اذا اجاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا و من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ۔ (مومنوں) میں ظالمین کا ذکر ہے اور نیز اس آیت کا مصداق وہ لوگ ہیں جن پر موت آجائے۔ اور حضرت مسیح ابن مریم کو یہ آیت شامل نہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے تہذیب کو جواب دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا۔ اور چونکہ ابن مریم کی توہین ہم برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی ابن مریم اس کے مصداق ہیں اس لیے مطابق جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ۔ ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ بقول میرے مناظر کے مصنوعی مسیح موعود اس آیت کا مصداق ہے۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد۔ پریذیڈنٹ اسلامی جماعت۔

از گھوٹہ ضلع ملتان۔

ا؎ یعنی جس وقت تمھارے ایک پر موت آجائے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب مجھے واپس لوٹا تا کہ میں اعمال صالحہ بجالاؤں۔ یہ بات ہرگز نہیں ہوگی۔ یہ صرف ایک بات ہے۔ جو وہ کہہ رہا ہے۔ اور ان کے پیچھے ایک برزخ ہے قیامت کے دن تک۔ ۱۲ مرتب

۱۹۔اکتوبر ۱۹۲۴ء پرچہ نمبر ۴

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رب اشرح لی صدری الآیۃ۔

ا۔مفتی صاحب مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں شرائط کے خلاف لکھتا ہوں۔ حالانکہ میں نے شرائط کے خلاف نہیں کیا۔ بلکہ مفتی صاحب خود شرائط کے خلاف ا کررہے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کا براہین احمدیہ کا حوالہ اور خلیفہ اول کا قول اور دوسرے پرچہ میں حضرت ابن عباس وغیرہ کا قول سب باتیں خلاف شرائط

ا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بھی اس کی یوں تردید کی ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اوران کے مریدین بیان کرتے ہیں وہ ہمارے حجت نہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی علت الہام ہے اس لیے جب سے وہ ملہم ہیں تب سے ہی وہ اپنے زعم میں نبی ہیں۔ اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب ملہم تھے۔ اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا میں براہین احمدیہ کی عبارت نقل کر کے یہ لکھا ہے "میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے" الخ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت الزاماً پیش نہیں کی بلکہ مرزا کی کاریگری جتلائی ہے اور ابن عباس صحابی ہیں تو ان کا ذکر شرط نمبر ۲ کے مطابق ہے۔ اور کمال تو قادیانی مناظر نے کیا ہے کہ شرط نمبر ا کا یہ مقتضا تھا کہ زمرہ دلائل میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کی جائے لیکن قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا دلائل میں حضرت امام حسن کا قول تاریخی رنگ میں پیش کردیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ قادیانی مناظر اپنے پیغمبر اور اپنے پیغمبر کے خلیفے مولوی نورالدین صاحب کی باتیں سننی نہیں چاہتا۔ حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا میں لکھا ہے کہ میں نے مولوی نورالدین کے اقوال بحیثیت خلیفہ ہونے کے پیش نہیں کیے بلکہ اس حیثیت سے کہ مرزا صاحب نے مولوی صاحب کی دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں جوانھوں نے لکھی ہیں۔

۲۔آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رفع جسمانی اور روحانی[۱] دونوں کوشامل ہے۔یہ بالکل لغت کے خلاف ہے کیونکہ لغت کا حوالہ جو میں نے پیش کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے معنی رفع جسمانی قطعاً نہیں ہوں گے۔اورآپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ایسی مثال پیش کروجس میں الی بھی موجود ہو۔مگراس کی مثال پیش کرنا میرے ذمہ نہیں۔کیونکہ لغت والوں کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے نام رافع کے معنی چاہے صلہ الی ہو یا نہ ہواس کے معنی رفع جسمانی کے نہیں ہوتے۔اورمیری مثالیں آپ کے مدعا کو باطل ثابت کرتی ہیں کیونکہ الیہ سے آپ آسمان مراد لیتے ہیں۔کہ آسمان کی طرف اٹھالیا۔اورحدیث میں باوجود آسمان کا لفظ موجود ہونے کے اس کے معنی آسمان پر لے جانا نہیں ہیں۔اس سے روح کا[۲] علیین میں لے جانا ہی مراد ہے پس حضرت مسیح موعود کا

[۱] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں پھر دوبارہ قادیانی مناظر کو یہ ہدایت کی ہے کہ میری مراد یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رفع جسمانی اور رفع روحانی دونوں کوشامل ہے۔بلکہ میری مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی رفع جسمانی یا رفع روحانی کرے تواس رفع کو اعزاز لازم ہے جو معنی کنائی ہوں گے اور لازم وملزوم دونوں معامراد ہو سکتے ہیں جیسا کہ فن بیان میں مصرح ہے۔اوربل رفعہ اللہ الیہ میں رفع جسمانی واعزاز دونوں معامراد ہیں۔۱۲مرتب

[۲] واہ رے قادیانی مناظر صاحب۔آپ کے فہم وادراک پر افسوس۔مرزا صاحب نے فقط علیین کا لفظ ہی نہیں کہا بلکہ آسمان کا بھی کہا ہے اور پھر قادیانی مناظر نے علیین اور آسمان میں غیریت سمجھی ہے حالانکہ حدیث میں بروایت براء ابن عازب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا روح فرشتے لے کر آسمانوں سے گزرتے ہوئے جب ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکتبوا کتاب عبدی فی علیین اور علیین ساتویں آسمان میں سے ایک موضع کا نام ہے۔(مشکوٰۃ ص ۱۴۲)۱۲مرتب

قول بالکل حدیث کے مطابق ہے اور آپ کا حدیث کے خلاف اور الی تو دوسری مثالوں میں بھی ہے۔ مثلاً انی مہاجر الی ربی اور ففروا الی اللہ اور انا الیہ راجعون اور اتوب الیہ وغیرہ میں کسی کے معنی آسمان پر لے جانا نہیں پس الی کا لفظ ثابت نہیں کرتا کہ آسمان پر جائیں۔ پھر ثم اتموا الصیام الی اللیل میں میں نے بتایا ہے کہ مسیح کو ساتویں آسمان تک جانا چاہیے تھا۔ یہ کیا وجہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر ٹھہر جائیں۔ اور آپ مانتے ہیں کہ استوا صفت رحمانیت کے لحاظ سے ہے۔ اور مسیح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر کیوں نہیں لے جایا گیا؟

۱؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں یوں کہا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ان مثالوں میں سے کوئی ایسی مثال نہیں جس میں رفع الی اللہ یا عروج الی اللہ یا صعود الی اللہ ہو اور مراد الی غیر السماء ہو۔ ۱۲ مرتب

۲؎ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں کھول کر یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنی تائید میں آیت ثم اتموا الصیام الی اللیل پیش کی ہے اور اس کو اتنا پتہ نہیں کہ یہ آیت میری تردید کر رہی ہے کیونکہ الی کا مدخول اللیل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے تو رات ہوتے ہی افطار کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ جب تمام رات گزر جائے تو رات کے اخیر جزو میں افطار کرو۔ اور ویسا ہی آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے جب الی السماء مراد ہے اور مدخول الی کا السماء ہے تو اس میں اتنا ضروری ہے کہ رفع الی السماء ہو یہ ضروری نہیں کہ ساتویں آسمان پر رفع ہو۔ اور قادیانی مناظر کا یہ فقرہ (اور مسیح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے، تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر ہی کیوں نہ لے جایا گیا) داد دینے کے قابل ہے۔ ارے قادیانی صاحب تجلیات رحمانیہ کا ظہور اسی میں محصور ہے کہ مسیح کو دوسرے آسمان سے اوپر لے جایا گیا ہو۔ ۱۲ مرتب

۳۔ آپ نے بل کے متعلق لکھا ہے اور میں [1] جو معنی کیے ہیں وہ بل اضرابیہ کے لے کر کیے ہیں۔ کیونکہ [2] ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صلیب پر لٹکا کر مارا ہوا جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے استثناء کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ

[1] اس عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کے نزدیک بل ابطالیہ اور ہے اور بل اضرابیہ اور ہے حالانکہ درحقیقت ابطال اضراب کا ایک نوع ہے ۱۲ مرتب۔

[2] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں پھر اس کی یوں تردید کی ہے کہ توریت کا ہم نے مطالعہ کیا ہوا ہے لیکن قرآن کریم کی آیت فاسئلوا اھل الذکر انکنتم لاتعلمون میں فقرہ انکنتم لاتعلمون توریت کی طرف اس مانحن فیہ میں رجوع کرنے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ یہود کا وہ عقیدہ جس کی وما قتلوہ الخ تردید ہے قرآن کریم نے اپنے اس فقرے وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ الخ کے ساتھ صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ اور نیز قرآن کریم میں ہے انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔ (مائدہ) یعنی سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی جزا جو خدا اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو جلاوطن کیا جائے یا ان کے لیے دنیا میں خواری ہے اور آخرت میں ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ دیکھو کہ اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ لعنتی ہونے کا باعث جرم وعصیان ہے نہ صلیب پر لٹکا کر مارا جانا۔ اور نیز توریت محرف منسوخ شدہ میں مطلقاً قتل بالصلیب کو موجب لعن قرار نہیں دیا گیا بلکہ خاص اس شخص کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو کسی سخت جرم واجب الصلیب کی سزا میں مصلوب ہو جیسا کہ سیاق وسباق عبارت سے ظاہر ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور یہود کا رسول اللہ کہنا بطور استہزاء وافتخار ہے اور نبوت وقتل میں منافات نہیں جیسا کہ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم سے ظاہر ہے کیونکہ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ موت یا قتل سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ فوت شدہ یا مقتول نبی نہیں تھا۔ ۱۲ مرتب

اس میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور صلیب پر جو لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اور آیت افاسئلوا اھل الذکر پر ہی غور کر لیتے۔ علماء اس سے کیا مراد لیتے ہیں۔ اور رسل بنی اسرائیل وغیرہ آیات سے ثابت ہے کہ ہر ایک آیت اس میں سے محرف و ۲ مبدل نہیں اور قرآن مجید سے بھی ان کا یہی مقصد ظاہر ہے۔ یعنی وہ آپ کو جھوٹا قرار دے کر لعنتی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور خدا نے بل کے ساتھ اس کی تردید کی ہے اور بل ۳ ترقی کے لیے بھی ہوتا ہے۔ ملاحظہ وہ مسلم

۱ قادیانی مناظر نے یہاں فاسئلوا اھل الذکر لکھا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا اخیری فقرہ انکنتم لاتعلمون بوجہ مضر ہونے کے قصداً ذکر نہیں کیا۔ اس معاملہ میں قادیانی مناظر کی بعینہ وہی مثال ہے جو کسی نے ایک بے نماز کو کہا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو اس بے نماز نے کہا کہ قرآن کریم کا یہ فقرہ لاتقربوا الصلوۃ تو نے نہیں پڑھا تو اس شخص نے کہا کہ آگے بھی پڑھو وانتم سکاری تو بے نماز نے کہا کہ قرآن کریم کے ایک فقرہ پر بھی عمل ہو تو غنیمت ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ توریت کی ہر ایک آیت محرف و مبدل نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ آیت ما انت فیہ غیر محرف و غیر مبدل ہے۔

۳ قادیانی مناظر کو درمیان اس بل کے جو ابطال کے لیے ہے اور اس بل کے جو ترقی کے لیے ہے تمیز نہیں۔ میں آپ کو فرق بتاتا ہوں۔ بل اضراب کے لیے آتا ہے اور اس سے مراد کبھی پہلے خیال کا ابطال ہوتا ہے اور اس بل کو ابطالیہ کہتے ہیں جیسا ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ھم بالحق اور ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اور کبھی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال مراد ہوتا ہے اور اس کو بل ترقی کہتے ہیں جیسا قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی بل توثرون الحیاۃ الدنیا (مغنی)

خاص قابل توجہ

قادیانی مناظر نے روئداد مناظرہ مطبوعہ باراول کے ساتھ ایک ضمیمہ چسپاں کیا ہے۔

الثبوت۔ اور اس میں ترقی کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ وہ ملعون نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ خدا تعالٰی کے مقرب ہیں۔

اور آپ نے پہلے پرچہ میں جو "احدالوصفین دوسری وصف کا ملزوم نہ ہو"۔ لکھا ہے۔ اس جگہ ملزوم نہیں ہے۔ کیونکہ قتل ابغیر رفع روحانی کے پایا جاتا ہے اور رفع روحانی بغیر قتل کے بھی خصوصاً جو قتل اس جگہ مراد ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ

(بقیہ) جس میں یہ لکھتے ہیں مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمھم فی الاخرۃ کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ لے کر معنی درست ہو نہیں سکتے۔)

قادیانی مناظر کا یہ نرالا جہل مرکب ہے

کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انتہا کو پہنچ کر رہ گیا یعنی ان کا علم وہاں تک نہ پہنچ سکا جس سے مراد ہے کہ وہ جاہل رہ گئے۔ اب دیکھو کہ اس آیت میں شعور منفی کو بل باطل کر رہا ہے جیسا کہ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں قتل منفی کو بل باطل کر رہا ہے۔ اور اس آیت میں ادرک یعنی جہالت کو بل ثابت کر رہا جیسا کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع المسیح بجسدہ العنصری کو بل ثابت کر رہا ہے اور شعور و جہالت دونوں ضدین ہیں جیسا کہ قتل المسیح اور رفع المسیح بجسدہ العنصری کے درمیان ضدیت ہے۔ قادیانی صاحب! ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ خداوند کریم نے حسب فقرہ وما یشعرون بلاشعور آپ سے ہماری تائید کرائی۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر۱ میں یہ لکھا ہے (اور یہ امر بدیہی ہے کہ رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقربین سے ہو) دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں کہا کہ مطلق قتل کو رفع روحانی لازم ہے بلکہ قتل المقرب الالٰہی کو لازم ہے اور ما نحن فیہ میں بھی قتل المسیح کا ذکر ہے جو مقربین سے ہے۔ یہ قادیانی مناظر کی عدم لیاقت کے نتائج ہیں یا اس کی گھبراہٹ کے ثمرات ہیں۔ ۱۲ مرتب

ملازم نہیں بلکہ ضدیت موجود ہے۔

پس ایک ہی مثال پیش کریں کہ خدا تعالیٰ رافع ہو اور انسان مرفوع تو اس کے معنی آسمان پر لے جانا ہوں۔ لیکن آپ قیامت تک نہیں پیش کر سکیں گے۔

قادیانی مناظر نے اپنے پرچوں میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ فاعل و رافع ہو اور انسان ذی روح مفعول و مرفوع ہو اور مراد رفع الی السماء ہو۔ ایسی مثال کوئی نہیں اور اسلامی مناظر قیامت تک ایسی مثال پیش نہ کر سکے گا۔ اور قادیانی مناظر نے زبانی یہ بھی کہا کہ اگر اسلامی مناظر ایسی مثال پیش کرے تو میں مبلغ پچاس روپیہ ان کو انعام دوں گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ اس کا اس طرح جواب دیا ہے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثم رفعت الی سدرة المنتھیٰ۔ اس فقرہ میں رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے لیکن در حقیقت اس کا فاعل خدا تعالیٰ ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خلقت میں خلق ایسا فعل ہے کہ جس کا فاعل سوائے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ہو سکتا ویسا ہی رفع الی سدرة المنتھیٰ ایسا فعل ہے۔ جس کا فاعل بغیر خدا تعالیٰ کے نہیں ہو سکتا۔ اور مفعول انسان ذی روح ہے اور مراد آسمان پر لے جانا ہے۔ اس موقعہ پر اہل اسلام حاضرین میں سے بعض الفضلاء نے فرمایا کہ پچاس روپیہ انعام والا طلب کرو۔ لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ ہم قادیانی جماعت سے روپیہ لینا پسند نہیں کرتے۔ قادیانی مناظر نے اپنی روئداد مناظرہ مطبوعہ بار اول کے ساتھ ایک ضمیمہ چسپاں کیا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے "(مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رفع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہو۔ اور فرعت الی ربی کی مثال پیش کی ہے۔ جس میں فاعل مذکور نہیں دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔)" اس کے متعلق چند امور قابل توجہ ہیں (۱) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں صحیح بخاری کا یہ فقرہ ثم رُفعت الی سدرة المنتھی پیش کیا ہے۔ جس میں در حقیقت رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہیں۔ (۲) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے فقرہ رفعت الی سدرة المنتھیٰ پیش کیا ہے۔ نہ رفعت الی ربی جیسا کہ قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔

اور آیت اہل احیاء میں بل هم احیاء ہے۔ میں نے ۲ یہی پوچھا تھا کہ جس جسم سے ان کو مقتول نہ کہنے سے انکار کیا گیا ہے آیا اسی جسم سے ان کی زندگی ثابت کی گئی ہے یا کچھ اور۔ اور اگر اور ہے تو هم کی ضمیر کا مرجع اور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں صنعت استخدام میں قرینہ ہونا ضروری ہے تو اس میں ۳ قرینہ یہ ہے کہ اس کے تو معنی کسی طرح بھی آسمان پر بجسم عنصری جانے کے عربی زبان کے رو سے ہو نہیں سکتے۔

اور ۴ میں نے کہا تھا کہ نزول سے مراد یہی نہیں کہ آسمان سے اترنا ہی معنی

(بقیہ) (۳) یہ کہ رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے لیکن درحقیت اس رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے جو تفصیلاً بیان ہو چکا (۴) یہ کہ معراج کا واقعہ زیر بحث ہونا اس فقرے ثم رفعت الی سدرة المنتهی کے معنی میں تبدیلی نہیں کرتا کیونکہ معراج عالم شہادت میں ہو یا عالم رویا میں ہو دونوں صورتوں میں اس فقرہ کے الفاظ کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہی ہوں گے نہ غیر۔ ۱۲ مرتب

۱ یہ آیت تمام اس طرح ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (البقرہ) اس میں بل احیاء ہے نہ کہ بل هم۔ ۱۲ مرتب

۲ یہ عجیب فہم ہے۔ بات یہ ہے کہ جس جسم مقتول کو اموات کہنے سے نہی کی گئی ہے اسی جسم مقتول کے لیے احیاء ثابت کیا گیا ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ وما قتلوه یقیناً بل رفعه اللّٰہ الیه میں صنعۃ استخدام اختیار کرنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔ بلکہ بل ابطالیہ اور قصر قلب اس بات پر قطعی قرینے ہیں کہ یہاں صنعۃ استخدام نہیں۔ ۱۲ مرتب

۴ اسلامی مناظر اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کر چکے ہیں کہ یہ اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ ہم پر۔ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقرے یدفن معی فی قبری میں چونکہ قبر کے لفظ سے حقیقی معنی مراد لینے متعذر ہیں اس لیے اس قدر مجاز اختیار کی جائے گی کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے۔ لیکن بروئے قواعد بیان یہ مجاز اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں کہ قادیان کا مقبرہ مراد لی جائے۔ ۱۲ مرتب۔

ہوں۔ حدیث کے الفاظ ظاہر ہیں کہ ایک ہی قبر میں دفن ہوں گے نہ کہ ایک مقبرہ میں۔ ورنہ معنی کچھ نہیں اور لغت میں مقبرہ کا لفظ موجود ہے۔ اور آپ نے جو تاویل حضرت عائشہ کی حدیث کی ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے ثم قالوا این تدفنونہ فقال ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ماھلک نبی قطا لاید فن حیث تقبض روحہ وقال علی وانا ایضاً سمعۃ (مواہب لدنیہ ص ۵۰۰ جلد ۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد صحابہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس جگہ دفن کیا جائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا مگر وہ اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کا روح قبض کیا گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما یہ حدیث پیش کرتے ہیں اور اسی پر فیصلہ ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواب تجہیں پیش کی جاتی۔ اور قادیانی مناظر نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق بطور تحکم ایک دعویٰ بلا دلیل پیش کر دیا ہے نہ اس دعویٰ پر قرآن کریم کا فقرہ پیش کیا گیا ہے اور نہ حدیث کا اور نہ ہی قول صحابہ کا۔ اور جب اس حدیث کے مطابق جس کو حضرت ابو بکر اور حضرت علی روایت کرتے ہیں اور جس پر تمام صحابہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بالاتفاق اجماع ہوا کہ سچے نبی کا یہ نشان ہے کہ وہ جہاں مرے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جن کا دعویٰ تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں رہ کر نبی بن گیا ہوں۔ فوت تو ہیضہ سے ہوئے لاہور میں اور مدفون ہوئے قادیان میں۔ کیا یہ واقعہ مرزا جی کے جھوٹا نبی ہونے پر کافی ثبوت نہیں اور بعد مرنے کے مرزا جی کی لاش کو لاہور سے لا کر قادیان لانے کے لیے سوائے ریل کی کمتر درجہ کی گدھے گاڑی کے اور کوئی سواری نہ مل سکی حالانکہ اپنی تصنیفات میں مرزا جی ریل کو دجال کا گدھا لکھتے رہے۔ پھر جو شخص ساری عمر دجال کے گدھے پر سفر کرتا رہا ہو اور مرنے کے بعد بھی اس کی لاش کو دجال ہی کے گدھے پر سوار ہونا نصیب ہوا ہو۔ کیا ایسا شخص بقول مرزا صاحب سچا مسیح ہو سکتا ہے یا پورا پورا دجال۔ مرزائی دوستو! ہم کچھ نہیں کہتے اس بات کو آپ خود ہی سوچیں اور اپنے ضمیر سے جواب لیں فتفکروا فی انفسکم افلا تعقلون۔ ۱۲ مرتب

اس سے تو تین چاند اور ایک سورج بنا۔ لیکن حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ ایک چاند ہے تین چاندوں میں سے۔ اور آپ کا اپنی خواب کو پیش نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ انہیں تعبیر معلوم نہ تھی اور ہر ایک نبی کے لیے اپنے مرنے کی جگہ دفن ہونا ضروری نہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت یوسف کو مصر سے شام کو لایا گیا تھا اور حضرت یعقوب کو بھی مرنے کی جگہ دفن نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یہاں اصل میں آنحضرت ہی مراد ہیں۔ اور[1] خلیفہ اول نے جب خود ہر جگہ کی تفسیر کر دی ہے تو آپ کون ہوتے ہیں کہ کسی کی تفسیر کریں۔ میں نے مسیح کی فضیلت بلحاظ معاملہ کے جو خدا تعالیٰ نے ان سے کیا ثابت کی تھی۔ اس کی تردید نہیں کی۔ آخر آسمان پر لے جانا تو بری بات نہیں اچھی ہے تو وہ ان کی[2] عبودیت کے نتیجہ میں ہی تو ہے۔ اور آیت ان منکم لمن لیبطئن اور لیقولن کے معنی استقبال کے لے کر کچھ بھی نہیں بنتے۔ اور آیت لنھدینھم سبلنا کے بھی جب تک استمراری معنی نہ لیے جائیں صحیح نہیں۔[3] قرآن مجید نحو کے تابع نہیں بلکہ قرآن مجید نحو پر حاکم ہے۔

[1] فقرہ (ہر جگہ) کے متعلق اسلامی مناظر نے تفسیر نہیں کی بلکہ اتنا کہا ہے الاعتبار لعموم اللفظ لا لخصوص المورد۔ ۱۲ مرتب

[2] قادیانی مناظر نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ افضلیت کا سبب کمال عبودیت ہے۔ نہ آسمان پر اٹھائے جانا۔ ۱۲ مرتب

[3] اس عبارت میں قادیانی مناظر نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس ایسا نحوی قاعدہ کوئی نہیں جس کو میں اپنی تائید میں پیش کر سکوں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ لغت عرب کو قواعد عربیت کے مطابق سمجھنا ضروری ہے۔ اور قرآن کریم بھی عربی لغت میں ہے اور لنھدینھم سبلنا میں بھی استمرار استقبالی ہے۔ ۱۲ مرتب

اور حضرت ابن عباس کے متعلق تفسیر فتح البیان کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان کی طرف بہت سی روایات منسوب کی گئی ہیں۔ اور ان سے اعلیٰ طرق کی یکی

قادیانی مناظر نے تفسیر فتح البیان کا حوالہ دینے میں شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ سے تجاوز کیا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ممیتک پیش کرنے میں شرط نمبر ۳ سے تجاوز کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اس کا اس طرح جواب دیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے جو متوفیک کی تفسیر ممیتک کی ہے اس سے قادیانی مناظر کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس تفسیر اختیار کرنے کے بعد بھی یہ آیت یا عیسیٰ انی متوفیک الخ، مانند آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھا دیے گئے ہیں جس کی توضیح یہ ہے۔ یہ آیت اس طرح ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنھوں نے تیری پیروی کی ان کو ان پر جنھوں نے انکار کیا فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ اور اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ کیونکہ توفی یعنی موت زندہ انسان کو لاحق ہوتی ہے نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چہار ضمیریں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہے کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے بلکہ بعد ضمیر متکلم کے اعرف المعارف ہے۔ اور بوجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ زندہ بعینہ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ اسم فاعل استقبال کے لیے بکثرت مستعمل ہوتا ہے۔ دیکھو وانا لجاعلون ما علیھا صعیداً جرزاً (کہف) یعنی اور ہم

اور سچی روایات وہ ہیں جو امام بخاری نے کی ہیں۔ اور بخاری میں انھوں نے

(بقیہ) یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت یا عیسیٰ انی متوفیک الخ کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے حسب تفسیر حضرت ابن عباس ممیتک مراد لیں تو ہر چہار ضمیرین خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زندہ بعینہٖ ہونے کے لحاظ سے تقدیم و تاخیر کا قول کیا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ تمام نحویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں اور محاورات قرآنی بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ واوٗ عاطفہ میں ترتیب ضروری نہیں۔ دیکھو واللّٰہ اخرجکم من بطون امھاتکم لاتعلمون شیئاً وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ (نحل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمھیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واوٗ عاطفہ ہے اور مضمون اخراج من بطون الامہات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے اور مضمون جعل السمع والابصار والافئدۃ ذکر میں موخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔ اور دیکھو ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ (بقرہ) وقولوا حطۃ وادخلوا الباب سجداً (اعراف) سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بدخول الباب ذکر میں مقدم ہے اور مضمون امر بقول حطۃ ذکر میں موخر ہے اور سورۂ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر برعکس ہے۔ اور ہر دو آیتوں میں واوٗ عاطفہ ہے۔ اگر واوٗ عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری ہو تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا۔ وھو کما تری۔ اور عقل بھی یہی فیصلہ کرتا ہے کہ اس آیت میں بر تقدیر تفسیر ممیتک تقدیم و تاخیر ہے کیونکہ اگر متوفیک کا وقوع پہلے فرض کیا جائے اور رافعک الی سے

متوفیک کے معنی ممیتک کئے ہیں۔ اور ۱ عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے۔ اور ۲ ابوھریرہ کے متعلق جو میں نے کہا ہے اسے آپ نہیں سمجھے۔ عبارت پر غور کریں۔ آپ ۳ میرے پرچہ میں ابن مریم کے لیے کلا کا لفظ نہیں دکھا سکتے۔ یہ

(بقیہ) رفع روحانی مراد لی جائے تو علاوہ مخالفت قواعد عربیت کے یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مقرب الٰہی ہیں اور بعد الموت ہر ایک مقرب الٰہی کی رفع روحانی تو ضرور ہوتی ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ورافعک الی کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے۔ ۱۲ امرتب۔

۱ اسلامی مناظر نے بوجہ تنگی وقت مرزا صاحب کا ایک فقرہ نقل کیا۔ اب تفصیلاً نقل کی جاتی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں "ھو الذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کلہ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔" (چشمہ معرفت ص ۸۲) دیکھو مرزا صاحب کے یہ فقرے "چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا" تا "یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا" قادیانی مناظر کے اس فقرہ "اور عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے" کی صاف طور پر تردید کرتے ہیں۔ ۱۲ امرتب

۲ قادیانی مناظر نے حضرت ابو ہریرہ سے جو مراد ہے کیوں اب بیان نہیں کی۔ ۱۲ امرتب

۳ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ لکھا ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے تہذیب کو جواب دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا ہے۔ دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں لکھا کہ "قادیانی مناظر نے کلا لکھا ہے" بلکہ یہ لکھا ہے کہ "قادیانی مناظر نے کلا کہا ہے"۔ ۱۲ امرتب

شخص الزام جو آپ نے مجھ پر لگایا۔

اب آپ کے اعتراضوں کے جواب دے کر میں چند[1] اعتراضات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ کیا تمام انبیاء میں سے صرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر مقرب ملائکہ میں مع جسم عنصری زندہ قرار دینا کمال صفائی سے تمام انبیاء پر ان کی فضیلت ماننا نہیں ہے؟

۲۔ وہ آسمان پر اٹھانے جانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کے

[1] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں ان اعتراضات کے متعلق اتنا لکھا ہے کہ قادیانی مناظر نے جو نمبر دیگر قریباً ۲۲ باتیں لکھی ہیں یہ محض خیالی اور وہمی باتیں ہیں جو شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کے سراسر خلاف ہیں کیونکہ یہ باتیں نہ قرآن کریم سے مستنبط ہیں اور نہ حدیث سے اور نہ اقوال صحابہ سے اور نہ قواعد عربیت سے بلکہ عقل و نقل ان کی تردید کرتے ہیں دیکھیے ہم نمبر وار ان کی منہاج نبوت پر تردید کرتے ہیں۔

۱۔ فضیلت کا سبب بروئے قرآن و حدیث کمال عبودیت ہے نہ مقرب ملائکہ میں ہونا۔ یہی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ کیونکہ ملائکہ میں فقط قوت ملکیہ ہے قوت بہیمیہ نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لایعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون تو ملائکہ کی یہ تعریف نہیں ہوسکتی کہ وہ جرم نہیں کرتے کیونکہ ان میں جرم کرنے کی قوت ہی نہیں جیسا کہ عنین کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ زنا نہیں کرتا کیونکہ عنین میں زنا کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور جیسا مفلوج کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ چوری نہیں کرتا کیونکہ مفلوج میں چوری کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور انسان میں چونکہ قوت ملکیہ اور قوت بہیمیہ دونوں ہیں اس لیے جو انسان قوت بہیمیہ کی خواہشات کو ترک کر کے قوت ملکیہ کی خواہشوں کو پورا کرے اور عبودیت میں کمال پیدا کرے وہ انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود انسان ہونے کے تمام انسانوں سے عبودیت میں زیادہ کمال پیدا کیا ہے اس لیے وہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

۲۔ محبوبیت کی علت کمال عبودیت ہے نہ آسمان پر اٹھائے جانا۔ یہی وجہ ہے کہ

نزدیک زیادہ محبوب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی زیادہ حفاظت کی گئی۔

۳۔ ان کو دوبارہ بھیجنے سے ان کی روحانیت اور قدسیت زیادہ ماننی پڑتی ہے کیونکہ جس کا کام اعلیٰ ہو اسی کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ اتنی دیر تک رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا خدا تعالیٰ اور مسیح نیا نہیں بنا سکتا تھا؟

۵۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا؟ اور ساتویں آسمان پر کیوں نہیں لے گیا کیا ان میں کوئی نقص باقی تھا؟

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محبوبیت مطلقہ ہے جیسا کہ فاتبعونی یحببکم اللہ سے ظاہر ہے اور جو محبوب اللہ ہوتے ہیں وہ دنیا میں مخلوق کے لیے اسوۂ حسنہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خدا کے راستے میں دکھ دیئے جاتے اور ستائے جاتے ہیں تاکہ صفت صبر کا بھی ظہور ہو۔ ۱۲ مرتب

۳۔ یہ سوال ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ اہل فارس وروم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرف باسلام نہیں ہوئے تو اگر خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع کے زمانہ میں وہ مشرف باسلام ہو جائیں تو لازم آئے گا کہ خلفاء کی روحانیت وقدوسیت زیادہ ہے تو ایسے قائل کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کی کاروائی چونکہ تاسیس نبوی کی ترقی ہے اور اس بنیاد ڈالی ہوئی کی تعمیر ہے اس لیے وہ بعینہ نبوی کاروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے ویسا ہی پیشگوئی آیت لیظھرہ علی الدین کلہ والی آخری خلیفہ نبوی یعنی مسیح ابن کے مریم زمانہ میں متحقق ہوگی۔ کیونکہ مسیح ابن مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر اور خلیفہ نبوی ہو کر تاسیس نبوی کی تعمیر کریں گے۔ اس وجہ سے یہ تعمیر بعینہ تعمیر نبوی ہوگی۔ ۱۲ مرتب

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لایسئل عما یفعل وھم یسئلون (انبیاء) یعنی اس اللہ سے اس کے متعلق پوچھا نہیں جاتا جو وہ کرتا ہے اور ان سے پوچھا جائے گا۔ ۱۲ مرتب

۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لایسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ ۱۲ مرتب

۶۔ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جن انبیاء کو معراج میں دیکھا۔ اور جن کی وفات پر قرآن مجید میں کوئی نص موجود نہیں۔ زندہ نہ مان لیا جائے۔

۷۔ مسیح کی شبیہہ بنانے میں کیا حکمت تھی۔ کیا یہود صرف پیچھا چھوڑانا مقصود تھا؟

۸۔ اس شخص کا جو مسیح کی بجائے مصلوب ہوا قرآن وحدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے آپ حدیث صحیح مرفوع متصل نہیں کوئی ضعیف مرفوع متصل ہی پیش کریں۔

۹۔ اس فعل میں کہ حلیہ بدل کر ایک دوسرے شخص کو مروانے میں کیا حکمت

۶۔ جیسا کہ ملاقات موتی موجب موت نہیں ویسا ہی ملاقات احیاء مستلزم حیات نہیں۔ انبیا کی حیات سے تو قادیانی جماعت متنفر ہے۔ اور ہم اسلامی جماعت کو تو اس نبی کی حیات کے ساتھ ایمان ہے۔ جس کی حیات کی قرآن کریم یا حدیث نبوی شہادت دیں۔ ۱۲ مرتب

۷۔ مسیح ابن مریم کے شبیہ بنانے میں یہ حکمت تھی کہ یہود کو جو مسیح ابن مریم کے قتل کرنے کے لیے آئے ان کو سزا دی جائے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین (آل عمران) یعنی یہود نے (عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایک تدبیر کی کہ آپ کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان یہود میں سے ہی ایک شخص کو مصلوب کرا کے قتل کروایا) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ ۱۲ مرتب

۸۔ قرآن کریم میں اتنا ذکر ہے کہ مسیح ابن مریم کا شبیہ مصلوب ہوا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم اور اسی کے ساتھ ہمارا ایمان ہے۔ اور اس شبیہ کی شخصیت معلوم کرنی ضروری نہیں۔ ۱۲ مرتب

۹۔ اس فعل میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت وتدبیر محکم تھی کہ جو لوگ ایک مقرب الٰہی کو بے گناہ قتل کرنے کے ارادے پر آئے انہی میں سے ایک شخص کو انہی کے ہاتھوں سے مصلوب کرادیا۔ ۱۲ مرتب

تھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے بعید ہے کہ اس کی طرف کوئی لغو کام منسوب کیا جائے۔
پھر اس میں بھی سنئے کہ وہ کون تھا (۱) حواری تھا (۲) منافق (۳) طیطاؤس (۴) یہودیوں کا چوکیدار تھا (۵) کوئی شخص تھا (۶) ایک پر شبیہ ڈالی گئی (۷) جماعت پر شبیہ ڈالی گئی؟ اگر یہ واقعہ ہوا تھا تو اس میں زمین وآسمان کے فرق پائے جانے کی کیا وجہ ہے؟

۱۰۔ کیا خدا تعالیٰ کو یہود سے اتنی محبت تھی۔ کہ ان کی خاطر خدا تعالیٰ نے کسی اور کو مسیح کا ہم شکل بنا کر ان کو خوش کر دیا؟

۱۱۔ کوئی پیارے کو شکل کی ہتک نہیں کرتا۔ اگر کسی کے باپ کی تصویر پر پیر رکھ دیں تو وہ لڑنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے کی شکل کو دوسرے کو دے کر کیوں اس کی بے قدری کی۔

۱۲۔ جب وہ یہود کی طرف رسول تھے اور خدا نے ان کو چھپا لیا۔ اور اس کی بجائے ایک اور شخص کو مسیح کی شکل دی جسے انھوں نے مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکا کر مار دیا تو یہود عند اللہ مجرم نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے مسلمات سے یہی بات تھی کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔

۱۰۔ خدا تعالیٰ کو یہود سے محبت نہ تھی بلکہ ان کو اس وجہ سے کہ انھوں نے ایک مقرب الٰہی کے قتل کا ارادہ کیا سزا دینی مقصود تھی۔ ۱۲ مرتب

۱۱۔ اس شبہ ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود نہ تھا کہ مسیح ابن مریم کی بے قدری کی جائے بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تدبیر محکم کے ساتھ سزا دی جائے واللہ خیر الماکرین۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ یہ عجیب وہم ہے کیونکہ یہود تو اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انھوں نے مسیح ابن مریم کے جو مقرب الٰہی ہے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور شبیہ کا مصلوب ہونا یہ تو سزا کا رنگ ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۳۔ ایسے ملعون شخص کو جو مسیح کا دشمن تھا بندر اور سور کی شکل دینی چاہیے تھی۔ نہ کہ اپنے پیارے مسیح کی جو اس کا محبوب تھا۔ جیسے ومنهم من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير سے ظاہر ہے۔

۱۴۔ جب ان کی مدت کل چالیس سال زمین میں پہلی اور آخری ملا کر ہے۔ تو وہ بنی اسرائیل کی طرف بقول آپ کے صرف تین برس تک رہے۔ پھر آسمان پر وہ ہزار سال تک اٹھائے گئے تو انہیں رسولاً الی بنی اسرائیل نہیں کہنا چاہیے بلکہ رسولاً الی اهل السماء کہنا چاہیے۔

۱۳۔ وكان الله عزيزاً حكيماً اور ان الله على كل شئ قدير۔ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور قدرتیں غیر متناہی و غیر محدود ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جب ایک موقعہ پر حکمت اور تجلی قدرت کا جس رنگ میں ظہور ہو تو دوسرے موقعہ پر بھی حکمت اور تجلی قدرت اسی رنگ میں جلوہ گر ہو کیونکہ كل يوم هو فى شان ۱۲ مرتب

۱۴۔ مسیح ابن مریم کی عمر کتنی بھی ہو وہ رسولاً الی بنی اسرائیل کے منافی نہیں۔ اور قادیانی مناظر کا یہ فقرہ (بلکہ رسولاً الی اهل السماء کہنا چاہیے تھا) عجیب جہالت ہے کیونکہ اہل سما یعنی فرشتے مکلف ہی نہیں جیسا کہ اس آیت میں وحملها الانسان انه كان ظلوماً جهولاً۔ یعنی انسان اس لیے مکلف ہے کہ اس میں کمال بالفعل نہیں اور کمال حاصل کرنے کی اس میں قوت ہے کیونکہ ظلوم وہ ہے جس میں عدل بالفعل نہ ہو اور عدل کے حاصل کرنیکی اس میں قوت ہو۔ اور جہول وہ ہے جس میں علم بالفعل نہ ہو اور علم کے حاصل کرنے کی اس میں قوت ہو یعنی انسان اس لیے مکلف ہے کہ اس میں قوت ملکیہ صفت بہیمیہ دونوں ہیں۔ اور چونکہ باقی حیوانوں میں فقط قوت بہیمیہ ہے قوت ملکیہ نہیں اور فرشتوں میں فقط قوت ملکیہ ہے بہیمیہ نہیں اس لیے جیسا کہ باقی حیوانات غیر مکلف ہیں ویسا ہی فرشتے بھی غیر مکلف ہیں۔ اور رسول اہل تکلیف کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ نہ غیر اہل تکلیف کی طرف۔ پس ثابت ہوا کہ قادیانی مناظر کا فقرہ مذکورہ عجیب جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۵۔ نیز آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کو کمزور ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ کمزور ہی چیز کو چھپایا کرتا ہے۔ اور نیز آیت کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی کے بھی خلاف ہے۔

۱۶۔ مسیح میں وہ کونسی خاص صفت ایسی تھی۔ جو آسمان پر جانے کی متقاضی تھی اور دوسرے انبیاء میں وہ نہیں پائی جاتی۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ ما بہ الامتیاز کونسی صفت ہے۔ اور پھر وہ صفت اچھی ہے یا بری۔ اگر بری ہے تو وہ آسمان پر لے جانے کی باعث نہیں ہو سکتی۔ اگر اچھی تو رسول اللہ اس سے کیوں محروم رہے ہم تو

۱۵۔ مسیح ابن مریم کے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ یہ رفع الی السماء کامل القدرۃ والے کے سوائے کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نیز یہ رفع کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی کے بالکل مطابق ہے کیونکہ یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول یعنی مسیح ابن مریم غالب ہوئے اور مسیح ابن مریم کو ایسا غلبہ ہوا کہ اخیر زمانہ میں خدا تعالیٰ اسی مسیح کو زمین پر نازل کرے گا۔ اور وہ مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ ہو کر تجدید اسلام کرے گا اور اسی مسیح کے ہاتھ پر اہل الملۃ الیہودیہ مشرف باسلام ہوں گے۔ یہ کیسا اعلیٰ غلبہ ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۶۔ مسیح ابن مریم میں نفخ جبریلی کی ایک جزوی خصوصیت ہے جس کی وجہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور یہ جزوی خصوصیت فضیلت کلی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فضیلت کلی کی علت کمال عبودیت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک لہ ہے ویسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک لہ ہیں۔ اور قادیانی مناظر نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند اشعار درج کئے ہیں۔ ان کے متعلق میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اشعار نہ مرزا صاحب نے دلی اعتقاد و اخلاص سے کہے ہیں اور نہ ہی قادیانی جماعت کو ان اشعار کے مضامین کے ساتھ اعتقاد ہے۔ بلکہ ایسے اشعار اسلامی جماعت کو شکار کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں ورنہ مرزا صاحب یہ اشعار کیوں کہتے۔

کربلائیست سیر ہر آنم ☆ صد حسین است در گریبانم ☆ آدمم نیز احمد مختار ☆ در برم جامہ ہمہ ابرار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء مانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

یاعین فیض اللّٰہ والعرفان ☆ یسعی الیک الخلق کا لظمان

وواللّٰہ ان محمداً کردافۃ ☆ وبہ الوصول بسد السلطان

اور بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ☆ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم ☆ یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

اور تمت علیہ صفات کل مزیۃ وغیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ہی تمام کمالات کے جامع ہیں۔

۱۷۔ مسیح کے دو ہزار سال میں ان کے قویٰ میں تغیر ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو دو ہزار برس میں جوان کی حالت ہو گئی ہو گی اس کا اندازہ کر لیجئے۔ اور اگر

آنچہ داداست ہر نبی را جام ☆ داد آں جام را مرا بتمام ☆ آنچہ من بشنوم ز وحی خدا ☆ بخدا پاک دانمش زخطایا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم ☆ از خطاہا ہمیں ست ایمانم ☆ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ☆ من بعرفان نہ کمترم زکسے (درثمین ص ۱۸۷) اور نیز۔ منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا ☆ منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد (تریاق القلوب ص ۳) اور اسلامی جماعت کا بااخلاص یہ ایمان ہے۔

فاق النبیین فی خلقٍ و فی خلقٍ ☆ ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

و کلھم من رسول اللّٰہ ملتمس ☆ غرفا من البحر اور شفا من الدیم

وکل آی اتی الرسل الکرام بھا ☆ فانما اتصلت من نورہ بھم

فانہ شمس فضل ھم کو اکبھا ☆ یظھرن انوار ھاللناس فی الظلم ۔۱۲ مرتب

۱۷۔ مسیح ابن مریم کے دو ہزار سال میں ان کے قویٰ کو قائم رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے باہر نہیں۔ درحقیقت یہ استعجاب ان اللہ علی کلی شیئی قدیر پر ہے۔ ۱۲ مرتب

نہیں تو کیوں؟

۱۸۔ مسیح کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے سے کیا فائدہ تھا۔ زمین پر کیوں نہ رکھا گیا تا کہ ان سے مخلوق خدا کو بھی فائدہ پہنچتا۔ خصوصاً جبکہ فرمایا و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔

۱۹۔ اگر تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے تو آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کے خلاف ہوگا۔ یہ نہیں کہ یہ وعدہ کسی وقت میں ہو گا بلکہ الی یوم القیمة کے الفاظ پر غور کر لیں۔

۲۰۔ اور علم فزیالوجی کے ماتحت ذی حیات چیز کے لیے پاور آف ایک کریشن اور پاور آف اسی وی میلیشن کا پایا جانا ضروری ہے مگر وہ اس وقت دونوں مسیح میں نہیں پائی جاتیں۔

۲۱۔ اگر مسیح دنیا میں دوبارہ آئیں تو وہ تمام جہان کی طرف رسول ہو کر آئیں

۱۸۔ قرآن کریم میں ہے لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون۔ اور ما موصولہ غالباً غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

۱۹۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچوں میں واضح کر دیا ہے کہ الی یوم القیامة ہر چہار واقعات کے متعلق ہے۔ جس کی تائید آیت لیظهره علی الدین کله کرتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۰۔ انسان اور انسان کے قوی اور قوی کے افعال اور کیلوس و کیموس ہونا اور خون کا بدل ما تحلل بننا یہ سب چیزیں اس قادر مطلق کی مسخر اور محکوم ہیں۔ اور جیسا کہ وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی کو بذریعہ مادی غذا کے قائم رکھتا ہے ویسا ہی وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی بذریعہ غذا غیر مادی قائم رکھ سکتا ہے دیکھو حدیث لست کاحد کم یطعمنی ربی و یسقینی۔

۲۱۔ دو امر قابل توجہ ہیں اول یہ کہ رسولاً الی بنی اسرائیل میں حصر نہیں ورنہ عبارت یوں ہوتی۔ الی بنی اسرائیل رسولاً۔ اور دوسرا یہ کہ مسیح ابن مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مجدد ہو کر تشریف لائیں گے۔ ۱۲ مرتب

گے۔ تو یہ رسولاً الی بنی اسرائیل کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ وہ کہیں گے کہ میں تمام جہان کی طرف رسول ہوں۔ اور قرآن مجید کہے گا ورسولاً الی بنی اسرائیل۔

۲۲۔ پھر یہ سوال بھی ہوگا کہ مسیح کی موت نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام اہل کتاب ایمان نہ لائیں۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن تک سب یہود ایمان نہیں لائیں گے۔ پس ثابت ہوگا کہ مسیح کی وفات قیامت کے بعد ہوگی۔

پس یہ [1] بائیس سوال ہیں جو میں نے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب دے کر پیش کیے ہیں۔ اور نیز چھ [2] سوال اور باقی وہ سوالات جو میرے پہلے پرچوں میں آچکے ہیں ان کے جوابات دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ آپ کی یہ [3] طاقت نہیں کہ آپ ان کا جواب دے سکیں۔ پس حیات مسیح کا مسئلہ ایک ایسا

۲۲۔ یہ جان بوجھ کر قرآن کریم کے ساتھ ہنسی ہے۔ ۱۲ مرتب

[1] ان بائیس وہمی سوالوں کی تردید عقل اور نقل کے ساتھ کی گئی ہے۔ اب ناظرین پر روشن ہو گیا ہے کہ جیسا کہ قادیانی مناظر نے اپنے پہلے پرچوں میں جابجا شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کی خلاف ورزی کی ہے ویسا ہی ان بائیس وہمی سوالوں میں اس نے شرطین مذکورین سے تجاوز کی ہے۔ اور نیز خیالی اور وہمی باتیں پیش کرنے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قادیانی مذہب کی بناء خیال اور وہم پر ہے نہ عقل اور نقل پر۔

[2] چھ ڈھکوسلے بصورت سوال بھی آپ پیش کر دیتے انشاء اللہ عقل اور نقل کے ساتھ ان کا بخیہ ادھیڑا جاتا ہے۔ ۱۲ مرتب

[3] روئداد مناظرہ دیکھنے سے ناظرین یہ فیصلہ کریں گے کہ جواب دینے کی اسلامی مناظر کو طاقت نہیں یا قادیانی مناظر میں جواب دینے کی استعداد ہی نہیں۔ ۱۲ مرتب

مسئلہ ہے جس پر کئی سوا اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں۔ اور عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ ہمارا نبی زندہ ہے اور تمھارا نبی مردہ۔ اور قرآن مجید کہتا ہے کہ مردے اور زندے ۲ برابر نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح افضل ہیں۔ اور ۳ کفارہ کی بھی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ محض موت کو وہ کفارہ کا باعث نہیں مانتے بلکہ صلیبی موت کو۔ اور پھر اس کا آسمان پر جانا وغیرہ باتیں ان کے عقائد کی تائید کرتی ہیں۔ اور اگر مطلق موت نہیں تو جب بھی وہ مریں تو کفارہ ثابت ہو

۱ واقعی جن لوگوں کو ایمان بالقرآن والحدیث نہیں ان کو اس مسئلہ حیات مسیح ابن مریم پر کئی سو خیالات باطلہ اور توہمات کاذبہ پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ قرآن کریم کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جن کی روحانیت زندہ ہے اور وہ لوگ جن کی روحانیت مردہ ہے برابر نہیں اور قرآن کریم کا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ زندہ ہیں وہ فوت شدہ سے افضل ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ مولوی جلال الدین صاحب شمس جو زندہ ہیں مرزا صاحب سے افضل ہوں جو فوت شدہ ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳ ناظرین انصاف کیجئے۔ دیکھو یہ قادیانی مناظرہ کیا کہتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم بذریعہ صلیب فوت ہوئے ہیں۔ اور قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ صلیب سے اتر کر کچھ عرصہ کے بعد حتف انفہ کی موت کے ساتھ فوت ہوئے ہیں۔ عیسائیوں اور قادیانی جماعت کے درمیان اگرچہ مسیح ابن مریم کی موت کے اسباب میں اختلاف ہے۔ لیکن نفس موت میں متفق ہیں۔ اور اسلامی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم پر موت آئی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھالیا۔ ہے اور وہ اب تک زندہ ہے اور قرب قیامت میں نزول فرما کر تجدید اسلام کریں گے۔ چونکہ کفارہ کی بنا مسیح ابن مریم کی موت پر ہے۔ اس لیے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت کو تسلیم کیا گیا ہے کفارہ کی بیخ کنی کرتا ہے یا وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت سے بالکل انکار کیا گیا ہے کفارہ کی بیخ کنی کرتا ہے۔

جائے گا اور ہمارا عقیدہ کہ طبعی موت سے وہ وفات پا چکے ہیں کفارہ کو جڑھ سے کاٹ دیتا ہے سچ فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔

ا۔ قدمات عیسیٰ مطرقاً ونبینا حی و ربی انه و افانی

کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ ہو۔ جس کا مذہب زندہ ہو۔ لیکن مسیح خود وفات پا چکے۔ اس کی قوم روحانیت کے لحاظ سے مر چکی۔ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ۲ زندہ نبی ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ ۳ فافہم۔

پریزیڈنٹ۔ حاکم علی بقلم خود۔ مناظر جماعت احمدیہ۔ جلال الدین شمس

(بقیہ) اسی کفارہ کی بیخ کنی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں بلکہ ان کو زندہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ صلیبی سے پہلے آسمان کی طرف اٹھالیا ہے۔ نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی۔ ۱۲ مرتب

ا قادیانی مناظر کا مرزا صاحب کے اشعار کو جا بجا پیش کرنا شرائط مناظرہ کی کس قدر خلاف ورزی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) قیامت تک زندہ نبی ہیں اور تمام دنیا میں یہی ایک کامل انسان ہے اس لیے اسلامی جماعت ان کو خاتم النبیین اعتقاد کرتی ہے اور ان کے ظل نبوت سے خارج ہو کر کسی متنبی کے زیر سایہ ہونا ایسا سمجھتی ہے جیسا کہ آگ جلتی ہوئی شعلہ زن میں داخل ہونا۔ لیکن افسوس کہ قادیانی جماعت زبانی تو یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور کوئی نہیں۔ لیکن اعتقاد خاتم النبیین کا انکار کر کے مرزا صاحب کو نبی سمجھتی ہے۔ اور ایسے زندہ نبی اور انسان کامل کے ظل ظلیل سے خارج ہو کر متنبی کے زیر سایہ ہونا اعلیٰ درج کی ضلالت وشقادت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ذالک ھو الفوز العظیم سے محروم ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳ فافہم کے ساتھ شاید قادیانی مناظر نے یہ امر کیا ہے کہ اے اسلامی مناظر تو سمجھ لے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی لساناً کہہ رہا ہوں نہ اعتقاداً۔ ۱۲ مرتب

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء پرچہ نمبر ۴

از مفتی غلام مرتضٰی صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتناً انک انت العلیم الحکیم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللّٰہ والرسول۔

مجھے افسوس ہے کہ باوجود میرے مناظر صاحب کے جواب نہ دے سکنے کے پھر بھی وہ شرائط سے باہر ہو کر ادھر ادھر کی باتیں غیر متعلقہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ میں نے رفع الی اللہ کے معنی رفع الی السماء کئے اور میرے مناظر صاحب نے رفع الی اللہ کی کوئی مثال پیش نہیں کی اور دیگر مثالوں کو پیش کر کے رفع کے لیے اور معنی ثابت کئے بیان کو کیسا مفید ہو سکتا ہے۔ دیکھئے کہ قرآن کریم میں بعل کا معنی زوج ہے مگر اتدعون بعلاً میں بت مراد ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں اسف کا معنی حزن ہے مگر فلما اسفونا کا معنی فلما اغضبونا ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں کنز سے مراد مال ہے مگر کنز جو سورۃ کہف میں ہے اس سے مراد صحیفہ علم ہے۔ وغیرہ وغیرہ جیسا کہ پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ میں نے بل ابطالیہ کے مقتضا کو اور قصر قلب کے مقتضا کو لے کر فقرہ بل رفعہ اللّٰہ الیہ سے ابن مریم کی حیات ثابت کی۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی جواب مطابق شرائط نہیں دیا۔ اور ہر چہار ضمائر کے معرفہ ہونے کے لحاظ اور ان کا

مرجع ایک ابن مریم زندہ بعینہٖ ہونے کے لحاظ سے بھی میں نے حیات ابن مریم کو ثابت کیا مگر میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی جواب عنایت نہیں فرمایا۔ ہاں صنعت استخدام کا نام لے کر ایک شعر پڑھ دیا ہے لیکن علم بدیع کی طرف توجہ نہیں کی۔ البدیع ھو علم یعرف به وجوہ تحسین الکلام بعد رعایة المطابقة ووضوح الدلالة۔ تو صنعت استخدام اس جگہ مراد نہیں ہو سکتی جہاں اس کے اختیار کرنے سے مطابقت اور وضوح کے خلاف ہو۔ اور نیز قرینہ کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ شبوہ میں۔ اور قواعد نحو کے مطابق لیومنن سے استقبال مراد ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے قواعد نحوی کے رو سے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور قرآن کریم اور حدیث صحیح اور اقوال صحابہ اور لغت عرب اور صرف اور نحو اور معانی اور بیان اور بدیع امور مفسرہ قرار دیئے گئے تھے۔ اور میرے مناظر صاحب نے تو عجیب کام کیا ہے کہ کبھی توریت کا نام لیتے ہیں اور کبھی کسی تابعی کا ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں اور کبھی آیات کو ان کے غیر مصداق پر پیش کر کے اس کو ان آیات کا مصداق قرار دیتے ہیں جیسا کہ کلا میں کہا گیا۔[۱] اور کبھی جرثقیل کا

[۱] یہاں لفظ کہا گیا ہے نہ لکھا گیا۔ ۱۲ مرتب

مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں۔ اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ۲ شروع کر دیتے ہیں۔

جو فی الحقیقت ہماری توہین ہے۔ اس لیے مطابق ۳ جزاء سیئة سیئة مثلھا۔ الخ ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ تو ظالموں کا ذکر ہے اور تیز ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ موعود تو اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ اور شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام قرآن سے وفات ثابت نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم سے حیات ثابت ہوتی

۲ قادیانی مناظر نے یہ تقریر کی کہ قرآن کریم میں ہے کہ حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمة ھو قائلھا۔ الخ یہ آیت عیسیٰ کو واپس نہیں ہونے دیتی بلکہ یہ کلا مسیح کے لیے کلا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ وغیرہ میں اس کے متعلق یہ لکھا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کو قرآن کریم نے جلیل القدر نبی قرار دیا ہے۔ ہم مطابق آیت جزاء سیئة سیئة مثلھا اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ آیت ظالموں کے حق میں ہے۔ اور نیز اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا تو قرآنی دلائل سے قطعاً ثابت ہے۔ اس لیے وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح یعنی مرزا صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے اس آیت کا وہ مصداق ہیں اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ یعنی برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی ہے۔ ۱۲ مرتب

ہے۔اور کوئی آیت حیات کی مخالف نہیں۔اور انمتنی جب مطابق آیت لیا گیا تو پھر کیا اعتراض ہے۔اور فلما توفیتنی کی آیت کے الفاظ میں غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث قول ہے نہ علم۔اور اذا الاغلال کی مثال اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے لیے۔اور ماضی بکثرت بمعنی استقبال آتی ہے۔ونفخ فی الصور وغیرہ اور جب توفی بمعنی نیند اور موت ہے تو اس قدر تشبیہ کے لیے کافی ہے۔کہ دونوں میں معنی قبض روح کے ہوں اور ایک میں قبض مع الارسال ہونا اور دوسرے میں قبض مع الامساک ہونا تشبیہ کے خلاف نہیں۔

جراحات ا لسنان لها التیام ولا یلتام ماجرح اللسان

اور قد خلت من قبله الرسل میں سنة الله التی قدخلت کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔اگر ہم بخوشنودی مناظر صاحب ان کے معنی مال لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول ۲ نہیں۔پس موجبہ کلیہ نہ

۱ یعنی نیزوں کے زخم مل جاتے ہیں اور جو زبان زخم کرے وہ نہیں ملتے۔دیکھو اس شعر میں کلمات کو جرح کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور مابہ التشبیہ مطلق تاثیر ہے نہ خاص تاثیر جرح۔۱۲مرتب۔

۲ کیونکہ قدخلت من قبله الرسل میں بروئے قواعد نحو من قبله خلت کے متعلق ہے۔۱۲مرتب

ہوا۔اور تلک امة قد خلت میں بھی کوئی دلیل نہیں ا۔ ابوبکر کے متعلق

خصوصیت سے ہم نے جواب دیا نہ کہ دوسرے مقاموں کا اور روح القدس بھی

بوجہ اقنوم ثالث ہونے کے معبودات باطلہ میں داخل ہے۔

اور والذین عام لفظ ہے۔ اور اموات غیر احیاء میں اموات کی تاکید غیر احیاء سے کی۔ اسی لیے کہ یہاں ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے کانا یاکلان الطعام میں سبحان اللہ کیا گل کھلایا گیا۔ ہم نے تو یہی بات کہی ہے کانا کی ماضی بوجہ مریم کے ہے اور مریم کی اس تعبیر برنگ تذکیر میں تغلیب ہے۔ تو مناظر صاحب ہماری بات بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔ اور۲ یامریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین سے صاف ثابت ہے کہ جیسا ہماری نماز کے ارکان قیام رکوع سجود وغیرہ ہیں ویسا ہی عیسوی نماز میں۔ اور اس بحث میں میں نے جو حنانا من لدنا وزکوۃ کو پیش کیا اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور یہ اعتراض کہ بہت جگہ زکوۃ سے صدقہ مفروضہ مراد ہے یہ اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ہر جگہ یہی مراد ہو اور من بعدی میں اس آیت کو ملاحظہ فرمادیں۳ واتخذو قوم موسیٰ من بعده من حلیهم عجلاً جسداً له

ا کیونکہ جہاں فقرہ تلک امة قد خلت ہے وہاں پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں اور جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے قد خلت نہیں۔ قرآن کریم نکال کر سورۂ بقرہ میں ملاحظہ کریں۔ ۱۲ مرتب

۲ یعنی اے مریم فرمانبرداری کر واسطے رب اپنے کے اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔ ۱۲ مرتب

۳ یعنی اور بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے پیچھے موسیٰ کے اپنے زیوروں سے بچھڑا محض ایک جسم جس سے آواز نکلتی تھی۔ دیکھو اس آیت میں من بعدہ سے مراد من بعد غیبوبة موسیٰ ہے نہ کہ من بعد موت موسیٰ۔ اور جیسا کہ اس آیت میں اثبات ہے ویسا ہی آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد اثبات ہے۔ ۱۲ مرتب

خوار سبحان اللہ لانبی بعدی کو اور من بعدی کو ایک نظر سے دیکھا۔ جناب من! لانبی بعدی میں بوجہ ہونے نکرہ غیر نفی میں مرزا صاحب کی نبوت کا بطلان ہوتا ہے یہ فقرہ مشتمل بر نفی ہے اور من بعدی مشتمل بر اثبات ہے۔ ذرا غور کریں۔ اگر بات نہ بنے تو ویسا بلا سمجھے سوچے کچھ کہہ دینا مفید نہیں۔ اور من نعمرہ میں اعطاء عمر و تنکیس کا بیان ہے۔ پس بس۔ اور حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ الخ آیت بل رفعه الله الیه کے بالکل برخلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا جواب آپ نے کوئی نہیں عطا فرمایا۔ معراج کی حدیث ابن ماجہ جو میں نے پیش کی ہے اس کا کوئی جواب دینے کی [1] ضرورت بھی نہیں کیونکہ اس میں عیسیٰ ابن مریم کا نزول بعینہٖ ثابت ہے اور ایسا ثابت ہے کہ جس کا جواب کوئی نہیں۔ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فرق سمجھتا ہوں آپ امتحان کرکے [2] دیکھ لیں۔ اور حدیث کیف تهلک امة انا اولها والمهدی اوسطها والمسیح اخرها میں میرے پر الزام لگایا گیا ہے کہ یہ شیعوں کا اعتقاد ہے۔ جناب من! ہم ہر حیثیت سے امامیہ صاحبان کے مخالف نہیں بلکہ اس امر میں اتفاق ہے کہ امام مہدی عیسیٰ کے وقت تشریف لاویں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے کہ اب پیدا ہو چکے ہیں یا نہ۔

دستخط مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط مولوی غلام محمد پریزیڈنٹ اسلامی جماعت۔ از گھوٹہ ضلع ملتان

[1] یعنی چونکہ قادیانی مناظر کے پاس اس حدیث ابن ماجہ کا کوئی جواب نہیں اس لیے مجبوراً قادیانی مناظر کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ۱۲ مرتب

[2] کیونکہ عرج فیها بروح عیسیٰ الخ میں اضافت بیانی ہے۔ اے ای عرج بالروح الذی هو عیسیٰ جیسا کہ عرج کے لفظ سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء پرچہ نمبر ۵

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.

رب اشرح لی صدری و یسرلی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی۔

ا؎ آپ مجھ پر افسوس کرتے ہیں۔ لیکن جناب مفتی صاحب آپ کو افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ آپ کی حالت پر مجھے افسوس آتا ہے کیونکہ یہ پرچہ میرے تیسرے پرچہ کے جواب میں تھا نہ کہ چوتھے یا دوسرے پرچہ کے جواب میں کہ آپ نے حیات مسیح کی دلیل لکھنی شروع کر دی۔ اہل علم آپ کو کیا کہیں گے سوائے اس کے کہ وہ کہیں کہ مفتی صاحب گھبرا گئے تھے اور کچھ نہیں کہیں گے دیکھیے یہی بیان آپ کے تیسرے پرچہ میں موجود ہے اور اسی کو آپ دوہرا رہے ہیں۔

۲؎ میں نے آپ کی تمام توجیہات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے توڑ دیا اور قرینہ

ا؎ قادیانی مناظر کو مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر ۱ کا شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں آیا جیسا کہ روئداد مناظرہ سے روشن ہے۔ اس لیے گھبرا کر اور حیا کو دور کر کے اسلامی مناظر کو گھبراہٹ کا الزام لگا رہا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ کے سوائے کوئی نئی بات بطور دلیل پیش نہیں کی بلکہ بطور تردید اور قادیانی مناظر نے گھبرا کر اپنے پرچہ نمبر ۱ کے سوائے میں بھی نئی دلیلیں پیش کی ہیں۔ مثلاً حضرت ابن عباس کی تفسیر ممیتک جو متوفیک کے ذیل میں لکھی ہے حالانکہ یا عیسیٰ انی متوفیک الخ کو قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں نہیں پیش کیا۔ ۱۲ مرتب

۲؎ سبحان اللہ قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی توجیہات کو اس طرح توڑا ہے کہ قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق وہ کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اس لیے گھبرا کر اس قادیانی مناظر نے توریت کو پیش کیا جو یہود کی محرف اور منسوخ شدہ کتاب ہے۔

بھی بتا دیا۔ اور بلؔ کے لفظ سے جو آپ تضاد ثابت کرتے ہیں اس کو لے کر بھی آپ کے معنوں کی تردید کر دی۔ اور ایل ترقی کے لیے ہوتا ہے۔ کوئی شرط نہیں ہے آپ اپنی طرف سے بڑھا رہے ہیں۔

میں خوب جانتا تھا کہ آپ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید نے جو دلائل وفات مسیح پر دیئے ہیں۲ کوئی نہیں جو انہیں توڑ سکے۔ آپ کی منطق دانی کی کیفیت تو میں تیسرے پرچے میں لکھ چکا ہوں۔ اب آپ کی صرفی قابلیت لفظ۳ امیتنی سے ظاہر ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ نے غلطی سے نہیں لکھا۔ بلکہ آپ کے

(بقیہ) اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس توریت کا ایک نسخہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ توریت کا نسخہ ہے حضور علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا پس عمر رضی اللہ عنہ نے توریت کو پڑھنا شروع کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر تم کو کیا ہو گیا۔ دیکھتے نہیں کہ حضور کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو خوف زدہ ہو کر کہنے لگے اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دیناً و بمحمد نبیاً۔ پس آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر موسیٰ ظاہر ہو اور مجھے ترک کر کے اس کی اتباع کرو تو یقیناً تم صراط مستقیم سے گمراہ ہوتے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتا اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتا تو ضرور وہ بھی میری اتباع کرتا۔ رواہ الدارمی (مشکوۃ)۔ یہ توریت وہ محرف منسوخ شدہ کتاب ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنا نہیں چاہا۔ لیکن قادیانی مناظر نے اس توریت کو اپنی تائید میں پیش کیا۔ اور افسوس کہ اس کتاب محرف منسوخ شدہ نے بھی اس بیچارے قادیانی مناظر کی امداد نہ کی کیونکہ قادیانی مناظر نے توریت سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے اور توریت کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے آفتاب ہو (استثناء ۲۱ ص ۳۰۳) ۱۲ مرتب۔

۱ یہ کمی علم کا نتیجہ ہے جیسا کہ ظاہر ہو چکا ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے تمام دلائل وفات کو توڑ دیا ہے جیسا کہ روئداد مناظر سے روشن ہے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا محض تحکم ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ قادیانی مناظر کا امتنی اور امیتنی پر زور دینا یہ اس کی شکست و مغلوبیت کی دلیل ہے کیونکہ قادیانی

علم میں ہی یہی ہے۔ اور علم صرف میں آپ کی تعلیمی حالت بہت کمزور ہے۔
حاضرین کو میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مفتی صاحب کو بار بار کہا گیا کہ
آپ پرچہ میں سے اپنے الفاظ اماتت یمیت باب جس کی ماضی توفیتنی کے
مقابلے میں امیتنی ہو گی نہ امتنی کیونکہ موت کا لفظ مظاعف نہیں بلکہ اجوف
ہے۔ پڑھیں۔ مگر آپ نے نہیں پڑھے۔ لہذا مجبوراً مجھے ہی ان کی ڈیوٹی ادا کرنی
پڑی ہے۔ سنئے مفتی صاحب۔ اس سے ایک تو آپ کی قرآن دانی کا بھی پتہ لگ
گیا۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی کہ ربنا امتنا اثنتین و
احییتنا اثنتین کیا قرآن مجید میں امیتنا ہے یا امتنا۔ پھر روح المعانی میں آیت فلما
توفیتنی کے ماتحت اس کے معنی امتنی لکھے ہیں نہ کہ امیتنی۔ کتاب ہمارے پاس
موجود ہے۔ اگر آپ کسی مبتدی سے بھی اس کی گردان کرائیں گے تو وہ بھی بتا
دے گا کہ امات اماتا اماتوا اماتت اماتتا امتن۔ امت۔ جب مذکر واحد مخاطب
کے صیغہ پر آئے گا تو امت کہے گا۔ نہ امیت اور ادغام کا بھی شاید آپ کو قاعدہ
معلوم نہیں رہا کہ ادغام کس وقت ہوتا ہے اگر آپ صرف کی کوئی ابتدائی کتاب
بھی پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ لفظ امتنی ہے نہ امیتنی۔ توفیتنی کے
متعلق میں پہلے پرچہ میں بالوضاحت لکھ چکا ہوں۔ نیز اذ الاغلال کی مثال صرف
اذ کے لیے تھی۔ کہ وہاں اذ آیا ہوا ہے۔

(بقیہ) مناظر ایسا کوئی مضمون پیش نہیں کر سکا جو موضوع مناظرہ سے چسپاں ہو کر یہ ظاہر کرے کہ اسلامی مناظر اس کا جواب نہیں دے سکا اور اس کے متعلق قادیانی مناظر کے پرچہ نمبر ۳ کے حاشیہ میں تفصیل کی گئی ہے اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں یہ بھی لکھا ہے اور امتنی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ۱۲
مرتب

یا اس لیے کہ جب اذا[1] وہ فعل ماضی پر داخل ہو تو اس کے معنی استقبال کے ہوتے ہیں۔ جب اہل علم اس مناظرہ کو دیکھیں گے تو وہ آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ اور تشبیہ[2] موت اور نیند میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میں بتا چکا ہوں کہ توفی جب بغیر قرینہ منام اور لیل وغیرہ کے استعمال ہو تو اس کے معنی نیند کے نہیں ہوتے۔ دوسرے حدیث میں حالات امت بیان کر کے آپ نے فرمایا ہے کہ میں وہی کلمات کہوں گا (جو مسیح نے کہے)

اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں سنۃ اللّٰہ التی قد خلت کو پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیا سنۃ بھی ذی روح ہے۔ چاہیے تھا کہ آپ مثال ایسی پیش کرتے کہ جس میں خلا کا لفظ ذی[3] روح کے لیے آیا ہوتا۔ ہم نے جو قرآن مجید سے مثالیں پیش کی ہیں ان میں ذوی الارواح پر خلت کا لفظ آیا ہے۔ آپ[4] فرماتے ہیں کہ میں تلک امۃ قد خلت میں موت مراد نہیں ہے۔ بہت

[1] اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ اذا استقبال کے لیے بھی آتا ہے فسوف یعلمون اذ الاغلال فی اعناقھم۔ اس عبارت سے دو امر ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ مثال فقط اذ کی ہے نہ ماضی کی۔ اور دوسرا یہ کہ اذ ماضی کے لیے بھی آتا ہے اور استقبال کے لیے بھی۔ جب اہل علم مناظرہ کو پڑھیں گے تو قادیانی مناظر کے فہم و ادراک پر افسوس کریں گے۔ ۱۲ مرتب

[2] اس کی کافی تردید اسلامی مناظر اپنے پرچہ نمبر ۴ میں کر چکا ہے۔ جس کی توضیح حاشیہ میں کی گئی ہے۔ قادیانی مناظر ویسا بلا ربط باتیں لکھ دیتا ہے۔ ۱۲ مرتب

[3] قادیانی مناظر سخت اضطراب و گھبراہٹ میں ہے کیونکہ اس کو اتنا بھی یاد نہیں رہا کہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں دلیل قد خلت من قبلہ الرسل کی تردید کرتے ہوئے یہ مثال پیش کی ہے۔ واذا خلوا الی شیاطینھم جس میں فاعل ذی روح ہے۔ ۱۲ مرتب

[4] قادیانی مناظر کا اضطراب موجزن ہے کیونکہ وہ اسلامی مناظر کو مخاطب کر کے اپنے پرچہ نمبر ۵

ہی عجیب ہے۔ کیا پہلے جن کا ذکر ہے وہ آسمان پر چلے گئے تھے یا وفات پا چکے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ اگر موجبہ کلیہ ہی مان لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت رسول نہیں ہیں۔ اور پھر پرچہ کے علاوہ آپ تقریر میں بیان فرماتے ہیں کہ من قبلہ کو صفت الرسل کی بنانا صحیح نہیں۔ کیونکہ صفت موصوف سے مقدم نہیں آتی۔ لیکن میں کہاں تک مفتی صاحب کو نحو سکھاؤں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ فاعل کے متعلق لکھا ہے۔ والاصل فی الفاعل ان یلی الفعل ولھذا جاز ضرب غلامہ زید و امتنع ضرب غلامہ زیداً کافیہ ہی پڑھ لیا ہوتا۔ پس الرسل جو خلت کا فاعل ہے۔ اور اصل فاعل میں یہ ہے کہ وہ فعل سے ملا ہوا ہو۔ اس لیے یہاں صفت محلا موخر ہے اور یہ جائز ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی

(بقیہ) میں یہ لکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تلک امۃ قد خلت میں موت مراد نہیں۔ اور اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۳ میں اس طرح ہے۔ "اور تلک امۃ قد خلت وغیرہ میں بھی کوئی دلیل نہیں۔" دیکھو اسلامی مناظر کی عبارت میں یہ فقرہ (موت مراد نہیں) کہاں ہے۔ بلکہ اسلامی مناظر کی اس عبارت کا (کوئی دلیل نہیں) یہ مطلب ہے کہ جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ذکر ہے وہاں قد خلت نہیں اور جہاں قد خلت ہے وہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ ۱۲ مرتب

قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی تحریر و تقریر کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ اگر خلت کے معنی مات کئے جائیں اور الرسل کا الف لام استغراقی تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ بروئے ترکیب نحوی الرسل کی صفت ولغت نحوی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ صفت ولغت نحوی تابع کا قسم ہے اور جو تابع ہو وہ ذکر میں متبوع سے موخر ہوتا ہے جیسا کہ تابع کی تعریف سے ظاہر ہے۔ التابع کل ثان ای کل متاخر (کافیہ وشرح جامی ص ۱۷۷) اور جب من قبلہ الرسل کی بروئے ترکیب نحوی صفت نہ ہو سکی تو وہ خلت کے متعلق ہوگا۔

صفت مقدم آئی ہے۔ جیسے صراط العزیز الحمید اللہ۔ پس آپ نے کافیہ نہیں تو قرآن مجید کو ہی پڑھ لیا ہوتا۔ اور میں نے لکھا تھا کہ روح القدس اموات میں تینوں باتوں کی وجہ سے شامل نہیں ا ہے۔ باقی تمام معبودانِ باطلہ جن کے متعلق تینوں باتیں ثابت ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ فرماتے ہیں غیر احیاء کا لفظ لانے سے ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے۔ ٹھیک ہے۔ معبودیت ان کے

(بقیہ) جس کا یہ معنی ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں وھو کما تری۔ اور قادیانی مناظر نے جو کافیہ کی عبارت پیش کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ فاعل کا اصل محل فعل کے ساتھ متصل ہے۔ جس کی وجہ سے ضرب غلامہ زید میں زید ضمیر مجرور کا مرجع ہو سکتا ہے اور اس سے یہ مراد لینی بالکل غلط ہے کہ صفت ولغت نحوی بھی فاعل سے ذکر میں مقدم ہو سکتی ہے جیسا کہ قادیانی مناظر کو خبط ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے اردو اور انگریزی خوانوں کو دھوکا دینے کے لیے کافیہ کے محض الفاظ یاد کیے ہوئے ہیں۔ اور صراط العزیز الحمید اللہ میں العزیز الحمید اللہ کی صفت ولغت نحوی نہیں۔ بلکہ العزیز الحمید مبدل منہ ہے۔ اور اللہ بدل ہے۔ اب یہ امر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ قادیانی مناظر کو نہ کافیہ آتا ہے اور نہ ہی قرآن کا فہم وادراک ہے۔ ۱۲ مرتب

ا اسلامی مناظر نے جن باتوں کا مکمل طور پر جواب دے دیا ہے۔ قادیانی مناظر عام لوگوں کو مغالطہ دینے کے لیے پھر پھر بیان کرتا ہے۔ و الذین یدعون الخ عام ہے۔ اور الاعتبار لعموم اللفظ لا لخصوص المورد۔ ۱۲ مرتب

اللھم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ و من سعی فیہ۔

مردہ ہونے سے ہی باطل ہوگئی اور غیر احیاء نے اموات کے لفظ کی تفسیر کردی۔

اور آیت کانا یاکلان الطعام میں جو اۤتغلیب آپ نے لکھی تھی وہ حضرت مریم کے لحاظ سے تھی۔ اور اب آپ نے تسلیم کرلیا کہ تغلیب مسیح کے لحاظ سے ہے کیونکہ مقصود بالذات انہی کا ذکر ہے کہ وہ پہلے کھانا کھاتے تھے۔ لیکن اب نہیں کھاتے۔

اور آیت کانت من القانتین اور وارکعی مع الراکعین سے ہمارے استدلال پر بالکل زد نہیں پڑسکتی۔

آپ ۲ فرماتے ہیں کہ حناناً من لدنا وز کوٰۃ کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت میں کیوں ذکر کرتا۔ شرط میں لکھا ہے۔ قرآن مجید کی قرآن مجید سے تفسیر کی جائے گی۔ لہذا میں نے اس سے تفسیر کی۔ کہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا جہاں کہیں قرآن مجید میں اکٹھا ذکر آیا ہے وہاں مالی زکوٰۃ ہی مراد ہے۔

اور ۳ ابن ماجہ کی حدیث کا میں پہلے پرچہ میں جواب دے چکا ہوں۔ کہ

۱ قادیانی مناظر سخت گھبرا کر ادھر ادھر ہاتھ مار رہا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اصل مطلب بالکل صاف ہے کہ مریم اور ابن مریم دونوں سے تعبیر کرنے کے وقت تذکیر کو تانیث پر غلبہ کر کانا کلان الطعام کہا گیا اور کانت من القانتین اور وارکعی مع الراکعین کبھی کانا یا کلان کے نظائر ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ سبحان اللہ زکوٰۃ کی تفسیر میں آیت حناناً من لدنا و زکوٰۃ کو پیش کرنا یہ تفسیر القرآن بالقرآن نہیں تو اور کیا ہے۔ اور لفظ صلوٰۃ کے صدقہ مفروضہ میں کثرت استعمال سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں لفظ صلوٰۃ ہو وہاں اس سے صدقہ مفروضہ ہی مراد ہو۔ ۱۲ مرتب

۳ اسلامی مناظر نے سنن ابن ماجہ کی وہ حدیث تردید میں پیش کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ بن مریم کی زبانی ان کا نزول بعینہٖ بیان فرماتے ہیں۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو مردوں کی جماعت میں دیکھا۔ عجیب بات ہے کیونکہ مردوں کی صحبت صحبت کرنے والے کی موت کو مستلزم نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب مردوں میں شامل ہوتے تو فوت ہو جاتے۔ ۱۲ مرتب

جب بخاری کی حدیث ثابت کرتی ہے کہ مسیح مردوں میں شامل ہیں تو یہ حدیث اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور بخاری کی حدیث [۱] امامکم منکم بھی اس کے خلاف ہے اور اس کی تردید کرتی ہے۔ [۲] من نعمرہ میں دوامی عمر قطعاً مراد نہیں۔ اور [۳] حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ کا جواب میں پہلے پرچہ میں دے چکا ہوں۔ اور بڑے بڑے ائمہ نے اسے حدیث تسلیم کیا ہے۔ اس سے آپ نے مان لیا کہ اس سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔

اب رہی [۴] حدیث کیف تھلک امة انا فی اولها والمهدی فی وسطها وعیسیٰ بن مریم فی اخرها اس حدیث میں امت کے وسط میں

[۱] بیان ہو چکا ہے کہ و امامکم منکم حال ہے جو غیریت کو چاہتا ہے۔ ۱۲ مرتب

[۲] اسلامی مناظر نے کہا ہے کہ اس سے مراد عمر ہے اور یہ نہیں کہا کہ دوامی عمر مراد ہے۔ ۱۲ مرتب

[۳] قادیانی مناظر کے پیغمبر لکھتے ہیں۔ "یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر در حقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ در حقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو (تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۶) دیکھو پیغمبر تو قرآن پر فیصلہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے اور اس کا امتی قرآنی ثبوت دینے سے عاجز ہو کر ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں پر زور دے رہا ہے۔ طرفہ یہ کہ ان سے بھی اس کا دعویٰ وفات مسیح ثابت نہیں ہوتا۔ ۱۲ مرتب

[۴] یہ حدیث بروئے الفاظ اس طرح ہے۔ کیف تھلک امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اخرها (مشکوٰۃ) اور اسلامی مناظر نے بھی اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس حدیث کو انہی الفاظ کے ساتھ لکھا ہے۔ امامیہ کا ذکر کرنا یہ قادیانی مناظر کا ڈھکوسلہ ہے جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

مہدی کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ حضرات شیعہ صاحبان کے عقائد کی طرح آپ کا عقیدہ قرار دینے کی وجہ میں پہلے پرچہ میں لکھ چکا ہوں۔ اور سنیوں کی طرح ہمارا یہ فتویٰ نہیں کہ ان سے کھانا پینا اور ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ حضرت مسیح موعود سب کے متعلق فرماتے ہیں۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہدار　　　کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

۲۔ رہا نبوت کے متعلق۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو مسیح ناصری کے نزول کو مانتے ہیں وہ اسے نبی بھی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ حجج الکرامہ میں لکھا ہے فانہ وان کان خلیفة فی الامة المحمدیة لکنه رسول و نبی کریم علی حالہ

۱۔ قادیانی مناظر جابجا شرائط مناظرہ سے تجاوز کر رہا ہے۔ اسلامی مناظر کا یہ فتویٰ نہیں بلکہ اس کا یہ فتویٰ ہے کہ ولاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومناً۔ اور قادیانی جماعت کے ہی تنگ دلی کے خلاف اسلام فتوے ظاہر ہو چکے ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب نے جو خط عبدالحکیم خان صاحب کو لکھا۔ اس میں یہ فقرہ ہے۔ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" اور میاں محمود صاحب خلف رشید مرزا صاحب رسالہ تشحیذ الاذہان کے صفحہ ۱۳۹ پر یہ لکھتے ہیں۔ "تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اس لیے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے ہم ان کو کافر کہیں گے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظر تو فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول کے مطابق مناظرہ کر رہا ہے اور قادیانی مناظر شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کر کے حجج الکرامہ کی عبارت پیش کر رہا ہے۔ اصل بات یہ کہ نبوت کے دو رخ ہیں بطون اور ظہور۔ ظہور میں انقلاب آسکتا ہے نہ بطون میں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو بطون میں انقلاب نہ ہوگا بلکہ ظہور میں انقلاب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر بذریعہ قرآن کریم تجدید اسلام فرمائیں گے۔ ۱۲ مرتب

لا کما یظن بعض الناس لنہ یاتی واحداً من ھذہ الامۃ بدون نبوۃ ورسالۃ اور انبیاء سے نبوت کا چھینا جانا آیت ذالک بان اللّٰہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا مابانفسھم اور سنیوں کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ پس اب اہل دانش فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی نبی آنا چاہے تو اس امت سے یا بنی اسرائیل سے۔ ظاہر ہے کہ مطابق آیت وازواجہ امھاتھم اور مطابق عقائد اسلامیہ کل رسول ابو امتہ آنحضرت ہمارے باپ۔ اور مطابق حدیث بخاری الانبیاء اخوۃ علات۔ حضرت عیسیٰ ہمارے چچا ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت کسے ملنی چاہیے۔ عقل۔ نقل۔ قانون رواج شریعت سب یہی کہتے ہیں کہ بیٹا وارث ہوگا نہ چچا۔ پس نبی کا آنا تو آپ بھی مانتے ہیں اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ وہ (آنے والا مسیح) نبی اللہ ہوگا۔ پس ہماری بات کہ آنے والا اسی امت سے ہوگا صحیح ہے۔

ہمارے تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور [۲] قرآن مجید اور احادیث سے ان کی وفات ثابت ہے۔ اور ان کی وفات

[۱] قادیانی مناظر جہلاء کے لیے تو ملمع سازی کر سکتے ہیں لیکن فضلاء کے لیے ان کا مغالطہ موثر نہیں ہو سکتا۔ سنئے جناب مناظر صاحب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حیثیت سے کہ بعد النزول وہ مومن بالقرآن ہوں گے اور قرآن پر عامل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مستفیض ہوں گے۔ اور بذریعہ قرآن تجدید اسلام کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹے ہوں گے نہ چچے۔ ۱۲ مرتب

[۲] قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق اپنے پرچہ نمبر ا میں وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم سے دس دلیلیں پیش کی ہیں جو درحقیقت مغالطات ہیں۔ کیونکہ نو دلیلیں تو ایسی ہیں جن میں مسیح ابن مریم کی وفات کا ذکر تک نہیں۔ اور ایک پہلی دلیل اگرچہ ایسی ہے

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [1] افضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی واسطے مسیح موعود فرماتے ہیں۔

قدمات عیسیٰ مطرقا و نبینا حی و ربی انہ و افانی

کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ۔ جس کا دین زندہ ہو۔ لیکن عیسائیت مرچکی۔ عیسائی بلحاظ دین مرچکے۔ اور حضرت عیسیٰ کا کام ختم ہو چکا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تازہ کرنے کے لیے آپ کے [2] خادم ہی آئیں گے نہ کوئی اور۔ پیارو۔ آنے والا آچکا اور اس نے اپنے مقابل پر بلایا۔ اور اس نے توفی کے لفظ کے متعلق ایک [3] ہزار روپیہ انعام دیئے

(بقیہ) جس میں مسیح ابن مریم کی وفات کا ذکر ہے۔ لیکن اس دلیل کے متعلق قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم قیامت سے پہلے وفات پاچکے ہوں گے آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور پھر بھی اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کی شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اجمالی اور تفصیلی طور پر پوری تردید کی ہے جیسا کہ روئداد مناظرہ سے روشن ہے۔ اور ویسا ہی حال پانچ حدیثی دلیلوں کا ہے۔ اور اسلامی مناظر نے دو قرآنی دلیلیں اور دو حدیثی دلیلیں اپنے پرچہ نمبر ا میں اپنے دعوے حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے بیان کی ہیں۔ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر ایسے استدلال کیے ہیں جن کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ ناظرین پڑھ کر خود فیصلہ کریں گے۔ ۱۲ مرتب

[1] اسلامی مناظر نے یہ بات مدلل کر دی ہے کہ علت افضیلت کمال عبودیت ہے نہ عمر کا زیادہ ہونا۔ ۱۲ مرتب

[2] کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں امتی اور خادم ہونے کی قابلیت نہیں۔ ۱۲ مرتب

[3] یہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کے لیے سخت مغالطہ ہے۔ کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ توفی باب تفعل سے ہو اور فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں وہاں ضرور قبض کے معنی ہوتے ہیں۔ اگر اس کے برخلاف کوئی دکھائے تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

کا وعدہ دیا۔ مگر کسی کو جرات نہ ہوئی۔ کہ وہ اس انعام کو حاصل کر سکے۔ پس اب جب وفات ثابت ہوگئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی ثابت ہوگئی۔ پس ۲؎ یاد رکھو کہ مسیح کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے اور کوئی آسمان سے نہ

(بقیہ) تو اردو خوان اور انگریزی خوان سمجھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اور بوجہ عربیت سے ناواقف ہونے کے یہ نہیں سمجھتے کہ توفی مع القیود المذکورہ سے قبض روح کے معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت توفی یعنی یا عیسیٰ انی متوفیک ای ممیتک اور آیت تخاطب یعنی فلما توفیتنی ای امتنی ۔وفات مسیح ابن مریم کو ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ آیت توفی سے برتقدیر تفسیر ممیتک بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور آیت تخاطب سے برتقدیر تفسیر امتنی جیسا حیات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی ویسا ہی وفات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی جو مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

۱؎ پس جب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا میں حیات مسیح ابن مریم قرآن کریم سے ثابت کر دی تو حسب تحریر مرزا صاحب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہوئے۔ ۱۲ مرتب

۲؎ یہ کیسا ڈھکوسلہ بدیہی البطلان ہے کیونکہ قیامت کا وقوع سب اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے اور تمام اہل اسلام کو قیامت کے وقوع کے ساتھ اس لیے ایمان ہے کہ مخبر صادق اور قرآن کریم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے۔ اگر قادیانی مناظر کے اس ڈھکوسلے کو صحیح مانا جائے تو قیامت کا وقوع بھی باطل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یوں کہہ سکتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ قیامت کا وقوع محض جھوٹا خیال ہے۔ قیامت کوئی نہ ہوگی۔ قیامت کے ماننے والے جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی قیامت کو نہ دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ دراز گزر چکا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر قیامت واقع نہیں ہوئی۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ قیامت نہیں ہوگی۔ اور قیامت کا وقوع حق واجب الایمان ہے پس ثابت ہوا کہ یہ ڈھکوسلہ باطل ہے۔ قادیانی مناظر کے تمام پرچے ایسی ہی خیالی اور وہمی باتوں سے ہی بھرے ہوئے ہیں۔ ۱۲ مرتب

اترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہ دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ وہ بھی حضرت مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دوسرے رنگ میں آ گئی۔ مگر حضرت عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترے۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔'' اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اور اگر مفتی صاحب[۱] ابھی ایک مثال جس میں کہ توفی باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول ذی روح ہو اور اس کے معنی بجسدہ العنصری آسمان پر لے جانے کے ہوں پیش کریں۔ تو میں ابھی نقد پچاس روپیہ مفتی صاحب کو انعام دوں گا۔ قرآن مجید۔ حدیث یا لغت سے پیش کریں۔ اب میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔

اے ہمارے قادر خدا۔ ہماری عاجزانہ دعائیں

[۱] یہ عوام کے لیے مغالطہ ہے ورنہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ میں توفی سے رفع جسمانی ثابت کرتا ہوں۔ بلکہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ سے بلحاظ بل ابطالیہ وقصر قلب یہ امر ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ۱۲ مرتب

سن لے اس قوم کے کان اور دل کھول دے

اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ جو ہر ایک طاقت اور قدرت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین۔

والسلام علی من اتبع الھدی۔

مناظر۔ جلال الدین شمس۔ مولوی فاضل۔

حاکم علی پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء پرچہ نمبر ۵

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول۔

حضرات سامعین! یہ میرا آخری پرچہ ہے آپ کو میں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے رفع الی اللہ اور بل ابطالیہ اور قصر قلب! بل رفعہ اللہ

اس کی تشریح یہ ہے کہ آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ سے اسلامی مناظر نے شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر چند باتیں قطعی طور پر ثابت کر دی ہیں۔ پہلی یہ کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھائے جانا ہے۔ اور اس تفسیر کی تائید میں دو حدیثیں اور ایک آیت اور عقلی شہادت پیش کی گئی

الیہ سے لے کر اور لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ اور مرجع ابن مریم ہونا لیؤمنن بہ قبل موتہ سے لے کر ان سپاہیوں سے ایک لشکر تیار کیا۔ اور پھر میں نے ان کو

(بقیہ) ہیں اور ہر اس تفسیر کی تائید میں مرزا صاحب کا قول پیش کیا گیا ہے اور دوسری یہ کہ اس آیت میں بقرینہ نفی بل ابطالیہ ہے اور بل ابطالیہ میں یہ ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان دونوں وصفوں کے درمیان تنافی وضدیت ہو دیکھو آیت ام یقولون بہ جنۃ بل جائھم بالحق (مومنون) اور آیت ویقولون ائنا لتار کوا الھوتنا لشاعر مجنون بل جاء بالحق (صافات) اور آیت وقالوا تخذ الرحمن ولداً سبحانہ بل عباد مکرمون (انبیاء) پس بل ابطالیہ کے مقتضا کے لحاظ سے یہ ثابت ہوا کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے کیونکہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہے یعنی قتل المسیح اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہے یعنی رفع المسیح ان دونوں وصفوں کے درمیان تنافی وضدیت اسی صورت میں متصور ہوتی ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الیہ سے بصورت زندگی رفع جسمانی مراد لی جائے۔ اور اگر رفع روحانی مراد لی جائے۔ تو قتل المسیح اور رفع المسیح کے درمیان تنافی وضدیت نہ ہوگی۔ اور قادیانی مناظر اس بل ابطالیہ کے استدلال کا شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئداد مناظرہ سے روشن ہے اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور تیسری یہ کہ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسری وصف کا ملزوم نہ ہو تا کہ مخاطب کا اعتقاد متکلم کے اعتقاد کے برعکس متصور ہو۔ اور قصر قلب کا یہ مقتضی بھی اسی صورت میں پورا ہوتا ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے۔ کیونکہ اگر رفع روحانی مراد لی جائے تو چونکہ مسیح ابن مریم مقربین سے ہے اس لیے قتل المسیح کو رفع المسیح لازم ہوگا اور یہ قصر قلب کے خلاف ہے۔

ہتھیار مطابق شرائط جنگ مناظرہ پہنا کر میدان میں بھیجا۔ الحمد للہ کہ اس میرے لشکر زبردست کا فریق مخالف مقابلہ نہ کر سکا۔ بلکہ اس نے شکست کھائی۔ میں نے یہ ہتھیار نہایت کوشش سے تیار کیے تھے۔ اور ادو خادم یعنی دو حدیثیں بھی اس لشکر کو

(بقیہ) اور قادیانی مناظر اس قصر قلب کے استدلال کا بھی شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئداد مناظرہ سے واضح ہے۔ اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں انشاء اللہ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا اور اس دلیل وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں یہ خوبی ہے کہ یہ قرآن کریم کا فقرہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام وذکر ہے اور رفعہ صیغہ ماضی کا ہے اور یہ جملہ خبریہ تنجیزیہ ہے۔ اور مرزائی جماعت جو مغالطات برنگ دلائل پیش کرتے ہیں ان میں قرآن کریم کا ایسا فقرہ کوئی نہیں جو ان صفات مذکورہ کا جامع ہو۔ اور آیت وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کے متعلق اسلامی مناظرہ نے شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر چند امور ذکر کیے ہیں۔ اول یہ کہ تمام نحویوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ ہو اور ابتداء میں لام تاکید ہو اس فعل مضارع سے زمانہ استقبال اور خبر دینی مراد ہوتی ہے جیسا لیومنن میں۔ دوسرا یہ کہ موتہ کی ضمیر کا مرجع مسیح ابن مریم ہے۔ ایک سیاق کلام کے لحاظ سے اور دوسرا مولوی نور الدین صاحب نے بھی اس ضمیر کا مرجع مسیح ابن مریم کو قرار دیا ہے جن کی مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ اور تیسرا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی کو ثابت کرتی ہے کہ موتہ کی ضمیر کا مرجع مسیح ابن مریم ہے۔ اور ان امور مذکورہ کے لحاظ سے آیت وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کا یہ مطلب ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجودہ وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ قادیانی مناظر اس دلیل کا بھی شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے مطابق کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئداد مناظرہ سے روشن ہے۔ ۱۲ مرتب

!! اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں قرآنی دلائل کے علاوہ دو حدیثیں بھی پیش کی ہیں۔

رسد پہنچا کر تقویت دے رہی تھیں۔ اور پھر یہ بات قابل غور ہے کہ امنطوق دلائل

(بقیہ) ایک ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله الخ اور دوسری لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً۔ الخ اور ان دونوں حدیثوں سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ سے حقیقی معانی مراد ہیں نہ مجازات کیونکہ بروئے قواعد فن بیان مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت متعذر ہو۔ اور مرزا صاحب ان حدیثوں میں حقیقت کے امکان کے قائل ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ''بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں (ازالہ اوہام ص ۶۹۸) اور لحاظ قانون فن بیان اور مرزا صاحب کے تسلیم امکان ان دو حدیثوں سے بھی حیات مسیح ابن مریم ثابت ہوگئی۔ اور قادیانی مناظر ان حدیثوں کا بھی شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کے مطابق کوئی جواب نہیں دے سکا جیسا کہ روئداد مناظرہ سے واضح ہے۔ ۱۲ مرتب

۱ قادیانی مناظر نے جو وفات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے مغالطات برنگ دلائل پیش کیے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے اور مسیح ابن مریم کی شخصیت کا ان میں کوئی ذکر نہیں۔ جیسے ویوم نحشرهم جمیعًا ثم نقول للذین اشرکو امکانکم انتم و شرکائکم فزیلنا بینهم وقال شرکائهم ما کنتم ایانا تعبدون فکفی بالله شهیداً بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین (یونس) اور وما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم. اور والذین یدعون من دون الله لایخلقون شیئاً وهم یخلقون اموات غیر احیاءٍ وما یشعرون ایان یبعثون. اور فیها تحیون و فیها تموتون و منها تخرجون. ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین. اور الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً و امواتاً اور ومن نعمره ننکسه فی الخلق افلا یعقلون. اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلاً یعلم بعدٌ علم شیئاً۔ (حج)

کا عام دلائل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھو والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء میں حاملہ اور غیر حاملہ اور شوہر دیدہ اور شوہر نا دیدہ اور حائضہ اور غیر حائضہ سب داخل ہیں۔ لیکن یہ آیت عام ان آیات خاص کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ یا ایھا

(بقیہ) اسلامی مناظر نے ان آیات عامہ کے تفصیلی جوابات دے کر پھر اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اجمالی و اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے۔ جس کی توضیح یہ ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ عام دلیل خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو المطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء یعنی مطلقہ عورتوں کے لیے عدت تین حیضیں ہیں۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ شوہر دیدہ اور شوہر نا دیدہ حائضہ اور غیر حائضہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیضیں ثابت ہوتی ہے۔ اور دیکھو یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدة تعتدونھا۔ یعنی اے ایمان والو جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو اور پھر قبل مس ان کو مطلقہ کر دو تو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں۔ یہ مطلقہ شوہر نا دیدہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے۔ اور دیکھو اللتی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثة اشھر واللتی لم یحضن و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (یعنی وہ عورتیں جن کی وجہ کبرسنی کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی عدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے یہاں یہ عام دلیل ان خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکی بلکہ اس عام دلیل کے حکم سے شوہر نا دیدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں اور دیکھو انا خلقنا الانسان من نطفة اور خلقه من تراب۔ ویسا ہی چونکہ آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه اور آیت و ان من اھل الکتاب الا لیومنن به قبل موته حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے لیے خاص منطوق دلیلیں ہیں۔ یہ عام دلائل پیش کردہ قادیانی مناظر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے عام دلائل کا یا اجمالی و اصولی

الـذيـن امنوا اذا نكحتم المومنات ثم طلقتمو هن من قبل ان تمسـوهن فـمالكم عليهن من عدة تعتدونها. اور والـلـتي يئسن من المحيض من نسـائـكـم ان ارتبتـم فـعدتهن ثلثة اشهر واللائي لم يحيضن و اولات الاحـمـال ان يـضعن حملهن ۔اور آپ جو تاریخ نبوت بیان کرتے ہیں ۔وہ

(بقیہ) طور پر جواب دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے مختوم محمد صدیق صاحب امیر جماعت احمدیہ کے فہم و ادراک پر کہ انھوں نے اپنے اشتہار میں یہ لکھا ہے۔ ”طلاق اور حیض والی عورتوں کے مسائل سنانے شروع کر دیئے۔ غیر متعلقہ مسائل کے بیان کرنے سے سمجھدار طبقہ پر ظاہر ہو گیا کہ مفتی صاحب سخت گھبرا گئے ہیں اور ان کا علمی ذخیرہ ختم ہو گیا۔ تب ہی تو حیات مسیح کے مسئلہ کو چھوڑ کر حیض اور طلاق کے مسائل بیان کرنے لگ گئے۔“ انتہی۔ اب اہل علم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر کا یہ مضمون حسب قول مختوم صاحب غیر متعلقہ ہے یا موضوع مناظرہ کے ساتھ چسپاں و مربوط ہے۔

مختوم صاحب اس فہم و ادراک میں معذور ہیں کیونکہ ان کی علمی بضاعت اسی قدر ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اور ان کے مریدین بیان کرتے ہیں وہ ہمارے اوپر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم ان کو مفتری اعتقاد کرتے ہیں اور اسلامی مناظر نے مرزا صاحب کی تین کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ چشمہ معرفت، ازالہ اوہام، براہین احمدیہ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کتابوں کی تصنیف کے وقت مرزا صاحب کی کیسی حالت تھی۔ مرزا صاحب اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں۔ ”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ (ص ۳۱۷) اور مرزا صاحب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔ ”اور فرمان جعلناک المسیح ابن مریم نے اس کو در حقیقت وہی بنا دیا ہے و کان اللہ علی کل شیئ قـدیـرا اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (ص ۱۷۵)

ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ الہام نے مرزا صاحب کو نبی بنایا ہے اس لیے جب سے وہ ملہم ہیں اسی وقت سے نبی ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں جو شرائط کے مخالف نہیں اور ابن اعباس کا متوفیک سے ممیتک مراد لینا اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ابن عباس کے نزدیک عیسیٰ مر چکے ہیں بلکہ اسی آیت انی متوفیک الخ سے رفع جسمانی ثابت ہوتی ہے اور الرافع کا معنی اعزاز دہندہ کو یہ۲ منافی نہیں کہ رفع جسمانی بھی مراد لی جائے یا رفع روحانی ہی مراد لی جائے۔ اور۳ اتنی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے۔ اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ اور۴ فقرہ حدیث ثم رفعت الی سدرۃ المنتھی میں ظاہر ہے کہ گو فاعل مذکور نہیں لیکن یہ رفع فی الحقیقت من جانب اللہ ہے جو اس لحاظ سے فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہے۔ اور انی مھاجر الی ربی وغیرہ میں رفع الی اللہ

(بقیہ) اور اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت بطور الزام نہیں پیش کی جیسا کہ اس نے اپنے پرچہ نمبرا میں تصریح کی ہے۔ اور اگر بطور الزام پیش کی جائے تو پھر بھی شرط نمبرا کے خلاف نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت الہام ہے اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب ملہم تھے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت الہام ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہلے اقرا باسم ربک الذی خلق کا وحی ہوا تو اسی وقت نبوت کا شروع ہو گیا نہ یہ کہ قرآن کے کثیر حصہ کے نزول کے بعد نبی بنے۔ تو اس لحاظ سے جب مرزا صاحب کا دعوے نبوت ہے تو ان کو اور ان کے مریدوں کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب جب سے ملہم ہیں تب سے ہی اپنے زعم میں نبی ہیں۔ ۱۲ مرتب

۱اس کا بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب ۲ کیونکہ کنایت اور حقیقت دونوں معاً مراد ہو سکتی ہیں۔ ۱۲ مرتب ۳ اسلامی مناظر نے جب یہ فقرہ لکھ دیا ہے تو تمام مناظرہ میں سے اسی بات پر زور دینا یہ قادیانی مناظر کی شکست کی دلیل ہے۔ ۱۲ مرتب ۴ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ ۱۲ مرتب

کا ذکر نہیں بلکہ ہجرت الی اللّٰہ یا فرار الی اللّٰہ وغیرہ۔ اور ثم اتموا الصیام الی اللیل سے صاف ظاہر ہے کہ رات ہوتے ہی افطار کیا جائے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ تمام رات گزار کر اخیر جزو رات میں افطار کیا جائے۔ تو یہی حال رفع الی اللّٰہ یعنی رفع الی السماء کا ہے۔ اور مطابق فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون جب وقولھم انا قتلنا المسیح سے یہود کا اعتقاد معلوم ہے تو پھر توریت کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے اور استثنا باب ۲۱ ص ۳۰۳ میں درج ہے کہ مجرم مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ نہ کہ مطلق مصلوب۔ اور ابن مریم کا بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آنا اس کے منافی نہیں کہ مجدد ہو کے اخیر زمانہ میں آئے۔ اور میرے مناظر صاحب نے جو کئی ایک نمبر دے کر قریباً ۲۲ باتیں لکھی ہیں ان کا قرآن کریم کے لفظوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا فرض تھا کہ پہلے مضمون لکھتے اور پھر اس پر آیت قرآنی یا حدیث نبوی پیش کرتے۔ اور معراج کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عیسٰی کو دیکھنا اس سے موت لازم نہیں آتی اور لکن شبہ لھم کے قصہ کو آپ نے کیوں چھیڑ دیا۔ ہم نے تو بل رفعہ اللّٰہ الیہ سے مع لحاظ وقولھم انا قتلنا المسیح حیات مسیح ثابت کی ہے۔ بلکہ قابل غور یہ بات ہے کہ بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں ابل ہے۔ جو ماضی پر داخل ہے اور بلحاظ

اسلامی مناظر نے اس فقرے کے ساتھ مرزائی عقیدہ کی تردید کی ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم صلیب پر چڑھائے گئے لیکن تکلیف کھینچ کر زندہ اتر آئے اور کچھ عرصہ زمین پر گزار کر فوت ہو گئے۔ اور تردید کی تفصیل یہ ہے کہ آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں بل ابطالیہ ماضی پر داخل ہے اور بل ابطالیہ جس ماضی پر داخل ہو اس ماضی کی ماضویت ماقبل بل کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جیسا ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ھم بالحق میں اتیان بالحق پہلے ہے اور نسبت جنون پیچھے ہے ویسا ہی بل رفعہ اللّٰہ الیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کی رفع پہلے ہے اور واقعہ قتل پیچھے ہے۔ یعنی مسیح ابن مریم صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ ۱۲ مرتب

یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق وغیرہ ضروری ہے کہ اس ماضی کی ماضویت ماقبل کے لحاظ سے ہو۔ پس ثابت ہوا کہ واقعہ یہود پیچھے ہوا اور پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ تو اس سے عقیدہ احمدی کی تردید ہوتی ہے۔ اور میرے مناظر صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر بڑا زور دیا۔ لیکن مرزا صاحب پھر یہ کیوں فرماتے ہیں۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

''اور پھر مرزا صاحب اپنی کتاب چشمہ معرفت میں کیوں بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس قدر معجزات دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ معجزات ہزار نبی پر تقسیم کئے جاویں تو ہر ایک کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے۔'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر شرف امتی حاصل کرنے کے لیے زندہ ہیں جو امت محمدیہ میں داخل ہو کر تجدید دین کریں گے۔ اور ہم لوگ تو اس بات کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ۔

ا۔ کلھم من رسول اللہ ملتمس غرفاً من البحر اور شفا من الدیم

اور میں نے پہلے پرچہ میں لکھ دیا ہے کہ وان من اھل الکتاب بالا الخ۔

ا یہ بیت قصیدہ بردہ کا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع کمالات ہیں اور دیگر انبیاء کے کمالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے ساتھ وہ نسبت ہے جو ایک چلی کو دریا کے ساتھ نسبت ہے۔ یا ایک چونے کو باران کے ساتھ نسبت ہے۔ اور پھر یہ کمالات بھی دیگر انبیاء نے آنحضرت ﷺ سے حاصل کئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور دیگر انبیاء بمنزلہ چاند کے ہیں۔ ۱۲ مرتب

میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے۔
کہ بوقت ثبوت محمول موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔

افسوس! جان بوجھ کر چھیڑتے ہیں۔ اور دیکھو یا عیسیٰ انی متوفیک الخ۔ میں حضرت عیسیٰ کا زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہونا مطابق معنی ابن عباس نیز ثابت ہے۔ کیونکہ متوفیک سے ممیتک مراد لیا جائے تو بھی بلحاظ ہر چہار ضمائر خطاب اور بلحاظ واؤ عاطفہ یہ ماننا پڑتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور واؤ عاطفہ کے متعلق قاعدہ نحوی متعلق عدم ترتیب ملاحظہ ہو۔ اور نیز ادخلوا الباب سجداً وقولو حطة (بقرہ) وقولوا حطة وادخلوا الباب سجداً (اعراف) ملاحظہ ہو۔

اخیری فیصلہ

[1] قال رسول اللہ ﷺ بداء الاسلام غریباً وسیعود کمابداء اور [2] نیز قال رسول اللہ ﷺ ان الایمان لیازر الی المدینة کما تازر الحیة الی جحرھا۔ (متفق علیہ مشکوۃ)

دیکھو کہ مدینہ طیبہ میں اس وقت کوئی احمدی جماعت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ

---

[1] اس کی تشریح ہو چکی ہے۔ ۱۲ مرتب

[2] یعنی فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام غربت میں شروع ہوا۔ اور عنقریب غربت کی طرف رجوع کرے گا جیسا کہ شروع ہوا۔ اور نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً ایمان واپس ہوگا طرف مدینہ طیبہ کی جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف واپس ہوتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کلمہ دوسرے مسلمان ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس مذہب کا نام اسلام ہے مذہب احمدی اس میں داخل نہیں ہے بلکہ مذہب اسلام کے سوائے جو اور مذاہب ہیں پس ثابت ہوا کہ مطابق ان الدین عند اللہ الاسلام کے یہ مذہب احمدی حق نہیں۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد پریذیڈنٹ اسلامی جماعت

(از گھوٹہ ضلع ملتان)

دعا

اے ہمارے قادر مطلق ہماری مخلصانہ دعائیں سن لے۔ اس قوم کے کان اور دل کھول دے جو تیرے حبیب خاتم النبیین کے سایہ سے لوگوں کو نکال کر متنبی کے سایہ کے نیچے داخل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ مطابق پیشگوئی لیظھرہ علی الدین کلہ تمام ادیان باطلہ اٹھ جائیں اور تمام دنیا میں دین اسلام ہی پھیل جائے۔ اور ہر جگہ اور ہر ملک میں محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہوں جو معلم توحید ہے۔ ۱۲ مرتب

ناظرین

غور فرمائیں کہ جو شخص مومن ہے وہ مطابق آیہ و الذین امنوا اشد حبا للّٰہ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے۔ کیونکہ شدت محبت ہی کو عشق کہتے ہیں۔ اور معشوق جب ایک امر کے متعلق فیصلہ کر دے تو عاشق من حیث ہو عاشق کو یہ حق نہیں کہ اس فیصلہ کی مصلحت دریافت کرے۔ اگر مصلحت دریافت کرے تو وہ عاشق الٰہی نہیں۔ تو پھر مطابق آیہ مذکورہ وہ مومن بھی نہیں۔

روئیداد مناظرہ کے پڑھنے سے روشن ہو گیا ہو گا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیہ مذکورہ پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ اور قادیانی مناظر نے خلاف۔ اور نیز روشن ہو گیا ہو گا کہ مطابق اذا اجاء الاحتمال بطل الاستدلال کے اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے تمام دلائل کے جانب مخالف کے احتمالات راجحہ بلکہ یقینیہ پیدا کر کے اس کے تمام استدلالات کو باطل کر دیا ہے۔ اور قادیانی مناظر اسلامی مناظر کے دلائل کے جانب مخالف کا احتمال مرجوع بھی نہیں دکھا سکا۔

علماء و فضلاء حاضرین مناظرہ کثیر التعداد کے آراء حقہ متعلق مناظرہ موصول ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بوجہ خوف طوالت فقط چند علماء و فضلاء کی آراء حقہ بطور مشتے نمونہ خروار ہدیہ ناظریں کی جاتی ہیں جن کے مطالعہ سے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے دلائل قویہ اور تبحر علمیہ کا پتہ چلتا ہے۔

عالم بے مثل فاضل بے بدل علامہ دہر مولانا حضرت جناب مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوٹہ ضلع ملتان پریزیڈنٹ

(اسلامی جماعت)

احقر بحیثیت صدر جماعت اسلامیہ مناظرہ واقعہ موضع ہریا ضلع گجرات بتاریخ ۱۸، ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء ظاہر کرتا ہے کہ جماعت اسلامیہ کی طرف سے

ہمارے ملک کے مشہور فاضل مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی ضلع شاہ پور مناظر تھے۔ اور قادیانی جماعت کے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل تھے جن کا اس سے زیادہ کچھ پتہ نہیں۔ اس مناظرہ کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ:

۱۔ انعقاد مجلس مناظرہ کے متعلق مفتی صاحب کے مساعی جمیلہ قابل شکریہ ہیں۔ یہ مفتی صاحب کا ہی اثر تھا کہ جس مناظرہ کی ذمہ داری بڑے بڑے افسر نہ لے سکے اس کا ذمہ دار مفتی صاحب کا ایک معتقد ہو گیا۔ مفتی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ مناظرہ ضرور ہوتا کہ قادیانی جماعت کو حوصلہ نکالنے کا موقعہ دیا جائے اور ان کے خیالات کا پورا قلع قمع کر دیا جائے۔ گو قادیانی جماعت نے بے حد کوشش کی کہ مناظرہ نہ ہو سکے۔ مگر مفتی صاحب کی تدابیر نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ اگر قادیانی جماعت حق شناس ہوتی تو اس کو مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا۔

۲۔ مفتی صاحب نے ہر دو دن کے اجلاسوں میں اپنے اخلاق جمیلہ کا وہ ثبوت دیا کہ ہر کہ و مہ نے آفرین آفرین کہی۔ باوجودیکہ فریق مخالف کا مناظر نہایت بدخو تھا۔ اور دونوں اجلاسوں کے غیر مہذبانہ الفاظ جو مفتی صاحب کی ذات کے متعلق اس نے استعمال کیے جمع کیے جائیں تو کافی تعداد ہو جائے مگر مفتی صاحب نے اپنی کوہ وقاری و نسبی و جبلی شرافت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کو غیر مسموع تصور کیا۔ میرے خیال میں فی زمانہ ایک مولوی صاحب کے لیے یہ حلم و بردباری تقریباً محال ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر نے گو حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے متعلق حسب عادت فرقہ ہذا نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کیے۔ مثلاً کہا کہ ”مسیح (علیٰ نبینا و

علیہ السلام کو) کلا کا کلا واپس نہیں آنے دیتا جس کا مطلب بیان کرنا بھی کفر ہے۔ اور بزرگوں کی اہانت کے کلمات سننے سے ہر مسلمان کو جوش آ جاتا ہے۔ مفتی صاحب بھی جوش میں آئے اور غساب تھا کہ جھوٹے مسیح کو بھی کلا ٹھوکتے مگر آپ نے مرزا صاحب کے متعلق نہایت عزت کے الفاظ استعمال کیے جو کسی مسلمان کو نہ بھاتے تھے۔

۴۔ قادیانی مناظر نے دو دفعہ قرآن کریم کو سخت غلط پڑھا۔ ایک تو آیت ءانت قلت للناس الآیۃ کو اور دوسرے ماکان لبشر الآیۃ کو جس کی وجہ سے میدان مناظرہ میں سخت ابتری پھیل گئی اس واسطے کہ قرآن شریف کو غلط پڑھنا سخت قبیح ہے اور پھر عوام کے نزدیک تو یہ بالکل اقبح ہے۔ میں نے دیکھا کہ عوام مفتی صاحب اور احقر کے سکوت کو بے محل قرار دے کر فساد پر آمادہ ہیں۔ چنانچہ حافظ غلام محمد صاحب ساکن میانہ گوندل کا نام نامی مجھے یاد رہے اور ان کی وہ جھنجھلاہٹ والی شکل یاد ہے جس سے باور ہوتا تھا کہ قادیانی مناظر کو شاید نگل جائیں گے۔ مگر مفتی صاحب نے لوگوں کو سخت منع کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی حرکت بھی نہ ہو۔ گو بامحل بھی ہو۔ اس واسطے کہ ذمہ دار اس کا میں ہوں۔ اور شریف اپنی ذمہ داری کو نباہا کرتا ہے۔

۵۔ قادیانی مناظر کے سارے مناظرہ کے اجلاسوں کی بے قاعدگیاں یعنی خلاف ورزیاں شرائط مقررہ فریقین ۴۹ ہیں۔ اور مفتی صاحب نے ایک جگہ بھی شرائط کی پابندی کو نہیں چھوڑا۔ اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو میں ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ لکھتا۔

۶۔ مفتی صاحب کی ہر دلیل تحقیقی و الزامی تقریب تام سے مزین تھی۔ مگر قادیانی مناظر بالکل تقریب کے قریب نہ جاتا۔

۷۔ مفتی صاحب اپنا بیان تقریری وتحریری بڑے آرام اور نرمی سے سناتے تھے۔ مگر قادیانی مناظر کی زبان کی رفتار بہت تیز تھی۔ سامعین پر مفتی صاحب کی تقریر اپنا سکہ جماتی تھی مگر قادیانی مناظر کی تقریر کامل تنفیر کا موجب ہوتی تھی۔ بلکہ بعض تو اٹھ کر چلے جاتے تھے۔

۸۔ قادیانی جماعت نے مفتی صاحب پر پہرہ لگا دیا کہ کسی سے مدد نہ لے سکیں۔ جب ہم نے بھی قادیانی مناظر کے متعلق ایسا انتظام کرنا چاہا تو مفتی صاحب نے روک دیا اور فرمایا کہ جس سے مدد لیں روکو نہیں۔ چنانچہ ایک پتلے دبلے عینک دار قادیانی مناظر کی کاپی کی اصلاح کرتے رہے اور مفتی صاحب کے علمی اعتماد نے انہیں اپنے ارمان نکالنے دیئے مگر ہوا وہی جو منظور ایزدی تھی۔

۹۔ جب پہلے دن کا اجلاس ختم ہوا۔ تو اسلامی جماعت کو خیال آیا کہ مجمع کثیر ہے اور فرصت کو ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے اور سلسلہ تبلیغ شروع کرنا چاہیے۔ تاکہ عوام آریہ وغیرہ کے خیالات سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ اس کا اعلان کیا گیا۔ مگر قادیانی مناظر معہ قادیانی جماعت نہایت ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ اگر تبلیغ وغیرہ کا ارادہ ہے تو ہم کو گوارا نہیں۔ پس ہم جاتے ہیں۔ لہٰذا تبلیغ کا سلسلہ روکا گیا۔

۱۰۔ قادیانی جماعت نے پہلے دن ایک صدر مقرر کیا اور دوسرے دن دوسرا صدر مقرر کیا۔ تاکہ کسی طرح سے مسلمان لوگ ہماری مخالفت کریں اور ہم دوسرے دن کا مناظرہ کیے بغیر نکل چلیں۔ احقر صدر اسلامی جماعت بار بار وقت کی پابندی کی تاکید کرتا تھا۔ مگر صدر قادیانی جماعت فرماتے تھے کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ اتفاقاً احقر کہہ بیٹھا کہ آپ کی گھڑی مجدد ہے یعنی نئی ہے جس پر قادیانی جماعت بگڑ گئی اور بڑے اصرار سے روبراہ ہوئی جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ بہانہ کر کے نکل چلیں۔

فتلک عشرة کاملة ولدینا مزید

اس سے ناظرین اندازہ لگالیں کہ کون مفتوح ہوا اور کون فاتح۔ میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا تھا کہ اگر مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود بھی سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔ مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔

احقر غلام محمد ساکن گھوٹہ ضلع ملتان۔

جامع الفنون النقلیہ والعلوم العقلیہ مولانا مولوی محمد نجم الدین صاحب پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور

بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء ایک تحریری مناظرہ اہل اسلام و اہل قادیان میں منعقد ہوا۔ سامعین میں سے ایک میں بھی تھا۔ اہل اسلام کے مناظر جناب مولانا مولوی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی تھے۔ اور اہل قادیان کی طرف سے مولوی جلال الدین شمس تھے میں نہ صرف تقاریر و دلائل جانبین میں حقانیت کے عنصر غالب کا متلاشی تھا۔ بلکہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ پابندی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کونسی جانب متانت و ثقاہت۔ استقلال و تحمل سے کام لے رہی ہے۔ مجھے دو روزہ تجربہ کی بنا پر افسوس سے یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ قادیانی مناظر نے متانت و سنجیدگی کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف شرائط مناظرہ کی پابندی سے آزادی کا عملاً اعلان کیا۔ بلکہ اسلامی مناظر کی شخصیت پر بار بار تحریروں میں شوخیانہ اور غیر شریفانہ حملے کر کے اپنی تنگ نظری و حقیر مائیگی پر شہادت دی۔ مفتی صاحب جہاں عزم و ثبات۔ وقار و استقلال ان کا طرۂ امتیازی تھا وہیں متانت و شرافت۔ تہذیب و شائستگی کے پیکر بن کر موافق و مخالف سے تحسین لے رہے تھے۔ قادیانی مناظر نے مولانا مفتی صاحب کے دلائل و شواہد کو توڑنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ بلکہ ادھر ادھر کے غیر مربوط و غیر متعلق امور سے حاضرین کی تواضع کرتے رہے۔

مناظرہ آخر تک سکون و امن سے ہوتا رہا یہ سکون اور زیادہ ہو گیا جب آخر میں آفتاب صداقت کی ضیاء باری سے کذب و بطلان کی گھنگور گھٹاؤں کا شیرازہ سراسر منتشر ہو گیا۔ والسلام۔

نجم الدین پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور

جناب مولانا مولوی ابو القاسم محمد حسین صاحب مولوی فاضل از کولوتاڑ ضلع گوجرانوالہ

مکرم بندہ حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہریا سے روانہ ہو کر میں جلالپور جٹاں پہنچا تھا۔ وہاں دو تین تقریریں مرزا جی کے کفر و الحاد پر ہوئیں جن سے نہایت عمدہ اثر ہوا۔ اس کے بعد یہی مولوی جلال الدین شمس قادیانی معہ ان چودھری صاحب کے جو وہاں جلسہ ہریا میں پریذیڈنٹ تھے جلالپور آئے۔ شرائط مناظرہ طے نہ ہوئے۔ لہٰذا وہاں کی انجمن نے اعلان کر دیا کہ مرزا صاحب قادیانی کے کفر و الحاد پر تقریر ہوگی۔ جلسہ ہوا۔ قادیانی بھی مجبوراً آئے اور مناظرہ میں پھنس گئے کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے مرزائیوں کو دعوت دی تھی اس نے بھی ان کی شکست کا اقرار کیا۔ اور مرزائی بصد رسوائی وہاں سے بھاگے۔ شیعہ و سنی اخباروں میں ان کی شکست کا حال شائع ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

مناظرہ ہریا کے متعلق خاکسار کی رائے

میں مناظرہ ہریا میں جو مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس دربارہ حیات مسیح منعقد ہوا تھا حاضر تھا۔ مناظرہ دو دن نہایت خوش اسلوبی سے ہوا۔ حضرت مفتی صاحب موصوف نے قرآن کریم سے دو دلیلیں حیات مسیح پر پیش کیں۔ جن کو انھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا اور قواعد

عربیت سے نہایت محکم استدلال کے ساتھ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ان کا جواب مرزائی مناظر صاحب سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان ادلہ کا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اہل علم جو قواعد عربیت کے ساتھ قرآن کریم کی آیات سے حیات مسیح پر استدلال کرتے ہیں مرزائی مناظر ہر مناظرہ میں مبہوت رہ جاتے ہیں اور سوائے کج بحثی اور دفع الوقتی کے ان کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ٹھیک اسی طرح پر شمس قادیانی نے پندرہ دلیلیں جو در حقیقت مغالطات تھے وفات مسیح پر پیش کیں مگر کسی کو بھی صاف طور پر وفات مسیح سے کوئی تعلق نہ تھا اور وہ اہل علم کی نظر میں صرف ابلہ فریبی اور دفعہ الوقتی تھی۔ اور یہی اس قوم کا مشن ہے جس کو مرزا صاحب نے اپنی امت کے لیے مسنون قرار دیا۔

مصرعہ "ولکل قوم سنۃ وامامھا"۔ الغرض شمس صاحب قادیانی اگرچہ زور نویسی کی وجہ سے نقل رسائل وغیرہ سے بہت سے اوراق سیاہ کر دیتے تھے اور خلاف شرائط مناظرہ بہت جلدی تقریر کر کے مرزائی تبلیغ بھی کرتے جاتے تھے۔ مگر مفتی صاحب ممدوح کے ادلہ قطعیہ اور براہین یقینیہ کا جواب نہ دے سکے۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذھدیتناوھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

ابو القاسم محمد حسین عفاعنہ مولوی فاضل از کولوتاڑا

مولانا مولوی محمد کامل الدین صاحب منشی فاضل از میلووال
حال مقیم رتوکالہ تحصیل بھلوال ضلع شاہپور

میں مناظرہ ہریا کے سب اجلاسوں میں شریک رہا۔ علامہ مفتی صاحب نے اپنا دعویٰ صرف ایک آیت وما قتلوہ الخ سے بھی ثابت کر دیا اور اس آیت سے اسی

طریقہ پر استدلال برحیات مسیح کیا جو شرائط میں مشروط تھا۔ یعنی آیت کے ان معنی سے جو احادیث نبوی اور اقوال صحابہ وقواعد صرف۔ نحو۔ لغت۔ معانی۔ بیان۔ بدیع کے عین مطابق تھے۔ مولوی جلال الدین احمدی اپنے دعوی وفات مسیح کے لیے تذبذب کی حالت میں کبھی کوئی ایت پیش کرتے تھے کبھی کوئی۔ کبھی توریت تحریف شدہ کو پیش کرتے تھے۔ کبھی اشعار مرزا صاحب زبان پر لاتے تھے جو شرائط مجوزہ کے بالکل خلاف تھا اور اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ خود ان کو کسی ایک آیت پر اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے پورا وثوق اور تسلی نہیں۔ بلکہ تمام حاضرین نے قادیانی مناظر کی گھبراہٹ اور علامہ مفتی صاحب کے استقلال کو اچھی طرح اس وقت پر کھا جبکہ مفتی صاحب دوسرا پرچہ لکھ کر مولوی جلال الدین صاحب کو دینے لگے تو انھوں نے مفتی صاحب کو کہا کہ آپ اخیر پرچہ میں ان الفاظ کے ساتھ قسم لکھ دیں۔ ''مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے یہ پرچہ اسی اجلاس میں لکھا ہے اور میں نے کسی غیر سے امداد نہیں لی۔'' چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے بلا توقف یہ الفاظ لکھ دیئے۔ حالانکہ حضرت مفتی صاحب نے قادیانی مناظر سے پہلے کوئی قسم وغیرہ طلب نہیں کی۔ حالانکہ قادیانی مناظر سے ضرور قسم لینی چاہیے تھی۔ کیونکہ انھوں نے بعض امور کی بابت میرے ہم جماعت اور اپنے استاد مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل سے مدد لی ہے۔ جس کا مجھے ذاتی علم ہے اور اس بات پر میں مولوی صاحب موصوف کے ساتھ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ اور باوجود اس بات کے کہ مفتی صاحب کو آج تک کبھی کسی میدان مناظرہ میں آنے کا موقعہ نہیں ملا صرف ایک آیت میں اپنے مناظر کو لاجواب کر دیا۔ خصوصاً ایسی قوم کے مقابل کھڑا ہونا نہایت ہی مشکل ہے جو قرآن کریم میں تحریف کرنے اور احادیث میں ردو بدل کرنے سے ذرا بھر بھی نہیں جھکتی۔ اس

بات کا پورا ثبوت مرزا صاحب کے اس قول سے چلتا ہے جو انھوں نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ:

''جو حدیثیں میرے الہام کے خلاف ہوں ہم ان کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں'' یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ اگر مرزا صاحب کے وہ اقوال اور الہامات پیش کئے جائیں جو صراحۃً قرآن کریم اور احادیث کے خلاف ہوں تو ادھر سے پہلوتہی کر کے ان کا لقب متشابہات تجویز کیا جاتا ہے۔ مثلاً

''منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد''

دوران گفتگو جلسہ گاہ میں میرے سابق ہم جماعت مدرسہ حمیدیہ لاہور مولوی محمد اسماعیل صاحب احمدی جلالپوری مولوی فاضل و منشی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے علامہ مفتی صاحب کی لیاقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ مفتی صاحب ایک عالی دماغ آدمی ہیں اور تقریر سے ان کی علمی لیاقت ٹپکتی ہے۔ بوقت تقریر مفتی صاحب کے حق میں لافض فوک کی صدائیں آرہی تھیں۔ رپورٹ شائع ہونے پر مولوی جلال الدین صاحب کو پتہ چلے گا کہ میں کیا اور کس سے باتیں کر رہا تھا۔

ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت   وای غریم فی التقاضی غریمھا

حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم۔

حافظ کامل الدین منشی فاضل میلووالی۔ مقیم رتو کالہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۴ء

مولانا مولوی امام الدین صاحب ساکن کندوال تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم

بحث کا جو تھا نتیجہ آگیا   مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

مرزائیوں کی عجائب گت بنی   جب مباحثہ شہر ہریا میں ہوا

مرزائیوں سے جلال الدین تھا — اہل سنت سے غلام مرتضیٰ
بحث تھی عیسیٰ کی زندگی موت میں — یعنی عیسیٰ زندہ ہے یا مر گیا
معیار تھا قرآن ہم قول نبی — فیصلہ اس پر مسلم ہو چکا
مفتی صاحب جب پڑھا قرآں شریف — لحن داؤدی سے جلسہ بھر دیا
آیت انا قتلنا جب پڑھی — رفعہ اللہ سے یہ ثابت کر دیا
زندہ ہے عیسیٰ ابھی افلاک پر — دیکھ لے نکتہ عجب بل میں پڑا
ہے یہ اضرابیہ ابطالیہ بل — اور قصر قلب ہے اس میں چھپا
موت کو باطل کیا ماقبل نے — جو کہ پہلے آ چکا نافیہ کا
رفعہ سے یہ آوازے آ رہے — زندہ ہے وہ آسماں پر چڑھ گیا
اس میں ہیں اثبات جسد عنصری — اس کا منکر ہے نہیں جز اشقیا
بل کے اندر پھنس گیا صنعی شمس — منہ پہ پردہ پڑ گیا کسوف کا
ہاتھ پاؤں مارے سب لیکن کہیں — رستگاری کا نہ ہر گز راہ ملا
سب کو روشن ہو گیا زندہ مسیح — موت کا قائل ہوا ہے روسیا
ہر طرف سے آ رہی تھی یہ ندا — آفریں صد آفریں مفتی غلام مرتضیٰ
ہے امام الدین کی یہ التجا — دست بالا ہو سدا اسلام کا

راقم امام الدین از کندوال ڈاخانہ للہ شریف

مولانا مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

بحمد اللہ خدا بخو د مارا — غلام مرتضیٰ حق کا پیارا
بہ ہریا قدم رنجہ چوں بفرمود — دیا کر حق و باطل میں نتارا
نوائے میرزائی منہدم شد — بمیدان مباحثہ آشکارا
غلام مرتضیٰ در ملک پنجاب — چمکتا ہے ہدایت کا ستارا

بگوید شیخ از شادی ہمہ دم عجب ہیں عالم دینی دلارا

ایضاً

بیا اے طالب صدق و صفائی ببیں در صد شان کبریائی
چو آمد صدق و حق باطل نہاں شد عیاں شد صدق و حق راد لربائی
گروہ احمدی زیر و زبر شد چو غالب شد بیان مرتضائی
چو بشنیدند علم مفتی دیں شکست آمد بشان میرزائی
بزیر سایہائے امغولاں مباحثہ گشت بہر رہنمائی
کہ تادا نند سنی حق و باطل کنند از فرقہ ضالہ جدائی
کمر بستہ درآمد مفتی دیں بسر کردہ کلاہ چشتیائی
سلیمان وار بر کرسی نشستہ چو یوسف وارازا خواں رہائی

ایضاً

واہ سبحان اللہ رب خالق سوہنا کم بنایا جلسہ وچ میانی آہا ہریے رب لیایا
باغ قلوب اساڈیاں اتے کھلی باد بہاری ہسیاں کلیاں ہویاں شگفتہ آئی انہاندیواری
جہاں غریباں کدیں نہ ڈٹھا ایہ جلسہ فیضانی درافشانی ایہ حقانی ویکھے ہوئے قربانی
ہوئی زیارت لوکاں تائیں عالم گھروچ آئے کڈھ قرآن حدیث کتاباں مسئلے خوب سنائے
مفتی صاحب میانی والے وچ آہے سر کردے کالھاندے سنگ لوہے بہارے جان بیچارے نزدے
اس زمانے ظاہر جاپن ثانی تفتا زانی اخفش اتے مبرد وانگوں نحوی مرد حقانی
نص حدیثوں مفتی صاحب کل جواب لیایا قادیانوالے ملاں صاحب سائنس کل سنایا
حیات مسیح دی ثابت کیتی واہ حدیث قرآنوں نازل ہوسی وچہ زمانے آخر سچ پچھانوں
جسدم عالم قادیانوالا کردا سی تقریراں سننے والیاں تائیں ہرگز ہون نہیں تاثیراں
نال تحمل اتے تامل مفتی صاحب بولن خوش بیانی اتے موہن جند جاناں سب گھولن

علم بیانوں مفتی صاحب خوب بیان سنایا علم کلام معانی اندر ابلق تیز چلایا
مسئلہ نحو محقق کیتا متن متین دکھایا جتھے قدم مبارک رکھیا کسے نہ پھیر اٹھایا

کتبہ، وصفہ مسکین شیخ امام الدین از قریہ ہریہ

جناب مولوی گل احمد صاحب ساکن پنڈ دادنخان ضلع جہلم

شمس تیری چمک دیکھی اجالے میں اندھیرا منور کس طرح ہو گا جسے گردش نے گھیرا ہے
لڑائی باز کی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے کوئی بٹیر جا ڈھونڈھو کہ تو بھی اک بٹیرا ہے
غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل غلام مرتضیٰ سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے
ذرا دیکھو ما قتلوا و ما صلبوا کی آیت کو تمہارے موت کے عقدے کو کیا اس نے بکھیرا ہے
اگر مطلوب زندگی ہے تو بل رفع کی بل دیکھو مسیح موعود کا چرخ بلندی پر بسیرا ہے
فلک کی کج ادائی نے لگایا شمس کو گہنا جبھی تو سارا کی دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے

گل احمد از پنڈ دادنخان ضلع جہلم

جناب مولوی بدرالدین صاحب ساکن رکن ضلع گجرات

بحمد اللہ کہ از فضل خداوند دل ہر اہل حق گردید خورسند
نماندہ مشتبہ دجال و عیسیٰ جلی شد کذب فرعون صدق موسیٰ
غلام مرتضی مفتی حقانی رمیدہ از وے شمس قادیانی
دم از علم بیاں بروے دمیدہ ببیں حلقوم کاید چوں بریدہ
نے گویم کہ عیسائے زمان است دلے دجال کشتن راجوان است

بدرالدین رکنوی

واعظ بینظیر و مبلغ خوش تقریر مولانا حضرت سید صدیق شاہ صاحب
ساکن منگوال تحصیل خوشاب ضلع شاہپور

حمد خدا صلوت محمد آل اصحاب رلائیں ۔ اس تھیں پچھے واضح ہووے ساریاں مومناں تائیں
مرزایاں تے مفتی صاحب شرطاں کیتیاں تائیں ۔ وچہ انہاندے جھگڑا کرئے باہر جائے نائیں
مفتی صاحب فاضل پورا شرطاں والا بندا ۔ وچہ شرطاندے پورا اتریا چھوڑ نکماں دھندا
کل شئی یرجع الی اصلہ حضرت دا فرمانا ۔ جیسا اصل کیسدا ہووے اس پاسے اس جانا
ہر کوئی جانے مفتیانوالا ہے شریف گھرا نہ ۔ نال شرافت پورا اتریا چھڈ کے مکر بہانہ
مفتی صاحب مرزایاں نوں خنجر ماری مل دی ۔ تائیں وچہ انہاندے سینے آتش غم دی بلدی
عیسٰی نوں آسماناں ہوتے مل چڑھایا جلدی ۔ مل انہاندے دل نکالے واہ نبی کوئی چلدی
خوش رہویں اے مفتی شالا ہووے لمی حیاتی ۔ اللہ پاک بنایا تینوں رحمت دی برساتی
مردیاں دے دل زندے کیتے تیریاں خوش تقریراں ۔ دنیا تے رب زندہ رکھے تیں جہیاں تصویراں
ہے خوش خلقت ساری تیں تے رب ہووے خوش شالا ۔ توں اج مردیاں دلاں اندر جانی پاون والا
توں ہن اپنے شعر بنا کے بس کر شاہ صدیقا ۔ مفتی صاحب چھوڑیا نائیں باقی کوئی دقیقہ

صدیق شاہ ازمنگوال

خلاصہ

یہ ہے کہ جیسا مرزائی جماعت کے پاس دیگر مسائل مختلف فیہا میں اپنا دعوی ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی شرعی دلیل نہیں جس میں تقریب تام ہو ویسا ہی وفات مسیح ابن مریمؑ کے ثابت کرنے کے لیے ان کے پاس ایسی کوئی شرعی دلیل نہیں جس میں تقریب تام ہو۔ اس کی تائید میں ہم ایک مکالمہ پیش کرتے ہیں۔

مکالمہ مابین مفتی غلام مرتضٰی صاحب ومولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول مرزا صاحب

جن دنوں مفتی غلام مرتضٰی صاحب اسلامی مناظر مدرسہ نعمانیہ لاہور میں اول

مدرس تھے ان دنوں مولوی ابراہیم صاحب کے مکان واقع کشمیری بازار میں بموجودگی مولوی ابراہیم صاحب و دیگر چند اصحاب بتاریخ ۱۴ یا ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء مابین مفتی صاحب و مولوی صاحب موصوف یہ مکالمہ ہوا۔

مفتی صاحب: میں آپ کو مرزا صاحب کے معتقدین میں سے وسیع المعلومات اعتقاد کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے اشتیاق ہے کہ آپ وفات مسیح ابن مریم پر کچھ تقریر فرمائیں۔

مولوی صاحب: تقریر شروع کرنے سے پہلے میں ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔ اس حکایت کو میری تمام تقریر میں ملحوظ رکھنا۔ وہ حکایت یہ ہے کہ:

ایک دن ایک سائل نے میرے سے دریافت کیا کہ اس مقدمہ کا کیا مطلب ہے، اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ میں نے سائل کو کہا کہ تم نے اس مقدمہ کا کیا مطلب سمجھا ہوا ہے۔ سائل نے کہا کہ میں نے اس کا یہ مطلب سمجھا ہوا ہے کہ ایک دعویٰ مثلاً موجبہ ہے تو اس کی دلیل کے مقدمات و اجزاء بھی موجبہ ہوں گے اور وہ دلیل اپنی ایجابی جانب کے لحاظ سے اس دعوے کو ثابت کرے گی۔ اور اگر اس دلیل کے مقدمات و اجزاء کی جانب مخالف یعنی سلبی جانب کا احتمال ہوا تو وہ استدلال باطل ہوگا اور وہ دلیل اس دعویٰ کو ثابت نہ کرے گی۔ میں نے سائل کو کہا کہ یہ مطلب غلط ہے۔ بلکہ اس مقدمے کا یہ مطلب ہے کہ اگر احتمالوں پر غور کی جائے تو کوئی شخص دلیل قائم ہی نہیں کر سکتا۔

مفتی صاحب۔ جناب میں نے اس حکایت کو سمجھ لیا ہے لیکن جس طریق سے میں استفسار کروں اس طرز پر آپ تقریر فرمائیں۔

مولوی صاحب۔ کہیے۔

مفتی صاحب۔ یہ تو آپ کا عقیدہ ہے ہی مات عیسیٰ۔ لیکن میں یہ دریافت

کرتا ہوں کہ آپ کا عقیدہ ممات عیسیٰ وھا ہے یا شکاً یا ظناً یا تقلیداً یا یقیناً۔

مولوی صاحب۔ میرا عقیدہ ممات عیسیٰ یقیناً ہے۔

مفتی صاحب۔ تو پھر ضروری ہے کہ اس یقینی دعوے کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل آپ بیان فرمائیں گے اس دلیل کے مقدمات اور اجزا بھی یقینی ہوں۔

مولوی صاحب۔ یقینی دعوے میں یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہو۔

مفتی صاحب:۔ واقعی یقینی دعوے دو قسم ہیں۔ بدیہی اور نظری۔ بدیہی تو اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج نہیں لیکن نظری اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج ہیں۔ اب میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ کا دعویٰ ممات عیسیٰ یقیناً بدیہی ہے یا نظری۔

مولوی صاحب۔ نظری ہے۔

مفتی صاحب۔ جب آپ کا یہ دعویٰ نظری ہے تو پھر ضروری اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہے۔ اور چونکہ آپ کا یہ دعویٰ یقینی ہے اس لیے جو دلیل آپ بیان فرمائیں گے اس کے دلیل کے مقدمات اور اجزا بھی یقینی ہونے چاہئیں۔ ورنہ یہ دلیل اس یقینی دعوے کو ثابت نہ کر سکے گی۔

مولوی صاحب:۔ تو پھر کیا ہوا۔

مفتی صاحب۔ جناب پھر جو مطلب مقدمہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کا سائل نے بیان کیا ہے وہ صحیح ثابت ہوا۔ اور جو معنی آپ نے کیے ہیں وہ غلط ہوئے۔

مولوی صاحب آپ ما نحن فیہ کی طرف رجوع کیجیے۔

مفتی صاحب۔ رجوع کرتا ہوں۔ جناب من اتنا عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے دعویٰ ممات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل بیان فرمائیں گے۔ خواہ وہ دلیل قرآنی ہو یا حدیثی یا مجموعی اس دلیل کے متعلق اتنا فرما دیجئے۔ کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ تو میں کبھی نہ کہوں گا۔

مفتی صاحب۔ جناب جب آپ کا دعویٰ یقینی ہے۔ آپ کو اپنی دلیل پر پورا بھروسہ ہے تو پھر آپ یہ کیوں نہیں فرماتے۔

مولوی صاحب۔ یہ میں نہیں کہوں گا۔

اسی نزاع میں مکالمہ ختم ہوا۔ اور مولوی نورالدین صاحب نے اخیر میں فرمایا کہ مفتی صاحب نے مناظرہ کا نیا ڈھنگ نکالا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ مولوی نورالدین صاحب وہ ہیں کہ جن کو تمام مرزائی جماعت کے اشخاص اپنی جماعت میں علمی حیثیت سے فائق سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کے مضامین کے ساتھ مرزا صاحب ہمیشہ رطب اللسان رہے اور مرزا صاحب کے انتقال کے بعد یہی مولوی صاحب موصوف خلیفہ اول ہوئے۔ با ایں ہمہ پھر بھی یہ مولوی صاحب اپنا دعویٰ ممات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کر سکے جس میں تقریب تام ہونے کا دعویٰ کریں۔

مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا صاحب کو مناظرہ کے لیے دعوت

مرزا صاحب کے خلیفہ اول کا حال تو ناظرین نے سن لیا ہے۔ اب ہم مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی یعنی مرزا محمود احمد صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں بمقام لاہور اس طریق پر مناظرہ کریں کہ تمام مناظرہ کے دو پرچے ہوں۔ پہلے پرچہ میں مرزا محمود

احمد صاحب اپنے دعویٰ مات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی دلیل ایسی تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے۔ اور طرز استدلال شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور ویسا ہی مفتی صاحب پہلے پرچہ میں اپنے دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی ایسی دلیل تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے اور طرز استدلال شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور دوسرے پرچے میں ہر ایک مناظر اپنے فریق مخالف کے پرچے اول کی مطابق شرط نمبر ا و شرط نمبر ۲ تردید تحریر کرے۔ اور ہر ایک مناظر اپنے ہر دو پرچوں کو عام اجلاس میں ایک وقت معین کے اندر بیان کرے۔

نوٹ:۔ ہم نے خاص کر مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں مناظرہ کرنے کے لیے اس لیے دعوت دی ہے کہ مرزا صاحب نے اس مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم کو ہی اپنے صدق و کذب کے لیے معیار و میزان قرار دیا ہے۔

ہدایات

قادیانی مناظر نے روئیداد مناظرہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بعنوان ''چند ضروری باتیں''۔ چسپاں کر دیا ہے جس میں اس نے اختراعیات اور مغالطات درج کر دیئے ہیں جن کے متعلق چند ہدایات کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ ''مشتہر سطر ۲، ۳ میں لکھتا ہے کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات مسیح ابن مریم تھا اور صرف اسی مسئلہ پر مباحثہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ خود مفتی

صاحب نے کہا تھا کہ میں صرف اس مسئلہ پر ہی بحث کروں گا۔"

ہدایت

یہ نافہمی ہے۔ کیونکہ مشتہر نے لکھا ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ اور قادیانی جماعت کا یہ چاہنا ہم ابتداء میں بعنوان "تعیین موضوع مناظرہ" مفصل لکھ چکے ہیں۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ مشتہر نے ہم پر شرط نمبر ۱، ۲ لکھ کر یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف کیا ہے۔ یہ تو مناظرہ کے پرچہ جات پڑھنے سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ دونوں مناظروں میں سے کس نے شرائط کے خلاف کیا ہے۔ براہین احمدیہ سے حوالے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے پہلے کی تحریریں اور اپنے آخری پرچوں میں نئے دلائل پیش کرنا کیا شرائط کے خلاف نہیں تھا۔ جس کے مفتی صاحب مرتکب ہوئے۔

ہدایت

براہین احمدیہ کے حوالے خلاف شرط نمبر ۱، ۲ نہیں۔ کیونکہ پہلے تو اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھ دیا ہے کہ "میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے"۔ الخ اور دوسرا یہ کہ دعوی نبوت کی تاریخ جو مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے بیان کی ہے وہ ہمارے پر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم مرزا صاحب کو متنبی اور ان کی معتقدین کو معتقدین متنبی سمجھتے ہیں۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوئی نبوت کی علت ملہمیت کو قرار دیا ہے اور بوقت تالیف براہین احمدیہ مرزا صاحب بزعم خود ملہم

تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب کے پیغمبر ہونے کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پہلی دفعہ یہ وحی ہوا۔ اقراء باسم ربک الذی خلق تو اسی وقت سے سلسلہ نبوت شروع ہو گیا۔ نہ یہ کہ قرآن کریم کے حصہ کثیر نازل ہونے کے بعد سلسلہ نبوت شروع ہوا۔ اور نیز مولوی نورالدین صاب کی تحریریں پیش کرنا شرط نمبر ۱، ۲ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھ دیا ہے کہ میں نے مولوی نورالدین صاحب کے اقوال کو اس حیثیت سے پیش نہیں کیا کہ وہ احمدی ہیں اور نہ ہی اس حیثیت سے کہ وہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس حیثیت سے پیش کیے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے نبوت کے زمانہ میں مولوی نورالدین صاحب کی دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ اور ان اقوال پیش کردہ کی بعدہ نہ مرزا صاحب نے ترمیم و تنسیخ کی ہے اور نہ ہی مولوی صاحب موصوف نے۔ اور ویسا ہی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آخری پرچوں میں کوئی نیا مضمون بطور دلیل بیان نہیں کیا بلکہ بطور تردید۔ بے شک قادیانی مناظر نے شرط نمبر ۱، ۲ کے خلاف کثیرالتعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً توریت کا پیش کرنا۔ حضرت امام مالک و حضرت امام ابوحنیفہ و حضرت امام شافعی کا ذکر کرنا۔ شاہ رفیع الدین صاحب و مجاہد کو پیش کرنا اور پرچہ نمبر ۱ دلائل میں حضرت امام حسن کا قول درج کرنا خیالی اور وہمی باتوں سے اپنے پرچوں کو لبریز کر دینا جو مومن من حیث ہو مومن کا بھی حق نہیں کہ ایسی باتیں مومن کے مقابلہ میں پیش کرے۔ علم فزیالوجی کے مسائل کو بیان کرنا وغیرہ وغیرہ۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ پھر بل رفعہ اللہ الیہ آیت لکھ کر کہتے ہیں کہ

بل ابطالیہ میں ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان میں تنافی اور ضدیت ہونی ضروری ہے مگر رفع روحانی واعزاز اس قتل کو لازم ہے الخ۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ مختصراً اس کا جواب یہ ہے کہ بل ابطالیہ بھی یہاں مان لیا جائے تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کیونکہ یہود کے قتل کرنے سے مراد نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ انی متوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا دعویٰ باطل ہو جاتا تھا جو رفع روحانی کے منافی ہے اس لیے یہود کے قول کی نفی کرتے ہوئے کہ انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا یعنی دعوے میں جھوٹے ثابت نہیں کر سکے اس کی ضد کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کو لفظ بل سے ثابت کیا ہے۔

ہدایت

''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا''۔ اب قادیانی مناظر کا بھی یہی حال ہو رہا ہے۔ دیکھو قادیانی صاحب فرماتے ہیں۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ پرچوں میں انھوں نے جواب دیتے ہوئے توریت کو ہی پیش کیا ہے جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے اور جس کا پیش کرنا بروئے قرآن کریم وحدیث نبوی جائز نہیں۔ اور نیز یہ کتاب محرف منسوخ شدہ قادیاین مناظر کی امداد کرنے سے انکاری ہے، کیونکہ قادیانی مناظر نے توریت سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور توریت کا حقیقت یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے۔ اور قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سبب ملعونیت جرم ہے نہ مصلوبیت۔ ارشاد ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ

ورسولہ و یسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا اویصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف اوینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الحیوۃ الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۔ (پ ۶) دیکھو اس آیت میں خزی کا سبب قتل و صلب بوجہ جرائم یعنی محاربہ اور فساد فی الارض کو قرار دیا گیا ہے نہ مطلق مقتولیت اور مصلوبیت وغیرہ کو۔ اور پھر قادیانی مناظر لکھتے ہیں ۔ کیونکہ یہود کے قتل کرنے سے مراد نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے۔ یہ کیسی اعلیٰ جہالت ہے کیونکہ اس مضمون کی صحت اس صورت میں موہوم ہو سکتی تھی جب قتل اور رسالت میں تنافی وضدیت ہوتی ۔ حالانکہ قتل اور رسالت میں تنافی وضدیت نہیں ۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے افان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیا اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کیے جائیں تو تم مرتد ہو جاؤ گے ۔ یعنی اگر وہ فوت ہوں یا مقتول ہوں تو تب بھی تم کو اپنے ایمان پر مستحکم رہنا چاہیے۔ کیونکہ موت اور قتل رسالت کے منافی نہیں ۔ اور یہود کا لفظ رسول اللہ کو بڑھانا بطور استہزاء ہے۔ اور پھر قادیانی مناظر فرماتے ہیں ۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ انی متوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا ۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا دعویٰ باطل ہو جاتا تھا ۔ الخ یہ کیسی نرالی جہالت ہے ۔ کیونکہ بروئے قرآن کریم یہود کا عقیدہ ہے ۔ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم اور قرآن کریم نے اس باطل عقیدہ کی تردید اپنے فقرہ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ کی ہے اور ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے اپنی طبعی موت سے مریں گے ۔ قادیانی مناظر کی اس تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یا وہ مغلوب

الجہالۃ ہے یا اس نے بوقت سلامتی عقل یہ تحریر نہیں کی۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتے ہیں۔ اور مشتہر خود لکھتا ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا ملزوم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد و برعکس اعتقاد متکلم متصور ہو۔ ہر امر میں ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ورنہ کیا یہ جمع نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو اور مرفوع الی اللہ نہ ہو۔ یہاں پر یہود کے اعتقاد کی رفع الیہ سے تردید کی گئی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب تھے۔

ہدایت

یہ کیسی بے نظیر جہالت ہے۔ کیونکہ کلام اس میں ہے کہ قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا ملزوم نہ ہو۔ اور قادیانی مناظر نے نہ تو قصر قلب کی کوئی مثال پیش کر کے نقض کیا ہے اور نہ ہی لزوم اور عدم لزوم کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ غیر مربوط یہ فقرہ لکھ دیا ہے۔ ورنہ کیا یہ جمع نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو۔ الخ

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یشعرون ایان یبعثون بل ادرک علمھم فی الاخرۃ کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ لے کر معنی درست ہو نہیں سکتے۔

ہدایت

یہ قادیانی مناظر کا نرالا جہل مرکب ہے۔ کیونکہ نفی کے بعد بل ابطالیہ سے یہ مراد ہے کہ وصف منفی کو یہ بل باطل کرتا ہے۔ اور جس وصف پر داخل ہے اس کو

ثابت کرتا ہے جیسا کہ وما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه میں قتل المسیح منفی ہے جس کو بل نے باطل کر دیا۔ اور رفع المسیح پر بل داخل ہے جس کو اس نے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظر نے جو آیت بطور تردید پیش کی ہے وہ درحقیقت اسلامی مناظر کی صاف طور پر تائید کرتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انتہا کو پہنچ کر رہ گیا۔ یعنی وہ جاہل رہ گئے۔ دیکھو اس آیت میں شعور یعنی علم بالآخرۃ منفی ہے جس کو بل باطل کر رہا ہے اور جہل بالآخرۃ پر بل داخل ہے جس کو وہ ثابت کر رہا ہے اور جیسا کہ وماقتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه میں قتل المسیح اور رفع المسیح کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تنافی وضدیت ہے ویسا ہی آیہ وما یشعرون ایان یبعثون۔ بل ادرک علمهم فی الاخرہ میں علم بالآخرۃ اور جہل بالآخرۃ کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تنافی وضدیت ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہوا ہے کہ قادیانی مناظر نے تردید کی آیت وما یشعرون پیش کی ہے جس میں شعور کی نفی ہے اور یہ آیت اسلامی مناظر کی ایسی تائید کر رہی ہے کہ قادیانی مناظر کو اس تائید کا شعور نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کی پردہ دری ہو کر اس کے مذہب کا بطلان آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو چکا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مشتہر لکھتا ہے کہ یہ دلیل معدوم النظیر ہے۔ بے شک اس سے جو استدلال کیا گیا ہے اپنی بے ہودگی میں معدوم النظیر ہے۔ کیونکہ صحیح دلائل اور استدلالوں کے نظائر دنیا میں موجود ہوتے ہیں۔

ہدایت

بے شک قادیانی مناظر کا اس مقام اور ایسے استدلال پر لفظ بے ہودگی

استعمال کرنا بے ہودگی میں معدوم النظیر ہے۔ کیونکہ اس نے اس بے ہودگی کی کوئی صحیح وجہ بیان نہیں کی۔ اور ہم نے جہاں قادیانی مناظر کی جہالت کا دعویٰ کیا ہے وہاں ہی اس جہالت کو مدلل و مبرہن کیا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ پھر لکھتا ہے کیونکہ یہ جملہ خبریہ تجیزیہ ہے۔ ایسا وفات مسیح ابن مریم کے متعلق کوئی فقرہ نہیں۔ اس آیت میں تو رفع کے معنی بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھالینا ہی ثابت نہیں ہوسکتے تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہوسکتی ہے۔

ہدایت

جناب من اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبرا میں بروئے محاورہ قرآنی و محاورات احادیث و بروئے قاعدہ نحوی متعلق بل و بروئے قاعدہ علم معانی متعلق قصر قلب آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ ثابت کردیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا جیسا کہ روئداد مناظرہ پڑھنے سے روشن ہے۔ بلکہ قادیانی مناظر نے اس استدلال کے جواب میں توریت پیش کر کے اس بات کا اعتراف کرلیا ہے کہ میرے پاس اس استدلال کا کوئی جواب نہیں۔ اور ہم نہایت زور سے اعلان کرتے ہیں کہ انشاء اللہ قادیانی جماعت میں سے کوئی فرد بھی شرط نمبرا،۲ کے تحت میں رہ کر اس استدلال کا تاقیامت جواب نہ دے سکے گا جیسا کہ وقتاً فوقتاً علماء و فضلاء زمانہ پر اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہوتی رہے گی۔ تو پھر قادیانی مناظر کا یہ کہنا (تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہوسکتی ہے) کیسی دیدہ دانستہ دلیری ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رفع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہوں۔ اور رفعت الی ربی مثال پیش کی ہے جس میں فاعل مذکور ہی نہیں۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ حضرت عائشہ اور امام حسن و معاویہ کا یہی مذہب تھا کہ وہ آپ کا ایک کشف یا خواب تھا جیسا کہ بخاری کی حدیث واستیقظ وھو فی المسجد الحرام سے ثابت ہے کہ معراج کا واقعہ دیکھ کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ اور اس کو واقعہ خاص کہہ کر پیچھا چھوڑانا نہایت مشکل ہے۔

ہدایت

جناب منشی اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں آپ کے اس مضمون کی تردید میں صحیح بخاری کی حدیث کا یہ فقرہ پیش کیا ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتھی۔ اور رفعت الی ربی پیش نہیں کیا۔ اور اس فقرہ حدیث میں طرز تردید یہ ہے کہ جیسا خلقت میں اگرچہ فاعل مذکور نہیں لیکن اس لحاظ سے کہ فعل خلق کا فاعل خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں ہو سکتا۔ خلقت کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے ویسا ہی رفعت الی سدرۃ المنتھی اگرچہ مجہول الفاعل ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ فعل رفع الی سدرۃ المنتھی کا فاعل سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا رفعت الی سدرۃ المنتھی کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے۔ اب دیکھو کہ اس صحیح بخاری کی حدیث کے فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے۔ اور مفعول ذی روح انسان ہے اور مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہے۔ اور پھر قادیانی مناظر نے کہا ہے۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ الخ ہم اس کو اس

کے متعلق یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اسلامی مناظر کی طرز تردید یہ ہے کہ فقرہ ثم رفعت الی سدرۃ المنتھی میں فعل رفع ہے اور خدا تعالیٰ فاعل ہے اور مفعول ذی روح انسان ہے اور اس فقرہ کے الفاظ سے مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہے۔ اور معراج کا واقعہ زیر بحث ہونا اسلامی مناظر کی طرز تردید کو مضر نہیں۔ کیونکہ معراج عالم رویا میں ہو یا عالم کشف میں یا عالم یقظہ میں ہو ہر صورت میں فقرہ ثم رفعت الی سدرۃ المنتھی کے الفاظ سے مراد تو اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہی ہے۔ قادیانی جماعت کے ان افراد کا جنھوں نے لالچ دنیاوی اور طمع نفسانی کی وجہ قادیانی مذہب کو اختیار کیا ہوا ہے ہمیشہ وطیرہ ہے کہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کو شکار کرنے کے لیے ایسی تحریریں عملاً پیش کرتے رہتے ہیں۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ اس طرح تو انی مھاجر الی ربی کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہاں آسمان پر جانا مراد ہے۔ ورنہ کسی کے لیے دکھاؤ تو سہی کہ قرآن کریم یا حدیث میں کسی نے اپنے لیے مہاجر اور الی ربی کا لفظ کہا ہو اور اسی طرح حضرت ابراہیم کا انی ذاھب الی ربی سیھدین سے بھی کوئی ان کے آسمان پر جانے کا استدلال کرے تو کر سکتا ہے اور دلیل مانگی جائے تو آپ کی طرح کہہ دے کہ یہ واقعہ خاص ہے ورنہ یہ الفاظ کسی اور کے لیے آئے ہوں تو پیش کرو۔

ہدایت

یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ا میں لکھا ہے کہ عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ یعنی آسمان پر جانا یا لے جانا اور عروج اور صعود اور رفع میں بلندی کے معنی ہیں۔ اور

ہجرت اور ذہاب میں بلندی کے معنی ماخوذ نہیں۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ جملہ خبریہ تجزیہ وفات مسیح کے متعلق قرآن مجید میں کنت انت الرقیب علیھم ہے۔ خود مسیح کہہ رہے ہیں اور صرف خدا تعالیٰ کے رقیب ہونے سے پہلے اپنے قول فلما توفیتنی سے اپنی وفات کا اقرار کر رہے ہیں۔

ہدایت

تجزیہ سے یہ مراد ہے کہ اس میں شرط کے معنی نہ ہوں اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم میں لما بمعنی حین متضمن معنی شرط ہے۔ اور نیز کنت اور توفیتنی کی ماضویت آج کے لحاظ سے نہیں بلکہ قیامت کے لحاظ سے جیسا کہ قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر کہتا ہے۔ اور جو بات ہم نے توریت سے پیش کی ہے۔ وہ یہود کا عقیدہ بیان کرنے کے لیے پیش کی ہے۔ وہ قرآن مجید کو خدا کا کلام نہیں مانتے۔ اور یہودیوں کے نزدیک مسیح مجرم ہی تھے اور انھوں نے آپ پر بغاوت کا الزام لگایا تھا۔ اور پھر توریت میں صاف لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور نیز استثناء ۲۳/۲۱ میں لکھا ہے۔ ''وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے ملعون ہے''۔ اسی کے مطابق گلیتون ۱۳/۳ میں پولوس کہتا ہے۔ ''مسیح ہمارے بدلے لعنت ہوا۔ کیونکہ لکھا ہے۔ جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔

ہدایت

یہ تحریر قادیانی مناظر کی مناظرہ کے بعد کی ہے بلکہ اس قادیانی اجلاس کے

بعد کی ہے جس میں تمام قادیانی جماعت کے افراد شامل تھے۔ ایسے وقت کی تحریر میں قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کو ترک کر کے پھر بھی توریت کو پیش کرنا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ قادیانی مناظر بلکہ تمام قادیانی جماعت نے اعتراف کرلیا ہے کہ ہمارے پاس شرط نمبر ۱، ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں۔ اور توریت محرف منسوخ شدہ کتاب کے پیش کرنے کی بھی قرآن کریم اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ قرآن کریم کا فقرہ وما قتلوہ الخ یہود کے جس عقیدہ کی تردید ہے اس عقیدہ کو قرآن کریم نے اپنے اس فقرہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم الخ کے ساتھ صاف طور پر بیان کردیا ہے۔ پھر قادیانی مناظر نے بلحاظ آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون قرآن کریم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور نیز قادیانی مناظر نے تسلیم کرلیا ہے کہ ہر ایک مصلوب ملعون نہیں بلکہ مجرم مصلوب ملعون ہے۔

قادیانی مناظر نے اور بھی اختراعیات اور مغالطات لکھے ہیں۔ لیکن ان کے متعلق ہدایت کرنے میں تضیع الاوقات ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو بدیہی البطلان ہیں اور بعض ایسے جن کی تشریح و تردید ہو چکی ہے اور بعض ایسے جن کا موضوع مناظرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں؟

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ (مرتب)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مناظرہ کے لیے دعوت

کئی سال سے قادیانی جماعت کے لوگ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر مناظرہ کرنے کے لیے مجھے دعوت دے رہے تھے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ آج کل کا مباحثہ درحقیقت مناظرہ نہیں ہوتا بلکہ مجادلہ یا مکابرہ ہوتا ہے۔ میں اجتناب کرتا رہا اور قادیانی جماعت نے اسلامی جماعت کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ تمھارے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ورنہ مفتی غلام مرتضیٰ مناظرہ سے اجتناب نہ کرتا۔ اس پر اسلامی جماعت کے کثیر التعداد اشخاص کے عقائد میں تشویش اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ بلکہ اغلب امید ہو گئی کہ اگر مناظرہ نہ ہوا تو اسلامی جماعت کے کثیر التعداد افراد مرتد ہو جائیں گے۔ اس حالت کے لحاظ سے مناظرہ کرنا فی سبیل اللہ یعنی بغرض حفاظت عقائد حقہ میں نے منجانب اللہ اپنا فرض لازمی سمجھ کر اعلان کر دیا کہ قادیانی جماعت کا فرد اعلیٰ یا متوسط یا ادنیٰ جو میدان مناظرہ میں نکلے میں اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

چنانچہ مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل آمدہ از قادیان کے ساتھ میرا مناظرہ تحریری و تقریری بتواریخ ۱۸، ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء بمقام ہریا ضلع گجرات ہوا۔ جس کی تمام روئداد ہدیہ ناظرین ہے۔ بنا بریں اب میرا استحقاق ہے کہ قادیانی جماعت میں سے جس فرد کو مناظرہ کے لیے میں دعوت دوں وہ میدان مناظرہ میں نکلے۔

چونکہ میاں محمود احمد صاحب کو قادیانی جماعت نے سب سے فائق سمجھ کر صاحب کی خلافت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور نیز میاں صاحب قریباً چالیس کروڑ اہل اسلام اور کلمہ گو کی تکفیر کرنے میں مقتدا ہیں۔ اور مرزا غلام احمد صاحب لکھتے

ہیں۔

''یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالفین باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۶)

اس لیے میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دعوت کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر بمقام لاہور اس طریق سے مناظرہ تحریری و تقریری کریں کہ ہر ایک مناظر مطابق آیہ فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول اپنا اپنا دعویٰ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے ساتھ ثابت کرے اور قرآن کریم و حدیث نبوی چونکہ عربی لغت میں ہیں اس لیے ان کی تفسیر میں امور مفصلہ ذیل کے سوائے کوئی پیش نہ کی جائے گی۔ قرآن۔ حدیث۔ اقوال صحابہ۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معنی۔ بیان۔ بدیع لیکن میں میاں صاحب کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول صاحبؒ کے اقوال بھی پیش کر سکوں گا۔ کیونکہ میاں صاحب مرزا صاحب کو نبی اعتقاد کرتے ہیں اور میں مرزا صاحب کو نبی نہیں اعتقاد کرتا بلکہ متنبی سمجھتا ہوں۔

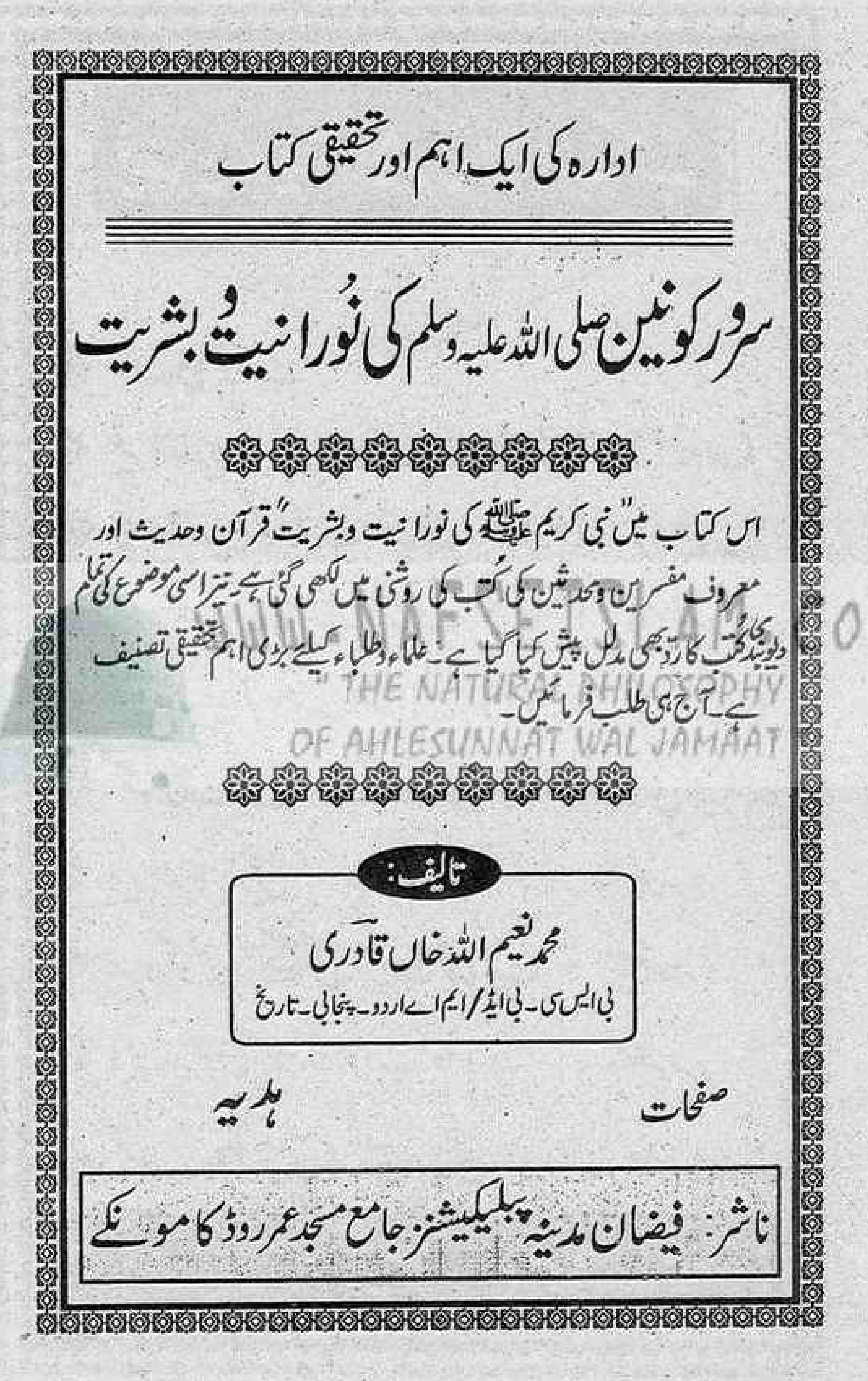
اب تمام ناظرین پر واضح ہو کہ اگر میاں صاحب میری دعوت کو قبول کر کے میدان مناظرہ میں آ گئے تو ہم سمجھیں گے کہ میاں صاحب کے دل میں خلوص اور دیانت داری ہے اور اپنے عقائد ثابت کرنے کے لیے ان کے دل میں جرأت اور قوت ہے۔ اور اگر میاں صاحب نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اور مناظرہ میں نہ

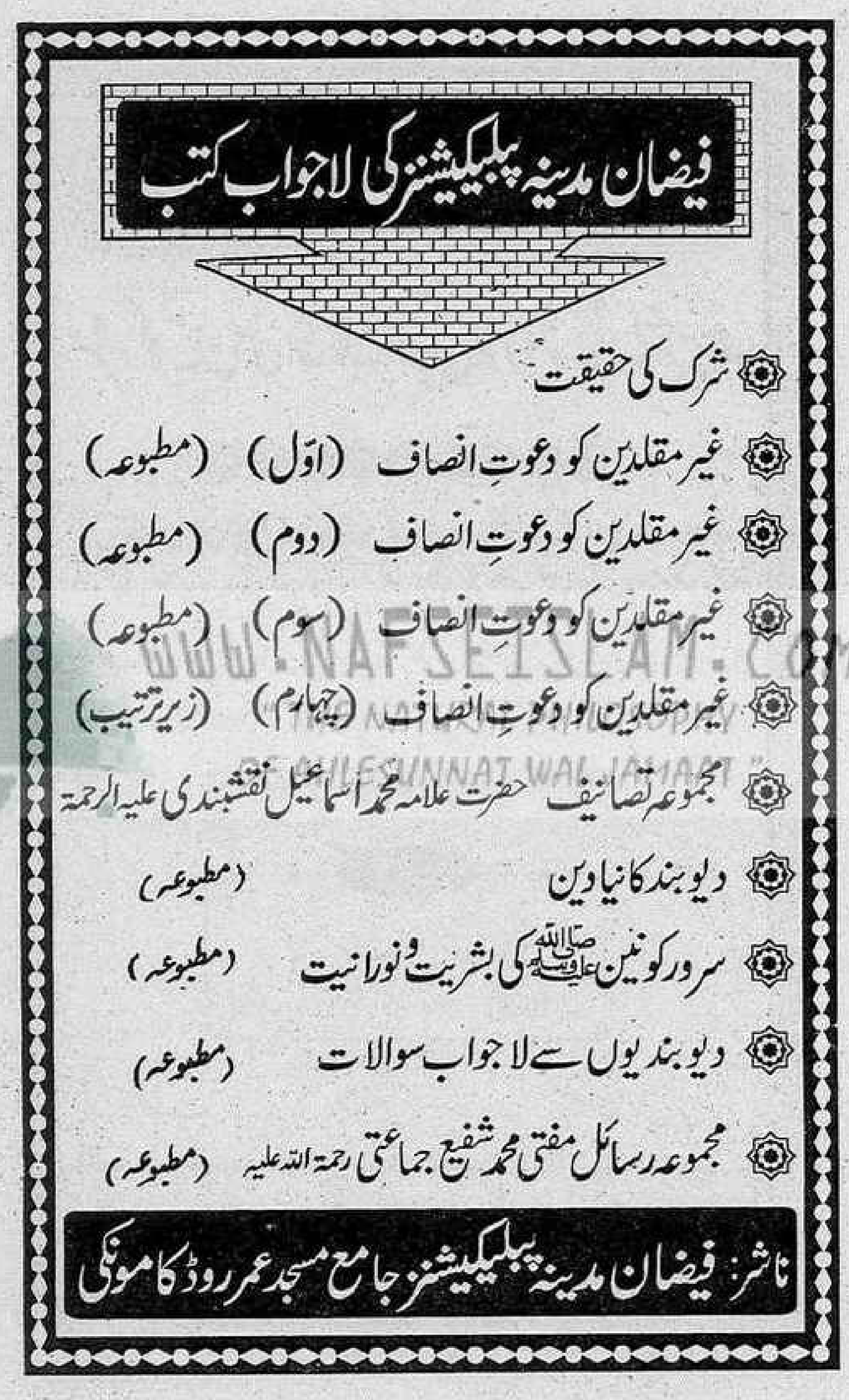
آئے تو یہ ثابت ہوگا کہ ان کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے دل میں خلوص اور دیانتداری ہے بلکہ میاں صاحب کی تمام تلمیحات اور ڈھنگوں میں شکار بازی مقصود ہے اور ''زر بدہ سخن درین است''۔ والا معاملہ ہے۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

خادم الاسلام والمسلمین
مفتی غلام مرتضیٰ




ادارہ کی ایک اہم اور تحقیقی کتاب
سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نُورانیت و بشریت
اس کتاب میں "نبی کریم ﷺ کی نورانیت و بشریت" قرآن وحدیث اور معروف مفسرین ومحدثین کی کُتب کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ نیز اسی موضوع کی تمام دیوبندی کتب کا رد بھی مدلل پیش کیا گیا ہے۔ علماء وطلباء کیلئے بڑی اہم تحقیقی تصنیف ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔
تالیف:
محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ
صفحات
ہدیہ
ناشر: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے


فیضان مدینہ پبلیکیشنز کی لاجواب کتب
شرک کی حقیقت
غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (اوّل) (مطبوعہ)
غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (دوم) (مطبوعہ)
غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (سوم) (مطبوعہ)
غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (چہارم) (زیرِ ترتیب)
مجموعہ تصانیف حضرت علامہ محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ
دیوبند کا نیا دین (مطبوعہ)
سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت و نورانیت (مطبوعہ)
دیوبندیوں سے لاجواب سوالات (مطبوعہ)
مجموعہ رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ)
ناشر: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکی